ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ رفع شبہات بعض عوام میں جو لونڈی غلام میں کلام کرتے تھے یعنی

رد الشقاق فی جواز الاسترقاق

باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور و تربیت [illegible]

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی فَضَائِلِہٖ وَنَوَالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَہٗ لِنَہْتَدِیَ بِاَقْوَالِہٖ وَنَقْتَدِیَ بِاَفْعَالِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِہٖ وَاقْتَبَسُوْا مِنْ نُوْرِ جَمَالِہٖ بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہون کہ ایک رسالہ درباب حرمت استرقاق نظر پڑا اوسکے دیکھنے سے دریافت ہوا کہ بعض ناواقفان علوم عقلیہ و نقلیہ نے توہمات ڈبلیو ڈبون اور گرنیول شارب اور مستر بروہم وغیرہم اور قوانین مجریہ حکام وقت کو دیکھکر بحکم النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ یہ چاہا کہ استرقاق کو جو دین محمدی مین منصوص اور متفق علیہ اور بالاجماع ثابت ہی باتباع و تقلید توہم پرستان اور امراے وقت کے اوسکے جواز مین کلام کرین چنانچہ ایک رسالہ موسومہ بہ تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام اس باب مین تالیف کرکے اپنی صدف طبیعت سے جھوٹے موتی نکال کر اپنے پیرونکو عطیے اور اونھون نے افتخاراً اپنا درۃ التاج بنایا اور باوجود ادعاے اسلام کے اوسمین ایسے مضامین لکھے ہین کہ جنسے صراحۃً اور اشارۃً الزام شرک اور فسق کا اکابر دین اور علماے اعلام اور انبیاے عظام پر عائد ہوتا ہی اور انبیاے اولو العزم سے لیکر عوام اہل اسلام تک کوئی مطعونی سے نہین بچ سکتا چونکہ اب یہ زمانہ وہ ہی کہ خورشید علم پردہ مین آگیا اور اندھیرا جہل کا عالم مین چھا گیا ہی مخبر صادق کی جو خبر ہی پیش نظر ہی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ

بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغیر
علم فضلوا واضلوا ۔ تحقیق اللہ قبض نہ کریگا علم کو چھین لینے کی طرح پر کہ چھین لیوے اوس کو
بندوں کے دلوں میں سے لیکن قبض کر لیگا علم کو بسبب قبض کر لینے علما کے یہاں تک کہ جب باقی نہ چھوڑیگا
کسی عالم کو تو ٹھہراوینگے آدمی بزرگ جاہلوں کو تو سوال کیے جاوینگے وے پس فتوی دینگے بغیر علم کے
پھر خود گمراہ ہونگے اور اون لوگوں کو گمراہ کرینگے لہذا بہت خوف اس امر کا پیدا ہوا کہ کچھ بعید نہیں کہ اکثر عوام خام خرافات بعضے
پر محض از راہ تقلید کے ایمان لا کر گمراہ ہو جاویں لہذا اس خاکسار ذرہ بےمقدار نے اونکے شبہات
واہیہ کی رد میں یہ رسالہ مختصر لکھا اور نام اسکا رد الشقاق فی جواز الاسترقاق رکھا

واللہ الموفق الی الهدایة ومنه البدایة والیه النهایة

* مقدمہ *

جاننا چاہیے کہ انسان ایک نوع ہے جنس حیوان سے روح انسانی کہ جسکو نفس ناطقہ اور جوہر ملکی اور مدرک کلیات کہتے ہیں اسنے اوسکو سائر انواع حیوانیہ سے جدا کر دیا ہے اور خصائص بہیمیہ جسقدر سارے حیوانات میں ہیں بسبب اشتراک جنس کے اسمیں بھی موجود ہیں جسقدر احترام اسکو حاصل ہے وہ بسبب کمال روح انسانی ہی کے حاصل ہے آزادی جو اسکی صفت ہے وہ بھی صرف بسبب روح انسانی ہی کے ہے غور کرو کہ اگر آزادی منجملہ صفات جنسیہ کے ہوتی تو سب حیوانات کا یہی حال ہوتا لیکن باتفاق موافق و مخالف لازم باطل ہے فالملزوم مثلہ پس ظاہر ہوا کہ آزادی منجملہ خصائص نفس ملکی کے ہے نہ نفس بہیمی اور اوسکے متعلقات کے اور جاننا چاہیے کہ اوس جوہر ملکی کو خدا تعالے نے حاکم نفس بہیمیہ کا بنایا ہے نفس بہیمی اور حواس عشرہ کو جو متعلق نفس بہیمی کے ہیں بوساطت نفس بہیمی کے تابع اوسکا کیا ہے پس صفت آزادی جو انسان کو حاصل ہے یہ تبعیت و اطاعت نفس ملکی کی ہے کہ جسقدر زیادہ تبعیت و اطاعت نفس ملکی کی رہیگی اسیقدر زیادتی آزادی میں ہوتی رہیگی یہاں تک کہ نہایت اطاعت سے خود یہ جسم خاکی اگر صفات ملکی سے کماحقہ متصف ہو جاوے

تو ممکن ہے وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۔ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ
دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى   مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ

حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی
یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا لیکن جب نفس بہیمی نے بغاوت اختیار کرکے نفس ملکی کو مغلوب کرلیا اور خود غالب
ہوگیا تو حسبقدر احترام اور اعتصام کہ بہ بین اطاعت نفس ملکی اوسکو حاصل تھا یا ممکن الحصول اور متوقع
الحصول تھا سب سے محروم رہگیا اور دیگر ابنای جنس کے ساتھ ملحق ہوگیا بلکہ اونسے بھی بدتر ہوگیا
کہ جو استعداد اوسمین تھی اونمین فی الاصل تھی ہی نہین پس وہ تو معذور ہین مگر اسنے خود اوس استعداد کو
زائل کردیا اسیواسطے کلام حکمت التیام مین ایسے بغاۃ کے حق مین وارد ہوا ان ھم الا کالانعام
بل ھم اضل سبیلا اور اسی سبب سے اونکو بکلمہ شر الدواب تعبیر کیا گیا ان شر الدواب عند اللہ
الذین کفروا فھم لا یومنون اور جب دیگر انواع جنس یعنی حیوانات کے ساتھ ملحق ہوگیا
تو وصف آزادی جو خصائص نفس ملکی سے ہے مانند اور صفات کمال کے اوس سے زائل ہوگیا اور مثل دیگر
حیوانات کے بموجب کلام حکمت التیام والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام
تمتع محسوسات اور خور و نوش کا مندہ ہوکر قابل تملک رہگیا اور جسطرح پر کہ اور حیوانات بسبب اخذ
اور قید کے مملوک پکڑنیوالے اور قید کرنیوالے کے ہوجاتے ہین اسیطرح یہ قید اور اخذ اور استیلا اوسکے
مملوک ہوجانیکا بھی سبب کامل ہوگیا غرض کہ بسبب بغاوت اور غلبہ نفس بہیمی اور مغلوب ہوجانے
جوہر ملکی کے جو جو صفات کہ جوہر ملکی کے جسم حیوانی مین موثر ہوکر موجب حرمت و عصمت تھین وہ سب
کنارہ کرگئین اور بعد اونکے زوال اور کنارہ کرنے کے یہ صورت نوعیہ بھی تمامتر مثل دیگر انواع
جنس کے قابل تملک کے ہوگئی اور بسبب زوال عصمت حریت کے استرقاق اونکا عقلاً و نقلاً مذموم نہ ہوا
اور یہی رای ہے انبیای عظام کی بموجب وحی خالق انواع موجودات کے قل ما یعبا بکم ربی لولا
دعاؤکم اور یہی رای ہے حکما اور علمای اہل اسلام کی اور یہی رای ہے اکابر فلاسفہ اشراقیین اور مشائین کی اور چند
پہلے یہی رای تھی مجتہد عصر کی بھی کہ سکان ہند کو کمتر مینڈک اور کیڑے مکوڑے سے تصور فرماکر
بہت آب و تاب سے علیگڈھ کی سوسٹی کے اخبار مین چھپوایا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ اونھون نے بنا بر ناواقفی
کے علوم محسوسات دنیوی سے ایسا تجویز فرمایا تھا ہم بربنای جہل و غفلت کے علوم الٰہیہ اور معارف توحید کے

ایسا تجویز کرتے ہین مصرع
عنکبوت از طبع عنقا داشتی
آن فرشتہ ہست نزاند جز سجود
این سوم ہست آدمی زاد و بشر
نیم دیگر مائل علوے بود
عقل گر غالب شود پس شد فزون
از بہائم این بشر زان کابتر ست
یک گرو مستغرق مطلق شده
رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل
قسم دیگر با خران ملحق شدند
تنگ بود آنخانہ و آن وصف زفت
زاغ گردد چون پے زاغان رود
این سخن حق ہست صوفی گفتہ است
مکر و تلبیسی کہ او تاند تنید +
دُرہا از قعر دریا یافتن +
کہ تعلق با ہمین دنیاستش +
کہ عماد بود گاو و اشتر ست
علم راہ حق و علم منزلش
ترک او کن لا احب الآفلین
بار حیوان را چو استعداد نیست
ہر غذائی کو خورد مغز رست

حکم ہر کس بقدر ہمت اوست
از لطافے خیمہ کے افراشتی
یک گروہ دیگر از دانش تہی
از فرشتہ نیم و نیمش از خر
تا کدامی غالب آید در نبرد
از ملائک این بشر در آزمون
این بشر ہم ز امتحان قسمت شدند
ہمچو عیسیٰ با ملک ملحق شده
از ریاضت رستہ وز جہد و جہاد
خشم محض و شہوت مطلق شدند
مردہ گردد شخص کو بیجان شود
جسم گردد جان چو او بیجان شود
او ز حیوانات جان افزون کند
آن ز حیوان دگر ناید پدید
خرده کاریہای علم ہندسہ
رہ بہفتم آسمان بر نیستش
بہر استبقای حیوان چند روز
صاحب دل داند آن را با دلش
زانکہ استعداد تبدیل و نبرد
جذر را اندر بہیمی ز روشنی ست
گر پلید از خورد آن افیون شود

نظم

یک گروہ را جملہ علم و عقل و جود
ہمچو حیوان از علف در فربہی
نیم خر خود مائل سفلے بود
زین دو گانہ تا کدامی برد نرد
شہوت ار غالب شود پس کمتر ست
آدمی شکل اند و سہ امت شدند
نقش آدم لیک معنی جبرئیل
گوئیا از آدمی خود او نزاد
وصف جبریلی در ایشان بود زفت
خر شود چون جان او بی آن شود
زانکہ جانی کان ندارد ہست پست
در جہان باریک کاریہا کند
جامہای زرکشی را بافتن
یا نجوم و طب و علم فلسفہ
اینہمہ علم بنای آخر ست
خواندہ علمش احمقان بفریز
لاجرم اسفل بود از سافلین
بودش از پستی و آن افزون کرد
زانکہ چو استعداد شد کان رہ رست
سکتہ بیعقلیش افزون شود

جب یہ امور ممہد ہو چکے تو اب ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ مجتہد دہر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس بات کو
جانچتے ہیں کہ اونھوں نے جسقدر دلائل عقلیہ لکھے ہیں آیا کچھ بھی مطابقت قواعد عقلیہ اور استدلالات
معقولہ سے رکھتے ہیں یا سب لغو اور مہمل اور سربسر از قسم توہمات و تقلیلات ہیں واللہ الموفق
الی الحق والصواب **قال** خدا نے انسان کو ایک ہستی بنایا ہے کہ جسکی فطرت میں آزادی رکھی ہے
اقول ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ آزادی ذاتیات انسان سے نہیں اور نہ خصائص جنسی سے ہے
بلکہ خصائص جوہر ملکی سے ہے کہ اوسکے ذریعہ سے بحالت تبعیت کے جسم حیوانی پر موثر ہوتی ہے اور بسبب
بغاوت کے زائل ہو جاتی ہے **قال** اوسکو ذی عقل اور ذی شعور پیدا کیا **اقول** عقل سے کیا مراد ہے
اگر مدرک کلیات مراد ہے جسکو ہمنے یہ نفس ملکی تعبیر کیا ہے تو مغلوب ہو جانا عقل کا اور غالب ہو جانا نفس
بہیمیہ کا ہر آئینہ مستلزم اسکا ہے کہ یہ صورت نوعیہ بھی مورد احکام بہائم ہو وے بلکہ اوس سے زیادہ اوپر
تشدد کیا جاوے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ذی شعور ہونا کسیطرح حیز امتیاز تک نہیں جسقدر حیوانات ہیں
سب ذی شعور ہیں اور مشاعر عشرہ سب میں موجود ہیں حالانکہ سب قابل تملک ہیں **قال** اوسکو تمام
قوی ظاہری اور باطنی عطا کیے ہیں **اقول** یہ بھی کچھ خصائص انسانی سے نہیں ہیں کل حیوانات کو
حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہیں **قال** اونکے استعمال کی اونکو قدرت بخشی ہے **اقول** کل
حیوانات کا یہی حال ہے کچھ خصوصیت انسان کی نہیں **قال** ہر کام کے شروع کرنیکی سمجھ اور اوسکے
انجام کی سوچ اوسکو دی ہے تا کہ ہر کام کا آغاز اور انجام خود سوچ لے **اقول** اگر یہ قضیہ کلیہ فرض
کیا جاوے جیسا کہ لفظ ہر دلالت کرتا ہے تو غلط محض ہے کیونکہ بعض امور کے آغاز کی سمجھ اور اوسکے انجام کا
سوچ کچھ بھی انسان کو نہیں دیا گیا چنانچہ یہ امر بدیہی ہے اور اگر قضیہ مذکورہ کو جزئیہ سمجھا جاویگا تو ہر ایک
حیوان پر صادق آتا ہے کچھ مخصوص ساتھ انسان کے نہیں ہے بعض امور کا آغاز و انجام ہر ایک حیوان خود
سمجھتا سوچتا ہے بلکہ بعض امور جسکے ادراک میں بعض حیوان انسان پر فائق ہیں **قال** اوسکو ایسی
فطرت پر بنایا ہے کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزوں کے مہیا کرنیکا حاجتمند ہے **اقول** یہ بھی بداہۃً باطل
ہے نہ انسان نفس کل اشیاء موجودہ کیطرف محتاج ہے نہ اونکے مہیا کرنیکی احتیاج رکھتا ہے اور بہ تقدیر

تسلیم ناقص الخلقة ہونا لازم آتا ہی کہ ایسا ناقص الخلقة ہی کہ محتاج ہی بطرف تمام اشیای موجودہ یا ممکنہ کی برخلاف سائر حیوانات کہ وہ اکثر اشیای موجودہ یا ممکنہ سے مستغنی ہین اور اگر الفاظ سے قطع نظر کرکے یہ سمجھا جاوے کہ مدعا یہ ہی کہ انسان ایسی فطرت پر بنایا گیا ہی کہ جو چیزین کہ اوسکے واسطے ضروری ہین اونکو خود مہیا کرسکتا ہی تو یہ بات کچھ خصائص نوع انسانی سے نہین ہر حیوان کا ایسا ہی حال ہے **قال** خود خدا نے فرمایا لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی انسان کے لیے بجز اسکے جسکی وہ خود کوشش کرتا ہی کچھ نہین ہی **اقول** مخفی نہین کہ آیت متلوہ مین قصر الموصوف علی الصفة ہی کہ جس سے کچھ مدعا مستدل کا حاصل نہین ہوتا ہمکو اس مقام مین تشریح معانی آیت کی ضرورت نہین **قال** پس یہ تمام حالتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک ہی **اقول** جن مقدمات پر کہ مؤلف نے یہ نتیجہ ترتیب دیا وہ سب مقدمات باطل ہین اونمین سے ایک مقدمہ بھی منتج اس نتیجہ کا نہین نہ بطریق قیاس اقترانی نہ بطریق قیاس استثنائی پس بجز توہمات و تخیلات کے کہ اصلا مثبت کسی مدعا کے نہین ہوسکتے مقدمات و نتیجہ کو اور کسی امر پر ہم محمول نہین کرسکتے اور اگر یہ امور مذکورہ منتج نتیجہ مسلمہ مؤلف کے ہون تو سب حیوانات کا ایسا ہی حال ہی کہ پتلا ہونا اونکے جنس کی ذاتیات مین سے ہی اور عوارض مذکورہ از قسم عرض عام کے ہین جیسا کہ مذکور ہوا ہم بھی کہتے ہین کہ حریت امر فطری ہی کیونکہ پیدایش انسان کی فطرت اسلام پر ہی ہی مگر جب اسلام زائل ہوگیا تو اوسکے زوال مین کیا استبعاد ہی اور فساد اس قول مصنف کا کہ وہ خود اپنا آپ مالک ہے ظاہر ہی ہماری ملت مین کوئی حر خود اپنا بھی مملوک نہین اوسکو اختیار نہین کہ وہ اپنے تئین کسیکے ہاتھ بیع و ہبہ کرکے کسی دوسرے کا مملوک کردے **قال** غلامی ان تمام چیزون کی بابت یون کہو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہی اور اسلیے خدا کی مرضی کے مطابق نہین ہوسکتی **اقول** یہ کلام بھی غایت رکاکت بلکہ غلط بات ہی جن لوگون پر استیلاء رق کا ہوا اصلا صانع کی مرضی کے برخلاف نہین بلکہ عین مرضی خالق یہی ہی اور نتیجہ مؤلف کا صرف ایسے مقدمات پر مبنی ہی کہ محض از قسم توہمات اور تخیلات ہین اور چونکہ غلامی ابتدا سزا ہی اوس جرم کے

کہ بالاتفاق منافی فطرت اور مرضی خالق کے خلاف ہی چنانچہ وارد ہوا ہی لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ

پس اوس جرم غیر فطری کو بھی خلاف مرضی اور اوسکی سزا کو بھی خلاف مرضی ٹھہراتا خالی تعارض کا ہی سے نہین **قال** حقیقت مین غلامی سے زیادہ کوئی غیر فطرتی نیکی کی جو اصلی منبع تمام نیکیون کا ہی بر عکس مخالف نہین **اقول** سراسر غلط تقریر ہی وہ امر قبیح کہ جس سے زیادہ کوئی غیر فطرتی نیکی کے برخلاف نہین اوس سے اغماض فرمانا اور اوسکے قائم مقام اوسکی سزا کو جو عین حکمت ہی ٹھہرانا دیدہ و دانستہ حق بات کو چھپانا ہی ع نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند **قال** غلامی بے انتہا بدیون کی جڑ اور تمام بداخلاقیون کی مان اور کلیتہ اخلاق حمیدہ کی دشمن ہی **اقول** یہ تقریر سراسر بدیہیات اولیات کے خلاف ہی کیا یہ تثلیث و تعشیر اور بت پرستی اور استعمال ام الخبائث مبنی اوپر غلامی کے ہی کیا یہ زناکاری اور فحش قبیح غلامون مین ہی محصور ہی کیا یہ سب قبائح مذکورہ جناب سامی کے نزدیک محاسن فطرتی ہین انصاف فرمایئے کہ جب ایسے ایسے امور مناقض فطرت کسی فرد بشر یا قوم مین راسخ ہوجاتے ہین تو وہ انسان نہین بلکہ بدتر از سا حیوان ہین اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ط اور جب وہ انسان صورت بہائم سیرت حکم مین انعام کے ہین تو استرقاق اونکا آئینہ مطابق اقتضای حکمت کاملہ کے ہی **قال** کیا پاک پروردگار ایسی ناپاک چیز کو انسان کے حق مین جائز کرتا **اقول** کیا پاک پروردگار اون ناپاک اخلاق کی جو موجب تغیر فطرت کے ہین اونکو سزا نہ دیتا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ **قال** کیا خدا تعالی ان تمام صفات کو جو اوسنے انسان مین پیدا کیے ہین غلامی کی حالت مین برباد کرنا پسند فرماتا **اقول** غور فرمایئے کہ اگر اون صفات کو اون بہائم سیر قومون نے خود برباد نکیا ہوتا تو ہرگز وہ لوگ مورد استرقاق نہوتے مگر جب کہ انھون نے خود اون صفات کو قبل از ورود استرقاق کھو دیا تو کیا مقتضای عقل سلیم یہی ہی کہ تدارک اوسکا کچھ کیا جاے **قال** یہ تمام قوی جو خدا نے انسان مین اسلیے پیدا کیے ہین کہ خدا کے لیے کام مین اوین دوسرون کے تصرف مین جانے پر راضی ہوتا **اقول** یہ تو فرمایئے کہ آپکے خاندان آزاد کے قوای لطیف کونسے وقت خدا کے لیے کام مین آتے ہین اور غلامون کے قوای لطیف کے خدا کے لیے کام مین نیکا کون مانع ہی اور جب وہ بدخصال برخلاف اصل فطرت کے خالق کو چھوڑکر مخلوق کے ما بہت ناورینا کے اور اوس غفلت نے پیدا کر

اصرار کرنے لگے کہ باوجود پند و وعظ کے رو براہ نہووے بلکہ بمقابلہ و مقاتلہ پیش آوے تو کیا
اوس بغاوت کی پاداش سے اونکو محفوظ رکھنا اور اونکے اخلاق رذیلہ کی اصلاح مین کوشش نکرنا آپکے
نزدیک عین مقتضای حکمت و مصلحت ہی اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی حاشا و کلا اِنَّ اللّٰہَ
عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ٥ ذٰلِکَ جَزَیْنٰاھُمْ بِبَغْیِہِمْ اور خوب سمجھ لیجیے کہ یہ استرقاق جو ہماری شریعت کے
مطابق ہی اون بدخصالون کے حق مین نہایت مفید اور مثمر ثمرات حسنہ اور موجب تہذیب ہی وہ یہ کہ جیسا
آپ ازراہ غلبۂ توہمات و تخیلات فاسدہ کے سمجھ رہے ہین یاد کیجیے کلام حکمت التیام صادق علیہ الصلوۃ
والسلام کو عجب اللّٰہ من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل رواہ البخاری وہ قوم جو آپکے
اعتقاد مین ازبس مہذب ٹھہری ہوئی ہی اونھین آرا کو باب بغاوت مین ملاحظہ فرمایئے جبر دوام
اور انتزاع ملکیت اموال منقولہ اور غیر منقولہ اور عدم تملک مکاسب بصراحت تمام تجویز فرماتے ہین
حجب میراث ہی نہین بلکہ ضبطی میراث جو حجب سے بھی بدتر ہی واجب ٹھہراتے ہین بلفظ یا لفاظ غلام تو
البتہ روا نہین رکھتے مگر استعمال احکام غلام مین زیادہ تر قواعد شریعت غرا سے تشدد اور مبالغہ کرتے
ہین دیکھیے باب ششم نبیل کوڈ اور دیگر احکام متعلق اوسکے **قال** جبکہ خدا خود الہام کرچکا ہی کہ کلکم
عبید اللّٰہ و کل نساءکم اماء اللّٰہ کہ تمام مرد میرے غلام ہین اور تمام عورتین میری لونڈیان ہین
تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کرکر خوش ہوتا کلا و اللّٰہ یا اللّٰہ انت وحدک لا شریک لک انتہی **اقول**
آپکی اس تقریر کے جواب مین تو صرف اسیقدر کافی ہی کہ جب خدا تعالے اپنے رسول مقبول کی زبان سے
درباب غلامون اور کنیزکون کے ہمکو یہ امر فرماتا ہی کہ لیقل غلامی و جاریتی چاہیے کہ کہے کہ غلام میرا
اور چھوکری میری پس وہ کون شخص ہی کہ خدے متعال کے حکم کے برخلاف اپنی طرف سے ایک حکم
جاری کرنیکا ارادہ ازراہ تعلی کے کرے فلا کیا احکم الحاکمین اس امر کو پسند فرماویگا کہ اپنے بندون میں کسی اپنے
بندہ کو آپسے زیادہ حاکم بالاتر بناوے کلا و اللّٰہ لہ الامر و لہ الحکم و ہو احکم الحاکمین لا رادّ لحکمہ
ولا مانع لقضائہ اول مخفی نرہے کہ مصنف عالی قدر نے جن کلمات سے یہان استدلال کیا ہی یہ کلمات ایک جز ہین
حدیث مسلم رح کی مصنف نے پوری حدیث نہ لکھی ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلعم

لا يقولن احدكم عبدي وامتي كلكم عبيد الله وكل نسائكم اماء الله ولكن ليقل غلامي وجاريتي
الحديث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ کہے کوئی تم مین سے یہ الفاظ بندہ میرا بندی میری
تم سب خدا کے بندے ہو اور سب عورات تمھاری خدا کی بندیان ہین لیکن یہ کہو کہ غلام میرا اور
چھوکری میری الخ اور چونکہ لفظ عبد اور امۃ کا مفہوم متضمن ہے معنی غایت تذلل کو اور وہ مخصوص ہے
صرف واسطے خداوند تعالی کے لہذا ان الفاظ کے استعمال سے نہی فرمائی گئی اور جن معانی مین کہ اونکو
استعمال مین لایا جاتا تھا اون معانی کے استعمال کے واسطے جو اور الفاظ تھے اونکی اجازت دی گئی پس
اس اجازت صریح کے برخلاف اگر کوئی مجتہد بھی فتوی دے تو یہ اجتہاد مقابلہ نص ہے کہ بموجب مسلمہ
مسلمۂ اصول مردود ہے اور عامل اوسکا کسیطرح معذور نسمجھا جاویگا تنبیہ اس تقریر پر مجتہد عالی قدر کے
غور کرنا چاہیے کہ اس سے صاف نسبت اشراک باللہ کی مجوزین استرقاق کی نسبت ظاہر ہے حالانکہ خود
باعتراف مجتہد سب انبیای کرام مجوز اسکے رہے ہین خود مجتہد کا یہ دعوی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تا سنہ ۴۸
باتباع رسم جاہلیت مجوز استرقاق رہے پس ظاہر ہوا کہ عقیدہ مجتہد کا یہ ہے کہ نبی آخرالزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
صرف دو سال اور چند ماہ اواخر عمر مین تو اشراک باللہ سے محفوظ رہے باقی تمام عمر اونکی اشراک باللہ مین ہی
گذری واہ کیا خوب حمایت اسلام کی فرمائی دوستی بیخرد خود دشمنی ست **قال** آزادی جو ہر ایک
انسان کا قدرتی حق ہے غلامی ٹھیک اوسکو برباد کرنے والی ہے انتہی **اقول** ہم نہین
سمجھتے کہ قدرتی حق سے کیا مراد ہے اور یہ حق کس سے ہے اور یہ حق کیسا ہے آیا کسی جرم سے زائل بھی
ہو سکتا ہے یا نہین اور انسان اس حق کا استحقاق کس سبب سے رکھتا ہے اور یہ استرقاق خاصہ نوعی ہے
یا جنسی ہے ان سب امور کی تفصیل کیجیے مہمل باتون سے کچھ فائدہ نہین حاصل ہوتا **قال** قدرتی حقوق کا
برباد کرنا اصلی ظلم اور ٹھیٹ ناانصافی ہے انتہی **اقول** یہ مقولہ برہانی ہے اور ملت اسلام مین مسلم ہے اور اس
کلیہ پر بہت مسائل متفرع ہین چنانچہ یہ مسئلہ اوسی بنا پر مبنی ہے کہ غلامی مبنی ہے اوسپر برباد کر دینے
حق اللہ یعنی اوپر اختیار کفر و شرک کے کہ اکبر الکبائر اور ظلم عظیم ہے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ
عَظِيْمٌ اور جب وے مرتکب اس ظلم عظیم کے ہوے تو خود اونھونے اپنی حرمت آپ برباد کر دی

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ **قال** ایسے انسان ایسی خطاؤن کا خطاوار ہو سکتا ہی انتہی **اقول** یہ بات مسلم ہی اور ہم بھی کہتے ہین کہ اس ظلم کے ارتکاب کے سبب وہی لوگ سزای غلامی کے سزاوار ہوے **قال** مگر خدا ایسے قصور کا تقصیروار نہین ہو سکتا انتہی **اقول** اسمین کچھ شک نہین اونکے غلام ہو جانیکا خدا تعالی پر کچھ الزام عائد نہین ہو سکتا انھون نے اپنے حق کو اپنے ہاتھون برباد کر دیا خدا نے اونپر کچھ ظلم نہین کیا تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ حیرت یہ ہی کہ مصنف نے غلامی کو کسطرح پر مستلزم قصوروار منعم حقیقی سمجھا ہی ظاہرا اونکو معلوم نہین کہ حریت از قسم حقوق اللہ ہی یا حقوق العباد ہی یا من وجہ حق اللہ ہی اور من وجہ حق العباد ہی اور یہی غلط فہمی یا تردد باعث اسکا ہی کہ بنای وجوہ فاسدہ دیوار ناپایدار قائم فرمائی ہی واضح ہی کہ استخراج نتائج شرعیہ کیواسطے حکماء امت محمدیہ نے بہت کوشش و اجتہاد کے ساتھہ از روی دلائل عقلیہ و نقلیہ قواعد محکمہ قائم کرکے مجموعۂ قواعد کا نام فن اصول رکھا ہی اور وہ فن مشتمل ہی اوپر قواعد فن میزان وغیرہ کے یہانتک جسقدر تقریر مصنف نے کی ہی سراسر برخلاف اوس فن کے ہی دیکھو نتائج مستخرجۂ مصنف از روی قواعد میزان کے کسیطرح اونکے مقدمات سے لازم نہین آتے مقاصد اونکے از روی دلالات صحیحہ کے جنکی تفصیل فن اصول مین ہی مدلول کسی لفظ کے نہین صاف ظاہر ہی کہ بسبب ناواقفی کے فن میزان و اصول سے محض تقلیداً وجوہ فاسدہ اور توہمات کے پھندے مین پھنس گئے ہین **قال** یہ سمجھنا کہ اگر غلام آرام اور آسایش سے رکھے جاوین اور رحم و محبت سے پرورش کیے جاوین تو کوئی برائی نہین غلطی اور سراسر دھوکا ہی غلامی فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہی اور اونکو بدسلوکی سے رکھنا دوسرا گناہ ہی پس کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین انتہی **اقول** ملت اسلام مین حقوق ممالیک بہت حسن و خوبی سے منضبط ہین اور اونکے مراعات کی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کیطرف سے تاکید شدید ہی یہ حکم ہی کہ جو کچھ تم خود کھاؤ پہنو وہی اونکو کھلاؤ پہناؤ اور جو کام اونپر گران ہو اوسکی تکلیف اونکو نہ دو محنت کے کامون مین اونکے ساتھہ خود بھی شریک ہو کر وہ کام کرو تنہا اونھین سے ایسا کام نہ لو اونپر کسیطرح کی تہمت نہ لگاؤ اونکو مارنا نہ چاہیے اگر کوئی اپنے غلام کو مارے تو کفارہ اوسکا یہ ہی کہ اوسکو آزاد کر دے ورنہ مالک کو صدمہ دوزخ کا پہونچیگا اگر کسیکے پاس

کئی مملوک ایسے ہون کہ باہم قرابت رکھتے ہون تو اونکو ایک دوسرے سے جدا نہ کرے اگر ستر مرتبہ ایک دن میں
خطا کرے تو برا نہ کرے درگذر کرے اور یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ثابت ہین ترمذی اور ابن ماجہ نے
روایت کی ہی عن ابی بکر الصّدیق رضی اللہ عنہ عن النّبیّ صلعم لا یدخل الجنّۃ سیّئ الملکۃ
بہشت مین نہ جاویگا وہ شخص جو بد خلقی کریگا اپنے ممالیک سے ابو داؤد نے رافع سے روایت کی ہی
ان النّبیّ صلعم قال حسن الملکۃ یمن و سوء الخلق شوم فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ سلم نے کہ جو شخص اپنے
ممالیک سے خوش خلقی کرتا ہی وہ مبارک ہی اور جو بد خلقی کرتا ہی وہ بد بخت ہی مجتہد از راہ کمال سوء ادب فرماتے
ہین کہ یہ سب غلطی اور دھوکا ہی العیاذ باللہ تعالیٰ حاصل اونکی تقریر کا یہ ہی کہ غلام بنانا قبیح لذاتہ اور بالذات
گناہ ہی پس یہ رعایات جنکی پیغمبر صلعم نے تاکید شدید کی موجب زوال اوس قبح ذاتی کے نہین ہو سکتین
پیغمبر فرماتے ہین کہ حسن الملکۃ یمن مجتہد دہر برخلاف اوسکے کہتے ہین کہ غلامی خود قدرتی گناہ ہی مین
کہتا ہون کہ یہ سراسر غفلت مصنف کی ہی اور باعث اس غفلت کا تقلید گمراہان اور ناواقفی علم اصول
سے ہی اونھون نے یہ سمجھا کہ جو چیز کہ لذاتہ قبیح اور گناہ ہی کسی شریعت برحق مین کبھی جائز نہین ہو سکتی مثلاً
کفر کہ کبھی کسی شریعت مین جائز نہین ہوا حالانکہ خود مصنف صفحہ ۱۰ پر توریت کے سفر لویان باب ۲۵
ورس ۴۴ لغایت ۴۶ کے مطابق حکم خدا کا بعبارت ذیل نقل فرماتے ہین اوسکا ترجمہ اردو مین
کتاب بیبل مطبوعہ ۱۸۶۹ء مطبع مرزاپور سے لکھتا ہون تمھارے غلام اور تمھاری لونڈیان جنھین تم رکھہ لو
چاہیے کہ اُن قومون کی ہون جو تمھارے آس پاس رہتی ہین تم انھین سے غلام لونڈیان مول لینا اور
اون اجنبیون کے لڑکون مین سے بھی جو تم مین بود و باش کرتے ہین اور اونکے گھرانون مین سے جو تمھاری زمین
مین پیدا ہوئے ہین مول لیجیو وہ تمھاری ملکیت ہونگے اور تم انھین میراث کے طور پر رکھہ لو کہ تمھارے بعد
تمھارے لڑکون کی میراثی ملکیت ہووین وہ ابد تک تمھارے بندے ہین لیکن تم اپنے بھائیون جو
بنی اسرائیل ہین ایک دوسرے پر سختی کر کے حکومت مت کیجیو انتہی اور تبیین الکلام مین خود مصنف بہت اصرار سے
مدعی عدم تحریف ہین اور بہت ہی شد و مد سے دعویٰ کرتے ہین کہ وہ مضامین جو خدا تعالیٰ کیطرف سے جناب
موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے ہین بلا تحریف و تبدیل کتب بیبل مین موجود ہین پس واضح ہوا کہ مطابق اعتقاد

مصنف کے حکم غلامی کا جو تراجم توریت مین حسب تصریح مذکورۂ بالا کے مذکور ہی من جانب اللہ ہوا اور جب

وہ خدا کی طرف سے ہی تو اوسکو قبیح لذاتہ ٹھہرانا سراسر ممنوع ہی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اِنَّمَا حَرَّمَ

رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط یَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَ

الْبَغْیِ صفحہ ۸۲ جلد دوم تہذیب الاخلاق نمبر ۸ مطبوعہ ۵ جمادی الاولی ۱۲۸۸ ہجری مین خود مصنف

لکھتے ہین کہ گستے اس قانون قدرت کے مخالف کا کچھ تدارک نکیا موسی عم نے اوسکو جائز رکھا عیسی عم

نے اوسکی نسبت ایک حرف بھی نہین کہا انتہی مین کہتا ہون کہ توریت سے واضح ہی کہ ابراہیم عم نے بھی

اوسکو جائز رکھا ہی دیکھو قصہ سارہ و ہاجرہ پس یہ سمجھنا چاہیے کہ ابراہیم سے لیکر عیسی عم تک سب انبیا علیہم

الصلوۃ والسلام نے اوسکو جائز رکھا پس تین حال سے خالی نہین کہ جناب ابراہیم عم سے لیکر عیسی عم تک

جسقدر انبیای کرام گذرے اونکو قانون قدرت کا اسقدر بھی علم نتھا جسقدر کہ جناب سید احمد خان صاحب کو ہی یا عمدا وے لوگ ایسے

گناہ کے مرتکب ہوے کہ جو بحسب معاصی بدتر بحیثیت نیکی ہی اور فی نفسہ سخت ناپاک اور قبیح لذاتہ ہی اور اوسکے قلع و قمع کیواسطے انبیا مبعوث ہوتے تھے یا یہ کہ جناب

سید احمد خان صاحب سراپا غلط کار ہین شق اول و ثانی تو ہرگز لائق تسلیم کے نہین کیونکہ اگر اوسکو تسلیم

کیا جاے تو قطع نظر اور قباحتون کے زوال عصمت اور جہل انبیا عم کے یہ گناہ خود خدا تعالے صاحب قانون قدرت پر عاید ہوتا

کہ انبیا عم کو جو کہ ایسے مخالف قانون قدرت و قبیح لذاتہ کے ارتکاب سے ممانعت فرمانے پر خلاف اوسکے اپنی

کتاب واجب الاتباع مین اوسکا امر فرماتا ہی اگر وہ قانون قدرتی پر عمل کرین تو بسبب مخالفت امر تشریعی کے واجب

التعزیر ہین اور اگر کتاب واجب الاتباع پر عمل کرین تو بسبب مخالفت قانون قدرتی کے اقبح

القبائح اور کبیرہ کے مرتکب ٹھہرتے ہین پس کیسا قانون قدرت ہی کہ صاحب قانون کے فرمان واجب الاذعان کے برخلاف

ہی اور جب دونون شقین پہلی باطل ہین تو ہر اینہ شق ثالث ہی متعین ہی کہ اس شق کے اختیار پر یہ عائد الامر

یہی ٹھہرتا ہی کہ جناب سید احمد خان صاحب مغلوب توہمات و غلط کار ہین ع راست خواہی ہزار چشم چنان

کور بہتر کہ آفتاب سیاہ ۔ **تنبیہ** مدار سب توہمات مصنف کا اسپر ہی کہ زنا امر فطری کا عموما گناہ عظیم ہی

حالانکہ یہ سراسر وہم اور غلطی ہی البتہ ناحق اور بیوجہ ایسا امر جائز نہین اور بہ سزاے جرم بحکم شرعیہ جائز بلکہ واجب

ہی ویسے ہی جیسے جوارح جسمانی اور حیات انسانی امور فطریہ سے ہین اور ازالہ انکا بلاوجہ جائز نہین مگر بوجہ

حدود و قصاص کے واجب ہین اور اسیطرح پر غلامی کو جو قبیح لذاتہ ٹھہرایا ہی وہ بھی خطاے فاش اور کھلی ہوئی غلطی ہی کہ قائل اوسکا کسیطرح بسبب مخالفت دلائل شرعیہ کے معذور نہین ہوسکتا **قال** غلامی تمام اخلاق انسانی کو خراب کرنیوالی ہی انتہی **اقول** ظاہرا مصنف کے نزدیک وہ اخلاق کہ جن پر بطور سزا کے غلامی متفرع ہوئی اور وہ اخلاق مقارن حریت تھے از قسم اخلاق پسندیدہ تھے اگر مصنف ذرا بھی غور کرتے تو ہرگز ایسا نفرماتے بالبدیہہ واضح ہی کہ غلامی مصلح اخلاق رویہ ہی نہ مخرب اخلاق صالحہ **قال** غلامون کی حالت اور اونکی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کرکر حیوانی حالت مین آجاتے ہین انتہی **اقول** ظاہرا وہ حالت جسپر غلامی متفرع ہوئی ہی مصنف کے نزدیک حالت ترقی ہی اور یہ قول مصنف کا بالبدیہہ غلط ہی اور خلاف مشاہدہ ہی اور از روے اخبار صحیحہ کے ثابت ہی کہ عقل و عادات و اخلاق غلامان عملی کے مصنف سلمہ اللہ تعالی کے خاندان آزاد بلکہ خود مصنف صاحب سے بھی بدرجہا اچھے تھے اور مصنف صاحب فرماوین کہ یہ آیت اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا کسکی مذمت مین نازل ہوئی ہی آیا غلامون کی نسبت مین یا مالکون کی قرآن مجید مین خداتعالے جنکو حیوان خصال فرماتا ہی وہی لوگ مملوک تھے پس جاننا چاہیے کہ حیوان خصالی غلامی کو لازم نہین بلکہ بسا اوقات غلامی باعث اسکی ہی کہ آدمی کو حیوان خصالی سے نکال کر داخل صفات کمالیہ انسانی کردے عجب اللہ من قوم یقادون الی الجنة بالسلاسل مگر سخت مشکل یہ ہی کہ مصنف ابھی تک یہ بھی نہین جانتے کہ کمالات انسانیہ کیا ہین اور خصالات حیوانیہ کیا ہین تہذیب اخلاق کیا ہی تخریب اخلاق کسکو کہتے ہین عقل کیا چیز ہی اور توہم کیا ہی ع حسنہاے واژگون دارند قوم ۰ **قال** اور جو لوگ غلام بناتے ہین وہ جبرا اور ناانصافی سے انسان کو جو اشرف المخلوقات ہی تنزل کی حالت مین ڈالتے ہین **اقول** شرف انسانی کو تو خود اونھون نے پہلے ہی زائل کردیا اور اپنے اوپر خود ظلم کرکے مرتبہ انسانی سے پہلے ہی تنزل مین گر گئے اسی سبب سے تو اونپر یہ سزا تجویز ہوئی وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ **قال** غلامی کی جائز انسان کے تمام قدرتی قوی جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا ہی معطل و بیکار ہوجاتے ہین اور اونکی حالت ہر طرح اونکی ترقی کی جنکی ترقی کرنا قدرت بنانیوالے قادر مطلق کی منشا ہی بند ہوتی ہی **اقول**

صاف غلط ہی کونسی قوت جاتی رہتی ہی حواس ظاہری و باطنی مین کچھ فرق نہین آتا جوارح جسمانی جاتے نہین رہتے صانع قدرت نے جس کام کیواسطے آدمی کو پیدا کیا ہی کوئی چیز اوسکی مانع نہین ہوتی. ہان مال و متاع دنیوی زائد از حاجت اصلیہ اپنے واسطے جمع نہین کر سکتا اور اسراف کی قدرت نہین رکھتا سو یہ دونون امر منافی قانون قدرت نہین اگر غور کیجاے تو حالت اونکی بہ نسبت محبوسان حبس دوام کے جو بموجب باب ششم پینل کوڈ کے محبوس ہوتے ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر ہوتی ہی **قال** محنت اور مشقت اوٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان مین اس مراد سے پیدا کی ہی کہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے صرف کرے غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی کیونکہ اونکی کوئی محنت اونکے لیے نہین انتہی **اقول** اگر وہ بھلائی اور ترقی مراد ہی جسکے واسطے انسان پیدا ہوا ہی تو سب تقریر مصنف کی غلط محض ہی اوسکی نسبت جسقدر ریاضت و عبادات مین اونکی محنت و مشقت ہوگی ہر آئنہ اونھین کی ترقی اور بھلائی کی باعث ہوگی نہ کسی دوسرے کی اور اگر ترقی اور بھلائی دنیوی جو تمامتر مطمح نظر مصنف اور مقصود بالذات اونکی ہی مراد ہی تو یہ قول مصنف کا کہ محنت و مشقت الی قولہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے صرف کرے انتہی قطعاً ممنوع ہی اگر مصنف اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی رکھتے ہون تو پیش کرین ہمیات سے کچھ کام نہین چلتا مدعا کے اثبات پر لانا برہان کا ضرور ہی **قال** محبت اور الفت جو انسان کی زندگی کی جان ہی اور جسپر دین و دنیا دونونکی بھلائی منحصر ہی غلامی کی حالت مین بالکل مردہ ہو جاتی ہی انتہی **اقول** کلیۃً غلط ہی نا آشنائی اور غیر مانوسی خاصہ غلامی کا نہین مقتضای طبیعت بعض نا اہلون کا ہی چنانچہ بہت آزاد بھی طبیعت کے موجود ہین علاوہ برآن کمال انسانی تو محبت خالق اور ربانی ہی دار آخرت مین ہی اور اسی مین دین و دنیا کی بھلائی منحصر ہی اور یہی انسان کی زندگی کی جان ہی جب وہی ہاتھ سے مردہ ہوگئی تو بعد غلامی کے اگر دوسری محبت و الفت مردہ بھی ہو جاے تو ہو جاے دو * آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست * جن عقلا کی تہذیب اور راے صائب کے آپ معتقد ہین اونکے قواعد پر ہی نظر فرمائیے کہ محبوسان جیل فرنگ بھی اپنی بھلائی کے لیے کچھ محنت نہین کر سکتے **قال** جو لطف اور مزہ محبت ازدواج سے پیدا ہوتا ہی وہ بھی غلامون کو حاصل نہین ہوتا انتہی **اقول** یہ بھی محض غلط ہی

قال اونکا ازدواج وحشی جانورون کے ازدواج سے کچھہ زیادہ رتبہ نہین رکھتا **اقول** یہ بھی
غلط اور تائید باطل ہی **قال** اولاد کی محبت اور اونکی پرورش کا جوش جتنا جانورون مین ہی
غلامون مین اتنا بھی نہین ہوتا **اقول** یہ بھی غلط ہی پرورش اولاد اور جوش محبت خصائص جبلیہ انسانیہ سے ہی
اور وہ غلامی اور آزادی پر منحصر نہین پس یہ قول بھی مصنف کا محض غلط اور خلاف مشاہدہ ہی **قال**
غلامون مین ولولہ ہمدردی کا کسی سے یہانتک کہ اپنی اولاد سے بھی مطلق نہین ہوتا ہی **اقول** سراسر
مغالطہ اور غلط ہی اکثر مواقع پر غلامون نے ہمدردی مین اپنے آقاؤن سے کیسے ایسے کار نمایان کیے ہین کہ آزادون سے
نہین ہوسکتے مشہور خبر ہی اور چند یہ چھاپہ اخبار مین شائع ہوئی ہی کہ بعض بلاد مین ہر سال صدہا بچہ
نوزائیدہ سڑکون پر پائے جاتے ہین اون جزائر مین جو یہ صفت ہمدردی کی اور محبت اولاد کی کہان گئی
وہ بھی تو آزاد ہی ہین **قال** بیوفا ہونا اونکی ایک مشہور صفت ہوجاتی ہی **اقول** تعجب ہی کہ
دعوی ترک تقلید کا اور تقلید یہانتک کہ افواہ عوام کی تقلید کی بنا پر استدلال ہے لکھتا کہ بیوفائی ایک
مشہور صفت غلامی کی ہوجاتی ہی محض غلط بلکہ بے معنی ہی اور اگر مصنف اصل مین غور کرتے تو سمجھہ لیتے کہ حدوث
استرقاق ابتداءً بسبب بیوفائی ہی کے ہی کہ جب عہد فطرتی کو توڑ کر غایت درجہ کی بیوفائی اختیار کی تو
مستوجب سزائے استرقاق کے ہوگئے **قال** مالکیت ایک قدرتی خوشی ہی وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی
اقول مالکیت کسکی خوشی ہی اور کسکی صفت ہی کچھہ سوچ سمجھہ کر فرماؤ اور کب بالکل معدوم ہوتی ہی
یہ کلیہ بھی کیسا اور یہ اصول اہل اسلام کے سراسر غلط اور نادانی ہی مسائل اصول سے فلا یبطل الرق
مالکیۃ النکاح والحیوۃ واللہ نہایت تعجب ہی کہ جناب مصنف اس قانون قدرت کو غلامان
شرعی کے باب مین تو بہت کام مین لارہے ہین مگر محبوسان قید فرنگ کی نسبت ایک اعتراض بھی اس
قانون قدرت کی بنا پر زبان پر نہین لاتے **قال** چونکہ غلام بجز روٹی کھانے اور کپڑا پہننے کے اور کوئی
حقوق دنیا مین اپنے لیے نہین رکھتے اسلیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کو دوسرے پر
عطا کیے ہین ناواقف رہتے ہین **اقول** کیا خوب قضیہ شرطیہ ہی کہ مقدم کو تالی سے ربط خیر لازم نہین
پس اوسکو قضیہ کسی طور پر مین نہین کہہ سکتا اگر اتفاقیہ کہون تو وہ کلیہ بھی صحیح نہین البتہ جزئیہ اتفاقیہ

تہما جاتا ہے تو سچا ہے اور سلام بشرت ہی مگر کچھ مفید مصنف نے نہ پایا اسوقت اس سے زیادہ کچھ نہین لکھ سکتے لیکن
پھر اگر کوئی مدعی اسلام اصرار کرے گیا تو بہت سے غلام ایسے نکل آوینگے جنکی عقیدہ و اخلاق مین کسی مسلمان کو
شک نہین **قال** ورنہ ایسے آدمی کچھ قدر نہین **اقول** یہی غلط ہے جنھون جیسے عالم و عقل ہے اونکی نسبت ان مین
قدر ہی کچھو بلال حبشی اور زید بن حارثہ کسقدر خدائے عز و جل اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب
کرام کے نزدیک عزیز اور صاحب قدر اور ابوجہل وغیرہ کفار باوجود نہ مملوک ہونے کے کتنے
بیقدر اور ذلیل تھے **قال** اور گناہ اور بد ... حق تلفی اور طرح طرح کے جرائم دینی اور دنیوی
کے مجمع بن جاتے مین اور اپنے نفس کو کسیطرح ضبط مین نہین رکھ سکتے **اقول** ارتکاب جرائم
دینی و دنیوی اور اتلاف حقوق اور پیروی نفس امارہ کی بابت جو مصنف کو یہ حکم قرار دیتے ہین وے
خود ہی از روے انصاف کے فرماوین کہ یہ اخلاق ذمیمہ کن لوگون مین بہت ہین اور ایا وے لوگ
غلام ہین یا غیر مملوک اور جرائم دینی مین مصنف کے نزدیک ایا وہ جرم بھی داخل ہی کہ جسکو قرآن مجید مین
بلفظ ظلم عظیم اور احادیث نبوی مین بلفظ اکبر الکبائر تعبیر کیا گیا ہی اور اسیطرح ارتکاب زنا اور بینر
کرنا محرمات شرعیہ سے ایا یہ بھی کچھ تھوڑی بہت جرائم دینیہ مین داخل ہین یا نہین اور اگر ہین تو خود
مصنف صاحب فرماوین کہ یہ امور زیادہ تر غلامون مین پائے جاتے ہین یا غیر مملوکون مین آنکھ کھولکر
بنظر صحیح دیکھین کہ جرائم دنیویہ کہ متعلق حقوق عباد سے ہین اور عقلاً و نقلاً مستوجب اجراے حدود و تعزیر
و قصاص ہین ان بلاد مین اس زمانہ مین کس کثرت سے شایع ہین ایا مرتکب اونکے مملوک ہین یا غیر مملوک
آگے اسکے آخر صفحہ ۱۱ تک مصنف نے تکرار مضامین فرمایا ہی اور جھوٹے اقوال کو از راہ غلط فہمی یا مغالطہ
سچا ٹھہرایا ہی یا بدیہی اور یہ حکم بدیہیات اولیات غلط محض ہے اور اسقدر صریح البطلان ہی کہ اوسکے
ابطال مین ہمکو ایک حرف بھی لکھنا ضرور نہین **قال** صفحہ ۱۱ آہ اُس بیرحم سنگدل پر جو بچونکو
اونکی ماؤن کی آغوش سے جدا کرتا ہی انتہی **اقول** آہین نہ بھریے قانون قوم مہذب کو یاد فرما کر
صبر کریے دیکھیے کہ محبوسان دوام کے آغوش سے نادان بچے جدا کرکے اونکو جزائر دریاے
شور کو بھیجا جاتا ہی چالیس دن بعد وضع حمل کے بچے کو آغوش مادر سے جدا کرکے مادر کو پھانسی

دیجاتی ہی مگر اس معاملۂ خاص مین دامن اسلام اس بیرحمی کی گرد سے پاک ہی ہماری ملت مین
یہ امر سخت ممنوع ہی اور ہرگز جائز نہین اور مصنف آ وہی بھرتے ہین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایسے لوگون پر لعنت کرتے ہین عن ابی موسیٰ قال لعن رسول اللہ صلعم من فرق بین الوالد
وولدہ وبین الاخ وبین اخیہ رواہ ابن ماجۃ والدارقطنی لعنت کی ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوسپر جو تفریق کرے درمیان باپ اور اوسکے بیٹے کے اور بھائی اور بہن کے عن عبد اللہ بن مسعود
قال کان النبی صلعم اذا اتی بالسبی اعطی اھل البیت جمیعا کراھیۃ ان یفرق بینہم رواہ
ابن ماجۃ تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ اونکے پاس قیدی پکڑے ہوئے آتے تھے تو ایک
گھر والونکو یکجا دیدیا کرتے تھے بسبب ناپسند کرنے اس بات کے کہ تفریق کرین اونکے درمیان مین
عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا یا رسول اللہ
الیس اخبرتنا ان ھذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموھم ککرامۃ
اولادکم واطعموھم مما تاکلون قالوا فما ینفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ تقاتل علیہ
فی سبیل اللہ ومملوک یکفیک فاذا صلی فھو اخوک رواہ ابن ماجۃ فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ داخل نہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکونکے ساتھ برائی سے پیش آتا ہی کہا لوگون نے اے رسول اللہ کیا
آپنے یہ خبر ہمکو نہدی تھی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے کہا ہان پس چاہیے کہ اکرام کرو
اونکا مانند اکرام اپنی اولاد کے اور کھلاؤ اونکو اوس چیز مین سے کہ تم کھاتے ہو کہا لوگون نے کہ کیا
چیز ہی دنیا کی جو ہمکو نفع دیتی ہی فرمایا کہ گھوڑا جسکو باندھی تو جہاد کرتا ہوا اوسپر خدا کی راہ مین اور غلام کہ
کفایت کرے تجکو پس جس وقت کہ نماز پڑھے وہ تو وہ تیرا بھائی ہی عن ابی ایوب قال سمعت رسول اللہ
صلعم یقول من فرق بین والدۃ وولدھا فرق اللہ بینہ وبین احبتہ یوم القیمۃ رواہ
الترمذی والدارمی جسنے تفریق کی درمیان والدہ اور اولاد کی تفریق کریگا اللہ اوسمین اور اوسکے
پیارون مین قیامت کے دن عن علیؓ قال وھب لی رسول اللہ صلعم غلامین اخوین فبعت
احدھما فقال لی رسول اللہ صلعم یا علی ما فعل غلامک فاخبرتہ فقال ردہ ردہ رواہ الترمذی

و ابن ماجة کہا علی رض نے بخشے مجکو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو غلام بھائی بھائی پس بیچا مین نے
اونمین سے ایک کو پس کہا مجھسے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہوگیا غلام تیرا پس بیچا مین نے اوسکے حال سے
خبر دی پس فرمایا کہ پھیر لے پھیر لے اوسکو **قال** دشمنون یا کافرون سے ساتھ لڑائی کی تیاری عورتون
اور بچون اور مردون کا غلام بنانا اون بدیون مین سے کسی بدی کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا اوس
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا **اقول** مجتہد دہر کے نزدیک حقوق اللہ بہت ہی ہلکے ہین
اور خصوصاً کفر تو ایسا خفیف جرم ہی کہ جس سے کوئی حق کافر کا زائل نہین ہوسکتا مگر یہ عقیدہ غلط ہی
اور بلا دلیل ہی اہل اسلام کے نزدیک بموجب حکم خداتعالی ان الشرک لظلم عظیم کے اس سے زیادہ
کوئی جرم نہین اور اوسکے سبب سے عصمتین اونکی زائل ہوجاتی ہین جیسا اوپر بیان کیا گیا ہی قال
الکفار لما استنکفوا عن عبادة الله تع والحقوا انفسهم بالبهائم في عدم النظر والتامل في
آيات التوحيد جازاهم الله تع بجعلهم عبيد عبيده متملكين مبتذلين بمنزلة البهائم ولهذا
اعتبت الرق على المسلم اور یہ جو فرماتے ہین کہ غلام بنانا اون بدیون کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا یہ بھی غلط فہمی ہی یا مغالطہ ہی یہ بیان جنکی تصریح اوپر مصنف
نے کی ہی حال اونکا اوپر گذر گیا اور دعوی امتناع زوال آزادی کا محض بیدلیل ہی بلکہ بوجوہ مرقومہ
سابق کے باطل ہی آزادی عین یا جزو ذات انسان نہین ہی کہ انسان سے جدا نہوسکے دیکھو بسبب جنون کے
حق قدرتی یعنی عقل بالبدیہہ جاتا رہتا ہی پس آزادی مین کیا چیز عقل سے زیادہ ہی کہ جسکے سبب آزادی کا
زوال ممتنع ہی اور داخل تحت قدرت کے بھی نہین ہی اور ہم اوپر وجوہ زوال عصمت حریت کو مکرر بیان
کرچکے ہین اور اب تک مصنف کی تقریر سے یہ امر بھی صاف ظاہر نہین ہوتا کہ آزادی من قبیل حقوق اللہ ہی
یا من قبیل حقوق العباد بدیہی ہی کہ قسم اول سے تو نہین پس متعین ہوئی قسم ثانی اور چونکہ توحید اور ایمان کہ
جسکو کفار نے ضائع کرکے ہتک حرمات اللہ مین نہایت سرگرم ہوئے حقوق اللہ مین سے ہی پس مصنف
کس مونہہ سے یہ دعوی کرتے ہین کہ کافر ہونا حق آزادی کو زائل نہین کرسکتا کیا اونکے نزدیک حقوق
العباد علی اللہ حقوق اللہ علی العباد سے زیادہ تر مستحکم اور قوی ہین عدم مراعات حقوق اللہ تو ایسا تحت

جو جرم ہی کیا اوسکی سزا مین آزادی کی تو حقیقت ہی کیا ہی اگر مجرم بلحاظ انسانیت سے بھی خارج کر دیئے گئے ہین یا جیسے
آیات وجعل منہم القردة والخنازیر فقلنا لہم کونوا قردة خاسئین ط قال فرض کرو کہ لڑنیوالے
قصوروار ہون مگر عورتون کا کیا قصور ہی اقول ظاہر کفر و شرک جو عند اللہ تعالی اور کافہ انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام کے نزدیک ظلم عظیم اور اکبر الکبائر ہی مصنف کے نزدیک کچھ جرم نہین یا اگر ہی تو بہت ہی حقیر ہی
وہ یہ نہین سمجھتے کہ اصل جرم تو کفر و شرک ہی ہی اور لڑنا اور مقابلہ اور مقاتلہ کرنا ساتھ نصیحت کرنے
والون اور خیر خواہونکے جرم بالائے جرم ہی اور یہی وجہ ہی کہ عورتونکی نسبت بباعث مقابلہ اور
مقاتلہ یا احتمال مقابلہ و مقاتلہ کے علاوہ سزای رق کے سزای قتل بھی جائز کی گئی ہی قال شاید
اونکا یہ قصور ہو کہ وہ کافر ہین مگر معصوم بچون کا کیا قصور ہی اقول شاید کیا معنی مصنف کو
باوجود دعوی اجتہاد ہنوز یہی بالیقین علم نہین کہ شرع محمدیہ مین رق کی بنا کیا ہی رہی اطفال
سو حال اونکا یہ ہی کہ اونمین جو عاقل ہو اور قبل از گرفتار ہونیکے مسلمان ہوگیا ہو تو وہ رقیق نہین
ہو سکتا لان الصبي في اول حاله عديم العقل وفي الآخر ناقص العقل فلا يمنع صحة القول
والفعل حتى يصح اسلامه اور اطفال مین جو بہت صغیر اور غیر عاقل ہین تو وہی جمیع احکام شرعیہ
مین تابع کفار ہین اور ظاہر حال اونکا تابع حال ماباپ اور اہل دار حرب کے ہی لیکن اگر کوئی اوسکے ماباپ مین سے
مسلمان ہوگا تو ہر آئنہ وہ بھی اوسکی تبعیت مین مسلمان سمجھے جاوینگے ومن اسلم منہم في دار الحرب
أحرز باسلامه نفسه لان الاسلام ينافي ابتداء الاسترقاق واولاده الصغار لانهم
مسلمون باسلامه تبعا یا اگر کوئی بچہ بغیر حفاظت ماباپ کافرونکے بطور لقیط کے پایا جاویگا تو وہ بھی
رقیق نہوگا علاوہ بران استرقاق تذلیل و تحقیر ہی اون لوگونکے جنھون نے حد سے زیادہ تحقیر اور اہانت
حقوق اسکی کی ہی اور حکمت کاملہ مقتضی اوسکی ہوئی کہ اوسکی سزا ایسی تجویز کیجاوے کہ موجب کمال
ذلت ہو پس اگر تحقیر و تذلیل اونکی بھی بدرجہ غایت بذریعہ استرقاق اونکی اور اونکے اولاد صغار کی
کیجاوے تو کچھ ظلم اور خلاف عقل نہین ہی قال جو امور کہ لونڈیون اور قیدی عورتون اور بیگناہ
اہل حرب کے متعلق جائز سمجھے جاتے ہین کیا وہ حقیقت مین نیک سمجھے جاتے ہین اقول کیا یہ مغالطہ کی

تقریر ملت اسلام پر کسی طرح کا الزام عاید کر سکتی ہی کیا یہ بناوٹ بے اصل اور غلط بحث کرنیکے کسی قسم کا الزام
اہل ایمان پر دھر سکتی ہی تو یہ جو عورتون اور بیگناہ اہل عصمت کا بیان کیا ہے تذکرہ ہی یہان تو صرف
بحث لونڈیون کی ہی جنھون نے بسبب ہتک حرمت حق اللہ کہ سبت بڑا گناہ ہی اپنے حقوق کی عصمت
اپنے ہاتھون زائل کر دی اور مستوجب تغیر اور تذلیل کی ہوئین اب رہی یہ بات کہ مباشرت ساتھ
مملوکات کے قبیح ہی یا نہین مصنف دعوی کرتے ہین کہ امر قبیح ہی مگر کوئی دلیل اسپر نہین لا سکتے علاوہ
بران یہ دعوی صریح باطل ہی کیونکہ قبح مباشرت صرف اوس محل مین ہی جو ملک متعہ سے خالی ہو اور چونکہ
ملک متعہ منکوحات مین بسبب عقد نکاح کے اور مملوکات مین بسبب ملک رقبہ کے ثابت ہی پس
ادعای قبح سراسر بے اصل و باطل محض ہی اگر ملک رقبہ مین قائل قبح کے ہونگے تو بالضرورۃ ملک نکاح
مین بھی قبح کا قائل ہونا پڑیگا کیونکہ موجب رفع قبح دونون مین مشترک ہی مصنف کی تقریر سے یہ بھی
ظاہر ہوا کہ گو بظاہر صفحہ ۹۲ پر انھون نے بجائے پیغمبرون کے صرف ایک پیغمبر یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اوس گناہ حقیقی او قبیح ذاتی سے معصوم ٹھہرایا ہی مگر در پردہ اسجگہ اونپر بھی تہمت ارتکاب امر قبیح
ذاتی کے لگائے بغیر نہ باز آسے کہ خود صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہین کہ ماریہ قبطیہ بطور کنیز کی ملک ذات پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین اور اونسے ابراہیم پیدا ہوئے پس بالبداہۃ دعوی مصنف مستلزم اسکا ہی
کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مرتکب ایک امر قبیح ذاتی اور جرم قانون قدرتی کے ہوئے اور یہ بھی
ظاہر ہوا کہ مدح مرقومہ صفحہ ۹۲ محض زبانی تھی کہ حال اوسکا تھوڑی ہی دیر کے بعد کھل گیا مصرع
بوی ہر ہیزم پدید آید ز دود **قال** کیا وہ باتین حرکات بہایم سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتی ہین
اقول کیا مصنف کے نزدیک یہ امر مشتبہ ہی کہ ہر ایک صاحب عقل و ایمان خوب جانتا ہی کہ مصنف کی یہ سب
بیدلیل اور بے اصل باتین محض دیکھا دیکھی گمراہون کی ہین **قال** کیا وہ کسی مذہب کے سچے ہونے اور خدا کے
دین ہونے پر دلیل ہو سکتی ہی **اقول** جاہلانہ تقریر ہی احکام فرعیہ کو راستی مذہب پر کون دلیل
لاتا ہی مگر ہان جب راستی مذہب کی اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو جواز استرقاق نا راستی مذہب
و دلالت پر اصلا دلیل نہین ہو سکتا **قال** وہ دنیا کی آنکھ مین اس مذہب اور اہل مذہب کی نیکی چھپاتی ہی

حاشا وکلا بلکہ ایک لمحہ کے لیے بھی یہ بات نہین مانی جا سکتی کہ سچا مذہب جو خدا کیطرف سے اوترا ہو
اوسمین ایسے امور جائز ہون **اقول** دنیا مین جو صاحبان عقل و ایمان ہین مثل انبیاء عم اور اونکے
اتباع اور دیگر حکماء نامی ہین اونکے نزدیک تو استرقاق جو بموجب قواعد شرعیہ کے ہے کسیطرح عقلا
قبیح نہین دیکھو حضرت ابراہیم عم بلکہ شروع دنیا سے حضرت عیسی عم تک بقول مجتہد دہری بھی یہ امر جائز
ٹھیرایا گیا اور اوپر بنا می جواز استرقاق کے { جواز ازروے نص صریح تراجم توریت مقدس عہ تو سفر احبار
باب ۲۵ ورس ۴۴ لغایت ۴۶ ہے جسکو خود مصنف نے صفحہ ۱۱۸ پر نقل کیا ہے اور یہ بھی اوپر لکھا ہے ثابت ہے
کہ کسی نبی نے تکذیب توریت کی نہین کی خود مصنف تبیین الکلام مین تراجم کے مضامین کو ایک نبی کا }
اور سچا مانتے ہیں اور جواز استرقاق کی بابت تک اونھون نے بھی توریت کی تکذیب نہین کی اور بصراحت تمام
تراجم کو سالم از شائبہ تحریف و تبدیل سچا قرار دیتے رہے اب جو یہ فرماتے ہین کہ ایک لمحہ کے لیے بھی
الخ صاف تناقض کلامی ہے کہ کیسا لمحہ ہے کہ روز تالیف تبیین الکلام سے تالیف رسالہ ہذا کے پیشتر تک
تمام نہو چکا تھا کیسا لمحہ ہے کہ ابراہیم عم بلکہ شروع دنیا سے اب تک ختم نہو چکا کیا بد انبیاے بنی اسرائیل
توریت مقدس کو جھوٹا جانتے تھے کیا وے اس ورس کے برابر تکذیب کرتے رہے ہین ہمنے
بطور فرض محال کے یہ بات فرض کی کہ مصنف کے زعم فاسد مین جواز استرقاق ازروے قرآن کے
منسوخ ہوگیا لیکن تا روز نزول قرآن تو کئی ہزار برس توریت مقدس کے نزول کو گذر چکے تھے اور
سب دنیا کے اہل ایمان اور اہل عقل نے یہانتک کہ فلاسفہ یونانی بھی اس حکم جواز استرقاق مین
کچھہ اعتراض اور عذر نکیا اور اس بنا پر کسینے اس مدت مدید تک ملت موسی عم کی نسبت نہین کہا
کہ یہ ملت جھوٹی ہے اور خدا کیطرف سے نہین جیسا کہ مصنف فرماتے ہین پس ظاہر ہوا کہ یہ تقریر مصنف
کی سراسر مغالطہ اور بدلیل محض صرف بتقلید بعض بیدینون جاہلونکی ہے اور خود مصنف کے
تصریحات کے برخلاف ہے ہان اگر لفظ دنیا اور اہل دنیا کو اون معانی پر محمول کیا جاوے جو مصرعہ ہا
مرقومہ ذیل مین مراد ہین تو یہ قول مصنف کا ہمکو بالراس و العین قبول ہے اور ہم خود اول مدعی
اوسکے ہین ع چیست دنیا از خدا غافل بدن ع اہل دنیا کافران مطلق اند ع ہست دنیا جاہل و جاہلان

واقع مین ایسے ایسے آدمی اس قسم کے توہمات کو یقینیات ٹھہرا کر خدا کی کتابون اور اوسکے پیغمبرون سے
انکار کرنے لگتے ہین فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا **قال** نہایت افسوس ہو کہ ان
باتونکو سوچا سمجھا نجاوے انتہی **اقول** ہمکو بھی نہایت افسوس ہی کہ ان امور کو بنظر غور نہ دیکھا جاوے
اور بتقلید ملحدین کے توہمات و تخیلات کو از قسم یقینیات ٹھہرا لیا جاوے یہان تک مصنف نے اپنے زعم مین
وہمیات کو عقلیات تصور فرما کر اونکی بنا پر گفتگو کی ہی گویا کہ بحث عقلی کی ہی آگے اس نقلیات مین
بحث کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال** یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور
عیسی مسیح نے کچھ نہین کہا انتہی **اقول** یہود کو بجز اسکے کہ غلامی کو جائز سمجھتے تھا اور کچھ چارہ ہی
موسے علیہ السلام نے جب انکو فرمان ایزدی سنایا پس اگر وہ اوسکو جائز نسمجھتے تو اور کیا کرتے اور جناب
عیسے علیہ السلام نے جو نسبت اوسکے ایک حرف بھی انکار کا نفرمایا تو وہ بھی بے اختیار محض تھے حکم
خداوند متعال کا جو کچھ توریت مین تھا اوسکے برخلاف بدون حکم خداوند تعالی کے کسطرح حرف انکار
زبان پر لاسکتے تھے مصنف کے الزام کا جواب انکے پاس صاف موجود ہی سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي
أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ **قال** مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
جو کچھ اوسکی نسبت کہا اوسکو کسی نے نہین سمجھا انتہی **اقول** بڑا تعجب ہو صحابہ کرام کہ باوجود واقفیت
کامل کے لغات عرب اور ذہن ثاقب اور صفائی ظاہری و باطنی اور مصاحبت صاحب وحی کا اور دیگر
کمالات علمیہ کے مطلب و مدعا کلام خدا اور رسول کو اسقدر بھی نہ سمجھ سکے کہ جسقدر ایک ایسے شخص نے
سمجھا جو لغات عرب سے بھی محض ناواقف ہی طرق استنباط مسائل شرعیہ سے بھی نابلد محض ہی لیکن اگر
مگر تھوڑی دیر کے بعد خوب صاف معلوم ہو جاویگا کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اوسکو
کسی نے سمجھا اور کسی نے نہین سمجھا **قال** خداتعالی نے قرآن مجید مین انسان پر بعض قدرتی احسان بیان کئے ہین
یون فرمایا أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا
أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ کیا معنے اوسکو دو آنکھین نہین دین اور ایک زبان اور دو ہونٹ
اور کیا نہین بتا دیے یعنے اوسکو دکھائیون کے رستے پھر وہ نہین بھلا لگ جاتا گھاٹی کو تو جانتا ہی

کہ وہ کیا گھاٹی ہی وہ غلام کا آزاد کرنا ہی انتہی **اقول** ظاہر ہوتا ہی کہ مصنف کو معانی لغات عربیہ پر
اطلاع نہین آیۂ کریمہ مین جو کلمہ نجدین تثنیہ نجد آیا اوسکا ترجمہ کرتے ہین دو گھاٹیان نیکی کے رستے حالانکہ یہ ترجمہ
سراسر غلط ہی کیونکہ گھاٹی کہان نجد لغت عرب مین مادہ ن ج د مشعر ہی اوپر معنی علو اور ظہور کے کہ جو بالکل
برخلاف مفہوم گھاٹی کے ہی کہ پستی اور خفا اوسکو لازم ہی قال الجوهري النجد ما ارتفع من الارض
والجمع نجاد ونجود وانجد ومنه قولهم فلان طلاع انجد اذا كان ساميا لمعالي الامور قال
الشاعر وقد يقصر القل الفتى دون همه وقد كان لولا القل طلاع انجد والنجد الطريق المرتفع قال امرؤ القيس
وآخر منهم جازع نجد كبكب ويقال انجد فلان الدعوة رفع الصوت فيها پس ترجمہ نجدین کا وہ نہین ہی
جو مصنف نے ازراہ ناواقفیت کے لغات عرب سے لکھا ہی بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہی کہ دکھائی ہمنے اوسکو دونون راہین بلند
یعنی دونون راہ نکوکار کہ جدا جدا صاف ظاہر ہین ایک دوسرے سے مشتبہ نہین ہی ایسے ہی کلمہ اقتحم جو آیت
مین وارد ہی اوسکا ترجمہ پھلانگ جانا لکھا حالانکہ نہ باعتبار مادہ کے ترجمہ اقتحام کا پھلانگنا صحیح ہی
نہ باعتبار اشتقاق کے پھلانگ جانا صحیح ہی اقتحام کے معنی ہین داخل ہونا بہ دشواری
يقال اقتحمت الفرس النهر فانقحم واقتحم النهر ايضا دخله ومنه قوله تعالى
فلا اقتحم العقبة یعنی نہ گھسا گھاٹی مین مراد یہ ہی کہ عامل ایسے عمل کا نہوا کہ جو نفس پر دشوار ہو مثل عتق وغیرہ کے
کہ کہان اقتحام اور کہان پھلانگنا **شعر** صلاح کار کجا و من خراب کجا ۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
یہان تک مختصر بیان تھا غلطی ترجمہ لغت کا اب بیان غلطی اشتقاق کا سنیے کہ اقتحم صیغہ ماضی ہی اور بسبب
دخول حرف نفی کے منفی ہی بطور فرض محال فرض کیا جاوے کہ معنی اقتحام پھلانگنا ہی تو بھی لا اقتحم کا
ترجمہ یہ چاہیے تھا کہ نہ پھلانگا اوسنے یا کہہ سکتے تھے نہین پھلانگ گیا یہان تمنے یا ترجی یا شرط جو نہین ہی
جسکے سبب ہم ماضی کے معنی مین تصرف کرکے بجای پھلانگا پھلانگ جاتا بولتے اور ترجمہ فک رقبہ کا
غلام آزاد کرنا بھی غلط ہی صحیح ترجمہ اسکا ہی چھوڑانا گردن کا اور وہ عام ہی غلام کی آزاد کرنے سے
ایسے محبوس کے چھوڑانے پر بھی اطلاق اوسکا ہوتا ہی جو بسبب دین یا اور حق عبد کے محبوس ہو اگرچہ یہ بحث
الفاظ ہی کہ ہمکو اسطرف توجہ بہت کم ہوتی ہی مگر اس مقام پر مختصر بحث الفاظ ضروری تھی تاکہ ظاہر ہو جاوے

کہ مجتہد دہر ہنوز لغت عربی سے کہ علم اوسکا رکن اجتہاد ہی محض ناواقف ہین اور باوجود اس ناواقفی کے
دعوی اجتہاد کا اور مخالفت اجماع کا فرماتے ہین **قال** پیغمبر صاحب نے کھلم کھلا فرمایا کہ ما خلق اللہ
شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اللہ صاحب نے زمین کے پردہ پر کوئی چیز غلام آزاد
کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی **اقول** ہمکو اسمین کچھہ گفتگو نہین کہ آزاد کرنا بردہ کا عمل خیر
اور موجب ثواب ہی لیکن ہم اس حدیث مین جو مصنف نے نقل کی کلام کرتے ہین کہ مجتہد دہر نے کہانسے
نقل کی اسکی سند لکھنی چاہیے تھی اسباب مین وہ مدعی اجتہاد ہین اور برخلاف اجماع امت مہدیہ کے اپنی
طبیعت سے مضمون غلط گھڑ کر پیش کیا ہی پس ہم اونکو ایسا مطلق العنان چھوڑینگے کہ بلا اسناد قوی کے
ضعیف و موضوع اخبار سے وہ استدلال کر سکین بلکہ ہر دعوی پر دلیل اور ہر دلیل کی سند قوی طلب کرینگے
قال لڑائی کے قیدیون کی نسبت خدا تعالی نے صاف فرما دیا اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً لڑائی کے بعد احسان
کر کر یا فدیہ لیکر چھوڑ دو انتہی **اقول** اس آیت کا ایک حرف بھی مصنف نہین سمجھے اور جہانتک اس آیت سے
استدلال کیا تمامتر مبنی بر ناواقفی لغات عرب کی ہی بحث اسکی آگے آویگی **قال** طائف کی لڑائی
مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرا دی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آوین وہ سب آزاد ہین
انتہی **اقول** کیا آفت ہی کہ جب استدلال کرتے ہین تو اصلا خیال خبر صحیح و غیر صحیح کا نہین فرماتے مصنف
فرماوین کہ یہ مضمون کس کتاب سے نقل کیا اور وہ کتاب اونکے نزدیک معتبرات سے ہی یا نہین اور جس کتاب سے اونھون نے
یہ مضمون نقل کیا ہی اگر ہم اوسے سند لاوین تو تسلیم کرینگے یا نہین اگر نہ کرینگے تو اپنے حق مین کیون اوسکو
مستند ٹھہراتے ہین علاوہ بران اس سے کچھہ مدعا اونکا نہین ثابت ہوتا کیونکہ جو کنیز و غلام کفار کے اگر
مسلمان ہوکر دار اسلام مین آجاوین بلا شبہ آزاد ہو جاوینگے اور ملک کفار سے نکل جاوینگے پس یہ دلیل مصنف
مثبت مدعای مصنف نہین اور اوسکو اپنے مفید مدعا سمجھنا صریحۃ خوش فہمی مصنف کی ہی **قال** یا انہیہ
مسلمانون کی یہ بدبختی تھی کہ اونکے عالمون نے اپنی قدیم رسم کی غفلت مین اسیر خیال کیا انتہی **اقول**
جس امت محمدیہ کے حق مین خدا تعالی فرماتا ہی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ
اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَی النَّاسِ جسکے حق مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین

انتم تتمون سبعين امة انتم خيرها واكرمها على الله تعالى اور نکے اکابر اور علما کے حال سے
خدا اپنی کتب مقدسہ مین خبر دیتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي
سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً
وَّاَجْرًا عَظِيْمًا اوس امت مکرمہ اور مسعود کی نسبت لفظ بدبختی کا زبان پر لانا اور اوسکے سب علما و اکابر کو
پیرو رسوم جاہلیت کا کہنا مخالفت خدا اور پیغمبر خدا ہے پر محکم بانہ ہے قال اگر ہم صرف خدا اور خدا کے
رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کے تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے بلکہ جناب
ممکن ہے اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے اقول اکرمتہ بالملاقات والطاعة یا خبان اللسان سوای آنکہ لاف
میزنی از دل کہ عاشق ہست * طوطی لاف از زبان تو بادل موافق نیست * مگر چہ مجھے میرے فہم مین
بلحاظ علم و فضل و تفقہ و تورع جناب کی بیہودہ بھی عرض کرتا ہون کہ جناب سامی کو بجز تقلید کے کچھ چارہ
نہین فَاسْـَٔــلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی * کین رہ کہ تو میروی
بترکستان ہست * ہم بھی آپکے تحقیق کی خوبی کا امتحان لیتے ہین آپکی ہر ایک دعوی کو جانچین گے
اور آپکی تحقیق کا ہر جگہہ ابطال کرین گے وباللہ التوفیق اور اسوقت انشاء اور بھی کہتے ہین کہ آپ
اکثر مقامات مین بیشک ایسے لوگونکی تقلید کرین گے کہ ائمہ مجتہدین مین بھی داخل نہین اور اسوقت
ہم آپکو جھک کر سلام کرین گے مگر ہم انشاء اللہ تعالی واسطے اتمام حجت کے قرآن و حدیث ہی سے
سند لاوینگے قال باب اول اس باب مین کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب مین غلامی کا
عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی غلام بناتے تھے انتہی اقول یہان ایک بات لکھنا ضرور ہے
کہ ہم پہلا ازروے قواعد عقلیہ و نقلیہ کے ثابت کرچکے ہین کہ کفر و شرک سے عصمت و حرمت و حریت
زائل ہو جاتی ہے اور یہ وہی ہین وہ کمال کہ جسکے باعث وہ قابل تملک نہین ہے باقی نہین رہتا ہے
بہایم مطلق بالفعل بلکہ قابل تملک ہوجاتا ہے پھر جس طرح بہایم متفاوت ہوکر مالک کی غالب کے ہو جاتے ہین

اسیطرح پر یہ آدمی صورت بہایم سیرت بر وقت استیلا کے مملوک ہوجاتا ہی پس کفر و شرک علت زوال حریت ہی اور مغلوب اور مستولی ہوجانا سبب مالکیت ہی اور یہی اصل عقلی ہی کہ جسپر شارع نے بناے رقیت قایم کی ہی اور ان اصول سے کہین تجاوز نہین کیا گیا نہ ابتداے اسلام مین نہ اب جب یہ امر ظاہر ہوا تو اب ہم اقوال مجتہد و ہیر پر توجہ کرتے ہین **قال** زمانہ جاہلیت مین کسکس صورت سے انسان لونڈی غلام بنائے جاتے تھے چنانچہ اسکی تفصیل یہ ہی اول وہ لوگ جو اپنے تئین آپ بیچ ڈالتے تھے **اقول** یہ بات ثابت نہین شاید ایسا ہوتا ہو مجتہد و ہیر کو اپنی یہ بات ثابت ہوئی ہوگی بھی ہم یہ کہتے ہین کہ قول غیر ثابت کو ہم کسیطرح پر تسلیم نکرینگے اور عہد اسلام مین تو ایسے رقیت کا ہم قطعی انکار کرتے ہین اگر مجتہد صاحب کے پاس کچھہ وجہ ثبوت اسکی ہو تو پیش کرین **قال** دوم وہ صغیر السن لڑکے لڑکیان جو اونکے ماباپ سے خرید لیجاتی تھین **اقول** ایسے استرقاق کو پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہرگز جائز نہین رکھا بلکہ بمجرد اطلاع پانے کے حکم اونکے آزاد کرنیکا نافذ فرمایا چنانچہ ابوداود نے جو حدیث اس باب مین نقل کی اوس سے ہمارے بیان کا ثبوت ظاہر ہی

عن سلامة بنت معقل امرأة من خارجة قيس عيلان قالت قدم بي عمي في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحباب ثم هلك فقالت امرأته الآن والله تباعين في دينه فاتيت رسول الله صلعم فقلت يا رسول الله اني امرأة من خارجة قيس عيلان قدم بي عمي المدينة في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحباب فقالت امرأته الآن والله تباعين في دينه فقال رسول الله صلعم من ولي الحباب قيل اخوه ابو اليسر بن عمرو فبعث اليه فقال اعتقوها فاذا سمعتم برقيق قدم علي فاتوني اعوضكم منها قالت فاعتقوني وقدم على رسول الله صلعم رقيق فعوضهم مني غلاما

سلامة بنت معقل سے جو ایک عورت تھی قبیلہ خارجہ قیس غیلان سے روایت ہی کہ کہا اوسنے کہ میرے چچا مجکو زمانہ جاہلیت مین لایا اور بیچ ڈالا اوسنے مجکو حباب بن عمرو بھائی ابو الیسر بن عمرو کے ہاتھہ پس جنے مین نے اوس سے عبد الرحمن بن حباب کو پھر حباب مرگیا پس کہا حباب کی عورت نے کہ

اب تو خدا کی قسم ہے کہ بیچی جاویگی حباب کے قرضہ مین پس آئی مین پیغمبر خدا کے پاس پس کہا مینے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین ایک عورت ہون قبیلہ خارجہ قیس عیلان مین سے میرا چچا زمانہ جاہلیت مین مجکو لایا پس بیچا اوسنے مجکو حباب بن عمرو بھائی ابو الیسر کے ہاتھ پس جنا مینے اوس سے عبد الرحمن بن حباب کو پھر مرگیا حباب تو کہا حباب کی عورت نے کہ اب تو خدا کی قسم ہے کہ بیچی جاویگی حباب کے دین مین پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کون ہے حباب کا ولی یہ کہا گیا کہ اوسکا ولی بھائی اوسکا ابو الیسر بن عمرو ہی پھر بلا بھیجا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پس فرمایا کہ آزاد کردو اس عورت کو پھر جسوقت کہ تم سنو یہ بات کہ کوئی رقیق میرے پاس آیا تو آنا تم مین تمکو اسکے عوض مین اوسکو دیدونگا کہا سلامہ نے پھر آزاد کردیا اونھون نے مجکو اور آیا ایک رقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس تو میرے بدلے مین اونکو دیدیا ایک غلام یہان سے یہ امر خوب عیان ہے کہ جو استرقاق بطور ناجائز زمان جاہلیت مین ہوا تھا اوسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہرگز جائز نہین رکھا بلکہ بمجرد دریافت ہونے اوس حال کے حکم اوسکے آزاد کیا نافذ فرمایا **قال** سوم وہ صغیر السن لڑکے یا لڑکیان جنکو کسی ملک سے بھگا کر یا چورا کر لے آتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹھی بات ہے عرب مین اگرچہ خبر کرو کفر کا عیب بہت بڑا تھا مگر اکثر افعال رذیلہ مثل سرقہ اور دغا بازی وغیرہ کو بلحاظ اپنی شرافت اور علو ہمت کے بہت برا اور سخت معیوب سمجھتے تھے اور اسلام نے کبھی ایسا استرقاق جائز نہین رکھا **قال** چہارم وہ جنکو زبردستی ڈاکہ زنی یا رہزنی کے طور پر پکڑ لاتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹ اور ایسا استرقاق بھی کبھی اسلام مین جائز نہین ہوا **قال** پنجم دشمن کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ مین بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہوجاتا تھا **اقول** اسکا حکم اور حکم اساری حرب کا واحد ہے کیونکہ انمین بھی سبب رقیت اور سبب ملکیت پائے گیے پس اس قسم کا استرقاق اسلام مین بھی بسبب تطابق ضابطہ مذکورہ کے جائز ہے **قال** ششم وہ مرد و عورت و بچے جو لڑائی مین قید ہوتے تھے ایسی عورتون کے ساتھ مشرکین عرب بمجرد اونکے گرفتار کرنیکے مباشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے **اقول** چونکہ یہ استرقاق مطابق ضابطہ عقلیہ و نقلیہ کے تھا لہذا اسلام نے بھی اسکو جائز رکھا اور شاید

کہ یہ بات زمانۂ جاہلیت میں مروج ہو کہ مجبور و گرفتار کرنے کے مباشرت جائز رکھتے ہوں گو کہ مجتہد صاحب
اوسپر کوئی دلیل پیش نہیں کی مگر اسلام نے قبل استبرا مباشرت جائز نہیں رکھی چنانچہ یہ بات روایات مفصلۂ ذیل
سے جو سنن ابی داؤد میں ہیں ثابت ہے عن ابی سعید الخدری ورفعہ انہ قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل
حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضة ابو سعید خدری سے روایت ہے اور پہونچا دیا اونھوں نے اوس
روایت کو (یعنی پیغمبر صلعم تک پہونچا دیا) کہ تحقیق پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبایای اوطاس کے
حق میں کہ نہ مباشرت کیجاوے حاملہ جب تک کہ وضع حمل نکرلے اور نہ غیر حاملہ جبتک ایک حیض سے فارغ نہولے
عن حنش الصنعانی عن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام فینا خطیباً قال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت
رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین قال لا یحل لامرء یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی
اتیان الحبالی ولا یحل لامرء یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یقع علی امرأة من السبی حتی یستبرئھا ولا یحل
لامرء یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یبیع مغنما حتی یقسم رویفع بن ثابت انصاری سے حنش صنعانی روایت کرتے ہیں
کہ کھڑے ہوے ہم میں رویفع بن ثابت خطبہ پڑھتے تھے کہا اونھوں نے کہ آگاہ رہو کہ میں نہیں کہتا ہوں
تمسے مگر جو بات میں نے سنا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وہ بروز حنین کہا اونھوں نے
کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پہ ایمان رکھتا ہے یہ بات کہ دیوے اپنا پانی
غیر کی کھیتی کو مراد اس سے لیتے تھے مباشرت حاملہ عورتوں کی اور نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے
جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو کہ مباشرت کرے کسی عورت کے ساتھ سبایا میں سے جبتک استبرا نکرلے
اور نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے جو یقین رکھتا ہو خدا اور قیامت کے دن کا کہ بیچے وہ کوئی چیز
غنیمت کی جبتک کہ وہ تقسیم نہو جاوے اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو اسلام سے پہلے طرق استرقاق بقول
مجتہد دہر کی خواہ وہ عرب میں جاری ہوں یا نہوں کوئی طریقہ بجز طریقہ استیلا کی جائز نہیں رہا اور
باقی طرق اگرچہ اکثر اونمیں سے عرب میں جاری ہی نہیں تھے مگر بالفرض اگر جاری بھی ہوں تب بھی اسلام
میں کبھی اونکا جواز نہیں ہوا بلکہ اگر کبھی اونمیں سے کسی طریقہ پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ہوئی
تو فوراً اوسکا انسداد عمل میں آیا۔ قال فرزدق شاعر زمانہ جاہلیت کا اسطرح پر فخر بیان کرتا ہے۔

اقول تاریخ دانی بھی جناب والا کی خوب متحقق ہوئی گویا مصداق مصرعہ مشہور کے آپہی مین ع چہ خوش گفت
سعدی در زلیخا * جناب فرزدق وہ ہی جسکا نام ہمام ہی یہ وہی کہ جسنے مدح مین ابراہیم بن ہشام بن اسمعیل
مخزومی ماموں ہشام بن عبد الملک بن مروان کے لکھا ہی . وما مثلہ فی الناس الا مملکا ابو امہ حی
ابوہ یقاربہ یہ وہی جو مناقب مین امام ہمام علی بن حسین علیہما السلام کے لکھتا ہے ہذا الذی یعرف
البطحاء وطأتہ والبیت یعرفہ والحل والحرام سنہ ۱۱۰ ہجری مین اوسکا انتقال ہوا ہی آپ اوسکو کسطرح
شاعر زمانہ جاہلیت ٹھہراتے ہین اسکی تو پیدایش بھی زمانہ جاہلیت مین نہین ہوئی ذلک مبلغکم
من العلم دیکھو تاریخ ابن خلکان اور سکری اور ابن قتیبہ کے حالات شعرا مین قال اسلام کے
شروع ہوتے ہی زمانہ جاہلیت کی تمام رسمین موقوف نہین ہو گئی تھین بلکہ زمانہ اسلام مین بھی زمانہ
جاہلیت کی بہت سی رسمون پر جبتک کہ کوئی حکم نہین آیا عمل درآمد رہا اقول جو رسمین کہ قبیح
اور مخش اور منکر خلاف فطرت اور آئین قدرت کی تھین بدو اسلام ہی سے موقوف ہو گئین اور ہرگز
اسلام مین ایک دن کو بھی جائز نہین ہوئین بعض امور البتہ ایسے تھے کہ گو کہ خلاف آئین قدرۃ اور فطرتی
گناہ اور قبیح لذاتہ اور مخش و منکر تھے مگر شارع کو آئیندہ کسی زمانہ مین چھوڑا دینا منظور رہتا اوس میعاد معلوم
تک جاری رہے اور پھر چھوڑا دئیے گئے اور جب حکم تحریم پہونچا تو ایسا صاف اور واضح بیان ہوا کہ
کسیطرح جسمین کسی کو شک و شبہ نہ رہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو اپنے اصحاب کو خوب سمجھا دیا
اور اصحاب نے اوسکو خوب سمجھکر اوسپر خود عمل کیا اور اورونکو سمجھا کر پوری پوری تعمیل کرائی یہانتک کہ اس
بنا پر جن جن امور کا نہی ہونا آئیندہ کے لیے متصور تھا اونسے بھی ممانعت شدید کی گئی قال
مثلا متعہ کی رسم اقول یہ مسئلہ علمائے اسلامیہ مین یعنی باہم علمائے اثنا عشریہ اور اہل سنت مین مختلف فیہ ہی
اور مخصوص برسم جاہلیت نہین پس اسکو اس مقام پر لانا سراسر بیمحل ہی قال شراب خواری اقول شراب
پینا مخصوص مبنی بر رسم جاہلیت نہ تھا بلکہ بعض شرائع سابقہ مین بھی کچھ ممانعت اوسکی نہ تھی اور جب ممنوع ہوا
تو اوسکی ممانعت کا دیکھیے کیسا صاف حکم آیا ہی انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل
الشیطان فاجتنبوہ اور دیکھو اوسکی تعمیل کس شدت اور اہتمام سے کرائی گئی کہ اوسکے پینے والے

حکم اجرای حد کا نافذ ہوا جسقدر شراب بروقت نزول آیت تحریم کے موجود تھا اوسکی نسبت تاکید حکم ہوا
کہ ہرگز ہرگز کسی کام مین نہ لائی جاوے نہ بیچی جاوے بلکہ پھینک دیجاوے عن ابی سعید الخدری قال کان عندنا
خمر لیتیم فلما نزلت المائدة سألت رسول الله صلعم عنه وقلت انه لیتیم فقال اھریقوہ رواہ الترمذی
تھے ہمارے پاس شراب ایک یتیم کی سو جب سورہ مائدہ اوتری تو پوچھا مینے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور مینے کہا کہ وہ شراب ایک یتیم کی ہے فرمایا کہ پھینکدو اوسکو عن انس ان النبی صلعم سئل عن الخمر تتخذ
خلا فقال لا رواہ مسلم سوال کیا گیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کا کہ اوسکا سرکہ بنالیا جاوے
فرمایا کہ نہین عن وائل الحضرمی ان طارق بن سوید سأل النبی صلعم عن الخمر فنہاہ فقال انما
اصنعها للدواء فقال انه لیس بدواء ولکنه داء رواہ مسلم طارق بن سوید نے شراب بنانیکا سوال کیا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس منع فرمایا اوسے پھر کہا اوسنے کہ مین دوا کے لیے بناونگا فرمایا کہ وہ
دوا نہین بلکہ بیماری ہے عن ابن عباس نہاھم عن اربع عن الحنتم والدباء والنقیر والمزفت متفق علیہ
منع فرمائی لوگون کو چار برتنون سے حنتم اور دبا اور نقیر اور مزفت سے (وجہ اسکی یہ ہے کہ انمین بیشتر شراب
رکھی جاتی تھی اور مخصوص شراب کے لیے تھے) عن انس عن ابی طلحة انه قال یا نبی الله انی اشتریت خمرا
لایتام فی حجری قال اھرق الخمر واکسر الدنان رواہ الترمذی ابو طلحہ نے کہا کہ ای پیغمبر خدا مینے خریدی
تھی شراب یتیمون کے لیے فرمایا کہ پھینکدے شراب کو اور توڑ ڈال مٹکون کو عن جابر بن عبد الله انه سمع
رسول الله صلعم یقول عام الفتح وھو بمکة ان الله ورسوله حرم بیع الخمر رواہ البخاری فی
کتاب المغازی فی صحیحه جابر بن عبد اللہ نے سنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بروز فتح مکہ فرماتے تھے
کہ خدا اور خدا کے رسول نے حرام کیا بیچنا شراب کا یہانتک کہ غیر ملت والے جو شراب پیتے تھے اونکے
برتنون کے استعمال کو بھی بغیر ضرورت شدید ممانعت فرمائی اور بصورت ضرورت شدید کے بھی بغیر
دھوے اور پاک کیے اونکا استعمال جائز نہ تھا عن ابی ثعلبة الخشنی قال قال النبی صلعم اما
ما ذکرت انکم بارض اھل الکتاب فلا تاکلوا فی آنیتھم الا ان لا تجدوا بدا فان لم تجدوا بدا
فاغسلوا وکلوا رواہ البخاری فی کتاب الذبائح یہ جو تونے پوچھا کہ تم زمین اہل کتاب مین رہتے ہو تو

اونکے برتنون مین مگر یہ کہ کچھہ چارہ نپاو پس اگر کچھہ چارہ نپاؤ تو دہو ڈالو اونکو اور اونین کھاو

قال احرام کی حالت مین گھرونکے دروازون سے گھرون مین نہ آنا **اقول** اگرچہ یہ امر قبیح لذاتہ نہین مگر پھر بھی اصلاً ثابت نہین کہ اہل اسلام مین رواج اسکا ہوا ہو پھر دیکھو کیسی تاکید سے اور کیسی تصریح سے اوسکی ممانعت فرمائی لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا اول تو جس فعل کو وہ اچھا سمجھتے تھے اوسکی بسنبت فرمایا کہ یہ فعل بھلائی کی قسم سے نہین بعدازان حکم فرمایا کہ گھرون مین دروازون سے آو یعنی اوس فعل کو کہ اچھا نہین ہے ترک کرکے یہ را اختیار کرو

قال برہنہ ہوکر طواف خانہ کعبہ کرنا **اقول** اسکو بھی کبھی خدا اور خدا کے رسول نے جائز نہین رکھا مشرکین مین یہ رسم تھی مگر کسی مسلمان نے نہ قبل از ہجرت نہ بعد از ہجرت ایسا کیا اور کس تاکید اور کس علانیہ سے اسکی ممانعت فرمائی گیی عن ابی ہریرة قال بعثنی ابوبکر فی الحجة التی امرہ النبی صلعم علیہا قبل حجة الوداع یوم النحر فی رهط امرہ ان یوذن فی الناس الا لا یحج بعد العام مشرك ولا یطوفن بالبیت عریان متفق علیہ ابوہریرہ کہتے ہین کہ بھیجا مجکو ابوبکر رضہ نے بروز نحر اوس حج مین کہ حضرت اونکو امیر کرکے بھیجا تھا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجة الوداع سے پہلے ساتھہ ایک گروہ کے کہ آگاہ کرے سب آدمیون کو کہ اس سے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا عن ابی ہریرة قال بعثنی ابوبکر فی تلك الحجة فی موذنین بعثہم یوم النحر یوذنون بمنی ان لا یحج بعد العام مشرك ولا یطوف بالبیت عریان قال حمید بن عبد الرحمن ثم اردف رسول اللہ صلعم بعلی بن ابیطالب فامرہ ان یوذن ببراءة قال ابوہریرة فاذن معنا علی یوم النحر فی اہل منی ببراءة وان لا یحج بعد العام مشرك ولا یطوف بالبیت عریان رواہ البخاری فی کتاب التفسیر ابوہریرہ رضہ سے ہیکہ اوس سال مجکو ہمراہ کیی آگاہ اور اطلاع کرنیوالونکے ابوبکر رضہ نے بروز نحر بھیجا کہ آگاہ کردین لوگون کو منا مین کہ اس سال کے بعد حج کو نہ آوے کوئی مشرک اور نہ طواف کرے بیت کا کوئی ننگا کہا حمید نے پھر پیچھے اونکے بھیجا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ آگاہ کردین آیات سورہ براة سے کہا ابوہریرہ نے پس اطلاع دیدی علے رضہ نے نحر کے دن منی کے

لوگون کو سورہ براۃ کے مضمون کی اور اسکی کہ نہ حج کرے اس سال کے بعد کوئی مشرک اور نہ طواف کرے
بیت اللہ کا کوئی ننگا غور کیجیے کہ کس قدر تاکید و تشدد اور اعلان کے ساتھ یہ حکم جاری فرمایا گیا **قال**
دو بہنوں سے ایک ساتھ شادی کرنا **اقول** یہ امر صرف مبنی بر رسم جاہلیت تھا بلکہ بعض شرایع ماضیہ مین
بھی جائز تھا اور جب ہماری شریعت مین حرام کیا گیا تو دیکھو کیسی صراحت سے حکم ممانعت نافذ ہوا وَاَنْ
تَجْمَعُوا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اور پھر جہان کہین ایسی صورت جمع بین الاختین کی دیکھی گئی تو اوسیوقت حکم جدا
کر دینے ایک کا صادر ہوا عن الضحاک بن فیروز الدیلمی عن ابیه قال قلت یا رسول اللہ انی اسلمت
وتحتی اختان قال اختر ایتهما شئت رواہ الترمذی وابو داود وابن ماجة فیروز دیلمی کہتے ہین
کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو عورتین بہنین ہین فرمایا کہ ایک کو اون مین سے
اختیار کرے دیکھیے کیسا حکم صریح نافذ ہوا اور ابتداءً و بقاءً ہرگز اوسکو روا رکھا گیا **قال** باپ کی جورو کو
اپنی جورو بنا لینا **اقول** دیکھو کیسی صاف ممانعت وارد ہوئی وَلَا تَنْکِحُوا مَا نَکَحَ اٰبَاؤُکُمْ اور پھر تاکید
شدید دیکھیے عن البراء بن عازب قال مر بی خالی ابو بردة بن دینار ومعه لواء فقلت این تذهب
قال بعثنی النبی صلعم الی رجل تزوج امرأة ابیه آتیه براسه رواہ الترمذی وابو داود براء بن
عازب کہتے ہین کہ گذرے میری طرف کو ماموں میرے اور انکے پاس ایک نشان تھا مینے کہا کہ کہان
جاتے ہو کہا کہ مجکو بھیجا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی پر کہ اوسنے اپنے باپ کی جورو کو نکاح
مین کر لیا تاکہ لاؤن مین اوسکا سر علاوہ بران یہ دستور کبھی اشراف عرب مین جاہلیت مین بھی نہ تھا چنانچہ
بیان اسکا آگے آویگا **قال** متبنی کی جورو کو بعد طلاق کے بھی محرمات مین سے جاننا **اقول** اب مین
کیسی صراحت سے حکم نافذ ہوا اول مَا جَعَلَ اَدْعِیَاءَکُمْ اَبْنَاءَکُمْ دوسرا فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا
وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ
وَطَرًا **قال** یہ تمام رسمین جاہلیت کی ایسی تھین کہ زمانہ اسلام مین بھی جبتک امتناع نہین آیا اونپر عمل ہوتا
اقول یہ بھی غلط ہے کسی صحابی نے برہنہ ہو کر طواف نہین کیا کسی نے باپ کی زوجہ سے نکاح نہین کیا ہان
ایک شخص نے جسکا تذکرہ روایت براء بن عازب مین ہے ایسا کیا تھا کہ اوسکے تدارک کا حکم اوسیوقت جاری ہوا

اور یہ تحقیق نہین کہ آیا وہ کون شخص تھا آیا وہ کوئی مسلمانون مین سے تھا یا کوئی منافق تھا یا کوئی دیہات کا رہنے والا تھا **قال** اوسطرح غلامی کی رسم پر بھی جب تک آیت حریت نازل نہین ہوئی کچھہ تھوڑا سا عمل درامد ہوا **اقول** یہ سب ناواقفی مصنف کی ہے جواز غلامی کا منجملہ رسوم جاہلیت کے نہین تھا خود مصنف معترف ہین کہ موسیٰ علیہ السلام نے اوسکو جائز رکھا عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکی نسبت کچھہ نہین کہا اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ بلکہ شروع دنیا سے اب تک غلامی کا جواز بلا اختلاف چلا آیا ہے اور جب انبیا علیہم السلام اوسکو جائز رکھتے چلے آئے ہین اور کتب سماویہ سے اوسکا جواز ثابت ہے تو اوسکو منجملہ رسوم جاہلیت کے سمجھنا غلطی ہے اور یہ جو کہتے ہین کہ غلامی کی رسم پر کچھہ تھوڑا سا عملدرامد ہوا صاف مغالطہ ہے تھوڑا سا عملدرامد کیا معنی جس شدت سے عملدرامد غلامی پر تھا ایسا کسی چیز پر عملدرامد نہ تھا اور کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار نے اوسکے عدم جواز کا حکم نہین دیا قرآن مجید مین اوسکی ممانعت مین کوئی آیت نازل نہین ہوئی اور جس آیت کا نام مصنف نے آیت حریت رکھا ہے کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے اوسکو بلفظ آیت حریت تعبیر نہین کیا نہ بعد اوسکے نزول کے غلام وکنیزک آزاد کر دیے گیے بلکہ جو حال کہ قبل از نزول آیت مذکورہ کے تھا بدستور عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھی وہی رہا اور قرون ثلثہ مین جو خیر القرون بموجب فرمان خیر البشر ہین کسینے امتناع غلامی کا اوس آیت سے نہین سمجھا مجتہدین امت اور ائمہ اطہار اہل بیت نے کبھی ایسا گمان نہین کیا باوجودیکہ فہم لغات عربیہ اور استنباط احکامات شرعیہ مین تمام تر دستگاہ رکھتے تھے اور امتثال احکام قرآن اور سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حد سے زائد سرگرم اور صاحب تقوی وورع تھے پس بجبر دکہدینے ایک ایسے شخص کے کہ نہ زبان عرب سے واقف ہو نہ طرق استنباط احکام شرعیہ سے آگاہ ہو نہ صاحب تقوی وورع اور نہ پابند سنت ہو اوسکو بالفاظ آیت حریت تعبیر کرنا بلا سے الحاد مین مبتلا ہونا ہے غور کرنا چاہیے کہ ہرگاہ بموجب اعتقاد مصنف کے غلامی قبیح لذاتہ ہے اور اشتراک باللہ اور فطرتی گناہ اور مخالف قانون قدرت کے ہے تو پس ایسے گناہ عظیم کے چھوڑ دینے مین اتنی تاکید اور تہدید اور تصریح بھی نہو جسقدر کہ برہنہ طواف کرنے اور دیوارین

گو دکر گہہ مین جانے کی باب مین ہوئین اور ایسے گناہ فخیم کے ترک کرانےمین ایسا حکم مجمل صادر ہو کہ خود
باعتراف مصنف مرقومہ صفحہ ۱۷ کے اوسکو آجتک باوجود انقضاء قریب تیرہ ۱۳ سو برس کے کسینے نسمجھا اور
ایسا گناہ فطرتی مخالف آئین قدرت قبیح لذاتہ سنہ ہجری سے صرف حدوثاً ممنوع ہوا و بقاءً علی حالہ جائز
رکھا جاوے و ایسی اکبر الکبائر کی اسقدر بھی تغلیظ تحریم ہو جیسے کہ شراب خواری اور نکاح محرمات کے ہوسے کہ
حدوثاً اور بقاءً ہر طرح چھوڑا دیے گیے اور حدوثاً اونکے ارتکاب پہ حدود کے جاری ہونیکا حکم انفذ ہوا
اور بقاءً شراب پھنکوا دی گئی ظروف اوسکے توڑوا دیے گیے جمع بین الاختین جہان دیکھا تفریق کرا دی
گئی یہ عجب گناہ فطرتی مخالف آئین قدرتی ہو کہ بقاءً تو اوسکو حسب اعتراف مصنف بھی جائز رکھا گیا
اور حدوثاً نہ اوسپر کوئی حد مقرر ہوئی اور تعزیر کا حکم دیا گیا نہ اوسکی ممانعت مین ایسا صاف و صریح حکم دیا گیا
کہ اوسکو قرون ثلثہ اور اوسکے تابعین نے سمجھا ہو بلکہ حکم بھی ایسا مجمل دیا کہ بقول مصنف اوسکو نہ کسی صحابی نے
سمجھا نہ ائمہ اہلبیت نے نہ کسی عالم و مجتہد نے یہانتک کہ وہ گناہ برابر تمام امت محمدیہ مین سب قرون
مین شایع اور ذایع رہا پس سمجھنا چاہیے کہ یہ سب مغالطات مصنف کے ہین اگر واقع مین یہ امر گناہ فطرتی
ہوتا اور شارع کو ازل سے نا پسند ہوتا تو توریت مین اوسکے جواز کا کیون حکم بھیجتا عہد ابراہیم عم سے
تا عہد محمد عم از روی حکم تشریعی کے اوسپر عملدرآمد کسطرح رہتا اگر شارع کو اوسکی ممانعت مقصود ہوتی
تو جسطرح اور ممنوعات کے تحریم کے احکام صاف و صریح عام فہم بھیجے اسکا بھی ایسا ہی حکم صریح بھیجتا
جسطرح اور ممنوعات کے پیچھے انہین پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے
کوشش و تاکید و تشدد فرمایا اسمین بھی اون سب سے زیادہ فرماتے کیونکہ یہ گناہ حسب اعتقاد مصنف سب سے
بڑھکر ہی ہرگاہ کہ ایسا نہوا پس صاف ظاہر ہوا کہ یہ سب خیالات باطلہ مصنف کے محض تقلید بعض توہم
پرستونکے ہین اب ہم مجتہد دہر کی اس تقریر پر ایک الزام اونپر وارد کرتے ہین یعنی ہرگاہ کہ مجتہد کے
نزدیک چھوٹون طریق مذکورہ بردہ غلامی عرب مین شایع تھی اور اوایل اسلام سے سنہ ہجری تک وہ
چھوٹون طریق اسلام مین بھی رائج رہی اور جس آیت کو مجتہد بلفظ آیت حریت تعبیر کرتے ہین ظاہر ہی
کہ مستفاد اوسکا تفسیر مجتہد پر اسیقدر ہی کہ جو لوگ لڑائی مین بعد اثخان کے پکڑے جاوین اونکا

استرقاق ممنوع ہی پس اس آیت کو بموجب تفسیر مجتہد کے بھی صرف تعلق خاص قسم ششم سے ہی اور باقی پانچ قسمون سے کہ بقول مجتہد وہ پانچون بھی سنہ ہجری تک اسلام مین جاری تھین بموجب تفسیر مجتہد کے بھی تعلق نہین پس اون پانچ قسمون کی غلامی کس نص کی رو سے ناجائز اور ممنوع ہوئی جو چیز کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بلا انکار جائز و رایج تھے خواہ کسیطرح پر ہوا وسکی تحریم کیواسطے بلا شبہہ و شک کوئی نص شرعی ہر آینہ درکار ہی مجتہد اوس نص شرعی کا نشان دین ورنہ سب اجتہاد و کد و جہد اونکی محض بیکار ہوئی جاتی ہی **قال** مگر اوسکے بعد ہرگز نہین ہوا **اقول** یہ بھی محض غلط ہی اور بیان اسکا بحث بعضی آیت مین مفصل عنقریب آویگا **قال** اسمین کچھ شک نہین کہ قبل نزول آیت حریت کے جو غلام موجود تھے اونکو اسلام نے دفعۃً آزاد نہین کیا اور نہ اونکے اون تعلقات کو توڑا جو بموجب رسم جاہلیت اونمین تھے بلکہ آیندہ کے غلامی کو معدوم کیا اور موجود غلامونکے لیے بہت سی تدبیرین اونکے رفتہ رفتہ آزاد ہوجانیکی کی تہین **اقول** مگر اسکا جواب کیا ہی کہ خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو جائز رکھا مارنہ قبطیہ تا زمان حیات پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی حرم رہین تقسیم سبایا مین بھی امر برابر بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاری رہا اور نزول آیۂ کریمہ سے پیشتر تو خود باعتراف مصنف بھی کہ عنقریب ذکر اوسکا آویگا معدوم کردینے غلامی آیندہ کا حکم نہین دیا بیع و شرا غلامون کی بدستور جاری ہی اگر اسیکا نام معدوم کرنا ہی اور اسیکو تدابیر اعدام مصنف کے نزدیک سمجھتے ہین تو مصنف کے فہم کی خوبی ہی **قال** جو لوگ اصول انتظام مدن سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ کسی ملک کی اور خصوصاً عرب کی سی ملک کی جسمین لونڈیان اور غلامون کے تعلقات اونکے آقاؤن سے ایک عجیب ہی قسم کی اور نہایت پیچ در پیچ تھے تمام لونڈیان اور غلامون کا دفعتاً آزاد کردینا کیسا مشکل اور کسقدر مختلف قسم کی خرابیون اور فتنون بلکہ انواع اقسام کے گناہون کا موجب ہوتا اسلیے دفعۃً اونکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تھا **اقول** سراپا دھوکا اور انلوطات مزخرفات کی تقریر ہی ایک جملہ بھی سچ نہین واقفان اصول انتظام مدن اور اہل تاریخ خوب جانتے ہین کہ تعلقات اہل عرب کے غلامون کیساتھ اور بلاد کے آقاؤنکی نسبت کچھ زاید نتھی چنانچہ یہ امر خود تقریر مصنف مرقومہ صفحہ ۱۸ سے جو بحوالہ توریت لکھی ہی صاف ظاہر ہی تعلق عرب موالی

وجواری سے کچھ زیادہ تعلق مذہبی اور تعلق ازدواج اور تعلق معاملات ربا وغیرہ سے نتھے کہ ہر ایک شخص کفار سے اوپر ترک نکرنے مذہب جاہلیت کے ایسا سرگرم اور آمادۂ جنگ و فساد تھا کہ قتل و اسیری و بربادی مال و متاع اور جلای وطنی تو قبول کرتا تھا مگر چھوڑ دینا مذہب کا کسی طرح پر گوارا نکرتا تھا دیکھیے اوسکو ترک ہی کرا دیا گیا توڑنا صورتون ابراہیم اور اسمٰعیل حرم کا جو خانۂ کعبہ مین رکھی تھین اور دیگر تماثیل کا عرب پر کیا غلامی کی نسبت کم گران گزرا تھا کہ اونکو دفعتاً چکنا چور کر دیا گیا شراب خواری کو یہان تک دوست رکھتے تھے کہ لذات اوسکے برابر اور کوئی چیز مرغوب نہوگی چنانچہ طرفہ بن عمرو البکری شاعر زمانۂ جاہلیت کہتا ہے **شعر**

فلولا ثلث هن من لذة الفتى ۞ وجدك لم احفل متى قام عودي ۞ فمنهن سبقي العاذلات بشربة
كميت متى ما تعل بالماء تزبد ۞

اوسکو دفعۃً بند کر دیا گیا سود لینے کا رواج کیا کچھ کم تھا کہ اوسکو یک لخت قلع قمع کر دیا گیا تعلق ازدواج کا کیا بہ نسبت تعلق غلامی کے کچھ کم ہے کہ بعد نزول آیۂ تحدید چار کی جن کے نکاح مین چار سے زیادہ عورتین تھین تفریق کرادی گئی عن ابن عمر ان غيلان بن سلمة الثقفي اسلم وله عشر نسوة في الجاهلية فاسلمن معه فقال النبي صلعم امسك اربعا وفارق سائرهن رواه احمد والترمذي وابن ماجة غیلان بن سلمہ اسلام لاسے اور اونکی دس جوروین تھین جاہلیت مین وہ بھی سب اسلام لائین اوسکے ساتھ پس فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہنے دے چار کو اور اورونکو چھوڑ دے جہان کہین دو بہنین ایک شخص کی نکاح مین تھین ایک کو چھوڑوا دیا گیا جب ایسے امور دشوار چھوڑوا دیئے گئے اور ایسے ایسے تعلقات محکم قطع کرا دئے گیے تو مقابلہ اونکی علاقۂ غلامی کے کیا حقیقت تھی کہ باوجود مخالفت آئین قدرت و قبح ذاتی کے باقی رکھنا اوسکا شارع کو گوارا ہوتا اور واقفان علم تاریخ پر مخفی نہین کہ اوس زمانے مین بہت کم ایسے آدمی تھے کہ جنکے ملک مین غلام اور کنیزین نہوین اور اوس جماعت قلیل کی مرضی کے موافق اگر کوئی حکم عام نہوتا تو اوس سے کسی طرح کا مظنہ کسی خرابی اور وقت اور پیدا ہونے کسی قسم کے گناہ کا ہرگز نتھا دیکھو اس سے زیادہ زیادہ امور جو عموماً عرب کے خواہشون کے موافق تھے سب دفعۃً ترک کرا دیے گیے اونمین کیا خرابی اور دقت اور کونسا گناہ ظہور مین آیا حالانکہ اس امر حقیر کے چھوڑ دینے سے ظہور مین آنا علاوہ اسکے اپنی ذات مقدس اور بعض اصحاب کبار کی نسبت جو نہایت ہی مطیع تھے کیا گناہ کا مظنہ تھا کہ ماریہ قبطیہ کو آزاد کیا

اور ایسے ایسے اصحاب مطیع کو آزادی غلامان موجودہ کا حکم نفرمایا بھلا اگر عوام کی نسبت کسی نافرمانی کا خیال تھا تو اپنی ذات اور اصحاب کبار کی نسبت تو کسی قسم کا مظنہ نافرمانی کا اصلا نتھا علاوہ بران ایسے ایسے وقایع ہم آیندہ ثابت کرینگے کہ مالکان رقاب نے اپنی مملوکون کو آزاد کیا مگر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کرنا اونکا جائز نرکھا اور پھر اونکو رقیق بنا دیا مجتہد صاحب فرماوین کہ ایسی حالت مین کس گناہ اور فساد کا مظنہ تھا کہ آزادی رقیقون کی جائز نرکھی گیی اور بدستور سابق اونکو رقیق ہی رہنے دیا اور واقفان اصول انتظام مدنیہ پر مخفی نہین کہ اصول انتظامیہ مدنیہ کا ایک کلیہ ہی کہ اگر دو امر متضاد واجب الدفع ایسے درپیش ہون کہ ایک اونمین سے خفیف اور دوسرا بہت بھاری ہو اور ایک کی رفع سے دوسرے کا ظہور لازم آوے تو بمقتضای آئینہ بلا تامل توجہ تام بطرف دفع امر گران کے بلا لحاظ ظہور امر خفیف کی کیجاویگی اور چونکہ غلامی حسب تقریر مصنف کے قدرتی گناہ ہی اور کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین اور جڑ تمام بدیون اور مبداء قباحتون اور موجب تخریب اخلاق مالکون اور مورث فسادات گوناگون کی ہی پس اگر درواقع شارع کو قلع قمع اوسکا منظور تھا تو ایسے بڑے فساد عظیم اور گناہ فخیم کے مقابلہ مین خیال خفیف گناہون کا کہ ہر آئینہ مطابق تقریر مصنف کی کچھ چیز اوس سے زیادہ نہین ہو سکتی کیون کیا گیا کیا اصول انتظام مدنیہ پر شارع جل وعلی کو مصنف کے برابر بھی آگہی نتھی مگر اصل یہ ہی کہ مانند اور علوم کے علم سیاست مدنیہ پر بھی جناب مجتہد کو اطلاع نہین

قال بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبرون نے جو غلامی کے معدوم ہونے مین کوششین کین وہ بھی اس سے زیادہ کچھ نکر سکے کہ آیندہ کی غلامی کو بند کیا اور موجودہ غلامون کی رفتہ رفتہ آزاد ہونیکی تدبیر کی **اقول** جناب آپ تو صفحہ ۹۴ تہذیب الاخلاق مطبوعہ یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری کے سطر پنجم مین بہت فرحت و اہتزاز کے ساتھ رطب اللسان ہین اور افتخاراً سرگرم بیان ہین کہ دار الحکومت قوم انگریز کو یہ فخر ہی کہ جو کوئی وہان قدم رکھتا ہی اوسی وقت سے آزاد ہی گو وہ کسیکا غلام ہی کیون نہو جب اوس سرزمین کو یہ فخر ہی تو بمجرد حصول یا حدوث اوس فخر کے آزاد ہو جانا غلامان موجود سرزمین مذکور کا دفعتًا لازم آیا پھر یہان آپ کس طرح پر فرماتے ہین کہ اس سے زیادہ کچھ نکر سکے الخ یہ تناقض بیانی آپکے صاف دلیل اسکی ہی کہ آپ بلا تحقیق حسب اقتضای مقام بلا لحاظ اظہار امر واقعی کے

جیسا دل مین آتا ہی رقم فرماتے ہین گویا کعب بن زہیر ایہی کے شان مین لکھتا ہی **شعر**

فَمَا تَكُونُ عَلَى حَالٍ تَدُومُ بِهَا ؛ كَمَا تَلَوَّنُ فِي أَثْوَابِهَا الْغُولُ ؛ اور جن مدبران کا آپنے یہان تذکرہ کیا ہی اونکی سب تدبیرین مانند تدابیر دیگر اہودکے سراسر خودغرضی اور معلل بالغرض ہین دیکھیے کہ جب ضرورت کھدوانے کانون کی واقع ہوئی اور مزدور لایق اس کام کے بہم نہ پہونچے تو کس دہوم دہام سے غلامون کی خرید و فروخت جاری ہوئی حالانکہ قبل اس ضرورت کے ممانعت کی گئی تھی پھر بعد رفع ضرورت کے دفعتًا انسداد اوسکا کیا گیا اور چونکہ جواز حدوث غلامی کا اونکے کسی قانون کی رو سے پایا نہین جاتا پس ممانعت بیع و شرا اور لینے کار و خدمت کے بالجبر اور روکنے بالجبر کے صاف و صریح آزاد کردینا غلامان موجودہ کا ہی اگر شارع کو بھی یہ منظور ہوتا کہ غلامان موجودہ آزاد کرادیے جاوین تو کیا چیز مانع تھی کہ اسی طرح پر احکام جاری ہوجاتے مخفی نرہی کہ گو کہ لفظ غلامی سے مصنف کے ممدوح مدبر بہت متنفر ہوتے ہین مگر فی المعنی کچھہ پرہیز نہین کرتے حالات قیدیون کے عمومًا علی الخصوص مقیدان دایمی کے بجز خرید و فروخت کے اور کس چیز مین حالات غلامان شرعیہ سے بہتر ہین جسقدر قبایح ظنیہ مخالف قانون تجارت کے مصنف نے اوپر رقم فرمائے ہین سب اونمین بدرجۂ اتم پائے جاتے ہین پس گو کہ ودے مدبر بحسب ظاہر کچھہ ہی کہین مگر فی المعنی تجویز احکام غلامی مین اونکو بھی کچھہ عذر نہین اور عملدرامد اونکا برابر اوسپر ہی **قال** الہیئات اونکی تدبیرونمین اور بانی اسلام کی تدبیرونمین اتنا فرق تھا کہ اونکی تدبیرین زیادہ تر مادی چیزون سے علاقہ رکھتی تھین اور بانی اسلام کی تدبیرین زیادہ تر روحانی چیزون سے متعلق تھین **اقول** یہ عبارت سراسر مہمل ہی ظاہر امراد یہ ہی کہ مدبران مصنف نے حکم عدم جواز بیع و شرا اور آزادگی غلامون کا جاری کرکے اوسکی عدم امتثال پر سزا جسمانی تجویز کی اور شارع نے وہ حکم جاری کرکے عدم امتثال کی سزا صرف روحانی ہی تجویز کی کچھہ تعزیر اوسپر قایم نہ کی اگر یہ مراد ہی تو سراسر غلطی ہی شارع نے کوئی حکم عدم جواز احداث غلامی اور آزاد کرنے غلامان موجودہ کا جاری ہی نہین کیا اور احداث اور ابقاے غلامی پر نہ کوئی حکم تعزیر جسمانی کا نہ عقوبت روحانی کا صادر فرمایا **قال** انہون نے غلامون کی مالکون کو وحی کی رو سے سمجھایا کہ غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز اسد کے نزدیک نہین ہی

اقول اول تو یہ روایت اون کتب مین جنکو مصنف نے صفحہ (۲۱) مین منجملہ معتبرات کے شمار کیا ہی ہرگز نہین
بلکہ درجہ سوم کی کسی کتاب مین ہی کہ جنکی نسبت مصنف باتباع شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین
کہ اونمین موضوع حدیثین بھی شامل ہین ثانیاً اس مضمون سے بھی ممانعت احداث غلامی کے اور ابطال بقاے
غلامی لازم نہین آتا البتہ فضیلت اعتاق کی مانند اور بعض نوافل کے ثابت ہوتی ہی سو ہر ایک صاحب
عقل خوب سمجھتا ہی کہ ثبوت فضل کسی عمل نفل کا مستلزم ثبوت وجوب اوس عمل کا نہین بہت نوافل کی
نسبت ایسی فضیلت ثابت ہی مگر اس فضیلت سے وہ نوافل درجہ وجوب کو نہین پہونچی **قال** اوسنے
بعض گناہون کے کفارہ مین بردہ آزاد کرنیکا حکم دیا **اقول** اس سے تو ثبوت غلامی واضح ہی اگر واقع مین
غلامی بے اصل و باطل ہوتی تو آزاد کرنا اور آزاد ہونا بردہ کا کفارہ مین کس طرح پر متصور ہو سکتا تھا
محل اعتاق تو رقیت ہی اگر رقیت ہی متحقق نہوتی تو کیا آپ کے نزدیک احکام حکیم دانا بے متعلق بے محل بھی نافذ
ہوتے ہین غور تو کیجیے کہ چونکہ وجود شراب کا ابقاءً اور حدوثاً ناپسند تھا اور ایسے ہی نکاح محرمات منکوحہ
جاہلیت اور زیادہ بر چار منکوحہ کا حدوثاً و بقاءً ابطال کیا گیا لہذا پھینکدینا خم شراب اور تفریق عورات
مذکورہ کی کسی کفارہ مین تجویز نہین کی گئی اگر واقع مین عند الشرع رقیت بھی فی الاصل باطل ہوتی
تو ہمارے کفارات مین اعتاق تجویز نہ کیا جاتا **قال** صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام کما کر اپنی قیمت ادا کر دینی
چاہین تو اقرار نامہ لیکر اونکو چھوڑ دو **اقول** کیا خوب ترجمہ کیا مصنف نے آیہ کریمہ کا وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ
الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا یعنی جو لوگ تمہارے مملوکون مین
چاہین مکاتب ہونا تو مکاتب کر دو اونکو اگر جانو اونمین بہتری مکاتب اوس غلام اور کنیز کو کہتے ہین
کہ مالک کی اور اوسکے درمیان مین یہ امر قرار پا جاوے کہ اس قدر روپیہ ادا کر دے تو آزاد ہو جاوے سو جس وقت
وہ اوس قدر روپیہ تمام و کمال دیدیگا تو آزاد ہو جاویگا اگر کچھ بھی بدل کتابت مین سے رہ جاویگا تو وہ
آزاد نہوگا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم قال المکاتب عبد ما بقی علیہ
من مکاتبتہ درهم رواہ ابو داود فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتب غلام ہی جب تک
کہ اوس پر ایک درم بھی باقی رہجاوے وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلعم

قال من كاتب عبده على مائة اوقية فاداها الا عشرة اواق او قال عشرة دنانير ثم عجز فهو رقيق
رواه الترمذي وابوداود وابن ماجه جسنے سو اوقیہ پر اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر ادا کر دیئے اوس نے
مگر باقی رہگیے دس اوقیہ یا دس دینار اور پھر وہ عاجز ہو گیا تو وہ غلام ہی ہے فقط مصنف نے ترجمہ مین آیت کی
جزا کا ترجمہ کیا اور شرط کا ترجمہ یک لخت چھوڑ دیا پھر کاتبوہم کا ترجمہ یہ کیا کہ اقرار نامہ لیکر چھوڑ دو حالانکہ
چھوڑ دینا یعنی آزاد کر دینا موقوف ہے اوپر ادائے تمام بدل کتابت کی اور چھوڑ دینے کا ذکر بھی آیت
مین نہین **قال** ایسے غلامون کو جنکے مالکو نے قیمت لیکر آزاد کرنیکا وعدہ کیا ہے خیرات دینے اور چندہ دینے
پر رغبت دلائی ہے **اقول** چندہ کا ذکر تو کسی آیت یا حدیث مین نہین ہے مگر ہان واسطے فک رقاب کے خیرات
دینے کی ترغیب ثابت ہے **قال** بعض حالتین ایسی مقرر کین کہ اونمین لونڈیان از خود بلا آزاد کیے آزاد ہو جاوین
اقول وہ حالت ام الولد کی ہے یا ملکیت ذی رحم محرم کی ہے **قال** ایسے معاہدہ یا اقرار کہ جسمین ذرا سا بھی
اشتباہ معاہدہ یا اقرار آزادی کا ہو بمنزلہ معاہدہ واقرار کامل آزادی کی قرار دیا **اقول** اس صورت کی
شرح مع سند کے مصنف پر واجب تھی اب ہم یہ کہتے ہین کہ یہ سب حالتین مقتضی ثبوت رقیت کی شرعًا ہین
نہ بطلان اصل رقیت کی اسمین کچھہ کلام نہین کہ آزاد کرنا غلامون کا ثمر اجر عظیم ہے اہل اسلام مین سے کوئی انکار
اسکا نہین کرتا مگر مترتب ہونا اجر کا اوپر آزادی کے دلیل بطلان رقیت کی کسیطرح پر نہین ہو سکتا بلکہ یہ مین
دلیل ثبوت رقیت کی ہے کیونکہ محل عتق رق ہے اگر رق نہ ثابت ہو تو عتق بے محل ہے اور اوسپر کچھہ اجر مترتب نہین
ہو سکتا اور یہی نہین جو ثابت ہے کہ مقصود شارع یہ نہین ہے کہ اعتاق عمومًا ہر ایک پر واجب ہے یا یہ کہ رق صرف
مبنی پر رسم جاہلیت ہے اور شرعًا باطل ہے بعض جگہہ ایسا ہوا ہے کہ مالک نے غلامون کو آزاد یا مدبر کر دیا مگر
شارع نے اوس آزادی اور تدبیر کو جائز رکھا اور اوس اعتاق و تدبیر کو ناپسند کر کے بدستور غلامون کو
رقیق ہی رکھا عن عمران بن حصين ان رجلا اعتق ستة مملوكين له عند موته لم يكن له مال
غيرهم فدعا بهم رسول الله صلعم فجزاهم اثلاثا ثم اقرع بينهم فاعتق اثنين وارق اربعة
وقال له قولا شديدا رواه مسلم ایک آدمی نے چھہ مملوک اپنے آزاد کیے اپنے مرنیکے وقت کے قریب
اور اوسکے پاس اونکے سوا مال نتھا پس اون مملوکون کے تین حصے کیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پھر انمیں قرعہ ڈالکر دو کو تو آزاد کردیا اور چار کو بدستور رقیق رکھا اور اوس آدمی کو سخت کہا وعن
جابر ان رجلاً من الانصار دبّر مملوکا ولم یکن لہ مال غیرہ فبلغ النبیّ صلعم فقال من یشتریہ
منی فاشتراہ نعیم ابن النحام بثمانمایۃ درھم متفق علیہ ایک آدمی نے انصار مین سے مدبر کیا
اپنے ایک مملوک کو اور اوسکے پاس اور کچھ مال نتھا سوا اوس مملوک کے خبر پہنچی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون شخص خرید کرتا ہے اس غلام کو مجھسے پس خریدا ابو نعیم نے
اوسکو عوض آٹھ سو درہم کے مدبر کہتے ہین اوس غلام یا کنیز کو جسکو مولی نے کہا ہو کہ میرے مرنیکے بعد
تو آزاد ہو ثابت ہوا کہ مال غلامون کا بھی مانند مال دیگر اموال کے ہے کہ بعض صورتون مین انفاق اوسکا
مرغوب و نافذ ہے اور بعض صورتون مین ناپسند و غیر نافذ اگر عموماً ملک رقاب شرعاً باطل ہوتی تو بلا شبہہ جسطرح پر
ملک ذی رحم محرم کی نسبت حکم ہے کہ من ملک ذا رحم محرم فھو حر رواہ الترمذی وابو داود
وابن ماجۃ جو شخص مالک ہوا ذی رحم محرم کا تو وہ مملوک حر ہے ذی رحم محرم اوس رشتہ دار کو کہتے ہین کہ
جس سے ایسا رشتہ ہو کہ باہمدیگر نکاح روا نہو یا امہات الاولاد کی نسبت حکم نافذ ہوا اذا ولدت امۃ
الرجل منہ فھی معتقۃ عن دبر منہ او بعدہ رواہ الدارمی جبکہ جنی چھوکری کسی آدمی کی اوسسے تو
وہ چھوکری آزاد ہے بعد مرجانے اوسکے اسیطرح جبر عموماً حکم تحریر غلامون اور لونڈیون کا نافذ فرمایا جاتا
علاوہ بران وعید شرعی غلامون بھاگے ہوے پر بموجب حکم شرعی کے نہوتی اذا ابق العبد لم
تقبل لہ صلوۃ وفی روایۃ ایما عبد ابق فقد برئت منہ الذمۃ وفی روایۃ ایما عبد ابق
من موالیہ فقد کفر حتی یرجع الیھم رواہ مسلم اگر غلامی ناپاک چیز اور مخالف آئین قدرت ہوتی تو کیا وجہ
تھی کہ مالک تو غلامون کو آزاد کرتے جاوین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آزادی کو غیر نافذ ٹھہراوین یہانتک تو
عذر انتظام مدنی پیش کرکے مجتہد بھی کسی طرح پر مائل نہ تھا علی ہذا القیاس عبد آبق تو اپنے تئین ناپاکی سے
بچا کر آئین قدرت پر عمل کرے اور صاحب آئین قدرت اس فعل پر اوسکو جدو درجہ کا ناپاک ٹھہراوے
قال ... غلامون کی ترقی حالت کے لیے نہایت سنجیدہ احکام صادر فرمائے تھا قول شارع کے
احکام کی سنجیدگی مین کیا کلام ہے موجودہ اور مستقبلہ غلامون کے حق مین ایک ہی ضابطہ احکام سنجیدہ

اور پسندیدہ صادر فرمائے ہین اوسمین کچھہ تخصیص موجودہ کی نہین ہی **قال** غلامون کے مالکون کو مناسب سے زیادہ خدمت لینے سے منع کیا **اقول** چنانچہ ہم اوپر اوسکو مفصل بحوالہ اسناد مرفوع لکھہ چکے ہین **قال** یہ حکم دیا کہ وہ لونڈی غلام کہکر نہ پکارے جاوین **اقول** سراسر افترا ہی بلکہ یہ حکم اسلیے فرمایا کہ لیقل غلامی وجاریتی چاہیے کہ کہے غلام میرا اور لونڈی میری چنانچہ بحث اسکی اوپر گذر چکی **قال** اونکو مثل اپنے کہلایا پہنایا جاوے اونکو اونکے رشتہ دارون سے جدا نہ کیا جاوے یہ احکام ایسے سنجیدہ رحم سے بھرے ہوے تھے جن سے غلامون کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے بھائی بندی کی حالت پر پہونچگئی تھی **اقول** علاوہ ان احکام کے چند حکم اور بھی ہمنے بیان کیے ہین یہ سب احکام واقع مین ایسے سنجیدہ و پسندیدہ ہین کہ اگر مراعات اونکی کی جاوے اور پوری پوری تعمیل ہووے تو جس قدر قباحات حالت غلامی کے مصنف نے اوپر لکھے ہین سب مرتفع ہو جاتے ہین اور ہماری شریعت مین غلامی سے رتبہ اخوۃ اسلامی مین کچھہ تنزل نہین ہوتا عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم اخوانکم جعلہم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ متفق علیہ تمہارے بھائی ہین کہ خدانے اونکو تمہارے ہاتھون کے نیچے کر دیا ہی پس جس شخص کو خدا نے اوسکے بھائی کے ہاتھون کے نیچے کیا تو چاہیے کہ کہلاوے اوسکو جس چیز مین سے کہ آپ کہاتا ہی اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنتا ہی اور نہ تکلیف دے اوسکو ایسے کام کی جو اوسپر دشوار ہووے اور ایسی تکلیف دے تو خود اوسکے اوس کام مین اعانت کرے وعن ابی بکر الصدیق رض قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا یا رسول اللہ الیس اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموہم ککرامۃ اولادکم واطعموہم مما تاکلون قالوا فما تنفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ تقاتل علیہ فی سبیل اللہ ومملوک یکفیک فاذا صلی فہو اخوک رواہ ابن ماجۃ نہین داخل ہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکون سے بری طرح رہتا ہی کہا لوگون نے ای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمنے تو ہمکو یہ خبر دی تہی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے فرمایا ہان پس انکو ایسا کرامت

رکھو جیسے اپنی اولاد کو کھلاؤ اونکو جو کچھ آپ کھاتے ہو کہا لوگون نے کیا چیز دنیا کی ہمکو نفع بخشتی ہی فرمایا
کہ گھوڑا جسکو باندھی تو کہ جہاد کرتا ہو او سپر اور غلام کہ تیری کفایت کرے پس جب وہ نماز پڑھتا ہو
تو تیرا بھائی ہی فقط ان احادیث سے واضح ہی کہ بموجب احکام شریعت اسلام کے غلامی کی حالت مین
کوئی خرابی جو موجب ردارت اخلاق اور تکلیف غلامون کی ہو نہین ہی اور اخوۃ اسلامی جن جن
امور کی مراعات کے مقتضی ہی مراعات اونکی اونکے ساتھ بھی لازم ہی اور برادرانہ معاملہ اونسے بھی
برتنا لازم ہی تعلیم و تربیت مین اونکی ایسی ہی کوشش چاہیے جیسے کہ اولاد کی تربیت و تعلیم مین
کوشش کیجاتی ہی پس بلحاظ ان امور کے مین کہتا ہون کہ معاملات اہل اسلام کے اپنے غلامون کے
ساتھ جیسے کہ شریعت اسلام مین واجب العمل ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر و پسندیدہ ہین بہ نسبت معاملات
قوم تہذیب یافتہ ممدوح مصنف کے جو ساتھ خدمتگارون اور ملازمون بلکہ ساتھ صدر الصدورون
اور تحصیلدارون اور ڈپٹی کلکٹرون کے وقوع مین آتے ہین اور ہر شخص اوس سے خوب واقف ہی غالب ہی
کہ مصنف بھی اوس سے انکار نکرینگے **قال** مگر قرآن مجید مین جو متعدد جگہہ لونڈیون اور غلامون کا
ذکر آیا ہی اور بعض جگہہ اونکی نسبت کچھہ احکام بھی بیان ہوئے ہین اونسے لوگ متعجب ہونگے کہ
اگر غلامی معدوم ہوگئی تھی تو وہ احکام قرآن مجید مین کیون آئے تھے **اقول** اسمین کچھہ شک
نہین اور کوئی شخص انکار اسکا نہین کرسکتا کہ زمان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اکثر غزوات
وسرایا مین جو کفار گرفتار ہوئے اور لونڈی اور غلام بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کہ عین حکم خدا کا تھا بنائے گئے اور قرآن مین لونڈی غلامون کے بعض احکام موجود ہین پس اگر
استرقاق قبیح لذاتہ اور مخالف قانون قدرت ہوتا تو ممکن نتھا کہ ایسے ایسے احکام کہ ثبوت جواز
استرقاق پہ بھی ہین قرآن مین صادر ہوتے اور اگر انسداد غلامی کا شارع کو منظور ہوتا تو زمانہ
جاہلیت کے غلامون اور لونڈیون کی آزادی کا حکم بلاشک و شبہ نافذ فرماتا اور زمانہ علم و نزول وحی
مین ہرگز کسیکو غلام اور لونڈی نہ بناتا اور بالفرض اگر غلامان زمانۂ جاہلیت کی نسبت کچھہ حکم
نہ دیتا تو زمانہ علم و نزول وحی مین تو ہرگز احداث اس امر قبیح مخالف قانون قدرت کا روا نہ رکھتا

حالانکہ خود شارع نے زمان نزول وحی و علم میں اسیران کفار کو لونڈی غلام بنایا اور اس امر کو پیغمبر صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے صاف حکم خدا تعالی کا بتایا چنانچہ واقعہ ۵ ہجری میں نسبت بنی قریظہ کے صحیح مسلم میں
روایت ہے قال (یعنی سعد بن معاذ رض) تقتل مقاتلتهم وتسبی ذریتهم قال فقال النبی
صلعم قضیت بحکم الله سعد بن معاذ نے حکم کیا کہ قتل کیے جاوین لڑنے والے اونکے اور لونڈی
غلام بنائی جاوین ذریت اونکی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ فیصلہ کیا تو نے ساتھ حکم خدا کے
اور واقعہ شوال ۸ ہجری عن ابی سعید الخدری رض ان رسول الله صلعم یوم حنین بعث جیشا
الی اوطاس فلقی عدوا فقاتلوهم فظهروا علیهم واصابوا لهم سبایا فکان اناسا من اصحاب
رسول الله صلعم تحرجوا من غشیانهن من اجل ازواجهن من المشرکین فانزل الله فی ذلک
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فهن لهم حلال اذا انقضت عدتهن لشکر بھیجا پیغمبر صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے روز حنین کے اوطاس پر پس لڑائی ہوئی دشمنون سے اور غالب ہوئے مسلمان اونپر اور پایا اونھون نے
سبایا کو تو کچھ آدمی اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین سے حرج مین پڑے اونکی مباشرت سے بسبب شوہر دار
ہونے اونکے کے مشرکین مین سے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ حرام ہین تمپر شوہر دار عورتین مگر جنکے مالک ہوئے
ہین ہاتھ تمھارے یعنی کہ وہ تمکو حلال ہین جب عدت اونکی گذر جاوے فقط اسی طرح پر اور چند غزوات مین سرایا ہوئے
مصنف نے اسکے جواب مین شدید غلطی کی اور دھوکا کھایا ہے کہ فرماتے ہین **قال** اس چیز نے بڑے بڑے
عالمون کو دھوکا دیا ہے اور غلطی مین ڈالا ہے مگر سمجھ لینا چاہیے کہ وہ تمام احکام اونھین موجودہ لونڈیون اور
غلامون کی نسبت ہین جو بموجب رسم جاہلیت اور قبل نزول آیۂ حریت کے غلام ہو چکے تھے اور جنکو اسلام نے
بھی آزاد نہین کیا تھا انتہی **اقول** یہ سراسر غلطی ہے جو چیز بحکم رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بحکم
خدا تعالی واقع ہوئی اوسکو رسم جاہلیت کہنا تمامتر جہالت ہے واقعہ بنی قریظہ مین پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے صاف یہ فرمایا کہ قضیت بحکم الله یعنی فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم خدا کے پس حکم الہی یعنی خداوند تعالی کے
کو رسم جاہلیت کہنا کیا الحق الصحیح ہے وتحسبونه هینا وهو عند الله عظیم اور جسکی نسبت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین جعلهم الله تحت ایدیکم الحدیث کہ خدا نے تمھارے ماتحت کیا ہے

کیا ہی اوسکی نسبت یہ کہنا کہ بموجب رسم جاہلیت کے یہ بات تھی صاف غلطی ہی کہ غلامی ٹھہرائی ہوئی بات کو
رسم جاہلیت ٹھہراتے ہین یہ حدیث اوپر تمام لکھی گئی ہی اور واقعہ اوطاس و ہوازن بعد فتح مکہ کے ہی
اور خود مصنف کہتے ہین کہ آیت فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً جسکو اونھون نے غلطی سے بنام آیت حریت
موسوم کیا ہی زمانہ فتح مکہ مین نازل ہوئی پس ہرگاہ یہ ثابت ہوا کہ استرقاق واقعہ اوطاس و ہوازن
بعد نزول آیہ کریمہ کے ہی تو یہ لکھنا مصنف کا کہ قبل از نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے الخ
سراسر غلطی ہی علاوہ بران اعتراض تو مصنف پر یہ ہی کہ اگر غلام و لونڈی بنانا قبیح لذاتہ اور گناہ قانون
قدرت اور تمام بدیون کی جڑ ہی تو قطع نظر از القاء غلامی عہد جاہلیت کے زمانہ علم نزول وحی مین یہ طریقہ
کیون مسلوک رہا اور کس طرح پر بقول مصنف رمضان ۸ سنہ ہجری تک یعنی اواخر عہد نزول وحی تک اسپر
عمل درآمد رہا ایک چھوکری کو جو بعثت یمن مین تھوڑے روز دن پیشتر حجۃ الوداع یعنی اخیر سنہ ۱۰ ہجری
مین پکڑی گئی حضرت علی نے باطلاع پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سریہ بنایا چنانچہ ذکر اوسکا عنقریب آویگا
کیا جس طور پر کہ حضرت ابراہیم عم اور موسی عم و عیسی عم اور دیگر انبیا بنی اسرائیل عم اس بدرسم قبیح لذاتہ مخالف
آئین قدرت کے حقیقت قبح سے بقول مصنف مطلع نہو کر اوسکو جائز رکھتے رہی ایسے ہی نعم مصنف محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بھی اوسکے قبح ذاتی اور مخالف آئین قدرت ہونیسے ناواقف رہی اگر فی الواقع شارع کو قلع قمع غلامی کا
منظور تھا تو اوسکو کیون رواج دیا اور کیون اوسکے باب مین ایسے احکام کہ مبنی اوپر ثبوت وجواز
رق کے ہین نافذ کیے مقتضائے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت تو یہ تھا کہ غلامان زمانہ جاہلیت
بھی آزاد کیے جاتے اور اگر اونکو دفعۃ آزاد نکیا تھا تو آیندہ کو تو موجب حکم تشریعی کے کسیکو لونڈی
غلام نہ بنایا جاتا عجیب ماجرا ہی کہ منادی تو یہ فرمائی جاوے کہ ذھب امر الجاھلیۃ اوٹھ گیا امر جاہلیت کا
اور بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْاِيمَانِ کس قدر برا ہی اسم فسق بعد ایمان کے اور باینہمہ وہ رسم جاہلیت
اور فسوق جو بقول مصنف جڑ تمام بدیون اور فطرتی گناہ اور مخالف آئین قدرت ہو قائم رکھا جاوے
اسکا کچھ جواب مصنف نہین دیتے اور اور طرف کو چل دیتے ہین پھر جو یہ لکھتے ہین کہ غلامان موجودہ
آیا عرف لونڈی سے وہ غلام ہین جو زمانہ جاہلیت کے غلام تھے یا وہ غلام ہین جنکو اسلام نے بحکم تشریعی

غلام بنایا تھا یا دونون مراد ہین موصوف کرنا اونکا بصفات ذیل کہ جو بموجب رسم جاہلیت قبل نزول
آیۂ حریت کے غلام ہو چکے تھے جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا قرینہ اسکا ہی کہ مراد قسم اول ہین
اگر قسم اول ہی تو محض تحکم اور بیدلیل ہے اور اگر قسم دوم وسوم ہی تو لازم تھا کہ جسطرح یہ کہا تھا
کہ جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا یہ بھی کہتے کہ جنکو خود اسلام نے غلام بنایا تھا **قال** چنانچہ
علاوہ تمام آیتون مین جنمین لونڈی غلام کا ذکر ہی ایک بھی ایسا لفظ نہین جو آیندہ کے غلامی پر جسکو
ہم بلفظ رقیت مستقبلہ تعبیر کرینگے دلالت کرتا ہوا **اقول** چونکہ رقیت مستقبلہ ایک لفظ مبتدعہ مصنف کا ہی
لہذا اونکو لازم تھا کہ اس لفظ کی تعریف کرتے کہ اس سے کیا مراد ہی آیا ثبوت رقیت زمانہ مستقبلہ مین
مراد ہی یا حدوث رقیت زمانہ مستقبلہ مین مراد ہی اور زمانہ مستقبلہ کس زمانہ کے اعتبار سے ہی آیا شروع
اسلام سے جو زمانہ مستقبل ہی وہ مراد ہی یا زمانہ ہجرت سے جو مستقبل ہی یا رمضان ۸ ہجری یعنی فتح مکہ سے
جو مستقبل ہی وہ مراد ہی یا وہ زمانہ جو نزول ہر ایک آیت سے جسمین کوئی حکم بہ نسبت رقیقون کے ہی مستقبل ہی
مراد ہی اسکی تصریح ہر آینہ واجب تھی چونکہ مصنف نے اوسکو مجمل کہا ہی پس ہم ہر شق پر ہر جگہ گفتگو
کرینگے واللہ الموفق الی الصواب **قال** اس مقام پر ہم اپنے اس بیان کے اثبات کے لیے قرآن مجید کے
تمام آیات کو نقل کرتے ہین جنمین کوئی ایسا لفظ آیا ہی جو غلامی پر دلالت کرتا ہی اور تمام دنیا پر اپنے
اس دعوے کی تصدیق ظاہر کرتے ہین کہ اونمین ایک لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت
کرتا ہوا **اقول** آپکی تصدیق کا ظہور تو حیز امتناع مین ہی بجز اون دنیا داروں کے جنھون نے دین کو
دنیا کے حصول کے لیے برباد کر دیا ہی کوئی عاقل دیندار آپ کی تصدیق نہین کر سکتا مگر ہم بعون اللہ تعالی
آپکی غلطی کی تمام عالم مین تشہیر کرتے ہین **قال** لفظ ما ملکت یہ لفظ پندرہ آیتون مین آیا ہی
اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہی جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا **اقول** یہ مصنف کی
ناواقفی ہی لغات عرب سے اگر صیغہ ماضی شرط و جزا مین بعض حروف شرط کے واقع ہوگا تو بلا شبہہ
معنی استقبال کے دیگا قال اللہ تعالی فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا
فِيمَا افْتَدَتْ بِهٖ یعنی اگر خوف کرو تم کہ نہ قائم کرینگے حدود خدا کو تو نہین ہی گناہ اونمین جو فدیہ دے

وہ عورت اوسکا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
پھر جب پہونچ جاوین وہ عورتین اپنی مدت کو تو نہین ہی گناہ تمپر اوس باب مین جو وہ کرین اپنے حق مین
بواجبی فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ پھر اگر نکل جاوین
تو تمپر کچھہ گناہ نہین اوسمین جو اپنے حق مین وہ کرین بواجبی قال الشاعر سه اذا مت فانعینی بما
انا اهله وشقی علی الجیب یا ابنة معبد سوا اسکے بعض مواقع اور بھی ایسے ہین کہ تفصیل اونکی اسجگہہ
ضرور نہین **قال** قطع نظر اسکے اون آیتون کے معانی بھی کسیطرح پر زمانۂ مستقبلہ پر اشارہ نہین
کرتے **اقول** ایک آیت کی تفسیر کے ضمن مین اس امر کی بحث مفصل ہو چکی ان ایات کو **قال**
آیت اول سورہ نساء فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ خدا تعالے
فرماتا ہی کہ اگر متعدد جورؤین کرنے مین اس بات کا کھٹکا ہو کہ برابر نہ رکھسکوگے تو ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھہ ہو چکے ہین نکاح کرو **اقول** آپنے کوئی دقیقہ تحریف معنی کلام الٰہی مین
نچھوڑا خوب اپنی تصدیق دنیا پر ظاہر کی بمقارن دعوی کے دلیل تکذیب دعوی کی بھی خود ہی بیان
فرمادی اب سنیے تفصیل اپنے تحریف کی خفتم صیغۂ ماضی ہی خلاف نحاف خوفناک سے آپنے یا اپنی عیب پوشی کی
نظر سے لفظی ترجمہ نکیا یا آپکو لغت عرب کا علم نہین اسکے معنی یہان بسبب حرف ان شرطیہ کے یہ ہین کہ اگر خوف
کرو تم اسکا کہ برابری نہ کروگے تو ایک ہی عورت یا وہ جسکے مالک ہووین ہاتھہ تمھارے پس خفتم بمعنی
مستقبل ہی اور ایسی ہی ملکت بھی بمعنی مستقبل ہی علماء لغت کا بالاتفاق یہ مقولہ ہی کہ لکونهما ای
ان واذا التعليق امر لغيره في الاستقبال كان كل من جملتي كل فعلية استقبالية
معنیً کلمہ فواحدۃ بالرفع والنصب دونون طرح پر پڑھا گیا ہی قرات نصب پر معنی یہ ہین کہ اختیار
کرو ایک ہی کو یا جنکے مالک ہووین ہاتھہ تمھارے مصنف نے جو اسطور پر ترجمہ لکھا ہی کہ ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھہ ہو چکے ہین نکاح کرو بچند وجہ غلط ہی اول تو ترجمہ ملکت کا
جگہہ اسطور پر کہ جسکے مالک تمھارے ہاتھہ ہو چکے ہین صریح غلط ہی اگر ملکت کا اسطور پر ترجمہ کرتے
ہین تو خفتم کا بھی اسی طور پر ترجمہ کرین اور اس طور پر کہین کہ اگر ڈر چکے ہو تم ملا اسکہ [illegible]

اور لغو ہے تا بنا لینا افعال مذکورہ کا بمعنی ماضی بعید یا قریب کے خلاف لغت عرب کے ہے درمیان
ما ملکت اور درمیان ما افتدت اور ما فعلن جسکا بیان اوپر گذرا کچھ فرق نہین ہے جس طور پر
بموجب قاعدۂ زبان عرب کے ما افتدت اور ما فعلن کے معنی ماضی کے مراد نہین ہو سکتے اسی طور پر
ما ملکت بھی معنی ماضی کا فائدہ نہین دے سکتا ثالثًا قطع نظر اس آیت کے کہ جسمین یہان بحث
ہے کہ اسمین حرف شرط مانع ارادہ ماضی کا ہے عمومًا جملہ آیات مین کہ جسکا ذکر بعد اسکے آویگا ارادہ ماضی کا
بہ نسبت زمانہ نزول آیات مذکورہ کے قطعًا باطل ہے کیونکہ وہ سب آیات ایک زمانہ مین نازل نہین ہوئی ہین
مثلًا یہ آیہ سورۂ معارج مکیہ ہے وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْعَادُونَ یعنی جو لوگ کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرنیوالے ہین مگر اوپر اپنی ازواج کے
یا جنکے مالک ہوئے ہین ہات اونکے تو وہی ملامت کردہ شدہ نہین پس جنھون نے قصد کیا سوا اسکے اور
تو وہی تعدی کرنیوالے ہین اوسمین قصر ہے جواز عدم محافظت کا اوپر ازواج اور ما ملکت ایمانکے
یعنی جو لوگ سوا ازواج اور ما ملکت ایمان کے محافظت فروج کی نہین کرتے وہ گنہگار ہین پس اگر ما ملکت
ایمانہم کے یہ معنی سمجھے جاوین کہ جنکے مالک ہو چکے ہین ہاتھ اونکے اس آیت کے نزول سے پیشتر تو وہ جواز
عدم محافظت جسکا ذکر آیت مین ہے مقصور رہیگا اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو قبل از ہجرت
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قبل از نزول سورۂ معارج کے مملوک ہو چکے ہین اور بعد نزول اس
آیت کے جو مملوک ہونگے اونکا سریہ بنانا جائز نہوگا بلکہ جو ایسا کریگا وہ بموجب حکم آیت گنہگارون مین
داخل ہوگا پھر وہی آیت جب دوسری مرتبہ سورۂ مومنون مین قبل از ہجرت نازل ہوئی اور اوسمین
بھی کلمۂ ما ملکت ایمانہم ہے پس حسب تفسیر مجتہد دہر کے لازم آیا کہ اس دوسری آیت کی نزول سے
پیشتر جو مملوکات مملوک ہو چکے ہین اونکا سریہ بنانا جائز ہے اور جواز عدم محافظت مذکورہ مقصور ہے
ازواج اور اون مملوکات پر جو اس دوسری آیہ کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہین پس اول تو
خود انھین دونون آیتون مین تعارض ہو گیا کہ آیت اولی مین جواز عدم محافظت مذکورہ

مقصود ہی ازواج اور اون مملوکات پر جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی تھین
اور دوسری آیہ مین مقصود ہی اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے
پیشتر مملوک ہو چکی تھین خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہون خواہ اوسکے بعد پھر
بعد ازان سورۂ نسار کی آیت مین جو تسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمۂ ما ملکت ایمانکم واسطے
جواز تسری کے اس آیت مین بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو مملوکات کہ اس آیت کے نازل ہونے سے
پیشتر مملوک ہو چکے ہین خواہ پہلی دونون آیتون کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی ہون خواہ اونکے بعد وہ بھی حلال ہون
پس تقصیر جو پہلی دونون آیتون مین منصوص تھا باقی نرہا اور یہ آیت اون دونون آیتون کی معارض
ہو گئی اسی طرح جس جس آیت مین کہ واسطے جواز تسری کے کلمۂ ما ملکت ایمان واقع ہی ایک دوسری کے
معارض ہوتی چلی جاویگی اور چونکہ آیت اولی مین تسری مقصور تھی اوپر اونھین مملوکات کے جو پہلی آیت
کے نزول کے وقت مملوک ہو چکی تھین تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تیسری
آیت کے نزول تک اور تیسری آیہ کے بعد چوتھی کے نزول تک ہکذا الی غیر ذلک جسقدر کنیزین
مملوک ہوئین اور بطور سریہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مومنین کے تصرف مین آئین وہ سب
ناجائز ہون اور سریہ بنانے والے اونکے گنہگار ہون کیونکہ مابین نزول ہر دو آیتون کے جو زمانہ ہی
وہ زمانہ ممانعت تسری اون مملوکات کا ہی جو آیت اولی کے نزول کے بعد مملوک ہوئے ہون
پس بسبب ظہور ان قبائح کے ارادہ زمانۂ ماضی کا بہ نسبت زمانۂ نزول آیات بالبدیہ باطل ہی اور کلمۂ
ما ملکت ایمان سے ماضی بہ نسبت زمانۂ نزول آیات کے ہرگز مقصود نہین بلکہ صیغۂ ماضی جو ان آیات
اور اونکے امثال مین واقع ہی اوس سے تحقق ہونا صفت ملکیت وغیرہ کا زمانۂ ماضی مین بہ نسبت تحقق
مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہی جیسا کہ امثال ان آیات مین ہی مثلاً لا تنکحوا ما نکح آباؤکم
کے معنی یہ ہین کہ نہ تحقق ہووے نکاح تمھارا اون عورتون سے جو اوس وقت سے پیشتر یعنی تمھارے
نکاح سے پیشتر تمھارے آبا کے نکاح مین آئی ہون نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمھارے آبا کے
نکاح مین آ چکی ہون کیونکہ ان معنی کے اعتبار سے نکاح مین لانا اون عورات کا جو بعد نزول آیت

مذکورہ آبا کے نکاح مین آئی ہوون جائز ٹھہریگا اور یہ بات بالاتفاق باطل ہی پس اسی طرح پر یہ
معنی ما ملکت ایمانکم آیات متنازعہ مین بھی متعین ہونگی کہ جو مملوکات کہ قبل از مباشرت تمہاری
مملوک ہوئی ہین اونکے ساتھ مباشرت جائز ہی دوسری جو مجتہد صاحب نے والمحصنات کو ... ہین کہ
نزول آیات مسطورہ ... کہ ہو چکی ہین اور ... اسکی مفصل معنی آیت ما ملکت ایمانکم ...
آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اگر مجتہد صاحب یہ فرماوین کہ ... ہی کہ ...
من و فدا سے ... ہو چکی ہین ان آیات ... مقصود ...
التفات نہین کیونکہ یہ سب آیات بزعم مجتہد صاحب کے قبل از آیت من و فدا کے نازل ہو چکی
پس ان آیات کا کوئی کلمہ اوپر زمانہ اوس آیت کے جو ان آیات کے نزول تک نازل نہین
ہوئی تھی کسی طرح پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران چونکہ آیت من و فدا زمانہ مستقبل
آیات مذکورہ سے نازل ہوئی تو اس تقدیر پر حکم آیات مذکورہ کا بلا قید و بالعموم زمانہ مستقبل
بھی شامل ہوگا پس تفسیر ما ملکت ایمان جو مجتہد صاحب نے اسطور پر کی ہی کہ مالک ہو چکے ہین
ہاتھ تمہارے بالبدیہہ غلط ہو جاویگی وہو المطلوب اور اس صورت مین اگر آیت من و فدا
موجب عدم جواز ملکیت کی ہوگی جیسا کہ مجتہد صاحب کے زعم باطل مین ہی تو تعارض درمیان
اون آیات اور آیت من و فدا کے لازم آویگا اور لامحالہ اون آیات کو منسوخ ٹھہرانا پڑیگا
پس بالضرورۃ نظر اس امر پر ضرور ہوگی کہ آیا آیت من و فدا ناسخ اون آیات کے ہو سکتی ہی یا نہین سو قطع
اور امور کے جھگڑے بیان بہ نسبت تقدیم و تاخیر آیات کے آگے آویگا ہم یہ کہتے ہین کہ آیت
من و فدا ناسخ اون آیات کی نہین ہو سکتی اسلیے کہ آیت من و فدا درباب وجوب
من و فدا کے مجمل ہی کیونکہ کلمہ اما اصلا اوپر وجوب من و فدا کے دلالت نہین کرتا ہو سکتا ہی
کہ مادہ منع جمع مین مستعمل ہوا ہو اور ہو سکتا ہی کہ من و فدا کا حکم جواز ہو پس ... کہ ...
نسبت عدم جواز استرقاق کے مجمل ٹھہرے تو اون آیات کی جو ظاہر الدلالۃ ...
استرقاق کے ہین کسطرح پر ناسخ نہین ہو سکتی اور بیان زمانہ نزول آیات ... اور بیان

اس اجمال کا عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالی پھر ترجمہ فَوَاحِدَۃً اَوْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کا
جو اس طور پر لکھتے ہین کہ ایک عورت سے یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھ ہو چکے ہین نکاح کرو
یعنی فعل فانکحوا اسقدر کرکے واحدۃ او ماملکت ایمانکم کو اوسکا مفعول ٹھہراتے ہین سراسر غلط ہے
کیونکہ نکاح مولی کا اپنی کنیز سے شرعاً ثابت نہین اور کافۂ فقہانے اوسکے عدم جواز کا فتوی دیا ہے
علاوہ بران مقصود آیت تو یہ ہی کہ اگر خوف اس امر کا ہو کہ عدل نکر سکوگے تو ایک ہی عورت سے
نکاح کرو تاکہ خوف عدم عدل نرہے کہ ایک منکوحہ مین عدل اور عدم عدل کا کچھہ احتمال ہی نہین
یا مملوکات کو سریہ کرلو کہ اونمین عدل واجب نہین مصنف کے ترجمہ سے یہ امر لازم آیا کہ درصورت
خوف عدم عدل یا ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا ایک کنیز سے نکاح کرلو اگر واقع مین مراد شارع
کی یہی ہوتی کہ جیسا مستفاد ترجمہ مصنف ہے تو اسیقدر کافی تھا کہ ایک ہی عورت سے نکاح
کرلو کلمہ واحدۃ تو ایسی حالتین دونون کو متناول تھا پھر ماملکت ایمانکم کی کیا حاجت تھی
اور یہ اطناب مخل سراسر خلاف بلاغت قرآن ہے اور اگر مقصود ترجمہ مصنف یہ ہے کہ کئی مملوکات
غیر اشخاص سے نکاح کرو تو بھی صحیح نہین ہوسکتا اسلیے کہ اگر کئی ایسی مملوکات نکاح مین جمع ہوگئین تو
اونکے درمیان مین بھی عدل فرض ہوگا اور جس خوف کے بنا پر یہ حکم نافذ ہوا وہی خوف
پیش آویگا غرض کہ کسی طرح پر ترجمہ مصنف کا صحیح نہین اور ایسی تاویل باطل ہے کہ موجب تنزل
معانی عالیہ ہے ع بر ہوا تاویل قرآن میکنی ٭ پست و کژ شد از تو معنی سنی قال آیت دوم
اسی سورت مین اللہ صاحب نے دوسری جگہہ فرمایا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ کِتَابَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ
مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ تم پر وہ رشتہ دار عورتین جنکا بیان ہوا اور آزاد عورتین حرام
کی گئین ہین مگر وہ جو تمھارے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین خدانے یہ حکم تم پر لکھدیا اور اونکے
سوا جتنی ہین وہ تمھارے لیے حلال کی گئین ہین اس طرح پر کہ تم اپنے مال کے بدلے یعنے
مہر کے نکاح کرنا چاہو پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو آہ اقول اس آیت کا ترجمہ بھی سراسر

غلط لکھا ہی اور تمامتر خلاف لغت عرب کے ہی چنانچہ شرح اوسکی عنقریب کیجاویگی مگر منتشر شرح مطلب سے
لکھنا ایک امر کا ضروری ہی یعنی یہ ترجمہ مصنف نے صرف تقلید ایک قول ضعیف مذکور تفسیر امام فخر الدین رازی
کے لکھا ہی اور سواے تقلید کے کوئی دلیل انکے پاس نہین یا تو باین شور اشوری کہ کسی مجتہد اور اجماع
صحابہ خیر القرون و ائمہ اہل بیت کی بھی تقلید نہ کرینگے یا باین بے تمکی کہ ایک قول ضعیف کی تقلید سے
راہ راست کو چھوڑ دیا اور مصداق مثل مشہور هَرَبْتُ مِنَ الْمَطَرِ وَوَقَفْتُ تَحْتَ الْمِيزَابِ ہوے مصرع
شاعر فانما ھو غیر قید ما نقادا اپنے تئین بناویا ہمارے اور اونکے گفتگو مقلد نہین ہم المجتہدین
کے مذہب کو بدلائل شرعیہ نقلیہ اور عقلیہ کے ثابت کرتے ہین مصنف کہین تو اپنے تئین مجتہد ٹھہراتے ہین
اور کہین ایسی جان چراتے ہین کہ مقلد مقلدان بنجاتے ہین ؎ فما تکون علی حال تدوم بہا
کما تلون فی اثوابها الغول سو ہم انکے سب منقولات کو خاص انہین کے مقولات سمجھینگے خواہ انہون نے
اپنی طبیعت سے پیدا کیے ہون یا تقلیداً لکھے ہون اور استدلال جو بر بنای تقلید فخر رازی یا اور کسیکے
ہوگی ہرگز اوسکو منظور نکرینگے بلکہ اوسکی طرف ذرا بھی توجہ نکرینگے آمدم بر سر مطلب مصنف نے جو معنی
محصنات آزاد عورتین لکھی ہین لغت عرب مین محصنات کے معنی آزاد ہرگز نہین اور ایسے ہی ایک جگہ
معنی احصان کے اسلام لکھے ہین یہ بھی غلط ہین ان معنی مین بھی یہ لفظ اصلا نہین اور اگر چہ اور بھی کئی
معنی اوسکے ہین مگر محصنات بمعنی آزاد اور احصان بمعنی اسلام کہین نہین آیا پس مناسب اس مقام کے
صرف وہی معنی ہین یا عفائف من قولهم احصنت المراة اذا عفت واحصنها زوجها
فهی محصنة ومحصنة قال الشاعر وثدیا مثل حق العاج رخصا حصانا من اکف
اللامسینا یا متزوجات و ذوات الازواج من قولهم احصن الرجل اذا تزوج فهو محصن بفتح
الصاد قال الشاعر ؎ احصنوا امهم من عبیدهم ؛ تلک افعال الکرام الرکعة
ابی پہ تو جو پس ترجمہ محصنات کا بلفظ آزاد سراسر خلاف لغت اور سراسر غلط ہی اور استدلال مصنف کا اس
آیت سے وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً
محض فاسد ہی آیت متلوہ مین بھی کلمۂ المحصنات بمعنی عفائف ہی ہی اگر ایسا نہوتا تو قذف غیر عفائف کا بھی

حد قذف واجب ہوتی حالانکہ قذف غیر عفائف پر بلا خلاف باجماع امت حد واجب نہین مثلاً
ہندہ اور زید دونون فاسق غیر عفیف ہین اور کسی شخص نے اون دونون کی نسبت یہ کلمہ کہا کہ ان
دونون نے باہم زنا کیا ہی اور چار گواہ اپنے قول کے اثبات پر پیش نہ کر سکا تو بالاجماع اوسپر حد واجب نہین ہی
اگر یہ کہیے کہ جب محصنات کے معنی یہان عفائف کے ہین تو اعتبار حریت کا کیون کیا گیا تو جواب اوسکا یہ ہی
کہ مجرد لفظ محصنات سے حریت کا اعتبار نہین کیا بلکہ لام عہد جو کلمہ محصنات پر داخل ہی وہ دلالت
کرتا ہی اوپر عفائف معہودہ یعنی حرائر کے کہ جنکی قذف کے واقعہ مین آیت نازل ہوئی ہی اس صورت
مین تصحیح جمیع یہ ہی کہ جو لوگ تہمت زنا کی اون عفائف معہودہ یعنی عفائف حرائر کو لگاتے ہین الخ نظیر
اسکی اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ یعنی وقوف کرو اوس جگہہ جہان وہ لوگ یعنی قریش
وقوف کرتے ہین و قولہ تعالی وَالْمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ اور وہ مطلقات
معہودہ یعنی حرائر مدخولہ انتظار کرین اپنا تئین تین قروء تک دیکھو کلمہ الناس اور المطلقات سے قریش اور عورات
مطلقات حرائر مدخولہ مراد ہین لیکن جسکو کچھہ عربیت مین دخل ہوگا وہ ہرگز یہ نہین کہہ سکتا کہ ناس
کے معنی قریش اور مطلقات کے معنی عورات مدخولہ ہین اسیطرح پر یہان بھی کلمہ محصنات کے معنی
حرائر ٹھہرانے صریح غلطی اور ناواقفی ہی اگر کہیے کہ یہ اوس صورت مین ہی کہ اوس لام کو لام عہد کا
ٹھہرایا جاوے اگر لام جنس ٹھہرایا جاوے تو پھر کوئی لفظ نہین ہی کہ حرائر پر دلالت کرے پس اس صورت
مین بھی کلمہ محصنات کو معنی حرائر سمجھنا چاہیے تو جواب اسکا یہ ہی کہ نزول قرآن زبان عربی مین ہی پس
جائز نہین کہ کسی کلمہ کی معنی اپنی طبیعت سے ایسے گڑھے جاوین کہ لغت عرب مین اوسکے وہ
معنی نہوین اس صورت مین کونسی ضرورت داعی ہی کہ لام عہد کو چھوڑ کر لام جنس اختیار کیا جاوے
اور بالفرض اگر لام جنس بھی ٹھہرایا جاوے تو تب بھی ہم یہ کہینگے کہ المحصنات سے مراد یہ ہی کہ جو اپنی جنس مین
بکمال کے ساتھہ متصف ہون اور وہ نہین ہین مگر حرائر نظیر اسکی اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ
کہ کلمہ الناس سے کاملین فی الانسانیۃ مراد ہین جار اللہ زمخشری رحمہ کہ بڑے عالم لغت عربی اور منجملہ
نحاۃ عالیقدر کے ہین لکھتے ہین کہ اسم جنس جیسا کہ مطلقاً جنس مین مستعمل ہوتا ہی اسیطرح پر

معانی مخصوصہ کاملہ مین بھی مستعمل ہوتا ہی کہتے ہین کہ زید نہین ہی انسان وقال الشاعر ؎ اذا لناس ناس والزمان زمان ؕ هم القوم كل القوم يا ام خالد ؕ قال امرء القيس تسلت عمايات الرجال عن الهوىٰ ؕ وليس فوادي عن هواك بمنسل ؕ غرضکہ لام داخلہ محصنات کو خواہ عہد کا لام سمجھو خواہ جنس کا ہر طرح پر وہ لام ہی مفید معنی حرائر ہی مجبر و کلمہ محصنات بمعنی حرائر نہ یہان ہی نہ کہین اور اسیطرح پر بیان ہی آیت فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ اور آیہ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ کا اگر یہ کہین کہ جسطور پر اون آیات مین لام داخلہ محصنات کو لام عہد یا لام جنس کا مل سمجھا گیا ہی ممکن ہی کہ لام والمحصنات کو بھی لام عہد یا لام جنس کا مل سمجھا جاے اور اوسی طریق سے حرائر مراد لی جاوین تو جواب یہ ہی کہ ان آیات مین قرائن تو یہ اوس طریق کے موجود ہین چنانچہ آیت اولی مین دو قرینہ تو بیہ اوسکے موجود ہین ایک واقعہ نزول آیت دوسری حد پوری کہ شرعًا بالاتفاق بلا خلاف قاذف غلام وکنیز کے اوپر نہین ہی دوسری آیت مین خود نظم آیت سے ظاہر ہی کہ وہ محصنات جو مسند الیہ اُحْصِنَّ اور اَتَيْنَ اور مرجع ضمیر مجرور عَلَيْهِنَّ کی ہین غیر اون محصنات کے ہین جو مجرور علی ہی اور ایسی ہی آیت ثالثہ خود نص صریح ہی کہ فتیاتکم المومنات داخل المحصنات نہین پس متعین ہوئی یہ بات کہ اون لامون کو لام عہد یا لام جنس کا مل قرار دیا جاے اور اس آیت ما نحن فیہا مین کوئی قرینہ ایسا نہین بلکہ بہت ایسے قرائن ہین اور دلائل ہین کہ لام عہد اور لام جنس کامل کے مانع ہین چنانچہ بیان اوسکا آگے آویگا اور اس آیت مین باعتبار لغت ہی کے منجملہ بہت سے احتمالات کے صرف ایک ہی احتمال پر ترجمہ المحصنات کا بہ لفظ آزادی ممکن ہے اور باقی جمیع احتمالات پر غلط ہوتا ہی یعنی اگر محصنات کے معنی مزوجات کے لیے جاوین اور لام کو کیسا ہی یعنی خواہ عہد کا یا جنس کا مل کا یا استغراق کا فرض کیا جاے تو اون تینون صورتون مین ترجمہ مصنف کا غلط محض ہی اور اگر محصنات کو معنی عفائف لیا جاے تو در صورت استغراق وہ ترجمہ غلط ہی اور اگر معنی عہد یا جنس کا مل لیا جاے تو البتہ لا بد وے لغت کے

صحت ممکن ہی مگر کوئی دلیل و قرینہ اوسکے اختیار کرنے کا نہین بلکہ قرائن بطلان اوسکا یعنا
موجود ہین پس ہمکو کیا ضرور ہی کہ ایک گڑھے ہوئے معنی مصنف کے کہ قرائن لفظی و معنوی اوسکے
خلاف ہین تسلیم کرین اور معنی چہارم جو مصنف نے اسلمن سے لکھے ہین وہ بھی غلط ہین اور یہ جو
لکھتے ہین کہ علماے حنفیہ اور دیگر علما کو جو اس جگہہ اُحصِنَّ کے معنی اسلمن لینے پڑے ہین اسکا
یہ سبب ہی کہ اگر یہ معنی نہ لین تو اونکا ایک دوسرا مسئلہ رجم محصنات کا جڑ پیڑ سے بل کر گر پڑتا ہی
یہ بھی ایک باد ہوائی بات ہی علماے حنفیہ نے احصن کو معنی اسلمن نہین لیا اور شجرہ طیبہ اجتہاد امام
ہمام ابو حنیفہ رح کا ایسا نہین ہی کہ اہل ہوا کی ہوا بندی سے اوسکا ایک پتہ بھی جنبش کر سکے
اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ مصنف کو اگر کچھ شک ہی تو جس مسئلہ کی نسبت یہان جھگڑا
کچھ زیادہ گوئی کی ہی اوسپر بھی خوب دل کھول کر جو کچھ اعتراض کرنا ہی کر چکین ہم اونکو علماے
حنفیہ کی طرف سے جواب دینگے اب ہم اون دلائل و قرائن کا بیان کرتے ہین کہ جنسے ثابت
ہوتا ہی کہ ترجمہ آزاد جو مصنف نے لکھا ہی بالکل غلط ہی کیونکہ المحصنات مستثنی منہ ہی اور ما ملکت
ایمانکم مستثنے ہی پس یہ معنی ہوئے کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر مملوکات اور یہ معنی دو وجہ سے
فاسد ہین ایک یہ کہ مستثنے جنس مستثنے منہ سے نہین ہی حالانکہ اصل استثنا مین اتصال ہی
اور کوئی وجہ حسن انقطاع کی کہ جسکے سبب مستثنی منقطع لایا گیا پائی نہین جاتی دوم یہ کہ لازم آیا
کہ کوئی حرہ حلال نہو کیونکہ جب سب حرائر حرام ہوگئین تو باورا اوسکے مملوکات ہی رہگئین
واللازم باطل فالملزوم مثلہ اسکے جواب مین مصنف از راہ مغالطہ کے بناوٹ کرتے ہین اور
لکھتے ہین کہ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ جو اس آیت مین آیا ہی اوس سے لونڈیون ہی کے معنی لینے
ضروری نہین ہین اسلیے کہ نکاح کے سبب جو ملکیت ہوجاتی ہی اوسپر بھی ما ملکت ایمانکم کا اطلاق
ہوتا ہی اور جو عدواز واج کی خدا نے ہمارے لیے جائز کر دیے ہین اونپر بھی ملکیت کا اطلاق
ہوتا ہی **اقول** شاید کہ کسی اور زبان مین ایسا ہوتا ہو عربی مین تو ہرگز نہین ہوتا جسکو
کچھ بھی دخل زبان عربی مین ہی وہ خوب جانتا ہی کہ ملک یمین کا اطلاق ہرگز ہرگز نہ اعداد و ازواج پر

ہوتا ہی نہ حرائر منکوحات پر اگر کہین کلام عرب مین ایسا آیا ہو تو نشان دیجیے اور بڑے تعجب کی
بات ہی کہ اسکی سند مین آپ قول فخر رازی کو پیش کرین فخر رازی عرب عربا ہر بلکہ مخضرمین مین بھی نہین
ایمہ نحات و لغت مین بھی انکو کوئی نہین جانتا پس انکے قول سے اوپر اثبات معنی لغت کے دلیل لانا
سراسر بیجا اور محض بے سود ہی مگر کیا کرین کہ الغریق یتشبث بکل حشیش یہان تک تو بیان ہوا
مخالفت لغت کا اب آگے انشی شرح فساد معنی اور لزوم ضعف تالیف کی کیجاتی ہی آپ فرماتے ہین
کہ اس آیت مین اور جہان الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے معنی یہ ہین پہلے یہ کہ اوس سے مراد وہ تعداد ہی
جو اللہ تعالی نے ہماری ملک کردی ہی یعنی چار آزاد عورتون تک تو اب آیت کے معنی یہ ہوے
کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئین مگر اوتنی کہ جتنی خدا نے تمہاری ملک کر دی ہین یعنی چار اقول
اس آیت مین تو صرف اسی ایک جگہہ کلمہ الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی آپ کیونکر یہ فرماتے ہین کہ جہان
الا ما ملکت آیا ہی کہ جس سے تعدد و تنوع کلمہ ما ملکت ایمانکم کا اس آیت مین پایا جاتا ہی خدا کو یا نعوذ
اپنی طرف سے اس آیت مین اور کہین یہ کلمہ بڑھا دیجیے اور اگر مراد یہ ہی کہ جہان قرآن مین
لفظ ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے یہ معنی ہین تو صرف مغالطہ و دروغ ہی کلمہ ما ملکت ایمانکم سے
کہین بھی ملک نکاح مراد نہین بلکہ ملک یمین یعنی رقیت ہی مراد ہی ہمیشہ چونکہ لفظ ما الفاظ
عمومیہ سے ہی کہ حاوی ہی جمیع متناولات اپنی کو قال تعالی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ
وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ قال طرفة عمرو بن عبد البکری
شعر فان کنت لا تستطیع دفع منیتی فدعنی ابادرها بما ملکت یدی وقال زهیر بن
ابی سلمی شعر فلا تکتمن الله ما فی صدورکم لیخفی ومهما یکتم الله یعلم وقال
لبید بن ربیعة العامری شعر فاقنع بما قسم الملیک فانما قسم الخلائق بیننا
علامها وقال ابو الطیب شعر والهجر اقتل لی مما اراقبه انا الغریق فما خوفی من البلل
پس اس صورت مین مطابق ترجمہ مصنف کے معنی آیت کے یہ ہی کہ حرام کی گئین تمپر سب آزاد

عورتین مگر کل وہ آزاد عورتین کہ جنکے تم مالک ہو چکے ہو یعنی جو نکاح مین تمھارے آچکی ہین
واہ جناب مجتہد صاحب خوب آیت کے معنی آپنے اجتہاد کی رو سے بیان فرمائے کہ جس سے کئی امر خلاف
شرع لازم آسکے اول یہ کہ مثلاً کسی شخص کے نکاح مین زیادہ چار عورتون سے آگئین تھین وہ بموجب حکم
نص صریح کے مطابق آپکے اجتہاد کے حلال ہین خلافاً رسول اللہ صلعم کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایسی حالتمین فرماتے ہین امسک اربعاً وفارق سایرھن ثانیاً مثلاً کسی شخص کے
نکاح مین ایک ہی آزاد عورت تھی تو بموجب آپکے اجتہاد کے اور تین حرائر تک واسیر حرام ہو گئین
خلافاً للہ تعالی کہ وہ تعالی فرماتا ہے فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَ
رُبَاعَ ثالثاً اگر کسی شخص کی عورت بعد نزول آیت متلوہ کے مرگئی یا اوس وقت تک اوسنے
نکاح ہی نہین کیا تھا تو لازم آیا کہ وہ کسی حرہ سے نکاح ہی نکر سکے کیونکہ حرائر آپکے اجتہاد فاسد کے
بموجب قاطبۃً حرام ہین بجز اون حرائر کے کہ وقت نزول آیت تک منکوحہ ہو چکی تھین اور وجود
ایسے حرائر کا مابعد کے نکاحون مین قیامت تک ممتنع ہے پس سبب نہ پائی جانے ایسے حرائر کے سب
نکاح مابعد کے محرمات کے ساتھہ وجود مین آئے اور آپنے جو کلمۂ ما کا یہ ترجمہ کیا کہ (اتنی) یہ تو
صاف غلط ہے یہان پر کلمۂ ما موصول بمعنی اَللّٰاتی یا اَلّتی کے ہے تو آپ ہی کے اجتہاد کے موافق
ترجمہ کلمات آیت کا یہ ہوا کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر وہ عورتین کہ خدا نے تمھاری ملک
کردی ہین کلمۂ ما کسیطرح پر عدد پر دلالت نہین کرتا ہے علاوہ بران مستثنی منہ ذوات محصنات ہین
نہ تعداد محصنات پس استثنا اعداد کا ذوات سے ہر آینہ خلاف ظاہر ہے پھر آپکی تقریر و تاویل سے یہ امر لازم آتا ہے
کہ تعداد مملوک یعنی منکوح ہون کیونکہ جب آپنے ماموصولہ کو بمعنی تعداد ٹھہرایا تو جو عاید محذوف منصوب
صلہ کے جملہ مین بھی اوسیکی طرف عاید ہوے اور وہی مفعول ملکت کا قرار پایا پس وہی مملوک ہوا
حالانکہ یہ امر بالبداہتہ باطل ہے کیونکہ تعداد مملوک ہونیکی صلاحیت نہین رکھتی ذوات معدودات
تو مملوک ہو سکتی ہین مگر تعداد مملوک نہین ہو سکتی اور اس مقام پر آپنے ترجمہ ملکت ایمانکم کا
بھی برخلاف اور مقامات کے اور نیز بھی برخلاف الفاظ کے فرمایا آپکے وہ کا ترجمہ یہان اس طور پر لکھتے ہین

کہ خدا نے تمھاری ملک کر دی ہین حالانکہ یہان ملکت ملکا ہی نہ ملکت تملیکا اور فاعل فعل
ملکت کا ایمانکم ہی نہ خدا ایس مجرد کو معنی مزید فیہ کے ٹھہرانا آپ ہی سے مجتہدون کا کام ہی بعد تحریف
معنی ملک بعد دیگر تحریفات کے بلحاظ کلمات آیت کے ترجمہ اس طور ہونا چاہیے کہ مگر اتنی کہ متنی کے مالک
ہوئے ہین ہات تمھارے یعنی اتنی کہ متنی نکاح مین آئین ہین تمھارے یا آچکی ہین نکاح مین تمھارے
اوران دونون صورتون مین جو جو قباحت جو پہلے اوپر لکھی ہی عاید ہوتی ہی اور اگر ملکت کو معنی
استقبال کے لیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ حرام ہوئین تم پر آزاد عورتین مگر اوسقدر کہ جسقدر تمھارے
نکاح مین آوین تو اس صورت مین اوس مقدار کی تفسیر جو بلفظ چار کے ہی غلط ہی لفظ ما کو اپنے
بمعنی تعداد کے لیا ہی چونکہ تعداد مخصوص چار ہی کے ساتھہ نہین ہے پس لفظ ما بھی مخصوص چار کے
ساتھہ نہین ہو سکتا بلکہ ایک سے لیکر ہزار اور اوس سے زائد تک کو متناول ہی اگر آپ یہ کہین کہ مراد
یہ ہی کہ اوس قدر جس قدر حلال کی ہین خدا نے واسطے تمھارے اور وہ زیادہ چار سے نہین ہی
تو ہم کہینگے کہ یہ دوسری مخالفت لغت کی ہوئی یعنی ایک تو پہلے ہو چکی تھی کہ ملک یمین کو
بمعنی نکاح لیا دوسری یہ ہوئی کہ ملک کو معنی حلال کرنے کے ٹھہرایا تیسری یہ ہوئی کہ لازم کو بمعنی
متعدی ٹھہرایا کچھہ خبر بھی ہی کہان تک قیود پر قیود لگاتے اور مخالفت لغت کی کرتے
چلے جاؤگے آپکی ان توجیہات اور تاویلات واہیہ سے کلام معجز نظام کہ جسکے معارضہ سے عرب
عرباء عاجز ہین ضعف تالیف مین نہایت درجہ کے مد ابتذال کو پہونچا **شعر**
برہوا تاویل قرآن میکنی ۞ پست وکژ شد از تو معنی سنی ۞ کردہ تاویل لفظ بکر را ۞
خویش را تاویل کن نے ذکر را ۞ ایسی ہی خود مختاری پسند ہی تو اتباع کتاب اللہ سے دست کش
ہوکر اپنی تو تیرہ اندیش کی مسجد جدی بنائیے اسلام کو بدنام نفرمائیے **شعر** گر تو قرآن بدین نمط
خوانی ۞ ببری رونق مسلمانی ۞ علاوہ برآن ہم یہ کہتے ہین کہ دلیل تحدید چار اس آیت
سے پہلی ہی یا پچھلی اگر بعد کو ہی تو تفسیر آپکی بہ لفظ یعنی چار صریح غلط ہی اور اگر وہ دلیل
پیشتر کی ہی تو لازم آیا کہ اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہوگئی کیونکہ لفظ ما عام ہی اور حکم عام کا یہ ہی

کہ موجب حکم ہی اپنے جمیع متناولات مین بالقطع اور جب خاص سے متاخر ہو تو ناسخ خاص کا
ہو سکتا ہی چنانچہ اسی بنا پر آپنے رسالہ حل متعہ مین آیت طَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
حِلٌّ لَّكُمْ کو ناسخ آیت حرمت متعہ کا ٹھہرایا ہی پس اس حالت مین بھی تفسیر آپکی بلفظ یعنی
چار غلط محض ہی اسلیے کہ معنی منسوخ تفسیر ناسخ کے نہین ہو سکتی پس ان وجوہ سے بخوبی ثابت
ہو گیا کہ کلمہ سے تعداد اور ملک یمین سے نکاح مراد لینا محض تحریف اور صورت ابتذال کلام
معجز نظام ہی یہان تک بیان تھا وجہ اول کا اب بیان دوسری وجہ کا شروع کیا جاتا ہی
مصنف فرماتے ہین کہ دوسری یہ کہ آزاد عورتین تمپر حرام ہین مگر وہ جنمین اللہ تعالے نے تمھاری ملکیت
مقرر کر دی ہی اور یہ ملکیت جب ہوتی ہی کہ جب ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہون اور تمام
شرطین جو شریعت مین نکاح کے لیے مقرر ہین پوری ہوئین **اقول** اس توجیہ مین بھی
اکثر امور مین مثل توجیہ اول کے قباحات ظاہر ہین اور علاوہ بران یہ تفسیر آیت کی نہین
درحقیقت تا اپنی طرف سے ایک کلام فاسد گڑھ کر اوسکو کلام الٰہی ٹھہرا دینا ہی قطع نظر از قباحات
کے چونکہ لفظی ترجمہ آیت کا آپکے اجتہاد کے موافق اس شق پر یہ ہوا کہ حرام کی گئین تمپر آزاد
عورتین مگر جنکا نکاح تمھارے ساتھ مطابق شریعت محمدی کے باستجماع جمیع شرائط شرعیہ
ہوا ہو یا ہو چکا ہو پس مثلاً اگر کسی کافر کا نکاح کافرہ سے ہوا ہو اور بعد نکاح کے دونون مسلمان
ہو گیے تو لازم آیا کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو جاوے اور تفریق اونکی درمیان مین کر دیجاوے
کیونکہ ظاہر ہی کہ نکاح کفار کا مطابق شرع محمدیہ باستجماع شرائط شرعیہ نہین ہوتا واللازم
باطل شرعاً فالملزوم مثلہ پھر آپ ہی صفحہ ۱۲ مین معترف ہین کہ اس جگہ یعنی اس آیت مین
خدا تعالی نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان
فرمایا ہی انتہی اس سے ظاہر ہی کہ شرائط اور حضور ولی و شہود کا کچھ تذکرہ آیت مین نہین
اور نہ اوسکے واسطے سیاق آیت کا ہی پس تفسیر آیت کی اس طور پر جو آپنے کی کہ جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سیاق آیت واسطے شرائط نکاح کے بھی ہی ہرآئینہ یہ تفسیر آپکی خلاف ہی

آپکے اعتراف کے بعد اسکے مصنف نے عبارت فخر رازی رح اس طور پر نقل کی فهذا الاوّل في
تفسير قوله الا ما ملكت ايمانكم وهو المختار ويدل عليه قوله تعالى وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ
حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ جعل الله ملك اليمين عبارة عن ثبوت
الملك فيها فوجب ان يكون ههنا مفسرا بذلك لان تفسير كلام الله بكلام الله اقرب
الطرق الى الصدق والصواب انتهى اور اسکی بناپر لکھتے ہین کہ پس یہی (یعنی وجہ دوسری)
ٹھیک تفسیر ہی خدا کے کلام الا ما ملکت ایمانکم کی اور اسی کو عالمون نے اختیار کیا ہی اور اسکی صحت پر قرآن مجید کی
دوسری آیت بھی دلالت کرتی ہی سورۂ مومنون مین خداتعالی نے فرمایا ہی کہ جو مسلمان اپنی عضو
شہوت کی نگہبانی کرتے ہین بجز اپنی جورو کے یا اونکی جنکے مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین اس آیت
مین اسد صاحب نے ہاتھ کی ملک سے مسلمانون کی ملکیت کا اونپر ثابت ہونا مراد لیا ہی پس واجب ہی
کہ اوس آیت مین بھی یہی مراد سمجہا جاوے اسلیے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری
آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہی **اقول** عجیب ماجرا ہی کہ فخر رازی
کچھ اور کہتا ہی آپ کچھ اور ہی فرما رہے ہین **شعر** اری عندلیب نالان نہ منہا مجھے کہ انشا ✱
اپچ اور لے رہا ہی تو کچھ اور گا رہی ہی ✱ وہ کہتا ہی کہ ہذا الاول یعنی پہلی صورت آپ اوسکو وجہ
ثانی پر محمول فرماتے ہین اور اگرچہ اس جگہ عبارت تفسیر کبیر کی حد سے زیادہ مہمل اور بے ربط ہی کہ
کوئی معنی اوسکے صحیح بن نہین سکتے مگر اس قدر ظاہر ہی کہ مراد اوسکی یہ ہی کہ جو معنی ما ملکت ایمانکم
کی آیہ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ مین ہین
وہی یہان بھی مراد لینی چاہئین ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین اور مجتہد صاحب نے بھی اسکو مان لیا ہی
پس اب کچھ جھگڑا باقی نہین رہا صرف یہ بات دیکھنی چاہیے کہ آیۂ مذکورہ مین ما ملکت ایمانہم مراد
ازواج منکوحہ ہو سکتی ہین یا نہین ہم سمجھے ہین کہ نہین ہو سکتین کیونکہ ما ملکت ایمانہم بذریعہ حرف
تردید یعنی او کے قسیم ازواج واقع ہی اور احد القسمین عین قسیم آخر کا نہین ہو سکتا آیت کے یہ معنی ہین
وہ لوگ جو اپنی شرمگاہون کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پر یا اونپر جنکے مالک ہو رہے ہین

ساتھ اونکے پس ظاہر ہو کہ ازواج اور ما ملکت ایمانہم دونون ایک نہین ہو سکتے اور جب اس آیت مین تا
ما ملکت ایمانہم کا غیر ازواج سے ظاہر ہوا تو باتفاق فخر رازی اور ہمارے او مجتہد دھر کے لازم آیا
کہ اور آیات مین بھی ما ملکت ایمانہم سے ازواج مراد نہ لیجاوین اور یہی ہی مدعا ہمارا اور اس سے ظاہر ہوا
بطلان سب تاویلات فاسدہ مجتہد دھر کا والحمد للہ رب العالمین اب ہم کہتے ہین کہ یہ جس قدر مجتہد
دھر نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہی مختار امام رازی نہین بلکہ یہ سب اقوال ضعیفہ ہین جو امام نے
تفسیر مین نقل کیے ہین او جو مختار امام ہی اور اونھون نے اپنی تفسیر مین اوسکے نسبت لکھا ہے
کہ یہ معنی مراد لینے واجب ہین مجتہد دھر نے اوسکو بایک قلم چھوڑ دیا ہم اوسکو نقل کرتے ہین
قال الامام قوله تعالى وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ يعني ذوات الازواج
والدليل على ان المراد ذلك انه تعالى عطف المحصنات على المحرمات فلا بد من ان يكون
الاحصان سببا للحرمة ومعلوم ان الحرية والعفاف والاسلام لا تاثير له في ذلك
فوجب ان يكون المراد منه المزوجة لان كون المرءة ذات زوج له تاثير في كونها
محرمة على الغير انتهى قول خداتعالى وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
مین مراد المحصنات سے شوہر دار عورتین ہین اور دلیل اسپر کہ وہی مراد ہین یہ ہی کہ خداتعالی نے
محصنات کا عطف محرمات پر کیا پس ضرور ہی کہ احصان سبب ہووی حرمت کا اور یہ بات معلوم ہی
کہ حریت اور عفیفہ ہونے اور اسلام کو کچھ تاثیر حرمت مین نہین ہی پس واجب ہوا کہ محصنات سے شوہر دار
عورتین ہی مراد لیجاوین اسلیے کہ ہونا عورت کا شوہر دار اسکو تاثیر ہی غیر شوہر پر حرام ہونے
مین دیکھو قول مختار امام کا تفسیر محصنات مین جو سکو وے لکھتے ہین کہ یہی معنی مراد لینے واجب
ہین اور دلیل قوی اس معنی کے ارادہ کو ثابت کرتے ہین اور جب محصنات کے یہ معنی قرار پائے
تو پھر بالبدیہہ واجب ہوا کہ ما ملکت ایمانکم کے معنی مملوکات ہین یعنی کنیزین ہی ٹھہرائی جاوین
جب یہ معلوم ہو چکا کہ مصنف نے جو المحصنات کو معنی آزاد اور ملکت کو معنی منکوحات لیا ہی سراسر
خلاف لغت اور موجب رکاکت کلام معجز نظام اور باعث قباحات عظیمہ کا ہی تو اب ہم دیکھنے ہین

کہ مصنف جو اوپر ارادہ معنی شوہر دار کے طعن فرماتے ہین یہ طعن اونکا بیجا ہی یا بیجا ہی لہذا اونکے
اقوال پر قولاً قولاً گفتگو کرتے ہین **قال** اس آیت مین جو لفظ محصنات کا ہی اسکے معنی اکثر
مفسرون نے شوہر والی عورتین لیے ہین اور ما ملکت ایمانکم کی لفظ سے یہ مراد لی ہی کہ وہ جو لڑائی مین
قید ہو آئی ہون اور اونکا کافر شوہر دار الکفر مین ہون انتہی **اقول** ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی
کہ اس مقام مین از روی لغت عرب کے محصنات کے صرف دو ہی معنی ہو سکتے ہین تیسری کوئی معنی
نہین یا شوہر دار یا عفائف اور چونکہ خود مصنف بھی اس جگہہ عفائف مراد نہین لیتے تو بس
اب بجز شوہر دار کے اور کوئی معنی باقی نرہے اور بالضرورۃ لازم آیا کہ اس جگہہ معنی محصنات
صرف زنان شوہر دار ہی متعین ہون اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ ملک یمین نکاح کے
معنی مین کہین نہین آیا ملکہ بدلیل آیۂ کریمہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ازدواج اور ملک یمین باہم قسیم اور مباین ہین پس جو معنی ملکت ایمانکم
کے کافۂ مفسرین نے لکھے ہین ہر اینہ مطابق لغت عرب کے ہین یہ معنی ایسے نہین کہ جیسے
مصنف نے دل سے گڑھے ہین اور اعتبار ہوتے شوہرون کا دار الکفر مین جو کیا گیا ہی وہ
بلحاظ و استناد واقعۂ نزول آیہ اور حدیث مشہور کے ہی جسکو مسلم نے اور دیگر اصحاب سنن نے
طرق متعددہ سے روایت کیا ہی اور نیز بدلیل اور احادیث کے کہ جنمین نہی اختلاط ہی اور
ایک عورت کے فرش دو مردون کی ہی چنانچہ ہم یہان احادیث واقعۂ نزول آیت کے لکھتے ہین
انّ رسول اللہ صلعم یوم حنین بعث جیشاً الی اوطاس فلقی عدواً فقاتلوھم و
ظھروا علیھم واصابوا لھم سبایا فکان الناس من اصحاب رسول اللہ صلعم تحرجوا
من غشیانھن من اجل ازواجھن من المشرکین فانزل اللہ عزوجل فی ذلک والمحصنات
من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فھن حلال لھم اذا انقضت عدتھن وعن ابی سعید
الخدری ورفعہ انہ قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل
حتی تحیض حیضۃ رواہ ابو داود وعن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام

فبینا خطیبا قال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین
قال لا یحل لامرأ آمن باللہ والیوم الاخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی اتیان الحبالی
ولا یحل لامرأ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یقع علی امرأۃ من السبی حتی یستبرءھا
الحدیث رواہ ابو داود والترمذی بمعناہ پس ظاہر ہوا کہ یہ تفسیر تمامتر مطابق لغت عرب اور
مطابق وحی صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہی اور کسی دلیل عقلی کے بھی خلاف نہین
قال اس گھڑی ہوئی تقریر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ لڑائی مین جو عورتین شوہر والی یا بے
شوہر والی پکڑی جاوین وہ لونڈیان ہین اور اونسے بہائم کے مانند مباشرت کرنی درست ہی
اقول خلاصہ اس تقریر غیر معقول مجتہد کا صرف دو امر ہین ایک یہ کہ یہ تقریر کا ذب مفسرین
کی گھڑی ہوئی ہی دوسرے یہ کہ یہ مباشرت مثل بہائم کے ہی سو امر اول تو مبنی اوپر کمال غلطی
کے ہی کیونکہ اس تفسیر مین کوئی ایسی بات نہین کہ خلاف لغت عرب ہو محصنات کے معنی
لغت مین مزوجات ہین ملکت ایمان کے معنی بھی مطابق لغت ہین استثنا بھی متصل ہی منقطع
نہین کہ جسکو خلاف اصل کہہ سکین لفظ ما کو محمول اوپر اعداد اور شرائط کے نہین کیا گیا
پھر کونسی چیز اس تفسیر مین ایسی ہی کہ جسکی بنا پر کوئی کہہ سکے کہ یہ تفسیر گھڑی ہوئی ہی امر دوم کا
جواب یہ ہی کہ یہ مباشرت مانند بہائم کے البتہ اوسوقت ہو سکتی تھی کہ انقطاع کلی درمیان شوہر
کافر اور زنان مسبیہ کے نہو جاتا یا اختلاط ماؤن لازم آتا حالانکہ تفسیر مذکور اون دونون مین سے
کسی امر کے مستلزم نہین اگر اس مباشرت کو مصنف تقلید بعض توہم پرستون کے مثل بہائم ٹھہراتے
ہین تو مباشرت مطلقات اور شوہر مردہ عورتون کو بھی ایسا ہی سمجھین **قال** مگر جس شخص کو
خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہوگا اور خدا کے کلام کو اوس ادب سے جسکا وہ مستحق ہی دیکھیگا تو یقین
کریگا کہ اس آیت کی یہ مراد نہین **اقول** تفسیر کا مفسرین کو مبنی بر تقلید سمجھنا جہل ہو وہ تفسیر ایسی
نہین کہ مصنف کے تفسیر فاسد کے مانند بخلاف لغت مبنی بر تقلید اندھی موجب گمراہی ہو وہ تفسیر
ایسی نہین کہ کلام معجز نظام کو اونسے ضعیف التالیف کر کے مرتبہ عالیہ اعجاز سے ساقط کر کے

منافی سیادت اور ابتذال مین مانند تفسیر مصنف کے ڈال دیا ہو تو تفسیر ایسی نہین کہ مثل تفسیر مصنف
از راہ بے ادبی کے اوسمین قیود بالائی قیود بڑھا کر اور اصل نظم مین اصلاح اپنی طرف سے دیکر نوبت تحریف
کی پہنچادی گئی ہو باینہمہ نسبت اوس تفسیر کے ایسے ایسے کلمات زبان پر لانا اور اپنی تفسیر کو
جو تمامتر خلاف لغت اور بناوٹ کی تقریر اور مستلزم قباحات چند در چند ہی اوس سے بہتر سمجھنا اسرار
گمراہی اور تمامتر جہل ہی **قال** نہ اوسمین لڑائی کی قیدیون کا کچھ ذکر ہی نہ اون لفظون کی یہ معنی ہین
اقول ہرگاہ کہ واقع نزول آیت مذکورہ آنا قیدیون جہاد کا اور تحرج مومنین کا ہی مجامعت سے ان
سبیون سے جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا اور معانی الفاظ بجز ان معانی کے جو تفسیر کیے گئے
ہین اور کچھ نہین جیسا کہ منفصلا گذرا تو جہل مصنف کا ہی جو ایسا فرماتے ہین **شعر**
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ * فہم سخن گر نکند مستمع *
قوت طبع از متکلم مجوی * **ابیات** اذا عیر الطائی بالبخل مادر * وعیر قسا بالفہاہۃ باقل *
وطاولت الارض السماء سفاہۃ * وفاخرت الشہب الحصی والجنادل * وقال السہا للشمس انت
خفیۃ * وقال الدجی یا صبح لونک حائل * فیا موت زر ان الحیوۃ ذمیمۃ * ویا نفس
جدی ان دہرک ہازل **قال** یہ جو لوگ کہ والمحصنات من النساء سے شبہہ جواز تمتع
مراد لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہی **اقول** سند لغت موجود سند احادیث صحیحہ موجود
چنانچہ بیان اونکا اوپر گذر چکا حیرانی ہی کہ آپ اور کس قسم کی سند چاہتے ہین آپ کی وہ مثل ہی
کہ قاضی نے تو بہت ہرایا پر مین ہی نہ ہاری **قال** اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی
مسئلہ عظیمہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز اپنی قیاس
سے ایک بات کہدینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہی نہ نقلی **اقول** معنی لفظ اوس مفہوم کو کہتے ہین کہ
واضع لغت نے اوس لفظ کو واسطے اوس مفہوم کے بنایا ہی پس جو مفہوم ایسا ہی کہ واضع نے
وہ لفظ اوسکے واسطے نہ بنایا ہو اوس مفہوم کو معنی لفظ ہرگز نہین کہہ سکتے جس طرح پر کوئی
شخص مفہوم آزادی کو معنی محصنات قرار دیوے یا مفہوم نکاح کو معنی ملک یمین مشہور ہو تو قبول

اوسکا کسی طرح پر لائق تسلیم کے نہین ہی کیونکہ نہ واضع نے اون الفاظ کو واسطے ان معانی کے
وضع کیا ہی نہ کسی اصطلاح خاص یا عرف عام مین نقل کیا گیا ہی جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ہم
کہتے ہین کہ لفظ محصنات کے دو ہی معنی ہین ایک زنان شوہردار دوسرے عفائف اور یہ بھی ظاہر
ہی کہ الفاظ متعدد المعانی جہان کہین بولے جاتے ہین تو ہر ایک موقع پر ایک ہی معنی منجملہ معانی
متعددہ کے مراد لیے جاتے ہین سب معانی معًا ایک محل پر مراد نہین ہوسکتے اور اس جگہہ تمہارے دونو
معنون کے ایک معنی یعنے عفائف تو باتفاق مصنف و مفسران عالیقدر کے مراد نہین تو بالضرورة
لازم آیا کہ زنان شوہردار ہی مراد لی جاوین اور یہ جو فرماتے ہین کہ ایک مسئلہ عظیمہ کے اخذ کرنے کو
الخ یہ اونکا گمان فاسد ہی مفسرین رحمہم اللہ تعالی کا یہ کام نتھا کہ اپنے دل سے کوئی مسئلہ شرعی گھڑکر
اوسکی تائید کے واسطے قرآن مین تاویل کرین اونھون نے تو جو معانی کلمات قرآن کے ازروے
لغت عرب کے تھے اور احادیث نبوی اونکے مؤید تھین بیان کیے بعد ازان جو کوئی مسئلہ شرعیہ
اوس پر متفرع ہوا تو اوس مین اونکا کچھہ اختیار نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ بجز اپنے قیاس کے الخ یہ بھی جہل ہی
اونکی تفسیر مین قیاس کہان ہی مگر مصنف نے جو تفسیر کی ہی البتہ وہ سراسر مبنی بر قیاس فاسد ہی
چنانچہ قول اونکا دلیل صریح قیاس کی موجود ہی کہ اوس جگہہ محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین تو
اس جگہہ بھی وہی مراد ہین اب ہم بفرض اس امر کے کہ محصنات کے ایک معنی حرائر بھی ہین
مصنف پر اعادہ اونکی تقریر کا کرتے ہین کہ جو لوگ والمحصنات من النساء سے آزاد عورتین مراد
لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہی اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسئلہ
عظیمہ (یعنی ابطال رقیت و تسری کی) اخذ کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز
اپنے قیاس سے ایک بات کہدینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہی نہ نقلی اب فرمائیے جناب شیخ آپ اسکا
کیا جواب دے سکتے ہین ہمنے تو آپ کو جواب معقول دیدیا اور دلیل عقلی اور نقلی دونون بیان
کردین اب آپ دلیل عقلی یا نقلی پیش کیجیے **قال** علاوہ اسکے اگر ما ملکت ایمانکم سے لونڈیان
ہی مراد لیجاوین تو بھی آیت کے معنی یہ ہونگے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوگئی ہین مگر وہ آزاد عورتین

جو پہلے آزاد تھیں مگر اب تمھاری لونڈیاں ہو چکی ہیں انتہی **اقول** مراد لیا جانا کیا معنی رکھتا
ایمانکم سے تو اس جگہہ بجز لونڈیوں کے اور کچھہ مراد لی ہی نہیں جا سکتے دیکھیے کہ آیت وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ
حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ میں بسبب توسط حرف تردید کے
کلمہ ما ملکت ایمانہم سے ازواج منکوحہ مراد نہیں ہو سکتیں بلکہ لونڈیاں ہی مراد ہیں پس بقول
مستند غیاث کے واجب ہے کہ اس آیت میں بھی یہی مراد لیجاویں اسلیے کہ تفسیر قرآن کی ایک آیت کی
دوسری آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہے علاوہ بریں آپنے یہ الفاظ
کہ پہلے آزاد تھیں مگر اب تمھاری لونڈیاں ہو چکی ہیں کس عبارت کا ترجمہ فرمایا غایت الامر یہ ہے
کہ اب ترجمہ اس طور فرماویں کہ تمپر آزاد عورتیں حرام ہوئی ہیں مگر جو تمھاری مملوک ہو چکی ہیں تو سمجھ لو
کہ یہ معنی بسبب انقطاع استثنا کے بلا وجہ کیسے ردی ہیں خیر اس بحث کو چھوڑ دیجیے اور سنیے کہ
تم عموماً آپکی تقریر کا یہ لفظ ہے کہ (ہو چکی ہیں) ہمنے مانا بھی سہی مگر پھر بھی یہ معنی ہونے کہ نزول آیت
سے پیشتر ہو چکے ہیں اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ آیت بعد واقعہ اوطاس کے اور بعد مملوک ہو جانے
سبایا اوطاس کے نازل ہوئی ہے جو سنہ ۸ ہجری کے اواخر شوال میں واقع ہوا تھا پس سبایا اوطاس
بھی مصداق لونڈیاں ہو چکنے کی ہوئیں یعنی اوس وقت سے بھی لونڈیاں ہو چکی تھیں اور
چونکہ ہم یہ بھی اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ سبایا اوطاس میں زنان شوہر دار بھی تھیں پس مصنف کی
تفسیر مفصلہ پر کیا اعتراض باقی رہگیا اور چونکہ بحسب زعم مصنف آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ
وَإِمَّا فِدَاءً قبل فتح مکہ یعنی ۱۷ یا ۱۹ یا ۲۰ رمضان سنہ ۸ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور یہ واقعہ بعد اوسکے اواخر شوال سنہ ۸ ہجری
میں ہوا اور بموجب فرمان صاحب وحی صلعم کے وہ سبایا لونڈیاں و غلام بنائی گئیں تو خود ثابت ہو گیا کہ آیت إِمَّا مَنًّا
بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً میں کوئی ایسی بات نہیں کہ نا کیا توقیت آیندہ کے ہووے اور عنقریب آویگی تفصیل اوسکی انشاء اللہ تعالیٰ **قال** اگر
انسان کچھ دنوں تقلید میں خدا ہی تعالے چلا لے اور اوسکے دل کو اوس سچائی اور حقیقی سے جو مذہب اسلام میں ہے روشن کرے
تو آیت کا مطلب سمجھنے میں کچھہ دقت نہیں **اقول** ہم اس فقرہ کو اصلاح اور ہدایت بعض اساتذہ کے خود لکھتے ہیں کہ اگر انسان
گمراہ لوگوں کی تقلید میں خدا کے ڈالے اور اوس سچائی اور نور قدیم سے جو مذہب اسلام میں ہے روشن کرنے سے اپنی جان جلاوے

خوش آمد و چاپلوسی حکام اور امرا عہد سے رہائی دیوے تو اس آیت کا مطلب سمجھنے میں کچھ وقت نہیں **قال** جگہ جگہ خدا تعالے نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان فرمایا **اقول** صحیح ہی والحق حق ان جمیع واقع مین اس آیت مین بیان ہی ذوات محرمات کا نہ شرایط نکاح اور تعداد عورات کا افسوس ہی پھر افسوس ہی اوس شخص کے حال پر کہ نابلکہ کلمات بھی زبان سے کہا جاوے اور اس تقلید کے بابت اصرار کر کے بعض کلمات آیت کو محمول بر شرایط صحت نکاح کے کرے اگر اجتہاد ناقص ہے تو تقلید ہی کسی کامل کی ہزاران ہزار درجہ بہتر ہی **شعر**

سایۂ یزدان بود بندہ خدا	مردۂ این عالم و زندہ خدا
دامن او گیر زود بے گمان	
رستہ از آفت آخر زمان	خاک شو مردان حق را زیر پا
خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما	

قال مگر قبل از نزول آیت کے اسکا کچھ لحاظ نہ تھا خدا تعالے نے جو کچھ کہ قبل اس آیت کے ہو چکا تھا اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد عورتین تمھاری ملک ہو چکی ہین یعنی اوس زمانہ کی رسم کے بموجب تصرف مین آچکی ہین وہ حرام نہین پس اس سے کوئی حکم رقیت مستقلہ کا نہین نکل سکتا **اقول** اسکے کیا معنی کہ لحاظ نہ تھا صاف فرمایئے کہ مشروع تھا یا نہ تھا جو امر کہ برابر شریعت انبیاء عظام مین عہد ابراہیم علیہ السلام سے مشروع معمول بہ چلا آیا اوسکی نسبت ایسا مہمل کلمہ کہنا کہ لحاظ نہ تھا صریح دھوکا ہی بڑے تعجب کی بات ہی کہ جو امر کہ خلاف آئین قدرت اور جو سب بدیون کی ہو اوسکا انبیا کو بھی کچھ لحاظ نہ تھا کیا ایسے ایسے بڑے بڑے پیغمبر جو قانون قدرت اور نیکی و بدی کے جاننے والے اور اعلم الناس بلکہ اعلم المخلوقات والکائنات تھے ایسے غافل تھے کہ محض ازراہ بے احتیاطی اور بے لحاظی کے خود بھی مرتکب اوس امر کے تھے جو خلاف آئین قدرت اور جڑ سب بدیون کا تھا اور اور ونکو بھی اوسکی اجازت فرماتے تھے اور خدا کا فرمان اس طور پر سناتے تھے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ ۝

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ
الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ فلاح پائی اون مومنون نے جو اپنی نماز مین خشوع کرنیوالے ہین
اور وہ جو لغو باتون سے بچنے والے ہین اور وہ جو زکوٰۃ دینے والے ہین اور وہ جو اپنی شرمگاہون
کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پہ یا اونپر جسکے مالک ہوں ہاتھ اونکے پس بیشک وہ
ملامت کردہ شدہ نہین ہین پس جس شخص نے قصد کیا سوا اسکے وہی زیادتی کرنے والے ہین
اور فلاح پائی اون لوگون نے جو اپنی امانات و عہد کی رعایت رکھنے والے ہین اور جو لوگ
اپنی نمازون کی حفاظت کرنے والے ہین یہی لوگ وہ وارث ہین کہ وارث ہونگے فردوس کے
وہ لوگ ہمیشہ اوسمین رہنے والے ہین دیکھیے کہ کس تاکید سے خدا تعالے نے بہ نسبت مرتکبان اوس
بے لحاظی کے فرمایا ہے فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ اور اگر آپکو کچھ بھی مداخلت علم معانی و بیان
مین ہوتی تو آپ سمجھتے کہ تعریف مسند الیہ کی موصولیت کے ساتھ آیت اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْوَارِثُوْنَ مین اور پھر تاکید بضمیر منفصل یعنی هُمْ کی کہ باب اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سے ہے
اور پھر توصیف ساتھ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ اور پھر تاکید اسکے ساتھ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ کی بسبب ترک فصل کے باب لاریب فیہ سے ایسی نہین ہے کہ کوئی شخص جو قرآن پر
ایمان رکھتا ہو بہ نسبت اوسکے یہ گمان کرسکے کہ اسکا کچھ لحاظ نتھا تھوڑی ہی غور اسی آیت کے مضمون پر فرمایئے
کہ لغو امور سے بچنے کی تو عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ مین صاف نص فرمائی اور لغو امور کو مانع فلاح ٹھہرایا
بڑا تعجب ہے کہ ایسی بے لحاظی کو جس سے ارتکاب جرم آئین قدرت لازم آتا ہے باعث مدح مصداق
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ کا قرار دیا اور اونھین بے لحاظون اور مرتکبان جرم آئین قدرت
اور جرم فطری اصول تمام جرایم کو وارث فردوس برین ٹھہرایا یہ کیسی بے لحاظی اور کیسا
جرم آئین قدرت و فطری ہے کہ وبال اسکا لغو امور کی برابر بھی نہین غرضکہ تسری اور استمتاع
دوحال سے خالی نہین یا مشروع تھا یا نامشروع اگر نامشروع تھا تو معمول بہ انبیا علیہم السلام اور صحابہ
رضوان اللہ علیہم کا بحضور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح پر رہا اور اگر مشروع تھا

تو نا شروع کب ہو گیا اگر کہیے کہ رمضان سنہ ۸ ہجری مین حرام ہو گیا تو آپکا یہ قول
غلط ہی کیونکہ یہ آیت جسمین بیان کلام ہی شوال سنہ ۸ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اوسکے موجب
پیغمبر صلعم نے اجازت تسری کی بعد استبرا کی دی چنانچہ بحث اسکی مفصل عنقریب آویگی پھر جناب نے
آیت کریمہ کے ترجمہ مین بطور اصلاح قرآن کے بطرز محرفان توریت و انجیل ایک یعنی لکھکر اوسکے بعد
یہ لایعنی فقرہ لکھا ہی (کہ اوس زمانے کی رسم موجب تصرف مین آچکی ہین) فرمایئے کہ یہ فقرہ
لایعنی طبع زاد ہی یا کسی آیت کا ترجمہ ہی یا کسی حدیث کا یہ فقرہ آپکا تحریف معنوی ہی اور
قرآن مجید اوس سے محفوظ ہی جناب آپ تو بہت اصرار اور شد و مد سے اپنے تئین اون آداب دانون مین
سمجھتے ہین کہ جو کلام الٰہی کو بہت ادب کے ساتھہ دیکھتے ہین پھر یہ کیسی بے ادبی ہی کہ کلام مقدس مین
قید پر قید فقرات پر فقرات دل سے گھڑ گھڑ کر بڑھاتے جاتے ہین **شعر** جامی چہ لاف میزنی از پاک
دامنی * بر خرقہ تو اینہمہ داغ شراب چیست * اور یہ جو آپ کہتے ہین کہ اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا
اخذ ہم آپ سے دریافت کرتے ہین کہ رقیت مستقبل آپ کس زمانے کے اعتبار سے چاہتے ہین جب زمانہ نزول
آیت تک رقیت جائز تھی تو یہ بات آپکے ذمہ ہی کہ اس زمانے کے بعد حکم ممانعت کا ثابت کیجیے
ورنہ اس طرح پر تو بہت گنجایش انکار بہت سے مشروعات کی نکلجاویگی پھر جب خود آپ معترف ہین کہ خدا تعالی نے
جو کچھہ کہ قبل اس آیت کے ہو چکا تھا اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا پس جواز اوسکا تا روز نزول آیت بموجب حکم
خدا کے تو خود آپ ہی کے اعتراف سے ثابت ہو گیا اب اس امر مین آپ ہی کے اقوال پر کلام رہا کہ یہ آیت
مین جو خدا نے پہلے نازل کی ہی یا بعد اوسکے اور جو چیز کہ بحکم خدا جائز ہوئی تھی آیا اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت کہنا روا ہی
یا نا روا سو ہم ثابت کر چکے ہین کہ یہ آیت شوال سنہ ۸ ہجری مین یعنی بعد از نزول آیت مین پہلے کے نازل
ہوئی ہی اور ہم یہ بھی مبرہن کر چکے ہین کہ جو چیز بحکم شارع جائز ٹھہرائی گئی اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت کہنا سراسر خطا
اور بہت ہی بیجا ہی **قال** اسکی نظیر اسی سورۃ مین اور اسی جگہہ موجود ہی کہ اہل عرب اپنے باپ کی جورو کو
جورو بنانے مین کچھہ قباحت نہین سمجھتے تھے جب اوسکی نہی آئی تو فرما دیا کہ اس سے پہلے جو ہو چکا وہ ہو چکا
چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی مت نکاح کرو اون عورتون سے جنسے تمھارے باپون نے نکاح کیا مگر جو کچھہ

کہ پہلے ہوچکا یعنی وہ اس امتناع مین داخل نہین وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ
اقول مآل استنباط مجتہد عصر کا مسائل شرعیہ کو نظم کتاب وسنت سے تو بہت ہی وضاحت کے ساتھ
دریافت ہوچکا مگر ہمکو انتظار اسکا تھا کہ کسی موقع پر اونکے قیاس کا بھی امتحان کیا جاوے چنانچہ اب وہ
موقع آگیا مخفی نرہے کہ یہان بحث اسکی نہین کہ حرمتہ بعد الاباحۃ یا اباحۃ بعد الحرمتہ شرعًا جائز ہی
یا نہین اسکے عدم جواز کا کوئی شخص اہل اسلام مین سے قائل نہین ہی اور اسکا بھی کوئی شخص قائل نہین کہ
جب تلک وہ شی حرام نہین ہوئی تھی اوسکا ارتکاب موجب گناہ تھا یہان بحث اسکی ہی کہ جو فعل
ایسا ہو کہ اوسکو انبیاء علیہم السلام نے جائز رکھا اور اوسکا انکار نکیا اور آپ بھی اوسکو عمل مین
لاتے رہے اور کتب سماویہ مین تصریح اوسکی اجازت دی گئی اور اوسکے احکام بیان فرمائے گئے آیا وہ از قسم
مباحات شرعیہ ہی یا نہین اور اطلاق رسم جاہلیت کا اوسپر جائز ہی یا نہین دوسرے یہ کہ جو
فعل کہ آئین قدرت کے خلاف اور لذاتہ قبیح ہی اور تمام برائیون کی جڑ ہی آیا ممکن ہی کہ انبیاء علیہم السلام
عامدًا اوسکے مرتکب ہوئے ہون تیسرے یہ کہ تمتع شی محرمہ لذاتہ سے بعد حرمت کے شرع مین ثابت ہی
یا نہین چوتھے یہ کہ جو چیز کہ شریعت انبیاء سابقین مین مباح تھی اور اسلام مین بھی مباح ہی اور صحابہ کرام حضور
پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اور خود پیغمبر بھی اوسکے مباشر رہے اور کتاب اللہ مین بھی اوسکی اجازت
صراحۃً دی گئی تو آیا بدون قیام دلیل شرعی کے جو ناسخ اوسکی ہو یہ کہہ سکتے ہین کہ آیندہ وہ اباحت
باقی نرہی صورت مقیس علیہ مجتہد عصر کے یہی کہ بیشتر عرب منکوحہ پدر کو اپنے نکاح مین لاتے تھے چنانچہ
شارع نے فرمایا مت نکاح کرو اون عورتون سے جن سے تمھارے باپون نے نکاح کیا ہی مگر جو کچھ کہ پہلے
ہوچکا یعنی وہ امتناع مین داخل نہین انتہی **اقول** وہ چار صورتین جو بحث طلب ہین اونمین سے
کوئی ایک صورت بھی ایسی نہین کہ اوسکو صورت مقیس علیہ پر قیاس کرسکین یا مقیس علیہ کو نظیر مقیس کا
قرار دے سکین بنسبت وجہ اول کے یہ وجہ ہی کہ نکاح باپ کی زوجات کا کسی ملت مین جائز نہین ہوا
اور کسی نبی نے اوسکو جائز نہین رکھا توریت مین کتاب احبار باب ۱۸ اورس ۸ مین
صاف ممانعت اوسکی موجود ہی معاذ اللہ کہ خود کوئی پیغمبر اوسکا مرتکب ہوا ہو یا حضور

کسی پیغمبر کے بلا انکار ظہور مین آیا ہو خود قرآن شریف سے ثابت ہی کہ یہ نکاح ہمیشہ ہی سے فحش
اور موجب غضب آلہی تہا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاۗءَ سَبِيْلًا یعنی کہ نکاح کرنا ساتھ باپ کی
جورووں کے تہا فحش اور غضب او بری راہ شرافِ عرب بھی اس سے بہت پرہیز کرتے تھے اور
اسی سبب سے جو کوئی ارازل مین سے ایسا کرتا تہا تو اوس نکاح کو نکاح المقت یعنی نکاح مبغوض
اور اوس نکاح کرنے والے کو اور اوسکی اولاد کو مقتی کہتے تھے پس یہ قول مجتہد کا کہ
عرب ایسے نکاح مین قباحت نہین سمجھتے تھے تمام تر مبنی او پر جہل مرکب کے ہی دوسری
صورت متنازعہ کو بھی کچھہ تعلق مقیس علیہ سے نہین کیونکہ ایسے نکاح کا کبھی کوئی نبی خود مرتکب ہوا
نہ کسیکو اجازت دی تیسری صورت کا حال یہ ہی کہ قبل از تحریم قرآن بھی ایسے نکاح سے کبھی تمتع
جائز نہین ہوا چہ جائیکہ بعد از تحریم تمتع جائز ہو چنانچہ ہمنے اوپر ایک حدیث نقل کی ہی جسکا
یہ مضمون ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر فرمایا پس
قیاس مجتہد کا ہر اینہ قیاس مع الفارق ہی صورت چہارم کسی طرح پر مطابق صورت مقیس علیہ
کے نہین پس قیاس مجتہد عصر کہ بلا لحاظ شرایط و ارکان قیاس کے ہی محض بیہودہ و پوچ ہی بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہی
کہ ہنوز وہ شرایط ارکان قیاس سے بھی واقف نہین اور باینہمہ ناواقفی کے اپنے تئین مجتہد بتاتے
ہین اب رہا کلام اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مین اگر اسکو استثنا متصل تصور کیا جاوے اور ما نکح آباؤکم کو
جو بالکل بیدا خل ہی عام کہ متناول ہو منکوحات سالفہ اور باقیہ اور مستقبلہ کو لیا جاوے اور الا ما قد
سالف کو مستثنے کیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ نہ نکاح کرو اون عورات کو جنسے تمہارے آبانے
نکاح کیا مگر منجملہ اونکے اونکو جو مرگئے ہین تو یہ کلام از قبیل مبالغہ باب لاعیب فیہم غیران سیوفہم
بہن فلول من قراع الکتائب اور حتی یبیض القار اور حتی یلج الجمل فی سم الخیاط سے ہوگا
یعنی کوئی صورت اجازت ایسے نکاح کی نہین مگر ایک صورت نکاح کی ساتھہ گذشتگان کے
اور چونکہ یہ محال اور ممتنع ہی پس کسی طرح کوئی صورت جواز کی باقی نرہی اکثر مفسرین نے اسی طرح پر
آیت کی تفسیر کی ہی اور مختار علامہ زمخشری کا یہی تفسیر ہی چنانچہ وہ تفسیر کشاف مین لکھتے ہین

فان قلت كيف استثنى ما قد سلف من ما نكح آباؤكم قلت كما استثنى غير ان سيوفهم من قوله ولا عيب فيهم يعني ان امكنكم ان تنكحوا ما قد سلف فانكحوه فلا يحل لكم غيره وذلك غير ممكن والغرض المبالغة في تحريمه وسد الطريق الى اباحته كما تعلق بالمحال في التابيد في نحو قولهم حتى يبيض القار وحتى يلج الجمل في سم الخياط اور اگر اسکو استثنار منقطع اور الاکو معنی لکن لیا جاوے تو جملہ ما قد سلف جو مبتدا ہی خبر اسکے محذوف فا ہو گی یعنی اوسپر کچھ مواخذہ ارتکاب جس جرم گذشتہ کا کیا جاوے جیسا کہ اور بعض کبائر مین واقع ہوا ہی قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لہم ما قد سلف اور اصلا یہ مقصود نہین ہی کہ وہ نکاح باقی رکھا جاویگا چنانچہ تفسیر بیضاوی مین مرقوم ہی وقیل الاستثناء منقطع ومعناہ لکن ما قد سلف فانہ لا مواخذة علیہ لا انہ مقرر انہ کان فاحشة ومقتا علة للنھی ای ان نکاحھن کان فاحشة عند اللہ ما رخص فیہ لامة من الامم ممقوتا عند ذوی المروات ولذلك سمي ولد الرجل من زوجة ابيه المقتي یعنی کہا گیا ہی کہ استثنا منقطع ہی اور معنی یہ ہین کہ لیکن جو کچھ گذر گیا اوسپر مواخذہ نہین یہ بات نہین کہ وہ نکاح قائم رکھا گیا کہ بیشک ایسا نکاح بیحیائی اور فحش اور موجب غضب ہی یہ علة نہی کی ہی کسی امت کو خدا نے رخصت ایسے نکاح کی نہین دی اور مبغوض ہی یہ نکاح ارباب مروت کے نزدیک اور اسی واسطے ایسے نکاح کی اولاد کو مقتی کہا جاتا تھا ظاہرا ما فی ضمیر مصنف یہ ہی کہ نکاح کیا جو زوجہ پدر کے ساتھ قبل از نزول آیہ تحریمہ ہوا تھا تو جس طرح پر اوسکو باقی رکھا گیا اوسی طرح پر رقیت جو پہلے ہو چکی تھی وہ بھی قائم رکھی گئی مگر یہ غلطی فاش ہی ایسا نکاح صدقا اور نقلا ہرگز ہرگز جائز نہین بلکہ ایسا نکاح کسی امت مین جائز نہین ہوا یہان تک کہ کفار عرب بھی اسکو مبغوض جانتے تھے اگر مصنف ابقار نکاح مذکور کے مدعی ہین تو اوسکو ثابت کرین اور اونھون نے جو خبر محذوف کی تقدیر یہ کی ہی کہ وہ امتناع مین داخل نہین اسمین ظاہرا اس سے اونکا ارادہ اثبات باقی رکھنے نکاح مذکور کا ہی تو یہ تقدیر اونکی محض بیدلیل صرف مضمون طبع زاد اور شناعت ہی غور کیجیے کہ جس نکاح کی نسبت ایسے کلمات

فرماتے جاتے ہین کہ انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا تو وہ کیونکر باقی رکھا جا سکتا ہی
اگر کان کو از باب کان اللہ علیما لیا جاوے تو فحش اور مقت بحکم نص جمیع ازمنہ مین ثابت ہے
اور اگر بمعنی ماضی لیا جاوے تو ثبوت قبح کا زمانہ ماضی مین لفظ کان سے ظاہر ہے اور جو چیز کہ ایسی
قبیح زمانہ ماضی مین ٹھہر چکی ہو تو وہ ہماری شریعت مین کسی طرح پر باقی رکھنے کے قابل نہین اور
چونکہ کلمہ ساء منجملہ افعال ذم کے ہے اور در اصل فعل ماضی تھا کہ معنی ماضی سے نقل کر کے بمعنی حال واسطے انشاء ذم کے
لایا گیا ہے تو مذموم ہونا اس قسم کے نکاح کا جمیع ازمنہ ماضی و حال و استقبال مین خود آیت ہی سے ثابت
ہو گیا اور جو چیز کہ فی نفسہ ایسی مذموم ہو اور مذموم ہونا اوسکا ایسا ظاہر ہو کہ کفار عرب بھی اوسکو
مذموم اور ممقوت سمجھتے ہون تو اوسکی بقا کا شرع مین کسی طرح پر حکم نہین ہو سکتا یہان تک جو آیۃ
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم مین کلام تھا ختم ہو چکا اور مجتہد عصر کا حال
درباب استنباط معانی اور فہم قرآن و حدیث اور واقفیت لغت عرب اور صحت و فساد قیاس
کے جیسا کچھ ہے خوب ہی کھل گیا اب بطور خاتمہ کے ایک مختصر بات لکھتا ہون کہ خود مجتہد عصر کے
اقرار سے ثابت ہو چکا کہ زمانہ نزول آیت ہذا تک استرقاق اور تسری ممنوع نہ تھی اور یہ نص قرآنی
اوسکے جواز پر ناطق تھی پس اگر وہ اپنے دعوی تحریم مین سچے ہین تو ایسی نص قرآنی
جس سے حرمت استرقاق و تسری کی ثابت ہو اور اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہو نشان
دیوین ورنہ یہ سب باتین اونکی جدال جاہلانہ اور دعوے معاندانہ سمجھی جاوینگی اب ہم تفصیل وجوہ
بیان آیات مذکورہ کے مطابق قاعدہ بعض خاص اصول فقہ کے لکھتے ہین اور آیندہ ہر ایک آیت
کے ذیل مین شرح اوسکی کرتے جاوینگے انشاء اللہ تعالی جاننا چاہیے کہ نظم باعتبار دلالت کے
اوپر معنی کے چار قسم پر ہے ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم ظاہر اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے صیغہ سے مراد
اوسکی سامع کو ظاہر ہو جاوے بلا احتیاج طلب و تامل کے اور نص وہ ہے کہ ظاہر پر بلحاظ سوق
کلام متکلم کی وضاحت زیادہ ہو چکی ہو اور مفسر وہ ہے جو نص پر بھی کچھ وضاحت زیادہ رکھتی ہے
اس طرح پر کہ احتمال تاویل و تخصیص باقی نہ رہے اور محکم وہ ہے کہ علاوہ ایسی وضاحت کے احتمال تبدیل

وتخصیص ونسخ بھی باقی نرہی جب یہ دریافت ہوا تو تحقق ہوا کہ آیت اولی یعنی اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا
تَعْدِلُوْا [illegible] النِّسَاءِ فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ از قسم ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین یعنی
رقیت مین اور نص ہی نکاح مملوکات مین اور آیت ثانیہ یعنی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین مین اور مفسر ہی جواز وطی مملوکات مین اسلیے کہ احتمال تاویل و
تخصیص نسبت بیان احادیث مذکورۂ بالا کے منقطع ہو گیا **قال** آیت سوم اللہ تعالے نے سورہ نسا
مین فرمایا ہی وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ اور جو کوئی تم مین سے بخوبی مقدور نرکھتا ہو کہ مسلمان آزاد
عورتون سے نکاح کرے تو جو عورتین تمہارے ہاتھون کی ملکیت ہو چکی ہین اون مین سے جو مسلمان چھوکریان
ہین اون سے نکاح کرے **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت اور رقیت مین نص ہی نکاح
مملوکات مین اور اس آیت مین بھی کلمہ ما ملکت ایمانکم ہی جو آیت ثانیہ مین تھا اس آیہ مین کلمہ من موصول
مبتدا ہی کہ صلہ اوسکا جملہ فعلیہ یعنی لم یستطع الخ ہی پس بموجب ضابطہ مصرحہ علم نحو کے مبتدا مذکور متضمن ہی
معنی شرط کو اسی سبب سے اوسکی خبر مین حرف فا کا لانا جائز ہوا اور ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ جب
افعال ماضی لفظاً یا معناً حیز شرط وجزا مین واقع ہونگے تو معنی استقبال کے مفید ہونگے دیکھو لم یستطع
بسبب دخول لم جازمہ کے معنی ماضی ہی اور باوجود ماضی ہونیکے مفید معنی استقبال ہی چنانچہ خود مجتہد بھی دہری
اوسکا ترجمہ بلفظ ماضی نہین فرماتے پھر مین حیران ہون کہ ملکت کو کیون بلفظ ماضی کے ترجمہ
کرتے ہین اور کیا وجہ ہی کہ جس طرح پر ملکت کے معنی ملکیت ہو چکے ہین گھڑتے ہین اسی طرح پر لم یستطع
کے معنی مقدور نرکھ چکا ہی کیون نہین گھڑتے پھر اوس سچائی اور ٹھیک سا ہٹ سے جسکو تفسیر آیہ
متقدمہ مین بہت اصرار سے اختیار فرمایا تھا یہان کیون برگشتہ ہو گئے اور کلمہ ما ملکت سے برخلاف
اوس سچائی کے چھوکریان مراد لینے لگے اور ہر گاہ کہ اس آیت مین خود مجتہد صاحب نے وہی معنی مراد
لیے ہین جو مفسرین نے آیہ متقدمہ مین لکھے ہین تو غالب ہی کہ آیہ متقدمہ مین جو کچھ بہ نسبت مفسرین
عالی مقدار کے طعن و تشنیع کی ہی اوس سے دل مین شرما کر توبہ کرینگے **قال** آیت چہارم قال عبد اللہ

وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ ۔ اوسکی عبادت کرو اور اوسکے ساتھہ کسی چیز کو شریک مت کرو اور ماں باپ کے ساتھہ سلوک کرو
اور قرابت مندوں اور یتیموں اور غریبوں اور قرابت مند ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور اپنے پاس کے بیٹھنے والے کے
ساتھہ اور اونکے ساتھہ جو تمہارے ہاتھوں کے ملک ہو چکے ہین انتہی **اقول** ہم اس ترجمہ کی صحت اور
عدم صحت کی کچھہ بحث نہین کرتے اور اور تراجم کی صحت اور عدم صحت مین بھی کچھہ گفتگو ضرور نہین مگر
اوس قدر ہین کہ مسئلہ ما نحن فیہ سے متعلق ہے غرض کہ یہ آیت بھی ظاہر ہے ثبوت ملک یمین و رقیت
مین نص ہے احسان کرنے مین رقیقوں کے ساتھہ **قال** آیت ششم وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ الی قوله تعالیٰ
عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۔ **اقول** یہ بھی ظاہر ہے ثبوت ملکیت یمین مین **قال** آیت ہفتم
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُوْمِيْنَ الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہے ثبوت رقیت مین اور جواز مباشرت مملوکات مین اور اس آیت
مین کہ مملوکات بھی غیر ازواج ہین اور نص ہے اس باب مین کہ جو لوگ مباشرت کرتے ہین اپنی کنیزون
سے وہ ملامت سے بری ہین **قال** آیت ہشتم اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ الخ **اقول**
یہ آیت بھی ظاہر ہے ثبوت ملکیت اور رقیت مین **قال** آیت نہم وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا الخ **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیت مین ظاہر ہے
اور درباب مکاتب کرنیکے نص ہے **قال** آیت دہم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ
الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہے مملوکین کے ملک یمین ہین اور نص ہے استیذان
مین **قال** آیت یازدہم هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ
اقول ظاہر ہے ثبوت ملکیت مین **قال** آیت دوازدہم سورہ احزاب يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ
اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ
اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ ۔ اے نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے جورویں جنکا تو مہر دے چکا ہو اور تیرے

ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہی **اقول** یہ آیت ملک یمین اور مِلِ سابقہ مملوکات مین مفسر ہی بسبب تحقق شغل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ کسی طرح کی تاویل کی گنجایش باقی نہ **قال** اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواج کے کوئی احکام خاص نہین تھے بلکہ جس طرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح پہ ازدواج ہوا تھا **اقول** مخفی نہ ہی کہ ایام جاہلیت مین جو جو کام عرب کرتے تھے سب ممنوع اور نامشروع تھے بلکہ بعض امور طریق انبیا عم کے اور فی نفسہ مستحسن تھے مثلاً نفس حج وعمرہ وسقایت حاج وعمارت مسجد حرام اور مروت اور شجاعت اور اکرام واطعام مہمانان اور خیرات اور امثال انکے اور بعض امور محض رسم جاہلیت تھے بعد جاری ہونے دین متین کے جناب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسوم جاہلیت کو یکلخت متروک کرادیا اور جو امور کہ مبنی بر اتباع انبیا عم کے تھے اونکو جاری رکھا اور ایسا کبھی نہین ہوا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتکب کسی ایسے امر کے ہوے ہون جو محض مبنی بر رسم جاہلیت تھا اور نہ کسی ایسے امر کے کرنے کا کسیکو حکم دیا اور جسقدر افعال اور اقوال جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بہ عبادات وجواز وعدم جواز معاملات شرعیہ کے تھے سب بموجب وحی کے تھے اور کمتر ایسا ہوا کہ از روی اجتہاد کے بھی کوئی حکم صادر فرمایا اگر کبھی اجتہاد مین کچھ خطا ہوئی تو اسی وقت یا بہت جلد از روی وحی کے آگاہ کردیا گیا پس وے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا پر قائم رہنے سے بری اور معصوم تھے اور یہی حال ہی سب انبیا عم کا پس جو فعل ہو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی خالی اس سے نہین کہ یا مباح شرعی ہی یا مستحب شرعی ہی یا واجب یا فرض ہی اور ہرگز ہرگز نہین ہوسکتا کہ کوئی فعل پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبنی بر رسم جاہلیت کے ہو کیونکر ہوسکتا ہی اسلیے کہ انکی نسبت تو خداتعالی فرماتا ہی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور فرماتا ہی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى اور فرماتا ہی وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى

الیک من ربک یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا
الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا الی غیر ذلک من الآیات ظاہر ہی کہ سراج منیر کہ بالذات
روشن اور جملہ تاریکیون کا روشن کرنے والا ہی ظلمت جاہلیت کا کہ سراسر ضد اور نقیض اوسکی ہی
کس طرح پر قائل ہو سکتا ہی پس محال ہی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی رسم جاہلیت کے عامل ہون
یا اوسکی کسیکو اجازت دین جب یہ امر متحقق ہوا تو یہ قول مصنف کا کہ جس طرح کہ عرب مین
ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ازدواج ہوا تھا سراسر بیجا بلکہ
الحاد ہی عرب مین نکاح کے کئی دستور تھے منجملہ اونکے جو دستور نکاح انبیا علیہم کا تھا
اور نور ایمان اور وحی اور عقل کامل سے استحسان اوسکا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متحقق
ہوا اوسی طرح پر اونھون نے اپنے نکاح کیے اور اورونکو اوسی طریق کی ہدایت فرمائی اور جو جو نکاح
کہ صرف بموجب رسم عرب کے تھے اونکا قلع قمع کر دیا بخاری مین عائشہ سے روایت ہی کہ
ان النکاح فی الجاھلیۃ کان اربع انحاء فنکاح منھا نکاح الناس الیوم یخطب الرجل
الی الرجل ولیتہ او ابنتہ فیصدقھا ثم ینکحھا ونکاح آخر کان الرجل یقول لامرأتہ اذا
طھرت من طمثھا ارسلی الی فلان فاستبضعی منہ ویعتزلھا زوجھا ولا یمسھا
ابدا حتی یتبین حملھا من ذلک الرجل الذی یستبضع منہ فاذا تبین حملھا اصابھا
زوجھا اذا احب فانما یفعل ذلک رغبۃ فی نجابۃ الولد فکان ھذا النکاح نکاح
الاستبضاع ونکاح آخر یجتمع الرھط ما دون العشرۃ فیدخلون علی المرأۃ کلھم
یصیبھا فاذا حملت ووضعت ومر علیھا لیالی بعد ان تضع حملھا ارسلت الیھم فلم یستطع
رجل منھم ان یمتنع حتی یجتمعوا عندھا تقول لھم قد عرفتم الذی کان من
امرکم وقد ولدت فھو ابنک یا فلان تسمی من احبت باسمہ فیلحق بہ ولدھا
لا یستطیع ان یمتنع بہ الرجل والنکاح الرابع یجتمع الناس الکثیر فیدخلون علی
المرأۃ لا تمتنع ممن جاءھا وھن البغایا ینصبن علی ابوابھن رایات تکون علما

فمن ارادهنّ دخل عليهنّ فاذا حملت احديهنّ ووضعت حملها جمعوا لها ودعوا لهم
القافة ثم الحقوا ولدها بالذي يرون فالتاط به ودعي ابنه لا يمتنع من ذلك
فلما بعث محمد صلعم بالحق هدم نكاح الجاهلية كله الا نكاح الناس اليوم

نکاح زمانۂ جاہلیت مین چار قسم کا تھا ایک طرح انمین سے یہ تھا جو اب آدمیون کا ہے پیغام کرتا تھا
ایک آدمی دوسری سے اوسکی ولیہ یا بیٹی کا پس مہر ادا کرتا تھا اوسکا پھر نکاح مین لاتا تھا اوسکو
اور ایک اور قسم کا نکاح تھا کہ جب عورت حیض سے طاہر ہوتی تھی تو اوسکا شوہر کہتا تھا اوسے کہ فلانے
شخص کو بلا بھیج پھر اوس سے مباشرت کرا اور کنارہ کرتا تھا اوس سے خاوند اوسکا اور نہ مباشرت
کرتا تھا اوس سے ہرگز جب تک کہ ظاہر ہو جاتا تھا حمل اوسکا اوس آدمی سے اور ایسا کرتا تھا
واسطے رغبت کے نجابت ولد مین اور تھا یہ نکاح نکاح استبضاع اور ایک اور نکاح تھا کہ جمع ہوتے
تھے آدمی دس سے کم اور ایک عورت پر داخل ہوتے تھے اور سب اپنے مطلب کو پہنچتے تھے
اوس سے پس جب وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کیا اور بعد وضع حمل کے کچھ راتین گذرین
تو اوس نے اون سبکو بلا بھیجا پس کوئی اونمین سے باز نہین رہ سکتا تھا تا آنکہ جب سب اوس
عورت کے پاس جمع ہو جاتے تھے تو کہتی تھی وہ کہ تحقیق جانا تمنے اپنا کام اور تحقیق جنی ہون مین
پس یہ مولود بیٹا تیرا ہی اے فلان شخص نام لے دیتی تھی وہ جسکو پسند کرتی تھی پس لاحق
ہو جاتا تھا اوسی شخص سے بچہ اوسکا نہین طاقت رکھتا تھا وہ آدمی کہ اوس بچے کے لاحق
کرنے سے باز رہے اور نکاح چوتھا یہ تھا کہ جمع ہوتے تھے بہت آدمی اور داخل ہوتے تھے
عورت پر نہین بچتی تھی وہ اوس سے جو اوسکے پاس آتا تھا اور ایسی عورتین زانیہ ہوتی تھین
قائم کرتی تھین اپنے دروازون پر جھنڈے کہ وہ اونکی علامت اور نشان ہوتے تھے
پس جسنے قصد کیا وہ اوپر داخل ہوا جب حاملہ ہوئی اونمین سے کوئی اور وضع حمل کیا
تو سب جمع ہوئے اور بلایا قیافہ والون کو پھر لاحق کردیا قیافہ والون نے اوسکے بچے کو
جس سے اونکو نظر پڑا پس مل گیا وہ اوسکے ساتھ اور کہلایا گیا اوسکا بیٹا وہ باز نہین

رہ سکتا تھا اونکے ملانے سے پھر جب مبعوث ہوے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ
توڑ ھا دیا اونھون نے سب نکاحون جاہلیت کو مگر اس نکاح کو جواب تک ہی آدمیون مین یس
یہ بات خوب ظاہر ہو گئی کہ جسقدر نکاح کہ محض مبنی برسم عرب تھے نہ کبھی اسلام مین مروج
رہے نہ کبھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر عمل کیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج کے احکام خاص تھی الخ اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ نظر مجتہد عصر کی
اس آیت مین ان کلمات پر نہین پڑی وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ الی قولہ
تعالی خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ اور یہان کچھ بحث ازدواج کی ضرور نتھی بے محل صنف نے
یہان یہ تذکرہ کیا یہان کلمہ وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک مین کلام ہو کہ اوس سے ثبوت رقیت
ظاہر اور حلت مملوکات منصوص ہو قال مگر اس آیت مین لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِن بَعْدُ
وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ازواج
آیندہ سے منع فرمایا کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ ان جوروون کے بدلے اور
جوروین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو اقول اس آیت کا بیان عنقریب آویگا
قال قبل از نزول اس آیت کے مقوقس مصر کے بادشاہ نے دو لونڈیان ایک ماریہ قبطیہ
دوسری شیرین بطور تحفہ بھیجی تھین اونمین سے ماریہ قبطیہ بموجب رسم عرب کے حضرت کے تصرف
مین تھین اقول اسپر کیا دلیل ہو کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ماریہ قبطیہ کو مقوقس نے
بطور ہدیہ کے بھیجا تھا بے سند بات تو ہم آپکی کبھی بھی نہ سنینگے پھر یہ قول آپکا کہ بموجب رسم عرب کے
نہایت نازیبا بات اور بطرانہ تقریر ہو در حقیقہ آپ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کرتے ہین
کہ وے بھی اتباع رسم جاہلیت کا کرتے تھے اگر الحاد نہین تو بجای اون الفاظ نا ملایم اور غلط کی
سیچے الفاظ زبان پر کیون نہین آتے کہ بموجب طریقہ انبیا اور فرمان خدا کے حضرت کے تصرف
مین تھے فلعن اللہ تعالی بسیماھم ولتعرفنھم فی لحن القول ع بوی ہر جنس مرپدید آید زود
قال اس طرح پر تحفہ آنے کو عربی زبان مین فی کہتے ہین اقول کوئی سند آپکے پاس تھا

اور ہدیہ کا نام فی ہی دیکھو صحاح جوہری وہ لکھتا ہی کہ الفیء الخراج والغنیمة یعنی فی کے معنی ہین
خراج اور غنیمت قاموس الفی الغنیمة والخراج فئت الغنیمة واستفاءت وافاءھا اللہ علی
یعنی فی کے معنی ہین غنیمت اور خراج کہتے ہین فئت الغنیمة واستفاءت وافاءھا اللہ علی
صراح فی خراج وغنیمت اماہ غنیمت وادن یقال افاء اللہ علی المسلمین مال الکفار ومنہ
قولہ تعالی وما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری واستفاءت ھذا المال ای اخذتہ فیا
کیا جناب مجتہد وہر صاحب ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری کے معنی یہ سمجھے ہین کہ
تحفہ بھیجا اللہ نے اپنے رسول پر اہل القری سے کیا جناب کے نزدیک وہ مال فی جو بنی النضیر کے اموال
سے آیا تھا اونھون نے بطور تحفہ کے بھیجا تھا کیا آپکے نزدیک اوپر لشکر کشی نہین ہوئی تھی بڑا افسوس
ہی آپ ایسے مجتہد کے حال پر مشہور مسئلہ اصول کا ہی کہ المجتہد یخطی ویصیب یعنی مجتہد خطا بھی کرجاتا
اور صواب کو بھی پہونچتا ہی آپ عجیب مجتہد ہین کہ یصیب سے تو بے نصیب ہین محض مصداق یخطی
ہونیکے واسطے اپنے تئین مجتہد ٹھہرایا ہی آپکے اجتہاد سے تو مقلدون کی تقلید ہی ہزاران ہزار درجہ
بہتر ہی ع نہ بہ خشک توخند و گناہگاری ما ❖ وامرکم الی اللہ پھر یاد رکھیے اس بات کو
کہ مقوقس بادشاہ مصر نصرانی تھا اور بحکم توریت مقدس رقیت ممنوع نہین بلکہ جواز اوسکا
منصوص ہی اوسکا بھیجنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کرلینا اور اونکو سریہ بنانا
بموجب رسم عرب کے نہ تھا بلکہ مطابق وحی اور طریقہ ابراہیم عم اور طریقہ دیگر انبیاے سابقین
علیہم السلام تھا آپکا یہ طعن کسی طرح پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عائد نہین ہوسکتا **قال**
اس آیت مین خدا تعالی نے فرمایا کہ ما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک تو اس سے
ظاہر ہوتا ہی کہ اوس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا **اقول** چونکہ وہ تصرف متفرع
ملکیت پر ہی تو جب اوس تصرف کو خدا تعالی نے جائز رکھا تو بحکم بدیہہ ثابت ہوا کہ خدا تعالی نے
ملکیت اور رقیت کو درست رکھا اور جب خدا تعالی نے اوسکو جائز رکھا تو پھر کسکی مجال ہی
کہ اوسکو ناجائز کردے اور چونکہ مجتہد عصر یہان خود مقر ہین کہ خدا نے بھی تسری جائز رکھی

تو یہ تسری باتباع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تشریعی کے منجملہ شرعیات کے ہو گئی نہ داخل رسمیات **قال** اوسکے بعد مطلقا ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا **اقول** مگر رقیت کو پھر بھی جائز رکھا دیکھو جس آیت مین ازدواج آیندہ کی ممانعت ہی اوسی مین حلال ہونے کنیزکون کا حکم منصوص ہی لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اونکے بدلا اور کرے اگرچہ پسند آیا ہو تجکو اونکا حسن مگر حلال ہین وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہاتھ تیرا پس اس آیت سے اگرچہ ممانعت نکاح جدید ثابت ہوئی مگر استدامت حلال ہونے کنیزکون اور استدامت ملکیت و رقیت مین زمان آیندہ مین بھی مثل زمانہ گذشتہ کے کچھ فرق نہین آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہین پس ثبوت استدامت رقیت مین تا روز قیامت کسی طرح کا شک و شبہ نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا یہ بھی غلط ہی چنانچہ بحث اسکی مفصل آویگی **قال** بعضے لوگ افاء کے معنی غنیمت یعنی لڑائی کی لوٹ کے کہتے ہین اور اسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین ہاتھ آوین وہ لونڈیان ہو جاتی ہین **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ فی لغت عرب مین فی بمعنی غنیمت ہی اور غنیمت عام ہی کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھ آوے یا بعد فوج کشی کے کفار اہل اسلام کے رعب سے بغیر وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑکر بھاگ جاوین اور مسلمانونکے ہاتھ آوے صحیح بخاری مین علی رض سے روایت ہی قال كانت لي شارف من نصيبي من المغنم يوم بدر وكان النبي صلعم اعطاني مما افاء الله عليه من الخمس يومئذ دیکھو غنیمت بدر پر اطلاق لفظ فی کا کلام افصح فصحاء عرب اور اعلم الناس مین موجود ہی دوسری حدیث بخاری مین انس رض سے منقول ہی ان اناسا من الانصار قالوا لرسول الله صلعم حين افاء الله على رسول الله صلعم من اموال هوازن الحديث دیکھو

یہان لفظ فی کا نسبت غنیمت ہوازن کے جو بعد جنگ و قتال شدید کے ہاتھ آئے تھے وارد ہو
اموال بنی نضیر کی بہ نسبت خیبر فتح کرنی ہوئی تھی اور رعب اہل اسلام سے وہ لوگ اپنے مقام کو
چھوڑ کر بھاگ گئے تھے خدا تعالیٰ نے فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ مسلم مین ابن عمر سے
روایت ہی اَنَّ یَھُوْدَ بَنِی النضیر و قریظۃ حاربوا رسول اللّٰہ صلعم فاجلی رسول اللّٰہ
صلعم بنی النضیر و اقر قریظۃ ومن علیہم حتی حاربت قریظۃ بعد ذلک فقتل رجالہم
وقسم نساءھم واولادھم واموالھم بین المسلمین الا بعضھم لحقوا رسول اللّٰہ صلعم
فامنھم فاسلموا الحدیث یہان جو لفظ حاربوا واقع ہی اوس سے مراد یہ ہی کہ قبل سے کہ اوپر لشکر
اسلام کا عزم ہوا اونھون نے غزوۂ خندق مین مساعدت کفار مکہ کی کی تھی اور اونکا سردار کعب بن
اشرف ایک جماعت ہمراہ لیکر ابو سفیان سردار کفار مکہ کا حلیف ہوا تھا اور مسلم مین عمر بن الخطاب
سے روایت ہی کہ کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللّٰہ علی رسولہ صلعم مما لم یوجف
علیہ المسلمون بخیل ولا رکاب الحدیث اور چونکہ لفظ ما جو آیۂ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ
مین واقع ہی عام ہی پس ہر آئنہ بدون دلیل تخصیص کے سبایا اور دیگر چیزون کو متناول ہے اور پھر
اوسکے بعد جو یہ فرمایا کہ فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ
السَّبِیْلِ اس سے ثابت ہوا کہ فی مملوک اصناف مصرحۂ آیۂ متلوہ کے ہی پس یہ قول علما کا جو مصنف
اعتراض کرتے ہین ہر آئنہ بموجب حکم نص قرآن اور احادیث نبوی اور مطابق لغت عرب کے ہی
اور کوئی جرح اور اعتراض اوسپر وارد نہین ہو سکتا **قال** مگر یہ دلیل اونکی دو وجہ سے غلط ہی
اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہی کہ وہ احسان کرکر یا فدیہ لیکر چھوڑ
دیے جاوین **اقول** یہ وجہ دو وجہ سے باطل ہی اول یہ کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً
سے کسی طرح یہ لازم نہین آتا کہ من و فدیہ علی سبیل منع الخلو عموماً واجب ہی چنانچہ بحث اسکی عنقریب
آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے یہ کہ آیۂ مذکورہ اگر مفید حصر مزعوم مجتہد ہی اور قبل از واقعۂ بنی النضیر

اور بنی قریظہ اور خیبر کے نازل ہوئی ہی تو ہر آینہ آیت سورۂ براۃ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ
وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ سے اور قول
فعل صاحب وحی علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو بہ نسبت سبایا بنی قریظہ وخیبر کے ظہور مین آیا
منسوخ ہوگئی اور اگر بعد ان واقعات کے نازل ہوئی ہی تو واقعات مذکورہ کی نسبت جو
قول علما کا ہی کسیطرح یہ محل اعتراض نہین کیونکہ ہرگاہ آیت مذکورہ تا وقوع واقعات مذکورہ
نازل ہی نہین ہوئی تھی تا اوسکی بنا پر یہ بات بہ نسبت واقعات مذکورہ کے کہتے کہ لڑائی کے
قیدیوں کی نسبت خاص حکم آچکا ہی صریح خطا ہی صرف یہ امر باقی رہا کہ آیت مذکورہ ناسخ آیات
سورۂ مبارکہ اور اقوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوسکتی ہی یا نہین
سو اسکی بحث عنقریب آویگی ان شاء اللہ تعالیٰ **قال** دوسرے اسلیے کہ افاء کے معنی لڑائی کے
لوٹ کی نہین ہین بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہ فی ہی **اقول** یہ قول مصنف کا
سراسر غلط ہی اور خلاف لغت اور خلاف قرآن ہی ما افاء اللہ علی رسولہ کے یہ معنی کسیطرح نہین
ہوسکتے کہ جو کافر نے دیا خدا کے رسول کو افاء کے معنی از روے لغت کے ہم ثابت کرچکے
ہین کہ غنیمت دینے کے ہین پس وہ کون ہی کہ افاء اللہ کے معنی یہ کہے غنیمت دی کفار نے بلکہ
صاف وصریح یہ معنی ہین کہ خدا نے غنیمت دی صحیح بخاری مین روایت ہی عن عمر قال کانت
اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ تھا مال بنی نضیر کا اوس قسم کا کہ فی کیا تھا اللہ
نے اپنے رسول پر فرمائیے جناب مجتہد صاحب کیا بنی النضیر نے اپنا مال خود حضرت صلعم کو
دیا تھا **قال** چنانچہ بحار الانوار مین لکھا ہی کہ الفئ ما حصل للمسلمین من اموال
الکفار من غیر حرب ولا جہاد واصلہ الرجوع فی وہ چیز ہی جو کافرون کے مال مین
سے بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانون کے ہاتھ آئے **اقول** سند اپکی آپکے مدعا کو
باطلان تمام باطل کرتی ہی آپ نے فی کے معنی گڑھ رہے تھے کہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہ فی
ہی اور سند سے یہ ظاہر ہی کہ جو کچھ اموال کفار سے بغیر جنگ وجہاد کے ہات آئے وہ فی ہی

آپ ہی انصاف کیجیے کہ کجا کفار دین اور کجا مامات آورت دونون مین بہت فرق ہی کہ معنی ثانی متناول ہین غنائم کو نہ معنی اول سے مجتہد کو در لزوم و لقا یہ فرق نکرد اجتماع وشش بنا تعدی لازم آمد بگمان اور یہ جو بحار الانوار مین ہی کہ من غیر حرب یعنی جہاد و اوسکے معنی ہٹا ہین جو ہمنے اوپر لکھے ہین یہان مجتہد عصر نے یہ الفاظ بحار الانوار کے (واصلہ الرجوع) نقل کیے مگر ترجمہ اوسکا چھوڑ گئے کہ یہ الفاظ تقریر آیندہ مجتہد کو جڑ پیڑ سے ہلا کر خاک کے برابر کیے دیتے ہین قال البتہ کبھی کبھی مجازاً غنیمت کے مال پر بھی فی کا اطلاق ہو جاتا ہی مگر جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح اور درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی معنی کے اختیار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی انتہی اقول اس تقریر سے مجتہد عصر کے بہت صاف ظاہر ہوا کہ جناب مجتہد صاحب ابتک بحث حقیقت و مجاز کے کوچہ سے محض ناواقف ہین سو ہم اونکو آگاہ کرتے ہین کہ لفظ فی کلام عرب مین بمعنی رجوع اور خراج و غنیمت اور سایۂ آفتاب اور اور چند معنی کے آیا ہی کلام سے صاحب مجمع بحار اور بعض اور علما کے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک یہ لفظ از قسم الفاظ مشترکہ نہین بلکہ حقیقۃً بمعنی رجوع ہی اور دیگر معانی مین منقول ہی اور یہی مطلب ہی اس کلمہ صاحب بحار الانوار کا کہ اصلہ الرجوع یعنی اصل مین یہ کلمہ موضوع ہی واسطے مفہوم رجوع کے اور دیگر معانی مین منقول ہی مگر مجتہد صاحب اوسکو بسبب ناواقفی علوم عربیہ کچھ بھی نہین سمجھے اور اگر سمجھے تو ضد اجانے کیا غلط سمجھے اور جب خود عبارت مستندہ مجتہد صاحب سے ظاہر ہی کہ اصلی معنی فی کے رجوع مین تو یہ فرمانا اونکا کہ جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی معنی اختیار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی قابل تماشا ہی ظاہر ہی کہ اصلی معنی یعنی مفہوم رجوع اس جگہ کسیطرح درست نہین ہو سکتا اور اگر کسی ہیر پھیر سے اوسکو تحفہ اور ہدیہ پر مجتہد صاحب محمول کرینگے تو اس سے بہتر طریق پر بہ رعایت مناسبت حقیقت و مجاز کے ہم اوسکو غنیمت پر محمول کر سکتے ہین اور اگر معنی اصلی سوائے رجوع کے اور کچھ سمجھ رہے ہین تو یہ اونکی نافہمی ہی قال علاوہ اسکے تمام آیت مین اون موجودہ عورتون کی نسبت احکام ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

پاس موجود تھین اور ملکت اور افاردونون ماضی کے صیغہ ہین پھر اونسے رقیت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہی **اقول** ہم کب کہتے ہین کہ یہان صیغۂ ماضی نہین ہی اور ہم کب کہتے ہین کہ جو کنیزین کہ آیندہ اونکی ملکیت متوقع ہو اونسے حال ہین مباشرت درست ہی ہم بھی یہی کہتے ہین کہ زمان مباشرت سے جو زمانہ ماضی متقارن ہی اومین تحقیق ملکیت کا ضرور ہی اور دلیل ہماری بہت صاف ہی کہ آیہ سورۂ معارج وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ۝ یہ آیت مکہ مین قبل از ہجرت نازل ہوئی اسلیے کہ سورۂ معارج کل مکیہ ہی اس آیت مین تصریح ہی اسکی کہ اباحت رفع حفظ فروج مقصور ہی اوپر ازواج اور مملوکات کے کہ سوا انکے جو کوئی محافظت نکریگا تو وہ بحکم اولٰئک ہم العادون اور بحکم قصر کلمہ الّا گنہگار ہوگا پس اگر معنی ملکت ایمانہم کے یہ ہووین کہ جنکے مالک ہوچکے ہین روز نزول آیت تک تو جس قدر تسری اہل اسلام مین بعد ادسکے مدینے مین وقوع میں آئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین باطلاع واجازت پیغمبر صلعم کے واقع ہوئی اور جو تسری کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی جسکے مصنف بھی معترف ہین بحکم قصر الّا اور اولٰئک ہم العادون سب کے ناجائز ہووسے اور الزام ارتکاب زنا کا اکثر اصحاب کرام ملکہ خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عائد ہووے واہ جناب مجتہد صاحب کیا خوب تائید اسلام کی کی کہ ایک مسئلۂ فرعیہ کے ضمن مین اصول اسلام کے ہی ڈھا دینے کی تدبیر فرمائی اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ **نظم**

عاقل ار در معرفت را در میان
بہتر از مہری کہ از جاہل رسد
ہمچو خادم دان مراعات خسان

جاہل ار در معرفت باید زبان
دوستی با مردم دانا نکوست
بی‌کسی بہتر ز عشوۂ ناکسان

گفت پیغمبر عداوت از خرد
دشمن دانا بہ از نادان دوست

الغرض بجز اون معانی کے جنکو ہمنے اوپر بیان کیا یعنی بجز اس امر کے کہ تحقق ملکیت کا زمانہ ماضی متقارن زمانہ مباشرت مین ہونا چاہیے اور کوئی معنی ما ملکت ایمانہم اور ما ملکت یمینک کی ہو ہی نہین سکتی نہ یہ کہ جیسا

مجتہد صاحب نے باکانہ کہہ رہی ہین اور نظائر اسکے کلام عرب خصوصاً کلام اللہ مین درباب احکام اوامر
ونواہی بہت ہین لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ اسکے یہ معنی نہین ہین کہ نکاح کرو اون سے جنسے نکاح
کر چکے ہین باپ تمہارے اگر یہ معنی ہون تو بعد نزول اس آیت کے جنسے آبا نے نکاح کیا بیٹون کو
اون سے نکاح کرنا بحکم نص حرام نہو بلکہ وہی معنی ہین کہ تمہارے نکاح سے پیشتر کے زمانہ مین اونسے
تمہارے آبا نے نکاح کیا ہو وَلَا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ الی قولہ تعالی أَوْ مَا
مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ الآیہ دیکھو یہان بھی صیغہ ماضی ہی کا ہے اور اسکے یہ معنی نہین ہین کہ مالک ہو چکے
تم بعد نزول اس آیت تک إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ الآیہ اسکے یہ معنی
نہین ہین کہ مومنین وہی ہین جو ایمان لا چکے ہین اللہ اور اسکے رسول پر بعد نزول اس آیت تک لَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ
اسکے یہ معنی نہین ہین کہ نہین حرام جانتے ہین اوسکو جسکو حرام کر چکا ہے بعد نزول آیت حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ اسکے یہ معنی
نہین ہین کہ حکم ٹھہراوین تجکو اوس معاملہ مین کہ جسکا جھگڑا ہو چکا ہے درمیان انکے روز نزول آیت تک حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ
الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ
إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ الآیہ دیکھیے یہان کئی صیغہ ماضی کے ہین اور حکم زمانہ ماضی ہی پر مقصور نہین ہے بلکہ
حال و استقبال کو بھی شامل ہے فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا الآیہ غنمتم کچھ زمانہ ماضی ہی کے ساتھ
مخصوص نہین وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ انفاق مرزوق ماضی ہی پر مقصور نہین أَنْفِقُوا
مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ کا بھی یہی حال ہے علیٰ ہذا القیاس بہت آیات بلکہ جملہ آیات احکام مین اس طرز پر
صیغہ ماضی کا واقع ہوا ہے ہمارے دعوے کی دلیل ہین اور آپکے گھڑی ہوے معنی کی تکذیب کرتے
ہین اور کلام معجز نظام اور بلغا فصحا کے کلام مین بھی دستور ہے کہ جب حکم شئے کسی وصف پر ہوتا ہے
اور وہ وصف متیقن الوقوع جمیع ازمنہ مین ہوتا ہے تو بیشتر اوسکو بصیغہ ماضی تعبیر کیا جاتا ہے اور آپ بھی
معترف ہین کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سمجھنے کی
اور درستی پر چلنے کا ہے اس بات کو یہان کیون نہین ملحوظ رکھتے پس یہ قول آپکا اس آیت سے
رعیت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے بالبداہۃ باطل ہے اور جس طرح پر لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ

اور مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهٗ اور اوراتیوالی آیندہ کے اوپر استدلال ہوسکتا ہی ایسا ہی اس آیت سے
بھی استدلال ہوسکتا ہی اب صرف یہ بات رہی کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً سے یہ آیات منسوخ
ہوگئے ہین یا نہین سو اسکی بحث عنقریب ہوگی انشاء اللہ تعالی **قال** آیت بیستم اللہ تعالی
سورہ احزاب مین فرماتا ہی کہ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُمْ ہمکو معلوم ہی جو کچھہ مقرر کر دیا ہمنے مسلمانون پر اونکی جورون کے باب مین اور اونکے باب
مین جنکے مالک اونکے ہاتھہ ہو چکے ہین **اقول** یہ آیت نص ہی مقرر کردینے حق ازواج اور حق
مملوکات مین اور ظاہر ہی اس امر مین کہ ازواج غیر ماملکت ایمانہم کے ہین کیونکہ معطوف نظائر
غیر معطوف علیہ ہونا چاہیے اور ثبوت ملک یمین مین کیونکہ اگر ملک یمین معدوم ہوتے یا ممنوع
ہوتے تو اونکے حقوق شرعیہ بھی معدوم اور ممنوع ہوتے نہ یہ کہ خدا کی طرف سے حقوق اونکے
مسلمانون پر فرض کیے جاتے **قال** آیت چہاردہم خداتعالی نے فرمایا لَا يَحِلُّ لَكَ
النِّسَاۗءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا
مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورون کے بدلے
اور جورو مین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو مگر وہ جنکے مالک تیرے ہاتھہ ہو چکے ہین
اقول یہ آیت مل ماملکت یمینک مین نص ہی اور ظاہر ہی ملکیت یمین مین **قال**
یہ آیت اور اسکے پہلے آیت جسمین تحدید ازواج ہی دونون کا مطلب واحد ہی **اقول** کیسی غلطی
فاحش ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ مجتہد عصر ایک حرف بھی قرآن کا نہین سمجھتے اور زبان عربی
سے کچھہ بھی واقف نہین پہلی آیت یہ ہی يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ
الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ
عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ
مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ
يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اے نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے

بی بیان تیری جنکے دیدیے ہین تو نے مہر اور حلال کین تجھے وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہات تیرا اونہین
سے کہ خدا نے بطور فئی کے تجکو دین ہین اور حلال کین چچا کی بیٹیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور بیٹیان
ماموں اور خالاؤنکی بیٹیان جنہوں نے تیرے ساتھہ ہجرت کی اور حلال کی ہنے وہ عورت جو مسلمان
ہو اگر بخشے اپنی تئین پیغمبر کو اگر ارادہ کرے پیغمبر اوسکو نکاح کرنے کا خاص کر واسطے تیرے سوائے اور
مسلمانون کے دیکھو اسمین جو بیبیان کہ نکاح مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوجو تھین وہ حلال تھین اور
اونکے سوا مملوکات بھی حلال تھین مملوکات مین قید نہین ہی کر اوسوقت حضرت کی ہمرہ بیٹیان
جس طرح پر ازواج مین قید تھی اور اونکے سوا چچا کی بیٹیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور خالہ کی بیٹیان
اور ماموں کی بیٹیان جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ ہجرت کی ہو وہ بھی حلال ہین
اور اونکے سوا وہ عورت بھی حلال تھی جو بلا مہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ نکاح کرنا
چاہے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اوسکے ساتھہ نکاح منظور ہو فقط اور اوس آیت مین
بجز عورات تسعہ موجودہ کے اور عورات حلال نہین اور تبدیل بھی حلال نہین یعنی ان مین سے
ایک کو طلاق دیکر بجاے اوسکے دوسری نکاح مین لاوین اور اس طرح پر نصاب تسعہ مین کچھ زیادتی
نہووے تو یہ بھی درست نہین کلمہ النساء عام ہی کلمہ بعد ظرف ہی مقطوع الاضافہ اسی سبب سے مبنی
علی الضم اور مضاف الیہ حسب قاعدہ لغوی کے محذوف ہی دلالت کرتی ہی اوسپر ضمیر مجرور متصل
ہن کی کہ مرجع اسکا بجز نساء التسعہ موجودہ کے عام نساء یعنی منکوحات تسعہ موجودہ اور غیر منکوحات
ہو ہی نہین سکتا کیونکہ تبدیل غیر منکوحات کے یا غیر منکوحات سے معنی محض ہی اور ہرچند کہ تبدیل
مستلزم نکاح عورت غیر موجودہ کا سوائے التسعہ موجودہ کے ہی کہ کلا یحل اوسکو بھی شامل ہی اور وہ
بظاہر جملہ ولا ان تبدل بہن من ازواج کا بسبب کافی ہونے لا یحل لک النساء کے کچھ فائدہ نہین معلوم
ہوتا لیکن اوسنے تامل سے واضح ہی کہ جملہ مذکورہ بیکار نہین اسلیے کہ حسب تقدیر مضاف الیہ (التسع) ہی
تو معنی جملہ اولی کے یہ ہین کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد ان نو کے اس جملہ سے ظاہر ہوا کہ
نصاب ازواج جس طرح پر ہمارے حق مین چار ہین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے نو ہین

مگر بلحاظ عدد کے یہ احتمال قوی باقی رہا کہ جس طرح پر ہمکو تبدیل ازواج اس قید کے سات کہ عورات موجودہ چار سے زیادہ نہو جاوین جائز ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تبدیل ازواج اس قید کے ساتھ کہ تو سے زیادہ نہو جاوین جائز ہو اس احتمال کے قطع کرنیکے واسطے جملۂ ولا ان تبدل بھن من ازواج لایا گیا پس ظاہر ہوا کہ جملۂ مذکورہ حشو و زائد نہین بلکہ مفید معنی جدید ہی کہ جملۂ اولی سے حاصل نتھے اور چونکہ بجز تقدیر تسع اور سب تقدیرون پر جملۂ ثانیہ حشو و زائد ہوا جاتا ہی اور کلام معجز نظام اس قسم کے حشو و اطناب سے محفوظ ہی بلکہ علماے معانی و بیان کے نزدیک یہ مسئلہ مسلّم ہی کہ التاسیس اولی من التاکید یعنی افادہ معنی جدید کا بہتر ہی تاکید سے اور جب کوئی لفظ محتمل تاکید اور تاسیس یعنی افادہ معنی جدید کا ہوتا ہی تو اوسکو وہی محمول اوپر تاسیس ہی کے کرتے ہین پس بلحاظ بلاغت قرآن یہ بات واجب ہوئی کہ بجز لفظ التسع کے مضاف الیہ ظرف کا اور کچھہ مقدر کیا جاوے غرضکہ جب دونون قرینہ قوی اسپر دلالت کرتے ہین کہ مضاف الیہ ظرف کا کلمہ التسع ہی اور ما ملکت استثنا ہی نسا سے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ نہین حلال تجکو عورتین بعد ان نو کے اور نہ یہ کہ بدلے تو ان نو سے اور ازواج کو اگرچہ پسند آیا ہو تجکو انکا حسن مگر حلال ہین وہ جنکا مالک ہوا ہی ہاتھہ تیرا پس نسا تسعہ موجودہ تو بسبب قید من بعد کے حکم لا یحل سے محفوظ رہین اور حکم عدم تبدیل مخصوص ہوا ازواج تسعۂ موجودہ کے ساتھہ اور کنیزین بسبب استثنا کے حکم لا یحل سے اور بسبب خصوصیت ازواج کے حکم ولا ان تبدل سے باہر رہین جب یہ امور متحقق ہو چکے تو اب ہم کہتے ہین کہ آیت اولے یعنی یا ایہا النبی انا احللنا لک الایہ مین نسا موجودہ اور مملوکات ہین اور سوا اونکے اور عورات بھی جنکا بیان آیۂ مذکورہ مین ہی سب حلال تھین اور آیۂ ثانیہ مین بجز نسا موجودہ کے اور مملوکات ہین کے باقی سب حرام ہو گئین آیت اولے مین وہ باقی تحت احللنا لک داخل تھین اس آیت مین تحت لا تحل لک مین داخل ہوئین کمال تعجب ہی کہ مجتہد عصر نفی و اثبات یعنی احللنا اور لا تحل کو مضمون واحد تصور فرماتے ہین حالانکہ مضامین دونون آیتون مین تو بہ نسبت چند صنف کے ایجاب و سلب کا فرق ہی قال ان آیت کے

ابتدا مین مطلقاً عورتون کے حلال ہونے سے منع فرمایا تھا **اقول** بیشک کلمہ النسا عام ہی اسلیے کہ جمع
معرّف باللام ہی مگر اتنا اور بھی آپ کو لکھنا لازم تھا کہ قید من بعد سے منکوحات موجودہ حکم منع مین
نہین **قال** مگر الا ما ملکت کہنے سے وہ عورتین مستثنے ہوگئین جنکا بیان پہلی آیت مین ہوا
اسلیے کہ ما ملکت یمینک اوس ملکیت کو بھی شامل ہی جو بسبب نکاح یا مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ کے
حاصل ہوئی ہو **اقول** اول تو یہ بات غلط محض ہی کہ ملک یمین ملک نکاح کو بھی شامل ہی
بلکہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ دونون باہم متباین ہین ثانیاً آیت سابقہ مین نکاح ساتھ بنات اعمام
اور بنات خالات اور اخوال اور دیگر چند صنف کے جائز تھا وہ ما ملکت کہنے سے کسطرح پر مستثنی
ہوگئین اور نیز تو کلمہ ما ملکت کسی طرح پر صادق نہین آتا کیونکہ وے مملوکہ تھین نہ فی الحال نکاح مین
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین پھر وہ کس طرح پر مستثنے ہوگئین **قال** پس آیت کے معنی
یہ ہوے لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ
حُسْنُهُنَّ اِلَّا اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ اَوْ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ
مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ **اقول** لا ردّ اللّٰہ علیک ضالتک کیف تلوی لسانک
بکلمات تزیدها علی کتاب اللّٰہ لیحسب الناس من الکتاب وما هی
من الکتاب وتقول علی اللّٰہ ما لم ینزل به سلطانا وتبدل من تلقاء
نفسک ما لم یستطع الرسول صلعم ان یبدله کما قال تعالی قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ
اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ **قال** معنی یہ ہے کہ نہین
حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروون کے بدلے اور جوروین کرے اگرچہ
اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو مگر تیری وہ جوروین جنکا مہر تو دے چکا ہی اور جو تیرے ہاتھ کی
ملک ہو چکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجکو دیا ہی **اقول** مجتہد عصر نے مضاف الیہ محذوف کی تقدیر
ضمیر غائبہ کی جسکا ترجمہ ہی لفظ (اسکی) یعنی بعدہ یا بعدها مگر یہ بھی سمجھ ہمارا نا معلوم ہوا
کہ مرجع ضمیر کا کیا ہی آیا نسا ہی تسع ہین یا اور کچھ ہی اگر اور کچھ ہی تو اوس تقدیر کی دلیل کیا ہی اور

الزام حشو اور بیکار ہونے جملۂ ثانیہ کا جسکی بحث صفحہ ۱۰ پر لکھی ہی کیا جواب ہی اور ضمیر غائب ہن کا
مرجع لفظاً یا تقدیراً کہان غائب ہو گیا اور ہن کی ضمیر متصل کا مرجع جو مجتہد صاحب جوروؤن ٹھہراتے ہین
چونکہ تذکرہ جوروون کا اوپر نہ لفظاً ہی نہ تقدیراً یہ اضمار کس طرح صحیح ہوا پھر یہ کلمات
(تیری وہ جورؤین جنکا مہر تو دے چکا ہی) آپنے کہان سے بڑھائے آپ کو کچھ بھی خدا کا خوف آیا
جو آپنے ارادہ اصلاح کلام پاک کا کیا یہان تو کوئی موقع تقدیر کا بھی نہین ہی جو ہم یہ سمجھین کہ
اوس مقدر کو آپ لفظون مین لاے ہین یُحَرِّفُونَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ
يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ پھر یہ جو آپنے
لکھا کہ اور جو تیرے ہاتھون کی الخ یہ اور کس لفظ کے معنی ہین آیت مین تو یہان حرف واو
نہین یہ بھی آپنے دل سے گھڑا ایسا عربی مین لفظ او جسکے معنی یا ہین گھڑتے ہو اردو مین لفظ
اور جو ترجمہ حرف واو کا ہی نہ او کا لکھتے ہو اور یہ تمہید مین ازواج کو داخل ملکت یمینک قرار
دیتے ہو تفریع عربی مین ماملکت یمینک کو قسیم ازواج ٹھہراتے ہو تفریع اردو مین بھی اوسکو
ازواج پر معطوف کرتے ہو کہ جس سے تغایر ان دونون کے درمیان مین ظاہر ہوتا ہی عجیب
کشمکش مین پڑے ہوئے ہو چاند کو خاک اوڑا کر چھپانا چاہتے ہو يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا
نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ یہ الفاظ (کہ جنکا تو مہر دے چکا ہی) اور جنکو
اللہ نے تجھے دیا ہی آیتون مین کہان ہین اس آیت کے کلمات اوس آیت مین اور اوس آیت کے
کلمات اس آیت مین ملا کر مانند اہل کتاب کے قرآن کی تحریف کے مجتہد بنے ہو یاد فرمائیے وعید
قرآنی كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ اور وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا
يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ
وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ بیشک اونمین ایک فریق ہی کہ کتاب خدا کے ساتھ اپنی زبان کو پیچ
دیتے ہین تاکہ تم سمجھو انکے پیچ کو کتاب سے حالانکہ وہ نہین ہی کتاب خدا سے اور کہتے ہین کہ وہ خدا کی

طرف سے ہی حالانکہ نہین ہی وہ خدا کی طرف سے اور بولتے ہین خدا پر جھوٹ حالانکہ خود بھی
جانتے ہین پھر کہنے بشیر معنی فی کے یہ گڑی ستھے کہ تحفہ آنے کو عرب کی زبان مین فی
کہتے ہین اور سنگاری کو افار کے معنی مین کیون بھول گئے بلالحاظ مفہوم تحفہ بھیجنے
کے متعلقات نیے خدا پر اکتفا کرنا آپکی مراد کے خلاف ہی **قال** آیت پانزدہم ۱۵ وَلَا نِسَآئِهِنَّ
وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ عورتون کو اپنی عورتون کے اور جنکے
مالک انکے ہاتھ ہو چکے ہین سامنے آنا گناہ نہین **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت
یمین مین اس آیت اور آیت ہشتم اور دہم مین ہم یہ استفسار کرتے ہین کہ مثلاً کسی بادشاہ
مانند مقوقس نے بطور تحفہ کوئی چھوکری یا غلام کسی امیرالمومنین کو دیا یا موجب اوس رسم
عرب کے کہ جسکے مطابق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار بقول آپکے
غلام و کنیزون کے مالک ہو چکے تھے اس عرصہ مین کوئی شخص مالک ہوا تو اوسکے باب مین
آپ کیا فتوی دیتے ہین اگر آپ یہ فتوی دینگے کہ وہ مالک اوسکا نہین اور وہ تحفہ او غلام
و کنیز مملوک نہین او اور احکام مملوکون کے جو قرآن مین ہین وہ بھی اونپر جاری نہونگے
تو ہم کہینگے کہ جو طریقہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روبرو جاری تھا اوسکا بند کرنا
آپکے اختیار مین نہین جب کہ خدا فرماتا ہی کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
تو آپکا اجتہاد جو برخلاف اوسکے ہی ہرگز مقبول نہین ہو سکتا بلکہ بسبب مخالفت کتاب اللہ
تعالی و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایسا مجتہد ہرگز معذور نہین ہی اگر آپ یہ کہین کہ ہمارا اجتہاد
خلاف کتاب اللہ کے نہین اسلیے کہ آیات مذکورہ مین الفاظ ماضی کے واقع ہین اس سبب سے
وہ احکام شرعیہ جو متفرع ملکیت پر ہین مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہین تو ہم
کہینگے کہ یہ جواب آپکا بچند وجہ غلط ہی اول یہ ہی کہ تفریع احکام کا ملکیت ماضیہ پر مستلزم
خصوصیت کا ساتھ ملکیت زمان ماضیہ کی نہین اگر کوئی دلیل خصوصیت کی ہو تو بیان
کرو ثانیاً ہمنے مانا کہ تفریع احکام کا مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہی مگر نفس ملکیت

یمین کی خصوصیت کی کیا دلیل ہے ثالثاً زمانۂ ماضی آپ کے نزدیک کونسا زمانہ ہے آیا وہ زمانہ جو پیشتر نزول آیات مذکورہ سے ہے یا وہ زمانہ جو پیشتر تفریع احکام سے ہے مثلاً آیۂ وَالَّذِینَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ میں جو لفظ ملکت بصیغۂ ماضی واقع ہے اسسے کونسا زمانۂ ماضی مراد ہے آیا وہ زمانہ جو پیشتر نزول آیت سے ہے مراد ہے یا وہ زمانۂ ماضی مراد ہے جو پیشتر از عدم حفظ فروج ہے یعنی تحقق ملکیت یمین کا قبل از نزول آیہ شرط ہے یا تحقق ملکیت یمین کا قبل از مباشرت شرط ہے شق اول باطل محض ہے کیونکہ آیۂ مذکورہ مکیہ ہے اور ظاہر ہے کہ مضمون قرآن کا پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا پس ہر گاہ خود پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور میں بعد از ہجرت سبایا بنی النضیر اور خیبر اور اوطاس وغیرہ میں حدوث ملکیت کا متحقق ہوا اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو بعد تملک بذریعہ قبول ہدیہ مقوقس سنہ ہجری میں سے بنایا تو ظاہر ہوا کہ شق اول ہرگز ہرگز مراد نہیں بلکہ شق ثانی ہی متحقق اور متعین ہے اور اگرچہ آیۂ مذکورہ فی نفسہ دونوں شقوں کو محتمل تھی مگر بسبب لحوق بیان فعل خود پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور فعل اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بحضور و اجازت پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شق ثانی میں منحصر ہو گئی کہ کسی تاویل و تخصیص کی اسمیں گنجائش نہیں اور کچھ خصوصیت ساتھ زمانۂ ماضی کے باقی نہیں اور سب توجیہات آپکی محض بے اصل و باطل ہو گئیں اگر آپ یہ کہیں کہ مراد ہماری زمانۂ ماضی سے وہ زمانہ ہے جو قبل از نزول آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کے ہے تو ہم کہینگے کہ آپکا قول یہ ہے کہ آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً سنہ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور ان آیات میں سے اکثر آیات قبل از سنہ ہجری بلکہ بعض آیات قبل از ہجرت مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی ہیں پس وہ آیات منظمہ و کلماتہا کسطرح پر سنہ ہجری پر بھی دلالت نہیں کر سکتیں چہ جائیکہ اوسکی قبلیت یا بعدیت پر دلالت کریں اگر آپ یہ کہیں کہ آیات مذکورہ آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً سے منسوخ ہو گئے ہیں تو ہم کہینگے کہ یہ قول آپکا باطل ہے بچند وجہ اول تو یہ کہ ادعائے

ناسخ ہونے آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کا محض بیدلیل صرف تحکم اور قول زبانی بلکہ باطل محض ہے چنانچہ
بحث اسکی عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالی دوسرے یہ کہ بفرض محال اگر آیۂ مذکورہ کو ناسخ سمجھا جاوے
تو صرف اس امر کی ناسخ ہو سکتی ہے کہ مقاتلین مشخنین کو رقیق کیا جاوے یا اونکو قتل کیا جاوے اور ہمارا
استفتا اوس سے متعلق نہیں بلکہ استفتا نسبت اون مملوکون کے ہے جو بطور سہ یہ کے مملوک ہون یا
جنکی غلامی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقول آپکے بموجب رسم عرب کے جائز رکھی تھی یہ جواز جو بموجب
حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اسکا حرام کرنے والا کون ہے آیا کوئی قول پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہے یا کوئی آیت قرآن کی ہے یا کوئی پیغمبر بعد نبی جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
آپکے زعم مین پیدا ہوا یا آپ ایسے رئیس المجتہدین اپنے زعم مین ہین کہ جسکو نسخ احکام رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نسخ احکام قرآن کا منصب حاصل ہو یا دیکھیے اس آیۂ مجید کو مَا كَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ
اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔ تحقیق مذکورۂ بالا سے بخوبی ثابت
ہو گیا کہ کلمہ ما ملکت ایمانکم یا ملکت ایمانہم یا ملکت یمینک جہان قرآن مین آیا ہے مفسر ہے درباب
حدوث وثبوت ملکیت کے زمانہ ماضی و استقبال مین اور اسمین کسی تاویل و تخصیص کی گنجائش
نہیں ہان محتمل نسخ ہے اور ناسخ اوسکا کوئی پایا نہیں گیا پس بعد انقطاع وحی کے وہ آیات محکم
ہو گئین درباب تناول زمان ماضی و استقبال کے پس قول مصنف کا کہ آیات مذکورہ مین کوئی
لفظ نہیں کہ رقیت مستقبلہ پر دلالت کرے محض بیجا اور سراسر مخالف آیات محکمات کے ہے
اور ہرگز ہرگز لائق نفاذ و جواز کے نہین اور معتقد اوسکا ہرگز معذور نہین وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ اِلَى
الصَّوَابِ وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ یہان تک بحث تھی کلمہ ما ملکت مین آگے اس سے جناب مجتہد عصر
نے ایک قاعدہ کلیہ اپنے دل سے گھڑ کر پیش کیا ہے اگرچہ ایسی واہیات بناوٹ بے اصل پر ہمکو توجہ
ضرور نہ تھی مگر ہمکو منظور ہے کہ فساد اجتہاد مجتہد عصر کا اونکے مقلدون کو عیانًا دکھلا دین تاکہ وے
دھوکے مین نہ رہین اور خوب سمجھ لین کہ تمہید قواعد شرعیہ ہر کسیکا کام نہین

قطعه

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند کلاہ داری و آئین سروری داند	نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند	نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست

یہ کام اونھین علمائے کرام وارث انبیا عظام کا ہی جنھون نے حب جاہ اور ہوائے نفسانی کو خاک مین ملاکر محض حسبۃً للہ سعی بلیغ فرمائی ہی اور عبادت و ریاضت و اتباع سنت مین مشغول رہی ہین اور اونکی سعی خداتعالی کے نزدیک مشکور ہوکر علم تشریعی جو میراث انبیا ہی اونکو عنایت ہوا ہی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ❊ رباعی ❊

سر در غم عشق بو الہوس را ندہند این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند ار جملہ بر پاہی ہر قماش نسبت خرزہ بعید ہیچ ہندستان بجواب	سوز دل پروانہ مگس را ندہند **مثنوی** پیل باید تا بخسپد او ستان خرز ہندستان نکر بیت اغتراب	عمرے باید کہ یار آید بکنار از کردار بدکار ہا او باش نسبت خواب باید خطۂ ہندوستان

قال یہ بات صحیح ہی کہ قرآن مجید مین بہت سے افعال صیغہ ماضی سے بیان ہوئے ہین حالانکہ جو احکام اونکے نسبت ہین وہ زمانہ مستقبلہ کو بھی شامل ہین مگر افعال انسانی دو قسم کے ہین ایک وہ کہ جنکا تحقق و وقوع دونون ایک ساتھ ہین مثلاً قتل کہ جب وہ واقع ہوگا اوسکا تحقق بھی ہوگا پس ایسے افعال جو صیغہ ماضی سے بیان ہوں اونکے احکام مستقبل کو بھی شامل ہین کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہی مگر دوسری قسم کے افعال یعنی وہ جنکا تحقق حکمی ہی تو اونکا تحقق بغیر موجود ہونے حکم کے نہین ہوتا رقیت ایک حکمی شی ہی تو جب تک حکم رقیت موجود نہو تحقق رقیت کسی فعل انسانی سے نہین ہوسکتا اور حکم رقیت قرآن مجید مین موجود نہین ہی پس جو الفاظ متضمن معنی رقیت بصیغہ ماضی بیان ہوئے ہین وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہوسکتی **اقول قولہ** افعال انسانی الی قولہ تحقق بھی واقع ہوگا قابل تماشا ہی تحقق اور وقوع مین کیا فرق ہی دونون معًا ہوتے ہین مثلاً جب وقوع فعل ہوگا تحقق بھی اوسکے ساتھ ہی ہوگا جب قتل واقع ہوا تو ہر آئینہ متحقق ہوگیا ایسی ہی جب ملک وقوع مین آئی تو تحقق بھی اوسکا ہوگیا پس کوئی فعل ایسا نہین کہ جسکا تحقق وقوع سے

سفارقت کرے اگر آپ یہ کہین کہ مراد ہماری وقوع سے نفس وقوع ہی خواہ شرعًا ہو یا نہو اور تحقق سے مراد یہ ہی کہ شارع نے بھی اوسپر یہ حکم کیا ہو کہ حقیقت مین یہ فعل تحقق ہوا مثلاً قتل کہ ہر چند خلاف شرع ناحق کوئی کسیکو مار ڈالے تو شارع بھی اوسپر حکم کرتا ہی کہ حقیقت مین قتل متحقق ہوا برخلاف رقیت کے کہ اگر کوئی مسلم حر کو اپنا غلام بالجبر بنا لے تو شارع یہ حکم نہین کرتا کہ غلام ہونا اوسکا تحقق ہوگیا تو ہم یہ کہینگے کہ حال نکاح کا بھی ایسا ہی ہی اگر کوئی شخص اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرے تو گو کہ وہ نکاح شرعًا تحقق نہوا مگر وقوع مین تو بیشک آیا پھر بھی آیت محرمہ مین اوسکو بلفظ ماضی تعبیر کیا گیا ہی حالانکہ وہ صیغہ زمانہ مستقبل کے واسطے بھی جاوی ہی کما قال تعالی لا تنکحوا ما نکح اباؤکم بس کلیہ آپکا غلط ہوگیا اسی طرح ملک یمین کہ آپکے نزدیک متعہ ناجائز اور اصول کبائر ہی اوسکی نسبت آیت والذین هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين مین صیغہ ماضی ہی حالانکہ حکم اوسکا زمانہ مستقبل کو بھی شامل ہی کیونکہ اگر زمانہ مستقبل کو شامل نہو تو سریہ بنانا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماریہ قبطیہ کو اور سریہ بنانا اور اصحاب کا سبایا خیبر و اوطاس وغیرہا کو حکم استثنا سے خارج ہو جاوے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون ہو جاوین العیاذ باللہ تعالی ذلك ظن الذين كفروا **قوله** کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہی انتہی جناب یہ تو کچھ دلیل اسکی نہین ہوئی کہ اس قسم کے افعال فعل ماضی مستقبل کو بھی شامل ہووین منحصر ہونا تحقق کا وقوع پر یہ مستلزم اسکا نہین کہ فعل ماضی اون افعال کا استقبال کو بھی شامل ہووے اور چونکہ ملازمہ متحقق نہین پس یہ بناوٹ بے دلیل آپکی کسی صاحب عقل کے نزدیک تسلیم کے لائق نہین ہی **قوله** دوسری قسم کے افعال الی قوله وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہوسکتی انتہی کیون نہین ہوسکتی اسپر کیا دلیل ہی بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قول غلط محض ہی چنانچہ بیان اوسکا ابھی گذر

نسبت کی ہے نکحوا ما نکح آباؤکم اور الذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم
او ما ملکت ایمانہم محصور ہیں ہو چکا ہے **قولہ** کہ تقیہ قرآن شریف میں صریح مذکور ہیں انتہی
یہ بھی غلط ہے ہم اوپر ذیل میں ہر ایک آیت کے بیان کر چکے ہیں کہ یہ آیت ظاہر ہے ثبوت ملکیت
میں اور یہ نص ہے اور یہ مفسر ہے پس باینہمہ یہ مقولہ مجتہد عصر کا دیدہ و دانستہ حق بات سے چشم پوشی
ہے یا جہالت محض ہے کہ ساری زلیخا پڑھ گئے اور یہ بھی نہ جانا کہ زلیخا مرد تھا یا عورت تھی شعر
چون ندارد جان تو قندیلہا بہر بینش کردۂ تاویلہا اب ہم علاوہ آیات مذکورہ کے چند
آیات قرآن مجید لکھتے ہیں جو اثبات تقیت میں نص اور مفسر ہیں قال تعالی واعلموا انما
غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین
وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللہ جانو اس بات کو کہ جو کچھ غنیمت کرو کوئی شی تو
تحقیق واسطے خدا کے ہے پانچواں حصہ اوسکا اور واسطے رسول کے اور واسطے قرابت والوں کے اور
یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے اگر تم یقین لائے ہو اللہ پر دیکھئے یہ آیت مفسر ہے اس بات میں
کہ جو کچھ غنیمت میں آئے کوئی چیز کیوں نہو تو وہ مملوک ہے اگر کلمہ من شیء نہوتا تو بسبب تعمیم کلمہ ما
نص تھی اور چونکہ کلمہ من شیء سے احتمال تخصیص کسی شیء کا ساقط ہوگیا تو اب یہ آیت مفسر ہوگئی
اس باب میں کہ غنیمت کی کوئی شیء کیوں نہو از قسم حیوان ہو یا انسان یا دیگر اشیاء اور سب کا
ایک ہی حکم ہے اب اسمیں کوئی احتمال تاویل و تخصیص کا باقی نہ رہا ہاں احتمال نسخ باقی تھا مگر بسبب
اسکے کہ زمانہ نزول وحی میں کوئی آیت یا حدیث ناسخ اوسکی اتری نہیں ہے پس یہ آیت محکم ہوگئی دوسری آیت
اثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ عزیزا حکیما
وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ہذہ عنایت کی مومنین کو
فتح قریب اور بہت غنیمتیں کہ لینگے وہ اونکو اور ہے اللہ غالب حکمت والا وعدہ کیا ہے اللہ تعالی
نے تمسے بہت سی غنیمتوں کا کہ لوگے تم اونکو شتابی کی تمہارے واسطے اس غنیمت کی آیتیں
درباب غنیمت خیبر نازل ہوئی ہیں اور چونکہ لفظ مغانم جمع ہے کہ الفاظ عموم میں سے ہے اس سبب سے

نص ہے درباب غنیمت سبایا وحیوان وغیرہا کے اور چونکہ غنیمت خیبر کو عموم وعدہ اثابہم فتحاً قریباً کو
آنہین سبایا بھی تھین چنانچہ صحیح بخاری مین انس سے منقول ہے قال صلی النبی صلعم الصبح قریباً
من خیبر بغلس ثم قال اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلۃ وسبی الذریۃ
وکان فی السبی صفیۃ فصارت الی دحیۃ الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل
عتقہا صداقہا اور دوسری روایت بخاری مین ہے سبی النبی صلعم صفیۃ فاعتقہا
وتزوجہا فقال ثابت لانس ما اصدقہا قال اصدقہا نفسہا فاعتقہا سنن
ابوداود مین روایت ہے کہ کان للنبی صلعم سہم یدعی الصفی ان شاء عبدا وان شاء
امۃ وان شاء فرسا یختارہ قبل الخمس پس بسبب ثبوت بیان عملی کے کلمۂ غنیمت واسطے
شمول سبایا کے مفسر ہو گیا کہ احتمال تاویل تخصیص اوسمین اب کچھ باقی نہ رہا تیسرے آیت
مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی
وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ جو غنیمت کہ بطور فی کے دی اللہ نے اپنے رسول کو اہل قری سے
پس وہ واسطے خدا کے اور رسول کے اور قرابت دارون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون کے ہے
فقط مراد فی سے یہان وہ غنیمت ہے کہ کفار رعب اسلام سے بغیر زد لڑائی قتال کے بھاگ جاوین
اور بلا مقاتلہ شدید غنیمت ہاتھ آوے اور دیکھو لفظ فی خود باقرار مجتہد صاحب کے لونڈیون کو
بھی تناول ہے مشکوۃ مین حدیث ابن ماجہ سے نقل کی ہے عن ابی بکر الصدیق رض
قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا یا رسول اللہ صلعم الیس
اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموہم کرامۃ
اولادکم واطعموہم مما تاکلون الحدیث دیکھو نص صریح ہے اس باب مین کہ نسبت اور
امتون کے اس امت مین لونڈی غلام زیادہ ہونگے اور یہ امر بطور انعام کے بیان فرمایا گیا ہے اور وجہ
اوسکی یہ ہے کہ جہاد اس امت مین بنسبت اور امتون کے زیادہ ہوگا اور مملکت کسری قیصر

اور راجگان ہند وغیرہم کے بقہر وجاہات آویگی اور سبایا بہت آوینگے چنانچہ مغیرہ صحابی
بوقت مقابلہ بادشاہ فارس کے سپہ سالار سے کہتے ہین کہ اخبرنا نبینا صلعم عن رسالۃ
ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنۃ وفی نعیم لم یر مثلہا قط ومن بقی منا ملک رقابکم
خبر دی ہی ہمکو ہمارے پیغمبر نے بطور پیغام کے ہماری رب کی طرف سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین تو جاویگا
بہشت میں اور ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند دیکھی ہی نہین گئی اور جو بچ رہیگا ہم مین سے
وہ مالک ہوگا تمہاری گردنون کا اور احادیث صحیحہ اس باب مین بہت ہین چند حدیث کا بیان
عنقریب آویگا اور چند بیان لکھے جاتے ہین صحیح بخاری مین جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی قال
قال رسول اللہ احلت لی الغنائم دوسری روایت مین ابی ہریرہ سے ہی قال قال رسول اللہ
صلعم احل اللہ لنا الغنائم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ اخوانکم جعلہم اللہ تحت
ایدیکم الحدیث دیکھو ان احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہی کہ خدا تعالی نے ہمارے واسطے
غنائم کہ جنمین سبایا بھی داخل ہین حلال فرمائین ہمارے بھائیون یعنی بنی آدم کو ہمارے تحت کے
نیچے یعنی مملوک ہمارا کر دیا اور اوپر ہم حدیث واقعہ بنی النضیر کی نقل کر چکے ہین کہ جسمین سعد بن
معاذ نے حکم قتل کرنے لڑنے والون کا اور لونڈی غلام بنانے ذریت کا دیا اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ لقد حکمت بحکم اللہ یعنی تو نے ای سعد حکم کیا ساتھ حکم خدا کے پس مین
حیران ہون کہ مجتہد عصر کو کیا ہوا ہی کہ ایسی ایسی نصوص صریحہ سے روگردانی فرماتے ہین
والامر الی اللہ **قال** لفظ رقیت یہ لفظ چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہی چنانچہ اون آیتونکو جنمین یہ
لفظ ہی ہم اسجگہ لکھتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ ان آیتون مین کسی طرح حکم رقیت مستقبلہ مستنبط نہین ہوتا
اقول ہم بھی ہر ایک آیت کے ذیل مین تغلیط مجتہد عصر کی کرینگے اور دوام رقیت کو ثابت
کرینگے **قال** آیت اول سورہ نساء مین فرماتا ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ
قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ
قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ

مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلِيْمًا حَكِيْمًا ٥ مسلمان کو نہین چاہیے کہ مسلمان کو مار ڈالے مگر یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو اور جس شخص نے
انجانی سے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو تو گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد
کرے اور خون بہا دے اوسکے وارثون کو مگر یہ کہ وہ معاف کر دین پھر اگر وہ تمھارے
دشمن کی قوم مین سے تھا اور وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے مسلمان بردہ اور اگر ایسی قوم مین سے
تھا جنمین تم سے اور اونسے عہد ہی تو خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ
اور جسکو مسلمان بردہ نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے تاکہ اللہ اوسکو معاف کرے **اقول**
اس ترجمہ مین چند غلطی ہین اول (یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو) ترجمہ صحیح نہین ترجمہ صحیح صرف
اس قدر ہی (مگر انجانی سے) دوسرے (گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ
آزاد کرے اور خون بہا دیوے اوسکے وارثون کو) یہ ترجمہ سراسر غلط ہی مجتہد عصر نے جملۂ اسمیہ کو
جو ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہی ساتھ جملۂ فعلیہ کے بدل ڈالا ترجمہ صحیح یہ ہی (تو آزاد کرنا ہی
ایک بردہ مومن کا اور خون بہا مفوض ہی اوسکے وارثونکو تیسرے (اگر وہ تمھارے دشمن کی قوم
مین سے تھا) غلط ہی کان یہان واسطے ثبوت کے ہی جس طرح کان اللہ علیما حکیما مین صحیح
ترجمہ یہ ہی کہ اگر وہ ہی اوس قوم مین سے جو تمھارے دشمن ہین) چوتھے (وہ مسلمان تھا
(غلط ترجمہ ہی جملۂ اسمیۂ حالیہ کو فعلیہ سے بدل ڈالا صحیح یہ ہی (اور وہ مسلمان ہی) مخفی نہ ہی
کہ لفظ ہی جو تمنے ترجمہ مین لکھا ہی اوس سے مراد مخصوص زمانۂ حال نہین بلکہ تعمیم سب زمانونکی
مقصود ہی کان ثبوتیہ کا ترجمہ کے واسطے کوئی لفظ اردو مین موضوع نہین لہذا یہ لفظ ہی
اوسکا ترجمہ کیا گیا پانچوین (اگر ایسی قوم مین سے تھا) یہان بھی کان ثبوتیہ ہی مخصوص زمانہ
ماضی سے نہین اور چونکہ کلمۂ ان جو ماضی کو بھی مستقبل کر دیتا ہی کان پر داخل ہی ترجمہ اوسکا بلفظ
تھا کسی طرح پر درست نہین چھٹے (خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے
مسلمان بردہ) یہان بھی جملۂ اسمیہ ہی اور ایسی ہی اس سے پیشتر بھی جملۂ اسمیہ ہی اور اوسکا

ترجمہ صحیح یہ ہی (کہ خون بہا ہی معوض اوسکے وارثون کو اور آزاد کرنا ہی ایک بردہ مسلمان کا
تحریر رقبہ بحسب اقتضاء النص صاف اوپر ثبوت رقیت کے دلالت کرتا ہی کیونکہ بدون ثبوت
رقیت کے تحقق تحریر متصور نہین اور چونکہ یہان جس قدر جملات ہین سب اوپر ثبوت اور دوام
دال ہین تو بہ نسبت اس آیت کے یہ قول مجتہد عصر کا کہ اس آیت سے حکم رقیت مستقبلہ کا مستنبط
نہین ہوتا محض غلط ہی آیت مین حکم ہی تحریر رقبہ کا اور یہ حکم باقتضاء النص مثبت رقیت ہی اور
چونکہ تحریر رقبہ جملۂ اسمیہ ہی کہ دوام پہ دلالت کرتا ہی اور یہ حکم بھی زمانۂ ماضی کے ساتھ مخصوص
نہین ہی پس جو حال اوسکا زمانۂ ماضی کے ساتھ ہی وہی بہ نسبت دوام کے ہی غرضکہ اس آیت سے
اقتضاء ثبوت رقیت کا بلا خصوصیت زمانۂ ماضی کے واضح ہی **قال** اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ
مین فرمایا لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ
الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ
أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ اللہ تعالی تمکو نہین پکڑتا
تمہاری بیفائدہ قسمون پر مگر پکڑتا ہی اوسپر جو تمنے مضبوطی سے قسم کہائی تھی پھر اوسکا کفارہ
دس محتاجون کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا جیسا کہ تم اپنے گھر والون کو کھلاتے ہو یا انکو
کپڑا پہنانا یا مسلمان بردہ آزاد کرنا ہی اور اگر نہ ملے تو تین دن روزے رکھنے ہین **اقول**
بہت ہی غلط ترجمہ کیا بما عقدتم الایمان مین عقدتم صیغۂ ماضی ہی مگر مراد ماضی بہ نسبت زمان
مواخذہ کے ہی جیسا کہ ہم اوپر اس قسم کے افعال مین ٹھہرا چکے ہین ماضی بہ نسبت وقت
نزول آیت یا اور کسی وقت کے نہین جیسا کہ مجتہد عصر نے ملکت ایمانہم مین خیال کی ہی
پس ترجمہ عقدتم کا اس طور پر (کہ مضبوطی سے قسم کہائی تھی) کہ جسکا خاص قسمون ماضیہ سے
تعلق ہو جاوے غلط محض ہی ترجمہ مین لم یجد کا بہت ہی غلط لکھا ہی لم یجد فعل متعدی ہی
وجد المطلوب یجدہ اور کہ قال تعالی لن تجد واللہ تواباً رحیماً وفی الحدیث وان
وجدناہ لبحرا وقال ابو الطیب شعر فقد وجدت مکان القول ذا سعة فان

و جدت لسانًا قائلاً فقلی مجتہد عصر نے لسبب علم و اقفیت کے لغات عرب سے اوسکا ترجمہ بلفظ لازمی یعنی (نہ ملے) کیا ظاہر اجب کلمہ لم یجد او نکو بلا ذکر مفعول نظر آیا تو یہ نہ سمجھے کہ یہ فعل لازمی ہی یہ نہ سمجھے کہ بسبب دلالت ماسبق کے کچھ ضرورت اونکے مفعول کے بیان ہی علاوہ بران مقصود تعمیم تینون قسمون کفارہ کے ہی اور قرینہ اوسپر دلالت کرتا ہی اگر مفعول ضمیر ڈالی جاتی تو تعمیم مین بادی النظر مین اشتباہ ہوتا کہ شاید مرجع اوسکا وہ ہو جو لفظون مین قریب ہی اور اگر اعادہ سب اقسام کا کیا جاتا تو اطناب مخل تھا لہذا بلاغت قرآن مقتضی اسکی ہوئی کہ مفعول کو حذف کیا جاوے غرض کہ صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پس جو شخص کہ نہ پاوے (یعنی تینون قسمون کفارہ کو) تو تین دن کے روزے ہین بیان دلالت اس آیت کا ثبوت و دوام رقیت پر مثل بیان آیت اولی کے ہی **قال** آیت سوم وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا جو کوئی تم مین سے اپنی جوروون مین سے کہ یون کہہ بیٹھے اور پھر وہ بات کہی تھی اوس سے پھر جانا چاہے تو آزاد کرے ایک بردہ اپنی جورو کو چھونے سے پہلے اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ جانتا ہی جو تم کرتے ہو پھر جسکو نملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اپنی جورو کے چھونے سے پہلے اور جب نکر سکے تو ساٹھ محتاجون کو کھانا کھلاوے **اقول** یہ ترجمہ بھی بہت غلط ہی اگر ہم اوسکی سب غلطیون کا بیان کرین تو بہت طول ہوتا ہی معنی ظہار مین غلطی کی ہی معنی یعودون لما قالوا مین غلطی کی ہی اور اور کلمات کے ترجمہ مین بھی غلطی ہی مگر جس قدر غلطیان کہ اس بحث سے متعلق ہین اونکا بیان کیا جاتا ہی اول آزاد کرے غلط ترجمہ ہی یہان تحریر رقبہ جملہ اسمیہ جیسا پہلی آیات مین تھا مجتہد نے اوسکو فعلیہ کر دیا دوم لم یجد کا ترجمہ نملے غلط کیا جیسا پہلی آیت مین غلط کیا تھا بیان ثبوت رقیت کا اس آیت مین بھی مثل آیات سابقہ کے ہی **قال** آیت چہارم فَكُّ رَقَبَةٍ **اقول** اس آیت کا بیان شروع کتاب مین

ہوچکا ہی ان سب آیات سے ثبوت غلامی کا شرعًا بلا قید زمان ماضی و حال و مستقبل ثابت ہی کیونکہ
محل تحریر رقبہ رقیق شرعی ہی اگر بموجب حکم شارع کے کوئی شخص رقیق نہو تو اوسکی آزادی کافی نہین ہی
مثلاً کسی شخص نے اپنے باپ یا اور ذی رحم محرم کو کسیکو یا لجبر غلام بنا رکھا ہو اور وہ ان کفارات
مین اوسکو آزاد کر دے تو کفارہ ادا نہوگا پس ان آیات سے ظاہر ہوا فساد قول مجتہد عصر کا کہ رقیق نا
موجود کو بموجب رسم جاہلیت کے غلام کنیز بنا رکھا تھا وے شرعی غلام نتھے **قال** ان تمام احکام
مین جو غلام نملنے کی حالت مین اور دوسری قسم کے کفارون کا ذکر آیا ہی اوس سے رقیت مستقبلہ کے
معدوم ہونے پر اشارہ نکل سکتا ہی **اقول** بشرطیکہ آپ سا مجتہد صاحب اجتہاد صائب و ذہن ثاقب
اشارہ فہم لغت دان ہو ورنہ نہین ہم آپکی اسی غلط فہمی کے سبب جہان کہین آپنے ترجمہ لم یجد کا
نملے لکھا ہی آپکی تغلیط کرتے چلے آئے ہین اب سمجھیے کہ نپانا کسی شخص کا کسی چیز کو مستلزم معدوم
ہوجانے اوسکے وجود کا نہین ہوسکتا اگر یہان لفظ نملنے کا ہوتا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہی تب بھی
کوئی صاحب فہم یہ اشارہ سوای آپ کے نسمجھتا کیونکہ یہان مطلق نملنا نہین ہی بلکہ آیہی کے ترجمہ کے
مطابق نملنا مقید کسی فرد کے ساتھ ہی اور ظاہر ہی کہ کسی ایک فرد یا کئی فردون کو نملنا کسی چیز کا
مستلزم اسکا نہین کہ وہ چیز فی نفسہ معدوم ہوجاوے مثلاً دولت ایمان کسی شخص کو نملے یا اوسنے
نپائی یا حج بیت اللہ کسیکو نملا یا اوسنے اوسکو نپایا تو اس سے یہ لازم نہ آیا کہ دولت ایمان اور حج بیت اللہ
فی نفسہ معدوم ہی پس آپنے معنی لم یجد کی تبدیل مین کوشش بھی بہت کی مگر مدعا کچھ حاصل نہوا
آپکے اس اشارہ پر نکتہ چند مین بھی لکھتا ہون کہ آیت اولی مین میسر نہونے رقبہ کا ذکر ہی اور آیت
ثانیہ مین میسر نہونے اطعام مساکین اور انکے لباس کا بھی ہی اور آیت ثالثہ مین ذکر میسر نہوسکنے
روزون کا بھی ہی پس مطابق آپکے اجتہاد بے اساس کے ان سب چیزون کے معدوم ہونے پر
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہی اور جب سب اصناف کفارہ کے معدوم ہونے پر اشارہ نکل سکتا ہی
تو آپکے اجتہاد بے بنیاد کے مطابق لغو ہوجانے احکام الٰہی اور اینٹ کے لیے مسجد ڈھانے پر بھی
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہی العیاذ باللہ تعالی دوسرا نکتہ سنیے مثلاً آپسا کوئی مجتہد دوسرا آکر

سعار فسمر کرکے کہے کہ آیہ وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ
فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ میں جو بقول آپکے آزاد عورتوں کے عدم
استطاعت نکاح کے حالت میں کنیزکوں کے نکاح کا ذکر آیا تو اس سے معدوم ہونے استطاعت نکاح
زنان آزاد پر زمانہ مستقبل میں اشارہ نکل سکتا ہے پس بموجب اوس نص کے نکاح ساتھ کنیزکوں
کے بھی باقی رہا اور چونکہ نکاح وجود منکوحہ کو مستلزم ہے تو وجود کنیزکوں کا زمانہ مستقبلہ میں بموجب
اس اشارہ کے ثابت و متحقق ہوگیا فرمائیے کیا جواب دیجیے گا شعر شد غلامیکہ آب جو آرد * آب جو
آمد و غلام ببرد * نکتہ سوم قرآن میں ہے فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا
الآیہ یعنی اگر وضو کے لیے تم پانی نپاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی سے یا آپکے ترجمہ کے مطابق یہ کہا جاوے
کہ اگر نہ تیمم کرو پاک مٹی سے آپکے اجتہاد کے مطابق لازم آیا کہ چونکہ اس حکم میں پانی نملنے کی
حالت میں تیمم کا ذکر آیا ہے اس سے زمانہ مستقبلہ میں پانی کے معدوم ہونیکا اشارہ نکل سکتا ہے اشارے
اور نکتے تو اور بھی بہت ہیں مگر فرصت کم ہے اور کتاب طویل ہوئی جاتی ہے والعاقل تکفیہ الاشارۃ *
اگر عاقلی یک اشارہ بس است قال الرقابیہ قرآن میں وہ جگہ بمعنی عبد آیا ہے مگر کوئی لفظ بھی
اون آیتوں کا جنمیں یہ لفظ ہے رقیت مستقبلہ پر دلالت نہیں کرتا انتہی اقول اگر احکام آیتوں
کے مخصوص کسی زمانہ ماضی سے کے ساتھ ہیں تو بیشک فرمانا مجتہد عصر کا صحیح ہے لیکن اگر وہ احکام واسطے
مستقبل کے بھی ہیں تو آیات کی رقیت مستقبلہ پر دلالت کرنے میں کیا کلام ہے پس دیکھنا چاہیے
کہ احکام آیات مذکورہ مخصوص ساتھ زمانہ گذشتہ کے ہیں یا زمانہ آئندہ کو بھی شامل ہیں اگر شق
اول ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا صحیح ہے اور اگر شق ثانی ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا خلاف نصوص ظواہر
قرآن کے غلط اور اجتہاد بمقابلہ قرآن ہے اور یہ لفظ حدیث میں بھی وارد ہے کہ مجتہد صاحب
اوسکو چھوڑ گئے ہم اوسکو لکھتے ہیں بخاری میں ضمن حدیث جنگ کسری میں منقول ہے جبیر بن حیہ
کہتے ہیں حتی اذا کنا بارض العدو خرج علینا عامل کسری فی اربعین الفا فقال
المغیرۃ سل عما شئت قال ما انتم قال نحن اناس من العرب کنا فی شقاء شدید

وبلاء شدید نمص الجلد والنوی من الجوع ونلبس الوبر والشعر ونعبد الحجر والشجر فبینا نحن کذلک اذ بعث رب السموات ورب الارض الینا نبیًا من انفسنا نعرف اباہ وامہ فامرنا نبینا رسول ربنا ان نقاتلکم حتی تعبدوا اللہ وحدہ او تودوا الجزیۃ واخبرنا نبینا صلعم عن رسالۃ ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنۃ فی نعیم لم یر مثلہا قط ومن بقی منا ملک رقابکم الحدیث خلاصہ ترجمہ یہ ہی کہ مغیرہ کہتے ہین خبر دی ہی ہمکو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے رب کی رسالت سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین سے جاویگا بہشت مین ایسی عیش مین کہ جسکے مانند کبھی دیکھا ہی نہین گیا اور جو بچ رہیگا ہم مین سے مالک ہوویگا تمہارے رقاب کا یعنی فارس کے لوگ ہمارے غلام ہونگے جناب مجتہد صاحب یہان تو کسی تاویل وتحریف کی گنجایش ہی نہین ہی **قال** آیت اول سورۂ بقر مین اللہ صاحب نے اون باتون کو جو آیہ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ مین بیان ہوئے ہین نیکیان گنا ہی اور انہین کے ساتھ مسافرون اور سائلون کو خیرات دینا اور بردہ آزاد کرنے مین روپیہ خرچ کرنا نیک کام فرمایا ہی **اقول** پوری آیت یہ ہی لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ الآیہ نہین ہی نیکی یہ کہ پھیرو تم اپنے سونہہ مشرق ومغرب کی طرف لیکن نیکی یہ ہی کہ جو کوئی ایمان لایا خدا پر اور آخر دن پر اور فرشتون اور کتاب اور پیغمبرون پر اور دیا مال کو اوسکی محبت پر قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافر اور مانگنے والون کو اور گردنون کے چھڑانے مین اور قائم کیا نماز کو اور دی زکوۃ الآیہ جسکو کچھ بھی عقل ہو وہ نہین کہہ سکتا کہ وہ نیکیان جو گنائیان اس آیت مین ہی مخصوص زمانہ ماضی کے ساتھ ہین اور زمانہ آیندہ کو شامل نہین مگر ہان مجتہد عصر سے بعید نہین بلکہ غریب یہ ہین کہ اس آیت مین لفظ آمن اور اتی اور اقام سب صیغے ماضی کے ہین اس واسطے بنا پر آیت کو مخصوص بزمانہ ماضی کے ساتھ ٹھہرا کر فرمادین بلکہ یہ ہی

کہ نیکی وہ ہی جو کوئی ایمان لاچکا ہی اور دے چکا ہی مال قرابت وارون اور یتیمون اور مسافرون اور
اور مانگنے والون کو اور گردنین چھوڑانے مین اور قائم کر چکا ہی نماز کو اور دے چکا ہی زکوۃ پس
آیت کو اوپر نیکی ایمان اور خیرات اور رقیت اور نماز پڑھنے اور ادا ے زکوۃ مستقبلہ پر کچھہ
دلالت نہین پس اسکے جواب مین اسی قدر کافی ہی کہ جب آپکے نزدیک آیت کو نیکی ایمان اور
خیرات اور نماز اور زکوۃ پر زمان مستقبل مین کچھہ دلالت نہین اور آپ اون سب سے دست
بردار ہین تو ہمکو آپ سے اس آیت مین زیادہ تر کچھہ مباحثہ نہین وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَاب
قال آیت دوم اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْھَا وَالْمُؤَلَّفَۃِ
قُلُوْبُھُمْ وَفِی الرِّقَابِ سورۂ توبہ مین امداد صاحب نے زکوۃ کے روپے کا خرچ تبلایا ہی
کہ کہان کہان خرچ ہوگا اسیکے ساتھہ تبلایا کہ بردہ آزاد کرنے مین بھی خرچ کیا جاوے گا
اقول الحمد للہ بیان تو مجتہد عصر بھی قائل ہین اسکے کہ آیندہ کو مصرف زکوۃ یہ لوگ ہین
جنکا آیت مین بیان ہوا اور منجملہ اونکے غلام بھی ہین کہ جنکے آزاد کرنے کے واسطے مال زکوۃ
دیا جاویگا پس یہ آیت ظاہر ہی وجود لونڈی غلامون کے باب مین زمانہ آیندہ مین لیکن اگر
مجتہد عصر کسی دلیل قطعی سے انسداد اوسکا اور معدوم ہوجانا کسی زمانہ مستقبلہ مین ثابت
کر سکین تو ثابت کرین مگر یہ اونسے ہرگز نہو سکیگا قال لفظ عبد بمعنی غلام تین جگہہ
قرآن مجید مین آیا ہی اور اوس سے بھی رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہو سکتا آیت
اول وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکُمْ امداد صاحب نے مسلمانون کو
مشرکین سے شادی کرنے کو منع کیا ہی اور بطور تاکید کے یہ فرمایا ہی کہ مسلمان غلام بھی ایک
مشرک سے اچھا ہی اگرچہ وہ مشرک تمکو اچھا معلوم ہوتا ہو اقول چونکہ یہ آیت جملہ اسمیہ ہی
اور جناب مجتہد دہر نے بھی ترجمہ بجملہ اسمیہ کیا اور جملہ اسمیہ دلالت دوام و ثبوت پر
کرتا ہی پس دلالت آیت کی رقیت مستقبلہ پر اظہر من الشمس ہوئی مجتہد دہر پر لازم تھا
کہ لفظ اچھا ہی کی جگہہ اچھا تھا لکھتے اگرچہ ناواقفی عربیت سے تو ثابت ہو تی جیسی وہ جگہہ

ہوئی مگر مطلب تو بظاہر ثابت ہوجاتا ایسا ہی آیت دوم یعنی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
مین جناب مجتہد خود ہی رقیت مستقبلہ کے مقر ہین ترجمہ فرماتے ہین کہ اگر غلام کو مارے تو غلام ہی
مارا جاوے اور دعوی یہ تھا کہ رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہو سکتا معلوم نہین کہ استدلال
کس چیز کا نام سمجھتے ہین اور آیت سوم یعنی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا مین ہم کچھ
کلام نہین کرتے یہان تذکرہ عبد مملوک کا بطور مثل کے ہے یہان کوئی حکم شرعی مملوک ہونے پر
متفرع نہین جیساکہ اور آیات مین ہے **قال** لفظ امۃ قرآن مجید مین دو جگہہ ہے اور کسی جگہہ سے
بھی رقیت مستقبلہ کا حکم نہین پایا جاتا **اقول** یہان بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ آیات جنمین
یہ کلمہ ہے صرف زمانہ ماضی کے ہی ساتھ مخصوص ہین یا نہین بر شق اول مجتہد صاحب کا
اجتہاد صحیح ہے ور بر شق دوم غلط **قال** آیت اول وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ
اقول بیان اسکا بعینہ بیان وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ کا ہے **قال**
آیت دوم وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ نکاح کرو
مسلمان رانڈون کا اور نیک چلن اپنے غلامون اور لونڈیون کا **اقول** دیکھو یہ حکم
زمانہ ماضی سے متعلق نہین بلکہ زمانہ مستقبل کیواسطے ہے کیونکہ حکم امر متعلق بزمانہ ماضی ہو ہی
نہین سکتا پس متفرع ہونا ایک حکم شرعی کا لونڈی غلام پر مرائنہ بظاہر الآیہ دلالت کرتا ہے
وجود و ثبوت شرعی لونڈی و غلام پر زمانہ مستقبل مین **قال** لفظ فتیات قرآن مجید
مین دو جگہہ بمعنی لونڈیون کے آیا ہے **الی قولہ** آیت اول سورہ نساء کی آیت ہے ذیل لفظ
ما ملکت مین بیان ہو چکی ہے **اقول** پوری بحث اس کلمہ پر اس جگہہ نہین ہوئی اسیلیے ہم
وہ آیت پوری لکھتے ہین وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ
الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ
مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ
عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ
عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝ اس آیت کے اور کلمات مین کلام کچھہ ضرور نہین کیونکہ مماثل
اسکے جو کلمات ہین اور آیات مین واقع ہین اونمین کلام مفصل ہوچکا ہی پس وہی کلام انمین بھی ہی
مگر یہان جو بعد بیان جواز نکاح کنیزک کے یہ فرمایا وَیَهْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ یعنی
ہدایت کرے تمکو طریق اون لوگون کے جو تمسے پہلے تھے اس سے واضح ہوا کہ طریق جواز نکاح کنیز کا
اور اور احکام تشریعی کنیزکون کے جو آیت مین بیان کیے گئے ہین طریق اون لوگون کا بھی تھا
جو ہمسے پہلے تھے اور کلمۂ یهدیکم دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ طریقہ خدا کے نزدیک ناپسند
اور مبغوض نہین کیونکہ طریقۂ مبغوض اور خلاف آئین قدرت اور قبیح کے بتانے کو احکام تشریعی
مین بلفظ ہدایت تعبیر نہین کیا جاتا بلکہ ہدایت ایسی راہ بتانے کی ضد ہی فرمایا خدای تعالی نے
وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى یعنی گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور ہدایت نکی وَالسَّلَامُ
عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى سلامتی ہی اوسپر جو تابع ہوا ہدایت کا اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ثمود کو ہدایت کی ہمنے پس دوست رکھا اونھون نے اندھاپن
یعنی گمراہی کو اوپر ہدایت کے فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَعَلَيْهَا جس شخص نے
ہدایت پائی تو اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہ ہوا تو اوسکا ضرر اوسکی ذات پر پس اگر اس طریقہ
مین کوئی بات بھی موجب ناپسندیدگی کے مخالف آئین قدرت کے ہوتی تو ہرگز اوسکو
بلفظ ہدایت کے تعبیر نہ کیا جاتا اور چونکہ یہ احکام خاصۂ کنیزکون کے ہین اور داخل طریقۂ رشیدین
سابقین کے ہین اور وجود و ثبوت رقیت کے مقتضی ہین اور ہمکو واسطے زمانہ آئندہ کے
انکی ہدایت فرمائی گئی تو ثبوت رقیت مین زمانہ مستقبل اور اوسکے جواز شرعی مین کیا کلام

باقی رہا اور اسی بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم سے مراد یہ نہین ہی کہ جو زمانۂ سابق مین
تمھاری ملکیت ہو چکی ہین کیونکہ جب یہ طریقہ ہمارا مطابق طریقۂ راشدین سابقین کے قرار پایا
تو اگر ہمارے حق مین ملکیت مقصور اوپر مملوکات سابقہ ہی کے ہوتی تو بیشک اونکے حق مین بھی
مقصور اوپر ملکیت سابقہ ہی کے ہوتی اور آیندہ کے لیئے ناجائز اور باطل اور فاسد ہوتی
اور اگر ایسا ہوتا تو چونکہ ہم اونسے بہت پیچھے ظہور مین آئے ہین ہمارے حق مین کیونکر جائز ہوتی اور
چونکہ وہ طریقہ خود اونھین کے حق مین آیندہ کو جائز نہ تھا تو ہمکو اونکے ناجائز طریقہ کے سلوک پر
ہدایت فرمائی جاتی اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم مقصور اوپر زمان ماضی کے
نہین ہی اور جو لوگ اسکے خلاف کہتے ہین وے لوگ ہر آینہ مصداق وَیُرِیدُ الَّذِینَ یَتَّبِعُونَ
الشَّهَوَاتِ اَنْ تَمِیلُوا مَیْلًا عَظِیمًا کے ہین واللہ الموفق الی الہدایۃ والصواب **قال**
آیت دوم اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہی وَلَا تُکْرِهُوا فَتَیَاتِکُمْ عَلَی الْبِغَاءِ اپنی چھوکریون
پر بدکاری کے لیے جبر نکرو **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیت مین ظاہر ہے اور اس آیت مین کوئی
لفظ ایسا نہین کہ جس سے یہ بات معلوم ہووے کہ رقیت مخصوص اونھین رقیقون سے ہی جو زمانہ
گذشتہ مین رقیق تھی بلکہ رقیت مستقبلہ ثابت ہوتی ہی کیونکہ لا تکرہوا نہی ہی اور نہی فعل مستقبل
کے ساتھ متعلق ہوتی نہ ماضی کے **قال** لفظ غلام و جاریہ قرآن مجید مین تو نہین آئے مگر حدیث مین
ہین چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا یقولن
احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی
وفتای وفتاتی ولا یقل العبد ربی ولکن لیقل سیدی وفی روایۃ لیقل سیدی
ومولای وفی روایۃ لا یقل العبد لسیدہ مولای فان مولاکم اللہ رواہ مسلم کذا فی
المشکوٰۃ ابو ہریرہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کوئی تم مین سے یون نہ کہوے کہ میرا
غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمھاری عورتین خدا کی لونڈیان ہین
مگر یون کہو کہ میرا لونڈا میری لونڈیا اور میرا چھوکرا اور میری چھوکری اور غلام بھی ہمکو ربی نہ کہے

بلکہ میرے آقا و یا میرے مالک کہوے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ میرے مالک بھی نہ کہوے کیونکہ تم سبکا مالک اللہ ہی یہ حدیث مسلم مین ہی اور مشکوۃ مین بھی اسکو نقل کیا ہی **اقول** واہ کیا خوب ترجمہ حدیث نبوی کا کیا کہ مخالفت پیغمبر صلعم مین ذرا بھی کوتاہی نکی پیغمبر صلعم فرماتے ہین کہ چاہیے کہ کہے غلام میرا مجتہد فرماتے ہین کوئی یہ نہ کہے کہ میرا غلام مخفی نرہی کہ اس حدیث مین بیان اون الفاظ کا ہی کہ جو رقیقون کی نسبت کہنے چاہییں اور جو نہ کہنے چاہییں چنانچہ لفظ عبد وامۃ کے کہنے کی نہی فرمائی اور لفظ غلام اور جاریہ اور فتی اور فتاۃ کی اجازت دی ایسے ہی غلامون کو نہی کی کہ آقا کو کوئی رب یا مولی نہ کہے بلکہ سید کہے اور بحث اسکی کچھ اوپر بھی گذر گئی ہی زیادہ بحث یہان کچھ ضرور نہین مگر اس حدیث سے بھی رقیت مستقبلہ کا ثبوت بخوبی ہو گیا کہ نہی اقوال آئندہ ہی کی ساتھ متعلق ہی اقوال ماضیہ کے متعلق ہرگز نہین ہو سکتی کما لایخفی علی من لہ ادنی لب

قال باب سوم **اقول** اس باب مین مصنف نے کچھ بحث علل و اسباب ملک و رقیت کی کی ہی مگر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جسقدر لکھا ہی محض نافہمی سے لکھا ہی نہ یہ سمجھے کہ علت کسکو کہتے ہین نہ یہ سمجھے کہ سبب کیا چیز ہی نہ یہ سمجھے کہ محل کیا ہی اگر مین اس مقام پر اون امور کی تفصیل واسطے تنبیہ مصنف کے لکھون تو طول ہوتا ہی لہذا اس بحث کو محول اوپر کتب اصول فقہ کے کرکے اس باب مین اون اقوال سے تعرض کرونگا جنکے تعرض کی ضرورت ہی **قال** علماے اسلام نے سبب طاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ اور استیلا قرار دیا ہی **اقول** واہ جناب مجتہد عصر لسہم اللہ ہی غلط اور چونکہ اسی بنا پر آپنے تمام خامہ فرسائی فرمائی ہی اور علماے اسلام پر طعن کیا ہی جب بنا ہی آپکی فاسد تو تمام خامہ فرسائی اور مطاعن آپکی بناے فاسد علی الفاسد ہی **شعر** آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند × در جہل مرکب ابد الدہر بماند × جناب مجتہد صاحب یہ تو فرمائیے کہ علماے اسلام مین سے کسنے غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت ٹھہرایا ہی وے تو غلبہ اور استیلا کو بصراحت کے ساتھ سبب ملکیت کا لکھتے ہین نہ سبب رقیت اور لفظ ملک جو اونکی عبارات مین ہی مصدر معلوم ہی یعنی ملک یملک ملکا نہ مصدر مجہول من ملک ملکا

اور رقیت مرادف ملک مصدر مجہول کا ہونا اوس ملک کا جو مصدر معلوم ہی اور سبب
رقیت تو جیسا کہ ہمنے اول کتاب مین بیان کیا ہی کفر ہو نہ استیلا و غلبہ اور اگر آپ کو کچھہ استعداد ہی
تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہی کہ زوال عصمت حریت اون لوگون سے مستلزم اسکا نہین کہ وہ ہمارے
رقیق اور مملوک ہو جاوین مگر جب سبب ملک یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہو تو ہر آینہ وہ سبب اپنے
محل مین موثر ہوگا اور ویسے لوگ ہمارے رقیق ہو جاوینگے بڑا تعجب ہی کہ آپنے یہ عبارت ہدایہ کی
نقل کی کہ لان الشرع اسقط عصمتهم جزاء علی جنایتهم وجعلهم ارقاء یعنی شرع نے
ساقط کر دی عصمت اونکی یعنی عصمت آزادی کے سبب جزای گناہ اونکی کی اور کر دیا اونکو رقیق
اور پھر بھی یہ نہ سمجھے کہ سبب رقیت کیا ہی اور سبب ملک کیا ہی شاید رقیت اور ملک کو شیء واحد سمجھے
ذلک مبلغهم من العلم سبحان اللہ یہ بین استعداد و دعوی اجتہاد جاننا چاہیے کہ رق منجملہ
امور معترضہ علی الاہلیۃ کے ہی وھو عجز حکمی شرع جزاء علی الکفر اصلا بہ یصیر المرء عرضۃ
للملاک در حقیقت ہر ایک انسان باعتبار جوہر انسانی کے متصف ہی بصفت آزادی کے اور کسیکا مملوک نہین بجز مالک
حقیقی کے اور اسی جوہر کے اعتبار سے وہ سائر حیوانات سے اشرف ہی مگر باعتبار نفس بہیمی کے
مانند سائر بہائم کے ہی پس جب جوہر انسانی مغلوب ہوگیا اور نفس بہیمی غالب آگیا اور وہ
عمل کرنے لگا کہ جو سراسر خلاف اقتضای جوہر انسانی کے ہین تو صفت شرافت اوس مین سے
زائل ہوگئی اور عصمت حریت کہ باعتبار جوہر انسانی کے تھی بسبب مغلوب ہوجانے جوہر انسانی
اور غالب ہوجانے نفس بہیمی کے باقی نرہی مثل سائر بہائم کے قابل تملک کے ہوگیا ان هم
الا کالانعام بل هم اضل سبیلا اور جس قدر پاس جوہر انسانی کا خدا تعالی نے اپنے ذمہ
کرلیا تھا اوس سے خدا بری ہوگیا ان اللہ بریء من المشرکین جیسا کہ ہم اول کتاب مین مفصل
لکھہ چکے ہین مگر یہ ضرور نہین کہ جو چیز کہ بالقوہ قابل تملک ہووے بالفعل بھی مملوک ہووے دیکھو بہائم
صحرائی اور طیور وحشیہ بالقوہ قابل تملک ہین بالفعل کسی بندہ کے مملوک نہین مگر جو کوئی آدمی
مستولی ہوکر اونکو قید کرلے اوسکے مملوک ہوجاتے ہین بسبب اوسکے استیلا کے اسی طرح یہ مال کفار

بہائم سیرت کا ہی کہ عرضہ للملک قابل تملک ہین جو کوئی اونپر غالب آگیا اور اوس نے اونہین اپنے
قبضہ مین کرلیا اوسیکے مملوک ہوگئے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ سبب حقیقی ہماری اصطلاح مین اوسکو کہتے
ہین کہ جو حکم کی طرف طریق ہو جیسیکہ مسئلہ مانحن فیہ مین غلبہ اور استیلا ایک طریق ملک کا ہے
بسبب توسط علت اغتنام کے قال اللہ تعالے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ
خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی الآیہ کُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا الآیہ
وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَھَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ھٰذِہٖ الآیہ اَحَلَّ اللّٰہُ لَنَا
الْغَنَائِمَ الحدیث ان آیات وحدیث سے ظاہر ہے کہ غنیمت کرنا موجب ملکیت ہے اور غنیمت کرنا
متحقق ہوتا ہے غلبہ اور استیلا سے بموجب ان نصوص کے پس غلبہ اور استیلا سبب ملک غنائم ہوا جب یہ متحقق
ہوا تو اب ہم بعض اقوال مجتہد پر توجہ کرتے ہین **قال** ان تمام روایتون سے ظاہر ہوتا ہے
کہ اگلے عالمون نے صرف غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہے **اقول** غلط فہمی مجتہد عصر کی
ہے کہ ایسا فرماتے ہین اونھون نے جس قدر اقوال علما کے لکھے ہین اونہین غلبہ اور استیلا کو
سبب ملک تصریح بیان کیا ہے سبب رقیت کسی قول مین نہین لکھا چنانچہ عبارات علما
مع تشریح غلطی مجتہد ہم اوپر لکھ چکے ہین عبارت بحر الرائق خود مجتہد عصر نے اس طور پر
نقل کی ہے کہ قال الاسباب ثلثۃ مثبت للملک وہو الاستیلاء وناقل للملک وہو البیع ونحوہ
وخلافۃ وہو الارث والوصیۃ اسباب ملک کو تین قسم پر منقسم کیا ایک وہ کہ مثبت ملک ہو
یعنی ملک جدید ثابت کرے اور وہ استیلا ہے اور دوسرا وہ کہ منتقل کرے ملک کو مانند
بیع وغیرہ کے اور تیسری وہ جو مالک کا قائم مقام کرے اور وہ وارث و وصیت ہے تو جو
صاف لکھا ہے کہ استیلا سبب ملک ہے یہ نہین لکھا کہ استیلا سبب رقیت ہے **قال** مگر اب یہ لکھنا
چاہیے کہ غلبہ اور استیلا کو جو سبب رقیت اور حربی کو مال مباح ٹھہرایا ہے آیا اسکے لیے
کوئی نص صریح قرآن و حدیث مین موجود ہے یا نہین اسکا جواب صاف یہ ہے کہ کوئی نص
اقول یہ محض نادانی مجتہد عصر کی ہے کیونکہ آیات قرآن مین صاف حکم ہے کہ ما غنمتم

مِّن شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی الی غیر ذلک من الآیات والاحادیث
انسے صاف ظاہر ہے کہ غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا سبب ہے ملکیت کا اور ملکیت متفرع ہو
غنیمت کرنے پر یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی وصف پر کوئی حکم مترتب ہوتا ہے وہی وصف سبب
حکم قرار پاتا ہے مثلاً حدیث مین آیا ہے کہ کُلُّ مَا اَسْکَرَ فَهُوَ حَرَامٌ جو چیز کہ نشہ لاوے تو وہ حرام ہے
لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ نہ نکاح کرو اوسکو جسکو نکاح کیا ہو تمھارے باپون نے پس معلوم ہوا
کہ نشہ لانا سبب حرمت ہے نکاح کرنا آبا کا سبب حرمت ہو اسی طرح یہ مَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ
فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیۃ اس آیت و دیگر آیات و احادیث مین غنیمت سبب
ملکیت ہے اس صورت مین یہ کہنا مجتہد کا کہ اسکا جواب صاف یہ ہے کہ نہین سراسر غلط اور تمامتر
غفلت ہے آیات قرآن اور زبان عرب سے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ چند لڑائیون کے اسیر
بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لونڈی غلام بنائے گئے اور ظاہر ہے کہ وہ کفار جن پر ہم
جہان تک غالب نہین ہوئے تا روز غلبہ اوپر حکم ملکیت کا نافذ نہین ہوا علی ہذا القیاس کسی
مسلمان کو لونڈی غلام نہ بنایا بلکہ دار حرب مین بھی جو شخص مسلمان تھا اوس سے تعرض نہین کیا
آخر اسکا کچھ سبب تو تھا اور بجز اسکے اور کچھ سبب نہین کہ دار حرب مین جو کوئی مسلمان تھا
وہ محل ملک نتھا اور قبل اسکے کہ کفار پر ہم فتح پا کر اونکو اسیر کرلین غلبہ اور استیلا متحقق نتھا
پس صاف ظاہر ہوا کہ کفر وہ چیز ہے کہ عصمت حریت کو زائل کر دیتا ہے اور غلبہ اور استیلا وہ چیز ہے
کہ جسکے سبب ہم اوس معدوم العصمت کے مالک ہو جاتے ہین اگر سوا اسکے کوئی سبب
مجتہد عصر کی نظر مین ہو تو بیان فرماوین یہ بات نہین ہے کہ علماء اسلام نے پہلے سبب اپنے
دل سے بنایا بعد اسکے اوس پر حکم غلامی کا مترتب کیا بلکہ اونھون نے قرآن و حدیث اور فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبب رق اور سبب ملک دریافت کیا ہے اور قرآن و
حدیث سے ہی سبب رق کفر اور سبب ملک غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہوا ہے اونھون نے
قیاس سے اسباب مقرر نہین کیے ہین حاشا و کلا غور کر لیجیے کہ جس طرح کی تصریح آیۃ

انما غنمتم الآیہ مین غنیمت کے سبب ملک ہونے پر ہو ایسی تصریح کسی جگہ بیع کے سبب پر بھی نہین ہی
پس اگر کوئی نادان یہ بات کہے کہ ہمکو دیکھنا چاہیے کہ بیع کو جو ہمانے سبب ملک ٹھہرایا ہی آیا اسکے
لیے کوئی نص صریح قرآن و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب ہمارے ہی کہ کوئی نہین البتہ
یہ بات کہی جاسکتی ہی کہ اگلے عالمون نے اپنے ذہن مین تسے مبیعہ کو مملوک بائع کا سمجھ کر ایسا ٹھہرا
لیا ہی الخ تو غور کیجیے کہ یہ شخص کس درجہ کا نادان سمجھا جاویگا اور مسئلہ ما نحن فیہ مین تو ہم قرآن
و احادیث سے ثابت کر چکے ہین کہ سبب ملک غنائم غلبہ اور استیلا ہی لیکن آپکے جناب یہ تقریر
کرتے ہین کہ آپنے جو سبب رقیت لونڈی غلامون کا ابتداے اسلام مین اتباع رسم جاہلیت
دل سے گھڑا ہی اور اوس بنا پر آپکا سب کلام مبنی ہی تو آیا بقول آپکے اوسکے لیے نص صریح قرآن
و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا البتہ جواب صاف یہ ہی کہ نہین **قال** البتہ یہ بات کہی
جا سکتی ہی کہ اگلے عالمون نے اپنے ذہن مین قیدیان جہاد کو لونڈی غلام سمجھکر اور صرف اپنی
راے سے اور نہ کسی نص سے اونکے رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی **اقول** آپکا منشا ہی
کہ تخصیص عالمون کی کرتے ہو عالمون ہی نے نہین بلکہ خدا تعالی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے قیدیان جہاد کو لونڈی و غلام ٹھہرایا ہی اور یہ بھی آپکا قول سراسر غلط ہی کہ
رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی کسی عالم نے رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار نہین دی
مگر آپ انکے اقوال کو نہ سمجھین تو یہ آپکا قصور ہے **قال** اور جہان کہین اونھون نے ذرا بھی
غلبہ اور استیلا کسی قسم کا پایا وہان رقیت کو جاری کر دیا مسلمانون کا حربیون کو زبردستی
پکڑ لانا یا حربیون کا بطور نذر کے بھیجنا یا حربیون کا دار الاسلام مین پکڑا جانا سبکو
جہاد کے غلبہ و استیلا پر قیاس کر لیا **اقول** روایت دوم فتاوی قاضی خان کو دیکھکر
اور بعد سمجھ لیجیے اس بات کو کہ قول مفتی بہ کیا ہی گفتگو کیجیے اور درباب ہدایہ کفایہ کے جواب چھپ
حرف زبان پر لاتے ہین یہ آپکا در پردہ طعن پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی دیکھو اپنی ہی
تحریر کو بہ نسبت ما افاء اللہ کے اور درباب پکڑے جانے حربیے کے دار اسلام مین

جو حرف زبان پر لاسکے ہوتیہ بھی ہے اور اس قسم کے آدمی کو پیغمبر صلعم کے حکم سے قتل کیا گیا ہے
عن سلمة بن الاکوع قال اتی النبی عین من المشرکین وهو فی سفر فجلس عند
اصحابه یتحدث ثم انفتل فقال النبی صلعم اطلبوه واقتلوه فقتلته فنفلنی سلبه متفق علیه
آیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر میں ایک جاسوس مشرکوں کا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سفر میں تھے پس بیٹھا وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس پھر چلا گیا پس فرمایا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تلاش کرو اوسکو اور مار ڈالو اوسکو غرضکہ وہ پکڑا گیا اور مارا
گیا پس عطا کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو اوسکا اسباب متفق علیہ ہر گاہ کہ قتل ایسے
شخص کا جائز ہو تو استرقاق کہ عقوبت قتل سے کمتر ہے اوسکے جواز میں کیا کلام رہا اور اسکو بھی
غور فرمائیے کہ مفروضہ مہذب قوم میں جسکا نام حبس ہے وہ غلامی سے بدتر جسپر ہے پا بزنجیر وہ ہوتا
ہے یعنی وہ ناشائستہ کسی مال کا مالک نہیں ہوسکتا جو کچھ محنت مشقت سے کوئی کام کرتا ہے اوس سے
متمتع نہیں ہوسکتا مال اوسکا ضبط کیا جاتا ہے بطور میراث کے جو کچھ اوسکو پہونچتا ہے وہ ضبط
ہوجاتا ہے کھانے پینے سونے بیٹھنے اوٹھنے پاخانہ پیشاب کی اس قدر تکلیف اوسکو ہوتی ہے
کہ جسسے زیادہ [illegible] ہوسکتی ہے یار دوست جورو بچوں سے جدا ہوتا ہے نکاح وہ نہیں
کرسکتا غلامی میں اور اوسمیں صرف غ ل ا م اور ح ب س کا فرق ہے ورنہ فی المعنے
تو جو قید یا حبس میں غلام سے بہی نہیں سکتی غرضکہ جب محاربین میں سے کسی شخص کو وے
پکڑ لیتے ہیں تو باوجود اس قدر تعلی کے کہ ہماری سرزمین کو تاثیر آزادی ہے پھر بھی
اوسکو معنی غلام سے زیادہ بنا لیتے ہیں جب یہ حال ہے تو پھر آپ کو کیا مجال اعتراض باقی
رہگئی اور پھر جو آپ فرماتے ہیں کہ جہاد پر قیاس کیا ہے یہ بھی آپ کی ناواقفی ہے نص صریح
کے ہوتے ہوئے قیاس کے کیا معنی ذری غور کرکے لکھا کیجیے قال کیسی تعجب کی بات
ہے کہ اگلی علمائے سنیوں کی اولاد کا دار الحرب میں خریدنا اسلیے جائز قرار دیا ہے کہ اوسمیں
بھی غلبہ اور استیلا کی صورت ہے اقول ایسے مختلف فیہ مسئلہ کو اس انداز پر لکھنا کہ جس سے

یہ بات ظاہر ہووے کہ ایمہ کبار نے ایسا کیا ہی مبنی بر حسد اور عناد علماے اسلام ہی ہم کہتی ہین
کہ ہرگز یہ قول ابو حنیفہ یا شافعی یا مالک یا احمد یا ثوری یا محمد یا ابو یوسف رحم یا اور کسی عالم کا
علماے متقدمین سے نہین ہی بلکہ ایک استفتا جو اس باب مین ملکہ ام پورین ہوا اور مفتی محمد
شرف الدین مرحوم نے اوسکا جواب لکھا ہی اوسمین صاف حکم عدم تملک کا دیا ہی اور
برجندی شرح مختصر کے حوالہ سے لکھا ہی کہ یہی روایت حسن ہی ابو حنیفہؒ سے اور روایت ہشام ہی
محمد رح سے اور یہی مختار ابو بکر محمد بن الفضل ہی اور یہی صحیح ہی پس یہ کہنا مصنف کا کہ
اگلے علمانے ایسا کہا ہی صاف غلط اور افترا ہی اگر کسینے متاخرین مین ایسا کہا ہو تو محمول اوسپر
خطا کے ہی **قال** اب ہمارے علمانے اس غلبہ اور استیلا کو جو اپنی طبیعت کا ٹھہرایا ہوا اصول تھا
یہان تک وسعت دی کہ غلبہ اور استیلا کرنے والے پر مسلمان ہونیکی بھی شرط ساقط کر دی اور
لکھ دیا کہ اگر کافر کافر کو بھی بہ غلبہ اور استیلا پکڑ لے تو وہ بھی اوسکا غلام ہو جاویگا چنانچہ
ہدایہ شریف مین لکھا ہی اذا غلب الترك على الروم فسبوهم واخذوا اموالهم ملكوها
لان الاستيلاء قد تحقق في مال مباح وهو السبب کہ جب کفار روم کفار ترک پر غالب
ہو جاوین اور بندی پکڑ لین اور مال لے لین تو اوسکے مالک ہو جاتے ہین کیونکہ استیلا
یعنی غلبہ متحقق ہو گیا مال مباح مین اور وہی سبب ملک ہی انتہی **اقول** ہم اوپر بیان
کر چکے ہین کہ کفر موجب زوال عصمت حریت ہی اور جب وہ عصمت زائل ہو گئی تو کفار
مثل بہائم کے قابل تملک ہو گئے اگر ایسا نہوتا تو سبایا بنی مصطلق و بنی قریظہ اور خیبر
اور اوطاس کے بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ بحکم خداے تعالی کسطرح مملوک
مسلمانون کی ہو جاتین کیونکہ جو چیز محل ملک نہین ہی وہ مملوک کسی طرح نہین ہوتی
اور ہم نے مجتہد عصر سے یہ بھی استفسار کیا ہی کہ اگر کفر سبب زوال عصمت حریت نہین ہی
تو اونکے نزدیک اور کیا چیز سبب ایسکی ہی کہ شے قابل ملک ہو گئین ہم اسبات کو تو ہرگز تسلیم
نہ کرینگے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض بے سبب صرف باتباع رسم جاہلیت غلام

بعد اوسکے لونڈی غلام بنا لیا ہونکہ اتباع رسم جاہلیت سراپا ممنوع ہے قُل لَّا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ
قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ
دیکھیے جس شخص کو یہ حکم ہو کہ صاف کہدے کہ مین تمہارے خواہشون کا تابع نہونگا اگر
ایسا ہو تو مین ابھی گمراہ ہو گیا اور ہدایت یافتہ نہوا۔ لوگون مین سے نہون اور کہدے کہ مین ایک
بڑی دلیل روشن پر ہون جو میرے رب کی طرف سے ہی اور تمنے اوسکو جھٹلایا ہی بھلا انصاف
تو کیجیے جبکہ یہ حکم صاف ترک اتباع رسم جاہلیت کا نافذ ہوا اور جو شخص بحکم خداوند متعال یہ
کہتا ہی کہ مین تو ایک بڑی دلیل بیّن خداداد پر ہون آپ کا ذہن کس طرح یہ قبول کرتا ہی
کہ وہ اتباع رسم جاہلیت کا کرکے مرتکب گناہ کبیرہ کا ہو جاوے العیاذ باللہ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي
حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا کیا مین غیر خدا کو پنچ بناؤن اور حال
یہ ہی کہ خدا نے اوتاری ہی یہ کتاب نہایت مفصل دیکھو کیسا انکار شدید ہی اسبات کا کہ اس کتاب
یعنی قرآن کی ہوتے ہوئے اتباع کسی اور رسم یا حکم کی کیجاوے وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ
يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ
اور اگر تو اکثر زمین کے لوگون کی اطاعت کریگا تو تجھے گمراہ کر دینگے تجھکو خدا کی راہ سے وے لوگ
خیال ہی کے تابع ہین اور ویسے تو اٹکل پچو چلتے ہین عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ
صلعم ابغض الناس الی اللہ ثلثة ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنة الجاهلية
ومطلب دم امرء مسلم بغیر حق لیهریق دمه رواه البخاری فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دشمن ترین آدمیون کے خدا کے ساتھ تین ہین ملحد حرم مین اور طلب کرنے والا
اسلام مین رسم جاہلیت کا اور چاہنے والا خون مرد مسلم کا ناحق کہ بہاوے اوسکے خون کو روایت کی
یہ بخاری نے ای ایماندار لوگو انصاف سے کہو کہ جسکے دل مین ایک ذرہ بھی نور ایمان ہوگا بھلا
وہ یہ بات کہہ سکتا ہی کہ وہ تمام بدعت واقع رسوم جاہلیت جسکو خدا ہی تعالی بکلمہ سراج منیر
تعبیر فرماتا ہی اوس پر یہ کتاب [illegible] جسکو خدا تعالی نور مبین کہتا ہی ایسی [illegible] چاہیے

کہ رسم جاہلیت کے پابند ہیں مرتکب ایسے گناہ کا ہوتے ہے کہ خلاف آئین قدرت اور قبیح لذاتہ اور جڑ
تمام بدیون کی ہی اور پھر اسپر بھی اکتفا نکرے یہان تک کہ سعد بن معاذ نے جو لونڈی غلام
بنانے سبایا بنی قریظہ کا حکم دیا تو یہ کہا کہ لقد حکمت فیہم بحکم اللہ کہ قسم ہی کہ حکم دیا تو نے
انکے حق مین بموجب حکم خدا کے حاشا وکلا العیاذ باللہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ
کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ کون شخص ظالم تر ہی اوس سے جسنے افترا کیا
خدا پر جھوٹھہ کا یا کہا کہ وحی آئی ہی مجھپر حالانکہ کچھہ وحی اوسپر نہ آئی تھی آمدم برسر مطلب
چونکہ رقیت حادثہ کے ثبوت مین کچھہ شک وشبہ نہین ہی اور اوسکا سبب بجز اوسکے جو
فقہاے امت نے لکھا ہی اور کچھہ نہین ہی اور سببیت اوسکی آیت قران سے ثابت ہی اور مجتہد عصر
نے بھی سبب اوسکا بجز ایسے امر کے کہ اوسکے قائل کو بجز منافق اور زندیق کے اور کچھہ نہین
کہہ سکتے بیان نہین فرمایا تو ہر آئینہ استدلال ہدایہ معظمہ کا علی رغم انف حاسدین کسیطرح بے
محل جسرح نہین مجتہد عصر خود ہی انصاف کرین کہ سبب ملکیت اور سبب رقیت لونڈی
غلامون کا جو اونھون نے اتباع رسم جاہلیت دل سے گڑھا ہی عقلًا اور نقلًا مستحسن ہے
یا وہ جو صاحب ہدایہ معظمہ نے بر بناے ادلہ شرعیہ کے بیان فرمایا ہی بہتر ہی جناب
مجتہد صاحب پہلے کمال صاحب ہدایہ رحمہ اللہ کا سا تو حاصل کر لیجیے تب زبان طعن و
جدال کی دراز کیجیے **مثنوی** تا تو نمرودیست در آتش مرو | رفت خواهی اول ابراهیم شو

چون نہ سیاح و نے دریائیی	پس میفگن خویش از خود رائیی	او ز قعر بحر گوهر آورد
وز زیانها سود بر سر آورد	کاملی گر خاک گیرد زر شود	ز ر برد ناقص چه خاکستر شود
چون قبول حق بود آن مرد راست	دست او در کارها دست خداست	جهل آید پیش او دانش شود
جهل شد علمی که در ناقص رود	دست ناقص دست شیطانست و دیو	ز انکه اندر دام ابلیس است دیو

قال بانیہ اب تک فضل الہی سے کسی بزرگ نے یہ نہین فرمایا کہ حربیون کو مال مباح
کس اصول سے قرار دیا آیا قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین یہ حکم آیا ہی یا حضرت جبرئیل

اون بزرگون پر وحی لائے تھے **اقول** اون بزرگون پر تو وحی کا آنا ہمارا اعتقاد نہین
اور نہ خود اونکا اعتقاد ہے اونھون نے تو صاحب وحی کے افعال اور اقوال سے ہر مسئلہ کو مستنبط
کیا ہے جب اونھون نے قرآن مجید مین کفار کی نسبت یہ وحی دیکھی اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ
اور یہ بھی قرآن مجید مین دیکھا کہ خدا اونکی عصمت سے بری ہوگیا چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْءٌ
مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور عقل بھی مقتضی اسکی ہوئی کہ جب بسبب غلبۂ نفس بہیمی کے جوہر خاص
جسکو نفس انسانی کہتے ہین سب ہی مغلوب کالمعدوم ہوگیا تو بجز صفت بہیمی کے جوہر
طرح پر قابل مملوک ہونیکے ہی کچھ باقی نہین رہا اور افعال پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی
اسکے مؤید پایا کہ بعد غلبہ کے اونھون نے اونکو لونڈی غلام بنایا اگر وے مال مباح نہوتے
تو لونڈی غلام بنانا اونکا کسیطرح پر ممکن نتھا پس اس اصول پر اونھون نے حربیون کو مال
مباح ٹھہرایا اگر آپ کو استعداد مطالعہ کتب اصول فقہ کی ہوتی تو آپ ان اصول پر مطلع
ہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ آج تک کسی بزرگ نے الخ اب دیکھیے تلویح اور اصول فخر الاسلام
مین لکھتے ہین کہ الرِّقُّ ھُوَ حَقُّ اللّٰہِ تعالی ابتداءً بمعنی انہ ثبت جزاءً للکفر فان
الکفار لما استنکفوا عن عبادۃِ اللّٰہ تعالی والحقوا انفسھم بالبھائم فی عدم
النظر والتامل فی آیات التوحید جازاھم اللّٰہ تعالی بجعلھم متملکین مبتذلین
بمنزلۃ البھائم ولھذا لم یثبت الرق علی المسلم انتھی وڈا تعجب ہے کہ وہ حدیث نبوی
جسمین اونکی مباح ہونے پر نص صریح موجود ہے آپ کو معلوم ہے مگر ازراہ مغالطہ کے باتون
مین ہیر پھیر کرتے ہے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُبْطِلُوْنَ
چنانچہ قول آئندہ مین پوری بحث اسکی آتی ہے **قال** البتہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے یہ فرمایا کہ لڑائی مین لوٹ کا مال اللہ تعالے نے ہمکو مباح کیا ہے اور یہ نہایت عمدہ
اور سچ ہے خوب اصول ہے مگر انسان کو مال مین داخل نہین فرمایا غالبًا ہمارے حکمانے قیاس
سے انسان کو بھی مال سمجھا ہے **اقول** کلمات طیبات احادیث نبویہ مین حکم شامل

جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم احلت لی الغنائم دوسری حدیث جو ابو ہریرہ سے مروی ہے اوسکے کلمات یہ ہین احل اللہ لنا الغنائم رواہما البخاری یہان دونون حدیثون مین غنائم بلفظ جمع معرف باللام واقع ہے کہ حاوی ہے اپنے جمیع تعدادات کو پس معنی حدیثون کے یہ ہین کہ حلال کی گئی مجکو سب غنائم اور حلال کین خدا نے واسطے ہمارے سب غنائم جب یہ معلوم ہوا تو ہمنے فرض کیا کہ انسان مال مین داخل نہین مگر حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جو مجتہد عصر نے لفظ مال اپنی طرف سے بڑھا دیا کیا اونپر حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ وحی لاتے تھے مگر اب تک تو فضل الٰہی سے اظہار اسکا نہین فرمایا ہے شاید آئندہ کہین تو کہین اور چونکہ غنائم مین آدمی اور گھوڑا اور ہاتی اور دیگر حیوانات اور اور اشیا از روی لغت اور عرف کے داخل ہین غنمہ یغنمہ فہو غانم وغنمہ یغنمہ فہو مغنوم قال ابو الطیب شعر بیشکر ما اعطاک لاعن جہالۃ ولکن مغنوماً نجی منک غانم دیکھو اس شعر مین اطلاق مغنوم کا اوس شخص ستق پر موجود ہے جسکا ذکر شعار سابقہ مین ہے شعر فی کل یوم ذا الدمستق مقدم قفاہ علی الاقدام للوجہ لائم علاوہ برآن رو سے لغت کے غنیمت و فی مرادف ہین چنانچہ علمای لغت نے ترجمہ غنیمت کا بلفظ فی کیا ہے اور فی مین ہر آئنہ انسان بھی داخل ہے چنانچہ خود مجتہد بھی اسپر معترف ہین اور بحث اوسکی اوپر گذر گئی پس کچھ شک وشبہ اسمین نہین کہ کفار حربی بھی بوقت غلبہ کے داخل غنائم ہین اور جو چیز کہ داخل غنائم ہے وہ ہماری مملوک ہے اور ہمکو حلال ہے پس کفار حربی بھی ہمارے مملوک ہین خدا تعالے فرماتا ہے کہ اثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ عزیزا حکیما یعنی عطا فرمائی اونکو فتح قریب اور غنیمتین کثیرہ کہ لیتے ہین وہ اونکو اور ہے اللہ غالب حکمت والا یہ غنیمتین ہے غنائم خیبر کی کہ جنمین سبایا بھی تہین جب یہ بات ثابت ہو لی کہ لفظ مال گھڑا ہوا مجتہد عصر کا بطور تحریف کے ہے اور حدیث شریف مین اسکا پتہ بھی نہین اور لفظ غنائم جس طرح پر اور اشیا اور حیوانات کو متناول ہے ویسے ہی انسان کو بھی متناول ہے اور حدیث

نبوی مین اوسکی حلت پر نص صریح ہی تو سب دعاوی اور اجتہادات مجتہد عصر کے من اولہ الی آخرہ
سجدہ وغیرہ باطل ہوگئے اور مغالطات ہونا ہر ایک صاحب عقل پر مانند شمس نصف النہار کے
آشکارا ہو گیا قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اب ہم مقتدا صاحب سے دریافت
کرتے ہین کہ سوال حربین جو خود آپکے اقرار سے بھی مالک غانمین ہوجاتا ہی آیا یہ حکم مالکیت کا
غلبہ اور استیلا ہی کی صورت مین ہی یا بغیر غلبہ اور استیلا کے بھی نافذ ہی مثلاً کوئی غیر حربی کی
از راہ سرقہ یا دغابازی کے آپکے ہاتھہ لگ جاوے تو آپکی ملکیت ہوجاویگی اگر شق اول ہی تو آپکو
سبب استیلا ہی غلبہ مین کیا کلام ہی اور اگر شق ثانی ہی تو سخت نامعقول ہی **قال** بہرحال جو ہو
اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیے کہ غلامی ایک مسئلہ ہی جسکو علمای اسلام نے نکالا ہی یا اختیار کیا ہے
اقول صرف علمای اسلام ہی نے اختیار نہین کیا بلکہ پیغمبران اسلام نے حضرت ابراہیم ع م سے
تا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ازروی وحی آسمانی کے اختیار کیا ہی اونکی اتباع سے علمای
اسلام نے بھی اختیار کیا ہی **قال** مگر اسکو ایک مسئلہ شرعی منزل من اللہ کہنا کیسا جھوٹھ
اور اسلام پر کتنا بڑا اتہام کرنا ہی **اقول** کسقدر بیہودہ تقریر اور جھوٹھی بات ہی توریت مین
یہ مسئلہ مسلم قرآن مین یہ مسئلہ موجود پھر ہم نہین سمجھتے کہ مصنف کے نزدیک شرع کسکا نام
ہی قُلْ فَأْتُوْا بِكِتَابٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ أَهْدٰى مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
کہدے لوگو لاؤ تم کوئی اور کتاب کہ ان دونون یعنی توریت اور قرآن سے زیادہ راہ نیک دکھلانے
ہو کہ اتباع کرون اسکا اگر ہو تم سچے آپکے جواب مین کوئی کتاب آسمانی تو پیش نکرسکوگے مگر ہان
دلیپو وآدین اور طامس کلوکسن اور سارسب وغیرہ کی رائے ہی جنکی تقلید سے انبیا پر طعنہ دیتے
ہو پیش کروگے وبس احادیث نبی آخرالزمان صلعم وصحف صاحب الملۃ الحنفیۃ البیضا حضرت ابراہیم
ع م سے ثبوت اسکا واضح خود مصنف مقر ہین اسکی کہ توریت مین اجازت اسکی دی
موسے ع م نے اوسکو جائز رکھا عیسی ع م ایک حرف بھی نسبت اوسکی زبان پر نہ لائے
قبل از نزول آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً خود محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو

تسلیم کیا باوجود ان سب باتون کے پھر تکذیب اوسکی صاف تکذیب کتب آسمانی کی ہے
قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ
مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ
مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کہو تم کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور اوسپر جو اوتارا گیا ہی ہمپر اور جو اوتارا
گیا ہی ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اسباط پر اور جو دیے گئے ہین موسے
اور عیسیٰ اور سب پیغمبر اپنے خدا کیطرف سے ہم تفریق نہین کرتے اونمین سے کسیکی درمیان
ہین اور ہم اوسکے فرمان بردار ہین پس اگر وے لوگ یعنی کفار ایسا ہی ایمان لاوین
جیسا تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی راہ یاب ہوگئے اور جو پھر گئے تو جز این نیست کہ وہ ایک بڑے
جھگڑے مین ہین سو خدا کافی ہوگا اونکو اور وہ سننے والا ہی اور جاننے والا ہی تمام
اکثر شرع محمدی کو جو اقوال ولائیتی صاحب دوست مجتہد اور ولیم ولر فرسن صاحب وغیرہ کے
ہین اور اونکے کلام کو مثل وحی ربانی سمجھتے ہین تو اونکے لیے یہ جواب کافی ہی
تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ
بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ قائم ہو جاؤ ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان
ایک طرح پر ہی کہ نہ عبادت کرینگے ہم کسیکی بجز خدا کے اور نہ ٹھہراوینگا ایک ہمارا دوسرے کو
رب بجز خدا کے **قال** ان تمام حالات سے اور تمام فقہی روایتون سے جو ہمکو معلوم ہوئین یہ بات
ثابت ہوگئی کہ فقہاے اسلام نے جو غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہی اسکی اصل
جہاد کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہی پس اب ہمکو اس بات پر بحث کرنی چاہیے
کہ جہاد کے قیدیون کا لونڈی غلام بنانا جائز ہی یا نہین کیونکہ اگر اون قیدیون کا لونڈی
و غلام بنانا جائز ثابت ہو جاوے گا تو یہ اصول رقیت باطل ہو جاویگا اور سبکو تسلیم کرنا

پڑیگا کہ اسلام مین کوئی شخص اور کسی حالت مین لونڈی غلام نہین ہوسکتا پس اب ہم امر مذکورہ کی بحث پر متوجہ ہوتے ہین **اقول** ہم بہت خوشی کے ساتھ اس مباحثہ کو پسند کرتے ہین کیونکہ اسکے ضمن مین یہ بات مثل شمس نصف النہار ظاہر ہوجاویگی کہ ہمارے علما کسقدر کتاب اللہ اور افعال اور اقوال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہین اور کس کس احتیاط اور کوشش کے ساتھ ہوے استنباط مسائل شرعیہ فرماتے ہین اور کس درجہ کی محافظت کلمات قرآن اور احادیث نبوی کی رکھتے ہین اور ایک بات بھی پاس خاطر دوستون اور امراسے زبان پر نہین لاتے لیکن ایک بات سے ہم باعلان تمام مجتہد عصر کو آگاہ کیے دیتے ہین کہ چونکہ صفحہ ۱ اپر سے مدعی اسکے ہوے ہین کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسیکی تقلید نکرینگے اسکا پاس اونکو رکھنا چاہیے ہمنے بھی بلحاظ اونکے اس شرط کے التزام کیا ہی کہ بجز آیات قرآن اور احادیث صحیحہ کے اور کسی چیز سے استدلال نکرینگے چنانچہ اوپر بھی ہم اوس التزام پر قائم رہے ہے اور آیندہ بھی قائم رہینگے ایک شرط ہم اور بھی کرتے ہین کہ آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی مین کوئی قید کوئی شرط اپنی طرف سے نہ لگانے دینگے اور جو مصنف نے کوئی قید کوئی شرط بڑھائی تو اوسکو ہرگز ہرگز قبول نکرینگے گو کہ مصنف کیسی ہی بڑے عالم مفسر کی تقلید سے اوس قید کو پیش کرین لغت کے معنی اپنے دل سے نگھڑ سینگے اور یہ بات بھی نہ سنینگے کہ فلانے مفسر نے یہی معنی لکھے ہین اگر مصنف نے کوئی معنی دل سے گڑھے تو ہم کلام عرب سے سند مانگینگے وہ تفسیر جو بطرف ابن عباسؓ منسوب ہی اوسکی سند کچھ نہین اول تو ثبوت اوسکا ابن عباسؓ تک ہی نہین چلتا ثانیاً چونکہ مصنف اجماع صحابہ کو دلیل نہین سمجھتے پس بالفرض اگر ابن عباس ہی سے وہ تفسیر ہو تو بھی اصول مصنف پر بطریق اولی قابل استدلال اور احتجاج کے نہین تعمیم وتخصیص الفاظ مین بدون دلیل شرعی کے نہ ہمکو اختیار ہی نہ مجتہد صاحب کو ہوگا لغت کے معنی مین البتہ علماے لغت اور کلام فصحا اور

اور شعراے عرب کو مستند سمجھینگے تراکیب اعرابیہ و تصاریف کلمات مین اکابر علماے
نحو کے کلام کو مستند سمجھینگے بعد ان شرائط کے ہمکو کچھہ ضرور نہین کہ ہم کسی مفسر قرآن
یا شارح حدیث کی عبارت نقل کرین یا جو عبارات مجتہد عصر نے لکھے ہین اونکی طرف
توجہ کرین اب ہم مستعینا باللہ یہ مباحثہ شروع کرتے ہین و بحول اللہ وقوتہ ہم اس میدان
مین فتحیاب و غالب ہو کر مخالفین کو غلام ہی بنا کر چھوڑینگے وما النصر الا من
عند اللہ الا ان حزب اللہ ہم الغالبون ۞ **قال** باب چہارم اس بات کے بیان
مین کہ قیدیان جہاد کے لونڈی غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح مین نہین ہے
اقول جس شخص نے قرآن غور سے پڑھا ہوگا اور احادیث کی کتابین دیکھی ہونگی وہ
ہرگز یہ لفظ زبان پر نہین لا سکتا قرآن اور احادیث مین بہت صاف حکم ہے چنانچہ کچھہ
اوپر اوسکی تصریح ہوئی ہے اور کچھہ آگے آویگی اگر مجتہد عصر اونکو نہ دیکھین یا نہ سمجھ سکین تو اونکی
بصر و فہم کا قصور ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؛ **قال**
کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث مین کسی جگہہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ جہاد مین پکڑے
جاتے ہین وے لونڈی غلام ہو جاتے ہین **اقول** جب خود خدا تعالے قرآن مین فرماتا ہے
وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الاية
اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ
كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الاية یعنی جانو تم جو لوٹ مین لاؤ تم کچھہ
تو خمس اوسکا واسطے اللہ اور واسطے رسول اور صاحبان قرابت وغیرہ کے ہے جسکا
بیان آیت مین ہے دی اللہ نے مسلمانون کو فتح قریب اور مغانم بہت کہ لینگے وے اوسکو
وعدہ فرمایا تمسے خدا نے بہت مغانم کا کہ لوگے تم اوسکو پس جلد تر دے تمکو یہ غنیمت
یعنی غنیمت خیبر کہ جسمین سبایا بھی تھین اور یہ اسباب مین بسبب ورود احادیث صحیحہ
مشہورہ کے کچھہ کلام اور انکار نہین ہو سکتا کہ چار خمس غانمین کے ہین اور

ہین ملک کا ہے جیسا کہ لہ ما فی السموات و ما فی الارض مین ہے پس صاف ثابت ہوا کہ جو چیز
غنیمت مین آوے اوسے کوئی چیز کیون نہو جسپر اطلاق شی کا صحیح ہو اوسکا خمس تو مملوک خدا اور
رسول اور قرابتداران و دیگر اصناف مصرحۂ آیت کا ہے اور چار خمس مملوک غانمین کے ہین
اور چونکہ سبایای مغنومہ پر بھی اطلاق شے کا بالبداہۃ صادق ہے پس یہ آیت تعمیم اور تناول
سبایا مین ہر آئینہ مفسر ہے کہ کسیطرح بھی قابل تاویل و تخصیص کے نہین دوسری آیت وعدکم
اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا فعجل لکم ھذہ الایۃ عجل لکم ھذہ مین
لام تملیک ہے جیسے کہتے ہین وہبت لزید دینارا اتیت سے آیت آتابھم فتحا قریبا و مغانم
کثیرۃ یاخذونھا الایہ عنایت کی اونکو فتح قریب اور غنیمتین بہت کہ لینگے وے
اوسکو اور چونکہ اس مغانم عنایت الٰہی مین سبایا بھی داخل تھین پس کون شخص یہ
کہہ سکتا ہے کہ قرآن و حدیث مین حکم لونڈی غلام بنائے جانے کا نہین ہے اور چونکہ اس آیت اور
آیت دوم کی غنیمت معجلہ نسبت مغانم خیبر کی ہے اور اوسمین سبایا بھی تھین کہ بحکم پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقسیم ہو کر مملوک غانمین کی گئین پس بسبب لحوق بیان
فعلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیت بھی مفسر ہو گئی درباب ملکیت سبایای
جہاد اور تناول کلمۂ مغانم مین سبایا کو چنانچہ تذکرہ اسکا آئندہ بھی آویگا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا احلت لنا الغنائم و احل اللہ لنا الغنائم من بقی منا ملکت
رقابکم چنانچہ بیان اسکا اوپر گذر گیا اور آئندہ بھی آویگا جب ایسے نصوص مفسر موجود
ہین تو وہ کون ہے کہ یہ کہہ سکتا ہے کہ جہاد کے قیدیون کے مملوک کرنیکا قرآن و حدیث مین حکم
نہین ہے **قال** مگر اگلے عالمون نے قرآن مجید سے اس مسئلہ کے استنباط پر کوشش کی ہے **اقول**
ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ضمنا اس بحث مین ایک غرض ہماری یہ بھی ہے کہ ہم خوب ظاہر کردین
اس امر کو کہ صحابۂ کرام اور دیگر علمائے اعظام نے احتیاط کرنے مین بہت کوشش کی ہے اگر وے
مانند مجتہد دہر کے احتیاط مین کوشش نکرتے تو مثل مجتہد عصر فاش غلطیون مین پڑ جاتے

اور نقل مجتہد عصر کے وہ بھی یہ کہا ہے کہ کوئی شخص نہین کر سکتا کہ قرآن مین انحضرت کا یا اونہین کا
کلام تھا کہ ہر ایک آیت اور حدیث کو جیسے وہ تھے ویسا ہی سمجھا اگر ظاہر تھی تو ظاہر اور اگر نص
تھی تو نص اور اگر مفسر تھی تو مفسر سمجھا برخلاف ناقل مجتہدون کے کہ مجمل کو مفسر سمجھے اور مفسر کو
مجمل باتباع ہوائے نفسانی اور حب جاہ کے خدا کے کلام پاک اور احادیث مقدسہ مین اپنے
دل سے قیدین بنا کر مد مد تحریف ہوئے قال چنانچہ اوسکو اس مقام پر لکھتے ہین اور جو
غلطیان اوس استنباط مین ہین اونکو بھی بیان کرتے ہین اقول ماشاء اللہ آپ نے کیا اچھا کہا
آپ ایسے مجتہد تو نہین جیسے اور مجتہد غریب بیچارے تھے کہ خدا سے بھی ڈرتے تھے پیغمبرون کا بھی
بہت ادب اور پاس کرتے تھے آپ تو خدا کی بھی غلطیان پکڑتے ہین اور پیغمبرون کی بھی
خدا تعالی کی کیسی غلطی فاش آپ نے پکڑی کہ جو چیز اکبر الکبائر اور افحش الفواحش اور سب
بدیون کی جڑ ہے اوسکے ارتکاب کی اوسنے توریت مقدس مین اجازت دی موسی علیہ السلام اور
اونکے بعد انبیای بنی اسرائیل کی آپ نے کیسی غلطی پکڑی کہ اونھون نے اکبر الکبائر کو جائز رکھا
اور شریعت مقرر کیا عیسی علیہ السلام کی کیسی غلطی فاش پکڑی کہ ایسے عالیجناب ایک حرف بھی
اوسکے منع اور انکار کا زبان پر نہ لائے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیسی غلطی فاش آپنے
پکڑی کہ اونھون نے باتباع رسم جاہلیت کے ایسے اکبر الکبائر اور اصل جملہ قبائح کو جاری رکھا
جب آپ اس پایۂ عالیہ پر ہین تو بیچارے علمائے اسلام کہ بہمہ جہت تابع فرمان خدا اور
انبیائے کرام علیہم السلام کے ہین آپکو اونکی غلطیان بیان کرنے مین کیا تامل ہے ابیات

چگونہ جان بسلامت برم ز سفاکی	کہ بردرش ملک الموت بسمل افتادہ ست
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ مین	تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

مگر ہم بھی جانچتے ہین کہ تغلیط آپکی صحیح ہے یا آپ خود غلط ہین قال استنباط اول وہ جو سمجھتے
ہین کہ بہت سی جگہہ قرآن مجید مین اور احادیث صحیح مین لونڈیان اور غلامون کا ذکر آیا ہے اور بہت سے
احکام اونکی نسبت بیان ہوئے ہین اور اس سے پایا جاتا ہے کہ اسلام مین بھی لونڈی غلام کا ہونا

جائز رکھا گیا ہی مگر یہ دلیل رقیت مستقبلہ سے متعلق نہین ہوسکتی **اقول** ہم نہین جانتے
کہ مراد آپکی استقبال سے کیا ہی جہان مقام تفصیل کا ہوتا ہی وہان مغالطہ عوام کے لیے بہت ہی
اجمال کو کام مین لاتے ہین اگر مراد استقبال سے استقبال بہ نسبت زمان نزول آیات
مذکورہ کے ہی تو سراسر غلط ہی چنانچہ اس شق کو ہم خود آیہ کریمہ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ
اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سے باطل کر چکے ہین اور بہت دلیل قوی
سے یہ ثابت کر چکے ہین کہ آیات مذکورہ جنمین ملکت ایمانکم پایا جاتا اسکے کلمات وارد ہوئے ہین
وہ مشتمل ہین اوس زمانہ پر بھی جو بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے ماضی تھا اور اس زمانہ پر بھی
جو مستقبل ہی اور بہ نسبت شمول عموم ازمنہ کے آیات مذکورہ مفسر ہین اور آپنے جو ملکت کا
ترجمہ یہ کیا تھا کہ مالک ہوچکے ہین اسکی غلطی ہمنے خوب ظاہر کردی ہی اور اگر مراد استقبال سے
استقبال بہ نسبت نزول آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً ہی تو ہر ائنہ یہ آیات زمانہ
نزول سے جسقدر ازمنہ مستقبل ہین ہین اونکو متناول ہوئین پس انتشاط زمانہ تا بعدیت
اما منا بعد و اما فداء کا بدون اسکے کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہو متصور نہین ہوسکتا
کیونکہ قبل اس آیت کے تو استغنا کسی زمانہ کا آیات مذکورہ سے پایا نہین جاتا اگر وہ آیت
نازل نہوتی تو مجتہد عصر بھی اون آیات کو جمیع ازمنہ مستقبلہ کے لیے تسلیم فرماتے مگر
اس آیت کے نزول سے مدت حکم آیات مذکورہ کی ظاہر ہوئی اور یہی معنی ہین نسخ کے پس
اب اپنے مدار تمام دعاوی مجتہد عصر کا رہا کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہی سو اثبات اوسکا
ذمہ مجتہد عصر کے ہی اور ہمیں یہ امر ہے کہ اثبات نسخ پر مجتہد عصر جو دلائل پیش کرین ہم اونپر جرح
کامل پیش کرین مگر مجتہد عصر ناسخ ہونے آیت مذکورہ و منسوخ ہونے آیات مسطورہ پر ایک
دلیل بھی پیش نکر سکے اور ہمارے پاس دلائل و ابطال دعوے نسخ کے بہت موجود ہین چنانچہ
عنقریب بیان اونکا آویگا **قال** اسلیے کہ ہم یہ بات ثابت کر گئے ہین کہ قبل نزول آیت
نزیت کے جس قدر لونڈی و غلام موجود تھے اون سبکو اسلام نے بطور لونڈی غلام کے

تسلیم کیا تھا **اقول** اس قدر تقریر سے تو مدعا آپ کا ثابت نہیں ہوتا ہے تو ہمارا یہی دعویٰ ہے
کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لونڈی غلاموں کو بطور لونڈی غلاموں کے تسلیم فرمایا نہ بطور
احرار کے آپکے ذمہ تو اثبات اس بات کا واجب ہے کہ بعد ازان اوس تسلیم کو واسطے آیندہ کے
منسوخ فرمایا گیا مگر یہ امر آپ سے نہ ثابت ہوا نہ ثابت ہو سکا نہ بعد اسکے ہو سکے **قال** اور اون احکام میں کوئی
لفظ بھی ایسا نہیں جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ وہ کلمات
اون سب زمانوں کو متناول ہیں جو آیات کے نزول سے پہلے تھے اور جو آیات کے نزول کے بعد
آوینگے مگر بجز یہ زمانہ استقبال کا اثبات آپکے ذمہ رہا کہ وہ زمانہ مستقبلہ جو تا روز نزول آیت اما منا بعد
واما فداء تک تھا اوسکو تو متناول ہے اور اسکے بعد کو نہیں خلاصہ کلام یہ کہ اگر کلمہ ملکت بمعنی
ماضی بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے لیا جاویگا جیسا کہ آپ نے ترجمہ کیا ہے تو قباحت مذکورہ بالا لازم
آویگی اور اگر معنی ماضی بہ نسبت وقوع فعل کے جیسا کہ ہم نے شرح اوسکی کی ہے لیا جاویگا تو بلا قید
جمیع ازمنہ مستقبلہ پر دلالت کریگا اس حالت میں جو شخص مدعی اسکا ہووے کہ یہ حکم فلانی مدت
تک باقی رہا اور آیندہ کو نہ رہا تو اوسپر اثبات نسخ از روی دلیل شرعی کے واجب ہے اور جب تک
ایسی دلیل شرعی قائم نہوگی تو وہی آیات واسطے ثبوت رقیت کے قیامت تک کافی ہیں پس قول
مصنف کا کہ اون احکام میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو غلط
محض ہے اور اساس استنباط کی تغلیط خود غلطی ہے **قال** استنباط دوم اللہ تعالی نے سورہ براءۃ
میں نسبت اون مشرکین عرب کے جنہوں نے اپنے تمام عہد توڑ دیے تھے اور دغا اور بد عہدی کرنے
کی لڑائی شروع کر دی تھی یہ فرمایا فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا
الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ جب وہ مہینے جنمیں
لڑائی منع ہے گذر جاویں تو مشرکین کو مارو جہاں پاؤ اور اونکو پکڑو اور اونکو گھیرو اور ہر جگہ
اونکی گھات میں بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو اونکا رستہ چھوڑ دو

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے **اقول** آیت مین کچھ تخصیص مشرکین عرب کی نہین اور نہ اونکی ہے
کہ جنھون نے عہد کرکے توڑ دیا تھا البتہ ایسا لیتے ہین اون مشرکین کو جنھون نے عہد کیا تھا اور اپنے
عہد پر قایم تھے اونکی نسبت اتمام عہد کا حکم نافذ ہے اور مشرکین عرب اور غیر عرب اور مشرکین
جنھون نے عہد توڑ دیا تھا اور غیر اونکے سب اسی عموم مین داخل ہین بدلیل اذان من اللہ
ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریء من المشرکین ورسولہ
الآیہ فالعبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب احصروھم کے معنی یہ نہین ہین کہ گھیرو اونکو بلکہ
معنی اوسکے یہ ہین کہ تنگ کرو اونکو حصرہ یحصرہ کنصرہ ینصرہ و نصرہ ضیق علیہ کذا فی الصحاح القاموس
اور پکڑو اونکو مطلب اوسکا یہ ہے کہ اسیر کرو اونکو خلوا سبیلھم کے لغوی معنی یہ ہین کہ راہ اونکی خالی کرو
ولیکن بطور استعارہ کے یہ کلام تعرض نکرنے مین مستعمل ہے یعنی تعرض نکرو **قال الشاعر**
وقال کل خلیل کنت آملہ + لا الھینک انی عنک مشغول + فقلت خلوا سبیلی لا ابا لکم
فکل ما قدر الرحمن مفعول + **قال** ملا احمد جونپوری نے اس آیت کا نام آیۂ استرقاق رکھا ہے اور
علماے اسلام کے بڑی عمدہ رقیت پر یہ آیت ہے مگر کوئی شخص بھی جسکے دل کی آنکھین ضلالت تقلید سے
اندھی نہین ہو گئی ہین کہہ نہین سکتا ہے کہ اس آیت سے رقیت ثابت ہوتی ہے **اقول** علماے کرام اسلام نے
رقیت کا مدار ثبوت کچھ اسی آیت پر نہین رکھا بلکہ یہ آیت تو اقتضاءً رقیت پر دلالت کرتی ہے
ماسوا اسکے چند آیات ایسے ہین کہ عبارۃً رقیت پر دلالت کرتے ہین چنانچہ ہمنے اونکو اوپر
لکھا ہے اور آگے اس سے ہم اونکی شرح کرینگے مگر مجتہد عصر نے اونکو نسیاً منسیا ایسا کر دیا کہ اونکا تذکرہ
بھی نہین کیا نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظھورھم
کانھم لا یعلمون پھینک دیا ایک فریق نے اون لوگون مین سے جو دی گئی تھی کتاب خدا کی
کتاب کو اپنی پیٹھون کے پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہین **قال** اس آیت مین یا حکم قتل کرنیکا
یعنی لڑنے کا ہے یا قید کرنے کا یا کافرون کے رستون کے روکنے کا ہے تاکہ وہ مسلمانون پر فوج نہ لا سکین
یا شبخون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کر سکین اور اون قیدیون کو غلام لونڈی بنانے کا

لہین فرکر بھی نہین انتہی مختصرًا **اقول** قتل کرنیکے معنی مجتہد عصر نے لڑنا علیحدہ یعنی بیان فرمائے
اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسقدر نا واقف ہین لغات عرب سے کہ ایسے معروف لفظ کے بھی معنی سے واقف
نہین یا فرط تقلید گمراہون کے سبب تحریف قرآن پر آمادہ ہین العیاذ باللہ جناب مجتہد صاحب کیا
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا کے یہ معنی ہین نہ لڑے وے اوس سے بالیقین کیا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً
کے معنی یہ ہین کہ کیا لڑا تو نفس زکی سے یہ لفظ تو اردو مین بھی زبان زد خلائق ہی بڑا تعجب ہی
کہ آپ سا مجتہد عصر ایسی غلطی مین پڑے کہ ایسے مشہور لفظ کے معنی خلاف واقع بیان کرے **شعر**
چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد + صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد + جناب آپ تو
اورون کی غلطیان پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے خدا کی قدرت دیکھیے کہ کیسی غلطی فاش مین آپ ہی
پکڑے گئے **شعر** چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ پاکان نہد
خیر اسکو جانیے دو ایسی غلطیان آپکی تو بعید و بیشمار ہین کہان تک کوئی اونکو پکڑے گا دوسری بات
سنیے کہ تعلیل اس حصر اور گھات کی اس طور پر کرنا کہ وہ مسلمانون پر خروج نہ لا سکین یا شب خون
یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نکر سکین سراسر بیجا ہی قرآن مین یہ تعلیل اصلا نہین اپنے دل سے مجتہد
عصر نے گھڑ دی ہی جناب مجتہد صاحب آپنے اسی منہ سے مجتہدین اہل سنت جماعت پر در باب بیان
کرنے سبب ملکیت کے اعتراض کیا تھا جس منہ سے آپ خود تعلیل بیجا فرما رہے ہین یہان بھی
تو وہی الفاظ فرمائیے کہ آیا اسکے لیے کوئی صریح نص قرآن و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب
صاف ہی کہ کوئی نہین مجتہد عصر نے اپنے دل سے گھڑ لی ہی اور آپ جو فرماتے ہین کہ اون قیدیونکو
غلام اور لونڈی بنانے کا ذکر بھی نہین ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ عبارت آیت مین استرقاق
مذکور نہین لیکن جب آیات و احادیث صحیحہ مین استرقاق اسیرون کا وارد ہی چنانچہ بیان
اونکا کچھہ اوپر گذر گیا اور آیندہ بھی آویگا پس ایک نتیجہ اسیری کا استرقاق بھی قرار پایا پس
استدلال اونکا اس آیت سے استدلال بہ لازم سے لازم ہی اور اس قسم کا استدلال البتہ مفید
ظن ہوتا ہی بشرطیکہ کوئی دلیل اوسکی معارض نہو اور تائید اسکی اور ادلہ شرعیہ سے پائی جاوے

علاوہ براں دیکھنا چاہیے کہ ان قیدیوں کا انجام بموجب حکم شارع کے کیا ہوا آیا فدیہ لیکر
چھوڑ دیے گئے یا بلا فدیہ ہی چھوڑ دیے گئے یا قتل کیے گئے یا لونڈی غلام بنائے گئے یا کوئی
اور ہی تدبیر مین مدینہ منورہ مین چلی یا نہ تھا کہ اوسمین ہمیشہ کیلئے قید دائمی محبوس رہے غرضکہ جیسا عمل
شارع نے انکے ساتھہ کیا ہو اوسیکو حکم تشریعی اور حکم خدا سمجھنا چاہیے اور چونکہ ہم اوپر شرط
ٹھہرا چکے ہین کہ اس بحث مین ہم اتباع کسی مفسر کا نہ کرینگے اور مصنف اول ہی مین یہ شرط
قرار دے چکے ہین کہ بجز خدا اور خدا کے رسول کے کسیکی تقلید نہ کرینگے پس ہمکو توجہ بطرف عبارات
تفاسیر منقولہ مصنف کے ضرور نہین **قال** استنباط سوم والمحصنات من النساء الا ما ملکت
ایمانکم الخ استنباط چہارم قولہ تعالی وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک
ان دونون آیتون کا بیان ہم دوسرے باب مین بہ بحث بیان لفظ ملکت بخوبی کر چکے ہین اور
بخوبی ثابت کیا ہے کہ ان آیتون سے استرقاق پر استدلال کرنا محض غلطی ہے **اقول** ہمنے او سجگہ
یہ بات بخوبی ثابت کر دی ہے کہ آپنے اپنی خواہش نفسانی کے سبب ان آیات کے معانی مین سراسر
تحریف کی ہے اور جسقدر آپنے لکھا ہے سب خلاف لغت اور خلاف محاورہ عرب اپنے جی سے
گھڑ کر لکھا ہے اور جو کچھہ آپنے وہان لکھا ہے محض بتقلید ایک قول ضعیف کے جو فخر رازی نے نقل
کیا ہے لکھا ہے کہ کسیطرح بر لسکے قائل نہین ہے کچھہ بھی التفات او سپر کیا جائے **قال**
استنباط پنجم بخاری اور مسلم مین یہ حدیث ہے کہ سئل رسول اللہ صلعم من اھل الدیار
یبیتون من المشرکین فیصاب من نساءھم و ذراریھم قال ھم منھم وفی روایۃ
ھم من ابائھم **اقول** ہمارے کسی فقیہ نے اس سے استدلال نہین کیا خود مصنف نے جو قول قاضی
اسکی تفسیر مین لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ وہ مراد استرقاق مین شک کرتے ہین پس ہمکو اس
کچھہ بحث ضرور نہین **قال** استنباط ششم ترمذی اور ابو داود مین ہے عن سمرۃ بن جندب
عن النبی صلعم قال اقتلوا شیوخ المشرکین واستحیوا شرخھم ای صبیانھم یعنی پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی عمر کی مشرکون کو مار ڈالو اور انکے بیٹیون یعنی بچون کو

زندہ رکھو **اقول** کلام اس حدیث مین وہی ہی جو استنباط دوم مین ہی پس ہم اسمین بھی
زیادہ بحث کی ضرورت نہین جانتے **قال** استنباط ہفتم بہت بڑا استدلال علماے
اسلام کا جواز استرقاق پر فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہی اگر یہ ہو تو آمنا
وصدقنا ہمارے سر آنکھون پر مگر ہمکو اس بات سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ایسا کیا
انکار ہی **اقول** آمنا وصدقنا تو آپکی صرف زبان ہی پر ہی ورنہ استرقاق کے معاملہ مین تو
آپکو سب انبیا پر اعتراض ہی خصوصاً پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اس معاملہ مین پابند
رسم جاہلیت بصراحت کہتے ہین ؎ جامی چہ لاف میزنی از پاکدامنی ؛ بر خرقہ تو انہمہ داغ
شراب چیست ؛ مگر یاحضرت یعنے استرقاق کا جو آپ انکار کرتے ہین آپکا انکار بیجا ہی بہت احادیث
صحیحہ سے استرقاق جیسا کچھ ثابت ہی چنانچہ چند احادیث کا بیان اوپر ہو چکا ہی اور چند احادیث
اور بھی ہین کہ ہم قریب تر انکو ذکر کرینگے اور بعد ثبوت کے انکار اخبار ثابتہ کا مقبول نہین **قال**
اس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہی اول اسپر کہ قرآن مجید مین جہاد کے
قیدیون کے لونڈی و غلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہی یا نہین **اقول** نقض ہوت اسپر اصلا نہیں
نہین جائز ہی کہ وہ حکم قرآن مین ابتدا مین ہوا اور بعد اوسکے باحادیث مشہورہ منسوخ ہو گیا ہو
قال کیونکہ اگر ہو تو اوسکے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکر ہوا ہوگا **اقول** اس دلیل سے
تقریب تمام نہین ہوتی ممکن ہی کہ بسبب نسخ کے ایسا امر مین آیا ہو **قال** دوسرے اسپر کہ اگر
کوئی ایسا حکم قرآن مین موجود ہو تو اس بات کو دیکھنا ضرور پڑیگا کہ اسکے بعد فعل رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ہوا ہی کیونکہ یہی فعل منشای استنباط مسئلہ شرعی ہوگا نہ اور کوئی **اقول**
یہ بات مسلم ہی اگر بالفرض قرآن مین کوئی حکم وارد ہوا اور اوسکے ورود کے بعد فعل رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے معارض ایسا ثابت ہو کہ توفیق دونون مین نہو سکتی ہو تو بیشک ہم
اول کو بسبب فعل و قول صاحب وحی کے منسوخ سمجھکر حکم ثانی کو محکم اور نافذ سمجھنا واجب ہوگا
قال تیسرے اس امر پر کہ اگر کسیوقت کوئی فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بخلاف اس حکم کے

ہوا ہی تو وہ قبل اسکے ہوا ہی یا بعد اسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اوسکے ثابت ہو تو وہ فعل منشاء استنباط کسی
مسئلہ شرعی کا نہیں ہو سکتا **اقول** بیان اسکا مطابق افترائی کے ہی چونکہ یہ استنباط مبنی
بر قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پس اول بحث اسمین چاہیے تھی کہ آیا ایسا ثابت ہی
یا نہیں کیونکہ ہم مدعی ثبوت ہین اور مجتہد عصر منکر ہین پس اول ثبوت یا عدم ثبوت مین گفتگو کرنی
لازم تھی اور تعارض آیت سے اور یہی یا اس سے کہ یہ افعال اور اقوال نزول آیت سے پیشتر کی ہین
یا بعد اسکے بعد اسکے بحث کی جاتی مگر مجتہد صاحب برعکس چلے خیر کچھ مضایقہ نہین انکی
خوشی یہی **قال** باب پنجم اس بات کے بیان مین کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کی لونڈی
غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہی جسکو ہم آیت حریت کہتے ہین **اقول** کوئی ایسا حکم موجود نہین
کہ جس سے غلام بنانا سمجھا جاتا ہو یا اوس سے تحریر رقیقون کی لازم آوے اور اوس بنا پر کوئی
اوسکو آیت حریت کہہ سکے **قال** قال اللہ تبارک و تعالی فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْھُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً
اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ جب تم مقابل ہو کافرون سے تو انکی گردنین کاٹو جبکہ تم اونپر نقصان کر چکو
تو اونکو قید کر لو پھر قید کرنے کے بعد یا تو اونپر احسان رکھ کر یا اون سے فدیہ لیکر چھوڑ دو
اقول چونکہ تمامتر استدلال مجتہد عصر کا آیۂ کریمہ اذا لقیتم الذین کفروا الآیہ سے ہی اور بنا
اونکے استنباط کا اوسی آیت پر ہی پس ضرور ہوا کہ ہم قبل اس سے کہ استدلال و استنباط مجتہد عصر
مین کچھ کلام کرین ایک مقدمہ ترتیب دین کہ جسمین بیان دلالت آیت کا اوپر طریق
اصولیین اور بیان معنی آیت کا موافق قول ائمہ لغت اور نحاۃ اور اہل صناعہ یعنی منطقیین کے
مشرح لکھا جاوے **مقدمہ** یہ مقدمہ مشتمل ہی اوپر تین فصل کے **فصل اول** بیان دلالت
آیت مین اوپر طریق اصولیین کے اور اوسمین تین مقصد ہین **مقصد اول**
قال اللہ تعالی فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓی اِذَآ
اَثْخَنْتُمُوْھُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً جب ملاقی ہو تم اون کافرون سے

جو کافر ہو گئے ہین تو مارنا ہی گردنون کا یہان تک کہ جب خوب مجروح کر چکو اونکو تو محکم کرو
بند اونکے تب اختیار رکھتے ہو کہ یا احسان کرو بعد کو یا فدیہ لو یعنی من و فدا قبل از اثخان
تو جائز ہی نہین بعد از اثخان تمکو اختیار دیا گیا چاہو اونپر احسان کرو چاہو فدیہ لو کلمہ بعد
سے جو آیت مین واقع ہی ظاہر ہی کہ قبل از اثخان من و فدا محظور ہین چنانچہ آیت
وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ سے بعد اس مدعا کے ہی
اور غایت اس حظر کے وقوع اثخان ہی اور چونکہ مطابق اقوال مفسرین رحمہم اللہ تعالے
اور اعتراف جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کے کلمہ اِمّا اس آیت مین واسطے تخییر کے ہی تو یہ
تخییر ہی بعد از اثخان کے درمیان اون دو شیئون کے جو قبل از اثخان محظور تھین یعنی
جب تک اثخان پایا نہ جاوے تب تک من و فدا محظور ہین بعد از وجود اثخان اون دونون
امرون مین جو پیش از اثخان محظور ہین اختیار دیا گیا کہ چاہو احسان رکھنا اختیار
کرو چاہو فدیہ لینا **مقصد دوم** اس آیت مین ضمیر منصوب اثخنتموہم جو بعد کو ہی
اور ضمائر مجرورہ مقدرہ یعنی اضربوا رقابہم و شدوا وثاقہم تمنون علیہم و تفدون منہم
یہ سب ضمائر راجع ہین طرف الذین کفروا کے جنپر فعل لقیتم واقع ہی یعنی طرف مفعول
لقیتم کے پس ظاہر ہوا کہ یہ آیت خاص مقاتلین سے متعلق ہی نہ سبایا عورات
و ذراری سے کہ جنکی بنسبت ضرب رقاب اور اثخان کی ممانعت ہی **مقصد سوم**
آیت کریمہ سے بہت صاف واضح ہی کہ محل من و فدا کی وہی مثخنین ہین جو بعد از
اثخان شد وثاق ہوئے ہون چنانچہ خود مجتہد بھی آگے چلکر بحث منسوخی آیت من و فدا
مین فرماتے ہین کہ آیہ من و فدا بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی
جو قید ہو گئے ہون اور لڑنے سے قاصر ہون بنا بر مقصد اول ہم کہتے ہین کہ اصول
مین مبرہن ہو چکا ہی کہ تخییر بین الشیئین یا اشیا صرف اوس حالت مین مفید حصر ہوتی
ہی جب کہ وہ دونون شی یا اشیا واجب ہون اور چونکہ یہ بات یہان ثابت ہی

کہ اس آیت میں تخییر بین الواجبین نہیں بلکہ تخییر بعد وجود امتحان ہے درمیان اون دو شیئوں کے
کہ قبل از امتحان محظور رہیں پس یہ تخییر کسی طرح سے مفید حصر نہیں ہو سکتی بعید نہیں کہ کوئی
شخص ناواقف حقیقت علم اصول فقہ سے یہ کہنے لگے کہ ہم اصول کی ڈھکوسلوں کو
تسلیم نہیں کرتے ہر چند یہ کہنا ہی اوسکا دلیل جلی اوسکی بے علمی پر ہے کیونکہ مسائل اصول کے
برہانی ہیں مگر پھر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ اصول کے دلیل عقلی بطور اختصار
کے اس جگہہ لکھوں اور وہ یہ ہے کہ وجوب بدون ایجاب کے متحقق نہیں ہو سکتا اور تخییر اور ایجاب متحد
المفہوم نہیں اور نہ باہم متلازمان ہیں اونہیں ہرگاہ کہ مجرد تخییر میں ایجاب نہیں نہ مستلزم
ایجاب ہے پس مجرد تخییر سے ایجاب ثابت نہیں ہو سکتا ہاں اگر وجوب دونوں شیئوں
یا اشیا کا ثابت ہو چکا ہو اور پھر اونکے درمیان میں حکم تخییر نافذ ہو تو بلا شک شبہہ وہ تخییر
بسبب وجوب ثابت کے مفید حصر کے ہوگی کیونکہ اس حالت میں اگر مفید حصر نہو تو سوائے
دو شیئوں یا اشیائے واجبہ کے اور ایک شی کا وقوع بھی جائز ہوا اور جب ارتفاع اشیائے مخیرہ کا
اور اور اشیا کا وقوع بھی جائز ہوا تو وجوب اشیائے مخیرہ کا باقی نرہا ہذا خلف لیکن یہ دلیل
تخییر بعد الحظر میں جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ جواز وقوع شی ثالث اور ارتفاع
اشیائے مخیرہ کا منافی اوسکا نہیں ہے کہ دو شیئیں جو پیشتر محظور تھیں بعد از صدوث
کسی امر کے اون میں حکم تخییر کا نافذ ہوا ممکن ہے کہ قبل از وجود کسی قید یا شرط یا سبب
یا علت کے بعض اشیا جائز ہوں اور بعض محظور رہیں اور بعد از وجود قید و شرط وغیرہ
کے وہ اشیا جو جائز تھیں بدستور جائز رہیں اور جو اشیا کہ محظور تھیں اونمیں بھی
حکم تخییر کا نافذ ہو دیکھو ہوازن کو قبل از حکم تخییر بنجر ترک سبایا اور اموال کے لینا
مال یا سبایا کا کسی طرح سے روا نتھا بعد از نفاذ حکم اختاروا احدی الطائفتین اما
السبی واما الاموال اگرچہ امتیاز لے لینے ایک شی کا منجملہ اموال و سبایا کے ثابت ہوا
مگر امر ثالث یعنی ترک دونوں شیئوں کا جو پیشتر محظور تھا اب بھی ممنوع نہوا اور تخییر

منافی اوس ترک کی نہ ہوئی یہ ہی وجوہ ہین کہ خود پیغمبر صلعم اور اونکے اصحاب اور جمیع اہل قرون مابعد کے علماے اعلام اور زبان دانان عرب نے آجتک اس آیۃ کو مثبت حصر کا درمیان من و فدا اور موجب حرمت استرقاق و قتل کا نہین سمجھا اور استدلال قائل سلمہ اللہ تعالی کا اس آیۃ سے تمامتر مبنی ہی اوپر عدم واقفیت کے زبان عرب اور ضوابط و اصول استنباط احکام سے الغرض آیۃ متلوہ کسی طرح پر مثبت حصر نہین اور اگر ہم حصر مزعومہ جناب قائل کو بطور فرض محال کے تسلیم بھی کر لین تب بھی بحکم مقصد دوم مخصوص ہی ساتھ مقاتلین کے اور سبایا ذراری اور عورات سے اصلا متعلق نہین اور بحکم مقصد ثالث منجملہ مقاتلین کے بھی مثخنین سے تعلق رکھتا ہی نہ غیر مثخنین سے اور بسبب خصوص تعلق کے عموماً حکم عدم جواز استرقاق کا جیسا کہ مزعوم جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کا ہی ہرگز ثابت نہین ہوتا

فصل دوم دربیان تفصیل کلمہ اِمّا اور اوس کے بموجب لغت عرب اور طرق استعمال کے

مخفی نہ ہے کہ اَو اور اِمّا دونون کے ایک معنی ہین صحاح اِمّا بالکسر والتشدید حرف عطف بمنزلۃ اَو فی جمیع احکامہا الا فی وجہ واحد وہو انک تبتدی فی او متیقنا ثم یدرکک الشک واما تبتدی بہا شاکا فلا بد من تکریرہا یعنی کلمہ اِمّا بکسر ہمزہ و تشدید میم حرف عطف کا ہی بمنزلہ اَو کے ہی سب احکام مین مگر ایک وجہ مین اور وہ یہ ہی کہ تو اومین شروع کریگا بطور یقین کے پھر پہونچیگا تجکو شک اور اما مین شروع ہی شک کے ساتھ ہوگا اور ضرور پڑیگا مکرر لانا اِمّا کا خلاصہ یہ ہی کہ ابتدا سے کلام مین شروع بلفظ اَو نہین ہوتا معطوف سے اَو لایا جاتا ہی اور اِمّا مین معطوف اور معطوف علیہ دونون پر حرف اما لانا واجب ہی پھر بحث اَو مین لکھتا ہی اَو حرف اذا دخل علی الخبر دل علی الشک والابہام واذا دخل علی الامر والنہی دل علی التخییر کقولک کل السمک او اشرب اللبن ای لا تجمع بینہما او الاباحۃ کقولک جالس الحسن او ابن سیرین یعنی او حرف ہی کہ جب خبر پر داخل ہوتا ہی تو دلالت کرتا ہی شک پر اور ابہام پر اور جب داخل ہوتا ہی امر و نہی پر تو دلالت کرتا ہی اوپر تخییر کے مانند قول تیرے کے کل السمک او اشرب اللبن کہا تو مچھلی کو یا پی دودھ کو یعنی جمع نہ کر درمیان انکے

اوربھی دلالت کرتا ہے اباحت پر جیسے جالس الحسن او ابن سیرین مجالست کر تو حسن کے ساتھ یا ابن سیرین کے ساتھ فی القاموس اِمَّا تردلمعان للشک کجاءنی اما زید وا ما عمرو اذا لم تعلم الجائی منھما والابھام کاما یعذبہم واما یتوب علیھم والتخییر اما ان تعذب واما ان تتخذ فیھم حسنًا والاباحۃ تعلم اما فقھا واما نحوا یعنی اما کئی معنوں کے لیے آتا ہے واسطے شک کے جیسے آیا زید یا عمرو جب کہ آنے والا معلوم نہوا اور ابہام کے یعنی مخاطب کو وہم میں ڈالنے کے لیے اور واسطے تخییر کے جیسے یا یہ کہ عذاب دے تو اونکو یا یہ کہ رکھے اون میں بھلائی اور اباحت کے واسطے جیسے سیکھ تو یا فقہ کو یا نحو کو ابن ہشام مغنی لبیب میں لکھتے ہیں لاما خمسۃ معان احدھا الشک والثانی الابھام والثالث التخییر والرابع الاباحۃ والخامس التفصیل اما کے پانچ معنی ہیں ایک شک دوسرے ابہام تیسرے تخییر چوتھے اباحت پانچویں تفصیل اور بحث آومین تخییر کی یہ شرح کی ہے کہ ما یمتنع فیہ الجمع نحو تزوج ھندا او اختھا وخذ من مالی درھما او دینارا تخییر اوسکو کہتے ہیں کہ جسمین جمع نہو سکتی ہو جیسے کہ کہا جاوے کہ نکاح کر یا ہندکو یا اوسکی بہن کو اور لے میرے مال میں سے یا درم یا دینار اور اباحت کی شرح کی ہے ما یجوز فیہ الجمع اباحت وہ ہے کہ جسمین جمع جائز ہو اور یہ اقوال اونکے مطابق محاورۂ عرب کے ہیں چنانچہ اون مثالوں سے جو اونھوں نے لکھی ہیں اور بھی امثلہ ذیل سے یہ بات ثابت ہے حدیث وفد ہوازن میں جسکا بیان آگے آویگا یہ کلمات ہیں قال رسول اللہ صلعم اختاروا احدی الطائفتین اما السبی واما المال فرمایا رسول اللہ صلعم نے اختیار کرو ایک کو دونوں میں سے یا مال کو یا قیدیوں کو دیکھو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان دونوں کے سوا تیسری صورت ممنوع ہے کیونکہ اگر وے لوگ دونوں میں سے ایک بھی نہ لیتے بلکہ دونوں کو چھوڑ دیتے تو اونکا حق تھا شرعًا اونپر کچھ واجب نتھا کہ چھوڑ دینے کی شق کو قبول نکریں بلکہ مطلب یہ ہے کہ مجموعۃً دونوں چیزیں تمکو نہ ملینگی صحیح بخاری میں کتاب الدیات میں قول افصح العرب صلعم منقول ہے من قتل لہ قتیل فھو بخیر النظرین اما ان یودی واما یقاد

دیکھو باتفاق علما اور بحکم قرآن سولے ان دونون شقون یعنی سواے دیت اور قصاص کے
تیسری صورت عفو کی بھی مشروع ہی اور حصر اونھین دونون صورتون مین نہین ہی دوسری حدیث
مین فیروز دیلمی اپنے باپ سے روایت کرتا ہی کہ قال قلت یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتھما شئت کہا فیروز دیلمی کے باپ نے کہ کہا مینے ای
رسول اللہ صلعم مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو بہنین ہین یعنی دو عورتین ہین کہ ایک
دوسرے کی بہن ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے اختیار کر تو اون دونون مین سے جسکو چاہیے دیکھو
یہان یہ مراد نہین ہی کہ تیسری صورت ممنوع ہی بلکہ اوسکو جائز تھا کہ دونون کو چھوڑ دیتا بلکہ مقصد
یہ ہی کہ جمع دونون ہین ممنوع ہی اسی طرح ہر اس قسم کے کلام مین اکثر مراد تخییر بمعنی مانعۃ الجمع
ہوتی ہی چنانچہ ایک حدیث مین وارد ہی من قتل متعمدًا دفع الی اولیاء المقتول فان شاءوا قتلوا
وان شاءوا اخذوا الدیۃ یعنی جسنے مار ڈالا کسیکو عمدًا تو وہ سونپ دیا جاویگا مقتول
کے وارثون کو اگر وے چاہین تو اوسکو مار ڈالین اور اگر چاہین تو خون بہا لین دیکھو
یہان سے یہ مراد نہین کہ انھین دونون صورتون مین حصر ہو گیا بلکہ اونکو ایک تیسری بات کا بھی
اختیار ہی کہ عفو کر کے چھوڑ دین خلاصہ کلام یہ ہی کہ اِمّا اور اَوْ واسطے احد الامرین یا احد الامور
کے ہی چنانچہ شریف رضی لکھتے ہین ینبغی ان یعرف ان جواز الجمع بین الامرین فی تعلم
الفقہ او النحو لم یفہم من اِمّا و اَوْ بل لیست ھی الا لاحد الشیئین فی کل موضع وانما
استفیدت الاباحۃ مما قبلہ و مما بعدھا و اما کلا لتہا فی الاباحۃ او فی التخییر علی
احد الشیئین فھی علے السواء بل معانی الشک والابہام والتفصیل والتخییر والاباحۃ
جمیعًا لیست مما استفید من اَوْ و اِمّا و دلت علیہ اذ ھی لا تدل فی جمیع مواقعہا الا علی
احد الشیئین او الاشیاء وتلک المعانی المذکورۃ تعرض للکلام بما من قبل اَوْ بل من قبل
اشیاء اخر اس بیان سے ظاہر ہوا کہ دلالت اِمّا اور اَوْ کی اوپر شک اور ابہام وغیرہا کے
بالذات نہین بلکہ اِمّا اور اَوْ در باب دلالت کے اوپر معنی مذکورہ کے محتاج قیام قرائن کیطرف

اور جہان کہین کلام شارع مین واقع ہونگے تو درباب ارادہ کسی معنی کے معانی مذکور دوسے
بسبب اجمال کے ہر آئینہ محتاج بیان شارع اور قیام قرائن شرعیہ کے ہونگے پس ماسخن فیہ مین نظر
کرنا چاہیے کہ آیا قرائن تخییر یعنی منع جمع کے قائم ہین یا منع خلو کے مجتہد عصر کے بیان سے کوئی
قرینہ منع خلو کا پایا نہین جاتا اور واقع مین بھی کوئی قرینہ منع خلو کا موجود نہین البتہ قرائن تخییر
یعنی منع جمع کے موجود ہین اولاً یہ کہ جواز قتل و استرقاق باقرار خصم پیش از ورود اس آیت کے
بھی ثابت ہی اور وہ جواز جو سابق سے تھا اوسکی نسخ کے واسطے کوئی نص بزعم خصم بھی موجود
نہین پس کلمۂ اِمَّا معارض اوس جواز کا نہین ہوسکتا اور منسوخ ہونا جواز سابقہ کا از روے
کسی نص صریح کے قرینہ اسپر ہو کہ کلمۂ اِمَّا آیت مانحن فیہا مین بمعنی تخییر ہی نہ بمعنی منع خلو ثانیاً
ہمنے پیشتر ثابت کر دیا ہی اور آیندہ بھی خوب ثابت کر دینگے کہ جواز قتل و استرقاق کا تا روز وفات
پیغمبر صلعم کے باقی رہا اور اوسپر عمل ہوتا رہا پس یہ معاملہ حضرت پیغمبر صلعم کا قولاً و فعلاً اسپر آئینہ
بیان اوس اجمال کا ہوگیا اور کلمۂ اِمَّا درباب ارادہ معنی تخییر کے مفسر اور متعین ہوگیا ثالثاً آیات
قرآنی جو اس کتاب مین ہمنے نقل کیے ہین اور اون سے قتل اور استرقاق بتصریح تمام واضح ہی
مفسر اسکے ہین کہ کلمۂ اِمَّا واسطے تخییر یعنی منع جمع کی ہی پس آگاہ کہ مدار او پر دیگر قرائن و وجوہ کے ہی اور قرائن
وجوہ مؤید دعوی مجتہد کے کچھ نہین بلکہ بطلان دعوی مجتہد پر قرائن و دلائل قائم ہین پس
صورت مین یہ آیت کسی طرح پر مثبت دعوی مجتہد کی نہین ہوسکتی اور ارادہ حصر کا کلمۂ اِمَّا سے
ممنوع ہی اور ادعا اسکا کہ کلمۂ اما بالذات واسطے حصر کے ہی سراسر ناواقفی لغت عرب سے ہی یا کمال تغافلت ہی

فصل سوم

دربیان طریق سبرجن اہل صناعت یعنی منطقیین کے المنفصلۃ ما حکم فیہا بمعاندۃ قضیۃ
لاخری اما ثبوتاً و انتفاءً ویسمی حقیقیۃ و ثبوتاً فقط و یسمی مانعۃ الجمع او انتفاءً
فقط و یسمی مانعۃ الخلو یعنی قضیہ منفصلہ مثل اوسکے کہ جسمین بحث ہی) وہ ہی جسمین حکم کیا جاوے
معاندۃ ایک قضیہ کا دوسرے کے ساتھ ثبوتاً اور انتفاءً اسکا نام ہی متصلہ حقیقیہ (مثال اسکی

یہ ہے کہ زید اما عالم و اما غیر عالم اس مثال مین معاندت ثبوتاً اور انتفاءً ہے کہ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زید عالم بھی ہو اور غیر عالم بھی اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا ثبوتاً ہے فقط اسکا نام مانعۃ الجمع ہے (مثال اسکی یہ ہے ہذا الشی اما فرس و اما حجر یہ تو نہین ہو سکتا کہ وہ چیز گھوڑا بھی ہو اور پتھر بھی ہو مگر یہ ہو سکتا ہے کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا انتفاءً ہے فقط اسکا نام مانعۃ الخلو ہے (مثال اسکی یہ ہے کہ ہذا الشی اما غیر انسان و اما غیر حیوان جمع ممکن ہے کہ مثلاً پتھر ہو تو غیر انسان بھی ہے اور غیر حیوان بھی ہے مگر خلو ممکن نہین پس تحقیق مذکورۂ بالا سے ثابت ہوا کہ لفظ اما منجملہ چند معانی کے معنی تخییر مین بھی مستعمل ہے اور یہی معنی اوسکے مجتہد عصر نے اختیار فرمائے ہین چنانچہ اخیر صفحہ ۱۳۲ مین وہ لکھتے ہین کہ یہی معنی علماے اسلام نے بھی تسلیم کیے ہین اور حوالہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ کا دیتے ہین کہ انھون نے بتصریح تمام اس اما کو واسطے تخییر کے لکھا ہے اور تحقیق مرقومۂ بالا سے یہ بھی ثابت ہو چکا کہ معنی تخییر کے منع الجمع ہین یعنی یہان اما اور منع الجمع مین مستعمل ہے جب یہ سب امور تحقق ہو چکے تو صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ بعد مشکین باندھ لینے کے تمکو اختیار ہوگا چاہو احسان رکھوگے چاہو اونسے فدیہ لوگے غرض کہ چھوڑ دینا اور فدیہ لینا تمھارے اختیار پر مفوض فرمایا ہے نہ یہ کہ تم پر واجب گردانا ہے پس اب مجتہد عصر فرماوین کہ شے منع الجمع سے منع الخلو پر کس طرح استدلال کرتے ہین اونکا تو استدلال تمامتر اس بات پر مبنی ہے کہ قضیہ اما مناً بعد و اما فداءً مانعۃ الخلو ہے کہ ان دو شقون کے سوای تیسری ممنوع ہے حالانکہ خود اما کو بمعنی تخییر یعنی مانع الجمع کی تسلیم فرماتے ہین اور چونکہ مانع الجمع مستلزم مانعۃ الخلو کی نہین چنانچہ امثلۂ مذکورہ سے ثابت ہے پس خود باعتراف مجتہد عصر کے دعوی اونکا سراسر غلط اور باطل ہو گیا والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین جب ہم خود اعتراف اور تصریح مجتہد عصر سے اپنا دعوی ثابت کر چکے تو ہمکو کچھ ضرورت نہ تھی کہ مجتہد عصر کے اقوال کی طرف کچھ بھی توجہ کرین مگر تشحیذ اللاذہان کچھ توجہ کرتے ہین **قولہ** قال اللہ تبارک و تعالی

الی قولہ یا احسان رکھکر چھوڑ دو **اقول** دیکھیو اس آیت مین نہ آزاد کرنے رقیقون کا حکم ہی نہ اوس سے ممانعت استرقاق ثابت ہوتی ہی البتہ اختیار فدیہ لینے کا مقاتلین مثخنین سے یا احسان رکھنے کا اونپر ثابت ہی مگر ثبوت اختیار من و فدا مذکور کا مستلزم ممانعت استرقاق کا بالعموم یا بالخصوص اور بھی مستلزم ممانعت قتل اسیرون کا نہین ہی ہان یہ بات اوس صورت مین لازم آتی کہ اما بجز معانی منع خلو کے اور کسی معنی مین مستعمل نہوتا اوسوقت مین البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان دو حال سے خالی نہین کہ یا احسان کرو یا فدیہ لو حالانکہ یہ امر غیر مسلم ہی چنانچہ بیان اوسکا مقدمہ مین مفصل گذر چکا **قال** اور لفظ انما اور اِمّا کا حصر کے لیے آتا ہی **اقول** اسی سے صاف ظاہر ہی کہ مجتہد عصر زبان عرب سے کچھ بھی واقف نہین کہان اِنّما کہان اِمّا واقعی انّما منجملہ الفاظ قصر کے ہی کہ فائدہ قصر الصفۃ علی الموصوف یا قصر الموصوف علی الصفۃ کا بطریق قصر حقیقی یا قصر اضافی کے دیتا ہی مگر آج تک کسی نحوی نے یا کسی عالم لغت نے یہ نہین کہا کہ اِمّا بھی بمعنی قصر و حصر کے آتا ہی علماے معانی نے بھی اوسکو منجملہ الفاظ قصر کے نہین لکھا اگر کسی نے ایسا لکھا ہو تو بیان فرماوین ورنہ مصرعہ مقالات بیہودہ بطلا تہی ست ہر دفتہ لکھیے کہ یہ قول ہمارا زید اِمّا قائم و اما قاعد مستلزم منع خلو بالانفصال حقیقی کا نہین ہو سکتا کیونکہ یہ کلام اوپر منع جمع کے محمول ہو سکتا ہی لیکن جب ہم یہ کہینگے اِنّما زید اِمّا قائم او قاعد تو بیشک فائدہ قصر کا دیگا اور خلو ممتنع ہوگا نظیر اسکی انا الذائد الحامی الذمار وانما یدافع عن احسابھم انا او مثلی پس اِمّا یا او کو بالذات مانند اِنّما کے مفید حصر و قصر سمجھنا تمامتر ناواقفی مجتہد کی علم لغت عرب سے ہی اگر درحقیقت حرف تردید مفید قصر ہوتا تو پھر حرف قصر کا اوسپر داخل کرنا جیسا کہ شعر مذکورہ بالا مین واقع ہوا جائز نہوتا کیونکہ جمع ہونا دو کلمۂ قصر کا بیدیہ جائز نہین اور کلام عرب مین کہین پایا نہین گیا اور اس آیت مین تو کسی طرح پر حصر کا دعوی صحیح ہی نہین سکتا کیونکہ جب چھوڑ دینا واجب ٹھہرا تو وے لوگ فدیہ کیون دینگے اور سے لے سو مال اپنا کیون صرف

کرینگے پس لامحالہ ضرور ہوا کہ احسان رکھکر چھوڑ دیے جاوین یا کوئی تیسری صورت نکلے
صورت اول پر تو تخییر باطل ہو گئی کہ ہمکو بجز احسان رکھکر چھوڑ دینے کے اور کچھ اختیار ہی
نہین رہا اور صورت ثانی مین ہمارا مدعا ثابت ہوا اور حصر باطل ہو گیا وہو المطلوب علاوہ
بران معنی حصر تمام تر مخالف آئین سیاست اور منافی عقل کے ہین اسلیے کہ مثلاً ایسی واقعہ
واقع ہوا کہ جمعیت کفار کی بہت کثرت سے ہی اور اونمین سے ایک جماعت کثیر مدبران جنگ
آزمودہ صناوید کہ جنکے مارے جانے سے برہمی جماعت کفار مظنون و متیقن ہی بعد مقابلے
کے اور جد وجہد کثیر کے کسی تدبیر سے گرفتار ہو گئے تو آیا عقل سلیم اور آئین سیاست
مقتضی اسکا ہی کہ اوس جماعت کو چھوڑ دیا جاوے اور جماعت محاربین کو خود اپنے عمل سے
مدد دیکر غالب کر لیا جاوے یہ بات تو ہرگز ہرگز کوئی صاحب عقل پسند نہ کریگا **قال** یعنی
عربی زبان کا یہ قاعدہ ہی کہ جب کوئی حکم اس طرح پر دیا جاوے کہ یا یہ کرو یا یہ کرو تو اون دونو
مین سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی اور اوسکے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہین رہتا
اقول کسی قاعدہ دان کا قول اپنے ادعاے باطل پر سند لاتے تو ہم اوسکی طرف توجہ
بھی کرتے دیکھو ہمنے اپنے مدعا پر کسقدر سندین اقوال ائمہ نحاۃ و لغت اور نظائر کلام
عربا کی پیش کین ہین آپسے تو ایک بھی سند نہ لائی گئی پھر آپ کس مونھہ سے ایسا دعوی جلد
پیش کرتے ہین دیکھیے کہ ذوالقرنین کو اختیار دیا گیا کہ چاہو اون لوگون کو عموماً تعذیب
کرو چاہو اون لوگون مین عموماً اپنا احسان رکھو اِمَّآ اَنۡ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنۡ تَتَّخِذَ فِيۡهِمۡ
حُسۡنًا مگر چونکہ یہ تخییر تھی اسلیے اوسنے تیسری صورت اختیار کی کہ دونون صورتونکے علاوہ
تھی یعنی بعض کی تعذیب اور بعض کی اوپر احسان چنانچہ بتصریح اوسکا ذکر قرآن مجید مین مذکور
ہی قال تعالی اَمَّا مَنۡ ظَلَمَ فَسَوۡفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكۡرًا
وَاَمَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالۡحُسۡنٰى کہ جو ظالم ہوا تو اوسکو مین عذاب دونگا
پھر وہ پھیرا جاویگا اپنے رب کی طرف پس عذاب دیگا اوسکو سخت عذاب اور جو ایمان لاوے

اور نیک کام کریگا تو جزا اوسکے لیے احسان کی ہی علاوہ بران آیت مین تو یہ حکم نہین کہ یا فدیہ لیلو یا احسان رکھو بلکہ باقتضای تخییر یعنی آیت کے یہ ہین کہ بعد اسکے تمکو اختیار ہوگا چاہو فدیہ لو چاہو احسان رکھو مجتہد جو یہ کہتے ہین کہ ایسی صورت مین ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی صاف غلط ہی جالس الحسن او ابن سیرین کے باتفاق اہل زبان اور نحاۃ کے یہ معنی نہین کہ جمع درمیان مجالسہ حسن اور ابن سیرین کے ممنوع ہی اور صرف مجالسہ ساتھ ایک ہی کے واجب ہی اور ایسی ہی اَمَّا کُلِ السَّمَکَ و اما تشرب اللبن کے یہ معنی نہین کہ ان دونون مین ایک کا کھانا واجب ہی بلکہ باتفاق اہل زبان و نحاۃ کے مراد یہ ہی کہ جمع نہ کر ان دونون مین غرض کہ تقریر مجتہد کی مبنی اوپر ناواقفی کی زبان عرب سے ہی اور تحقیق اس باب مین وہی ہی جو ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ارادہ منع جمع و منع خلو اور انفصال حقیقی کا صرف اوپر قرائن کے ہی کلمہ اِمَّا اور اَوْ ان معانی مین سے بالذات کسی معنی پر دلالت نہین کرتا **قال** پس اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا ہی نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہی اور بجز اسکے کہ منّاً یا فداءً چھوڑ دیا جاوے اور کچھ اوسکے ساتھ نہین ہو سکتا **اقول** اول تو یہ کلیہ مجتہد کا بربناء تمہیدات مجتہد وہ بھی غلط ہی کیونکہ آیت متلوہ صرف مقاتلین متخنین سے علاقہ رکھتی ہی جیساکہ اوپر بیان ہو چکا غایۃ الامر بفرض تمہیدات مجتہد وہ بھی اسقدر ہی کہ اس آیت کے بعد کوئی قیدی منجملہ مقاتلین متخنین کے نہ قتل ہو سکتا ہی نہ رقیق بنایا جا سکتا ہی ثانیاً اگر درحقیقت ایسا ہوتا کہ اوس آیت سے حکم ایجاب انحصار کا دونون شقون مذکور مین سمجھے پیغمبر صلعم سمجھتے تو واقع مین کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا نہ رقیق بنایا جاتا لیکن چونکہ ایام غزوہ ہوازن مین جو بعد فتح مکہ کے ہی سلمہ بن اکوع نے ایک شخص کو کفار مین سے گرفتار کرکے بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا ابن خطل جسنے استار کعبہ سے پناہ پکڑی تھی اوسکے قتل کا حکم پیغمبر صلعم نے دیا اور وہ قتل کیا گیا اور یہ معاملہ بعد فتح مکہ کے ہی غزوہ اوطاس جو بعد از فتح مکہ ہی اوسکی سبایا کو لونڈی غلام بنایا گیا اور اونکی حق مین وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

نازل ہوئی غزوہ طایف مین جو شوال سنہ ۸ ہجری مین ہوا حضرت صلعم نے عبد اللہ بن ابی امیہ سے
فرمایا کہ اگر خدا تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لیلیجیو تو غیلان کی بیٹی کو علاوہ انکے اور بہت
واقعات ہین کہ جنسے یہ بات ثابت ہی کہ بعد نزول آیت اما منًّا و اما فداءً کے بحکم پیغمبر صلعم
قتل بھی ہوا اور استرقاق بھی ہوا اگر واقع مین آیت مذکورہ فائدہ وجوب حصر کا بخشتی تو زنہار
بحکم پیغمبر خدا صلعم قتل اور استرقاق نہوتا لیکن چونکہ لازم باطل ہی فالملزوم مثلہ اس تحقیقات
سے واضح ہوا کہ آیت مذکورہ بسبب لحوق بیان فعلی اور قولی جناب رسالت مآب صلعم اور
بیان آیہ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی مفسر ہی عدم ارادہ وجوب
حصر مین تو اب مجتہد عصر کو اور کسیطرح کی گنجایش تاویل اور تخصیص کی نرہی **قال** علماے
اسلام نے بھی اس آیت کی تفسیر مین یہی معنی تسلیم کیے ہین چنانچہ چند تفسیرون سے اس
مقام پر بطور سند کے مضمون اور عبارت لکھی جاتی ہی تاکہ معلوم ہووے کہ ان معنون سے
کوئی انکار نہین کرسکتا **اقول** صاحب کشاف اور بیضاوی اور مدارک اور معالم نے
جو کچھ لکھا ہی ہم اوسکا انکار نہین کرتے اون سب نے اِمّا کو محمول اوپر تخییر کے کیا ہی اور تخییر
کے معنی ہم اوپر بیان کرچکے ہین بالفرض اگر عبارات تفاسیر کی ہمارے خلاف بھی ہوتین
تب بھی ہمکو اونسے کچھ تعرض ضرور نہوتا کیونکہ ہم مقلدانہ گفتگو نہین کرتے مگر ہم یقین کرتے
ہین کہ بعد مطالعہ ہماری تحقیق کے آپ اس آیت کی تفسیر مین بھی اونکو حسب عادت مطعون
فرماوینگے یا اون کی تفسیرون کی کچھ تاویل دل سے گھڑینگے ایک بات اور بھی
لائق اظہار کے ہی کہ ترجمہ عبارات تفاسیر مذکورہ جو مجتہد عصر نے کیے ہین اکثر غلط ہین صیغہاے
مضارع کو تو عموماً بمعنی امر کے بغیر کسی دلیل شرعی کے ترجمہ کیا ہی اور علاوہ اوسکے اور بھی
غلطیان ہین مگر چونکہ ہم مقلدانہ بحث نہین کرتے پس ہمکو ترجمہ عبارات تفاسیر سے کچھ تعرض
ضرور نہین **قال** زمانہ جاہلیت مین اور نیز کسیقدر ابتداے زمانہ اسلام اور قبل نزول
اس آیت کے قیدیون کو مار ڈالتے یا لونڈی و غلام بنا لیتے یا احسان رکھکر یا فدیہ لیکر

چھوڑ دینے کا رواج تھا اقول کسیقدر ابتدا سے زمانہ اسلام کے کیا معنی ابتک یہی حکم ہی
مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بلا فدیہ چھوڑ دینا قیدیان جہاد کا ایسی حالت مین کہ وے اپنے
کفر پر قائم ہووین اور دار الحرب کو لوٹ جاوین جائز نہین اور فدیہ لینے مین اونکے دو قول
ہین قول مشہور عدم جواز ہی اور روایت سیر کبیر مین ہی کہ لا باس بہ اذا کان بالمسلمین حاجۃ
آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کی نسبت مجتہد عصر کا قول ہی کہ زمانہ فتح مکہ رمضان سنہ ہجری
مین نازل ہوئی اور زمانہ نزول وحی تشریعی کا ۲۳ برس ہی تیرہ برس مکے مین اور دس برس
مدینے مین منجملہ اس ۲۳ برس کے تو خود بقول مجتہد عصر بھی اکیس برس تک برابر استرقاق
کا جواز رہا اور وہی دستور مروج رہا پھر یہ لفظ کہنا کہ کسیقدر زمانہ اسلام مین یہ رواج تھا
محض مغالطہ ہی اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ ایک شخص اسیر غزوہ ہوازن کا کہ بعد اوسکے
تھا قتل کیا گیا اور سبایای غزوہ اوطاس کہ وہ بھی بعد اوسکے ہی لونڈی غلام بنائے گئے
اور آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اونکی ہی واقعہ مین نازل ہوئی
تیسیر الوصول الے جامع الاصول مین حرف عین کے باب بعث علی بن ابی طالب وخالد بن
ولید مین ہی عن بریدۃ قال بعث رسول اللہ صلعم علیا الی خالد لیقبض منہ الخمس فاعطاہ
فاصطفی علیؓ منہا سبیۃ فاصبح وقد اغتسل لیلا وکنت ابغض علیا فقلت لخالد
الا تری الی ھذا فلما قدمنا علی رسول اللہ صلعم ذکرت ذلک لہ فقال یا بریدۃ اتبغض
علیا قلت نعم قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک اخرجہ البخاریؒ بریدہؓ نے
کہا کہ بھیجا علی بن ابی طالبؓ کو پیغمبر خدا صلعم نے خالدؓ کے پاس تاکہ لیوین اونسے خمس پس
دیدیا خالدؓ نے اونکو پس چھانٹ لی علی رضی اللہ عنہ نے ایک چھوکری اونمین سے پس
صبح کی علیؓ نے اور حال یہ کہ اونھون نے غسل کیا اور برا جانتا تھا مین اونکو پس کہا مینے
خالدؓ سے کیا نہین دیکھتا تو اسکو پھر جب ہم آئے پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے اسکا
پس فرمایا کہ ای بریدہ کیا برا جانتا ہی تو علیؓ کو مینے کہا کہ ہان فرمایا کہ برا نجان اوسکو کہ اوسکے

لیے اس سے زیادہ ہی خمس مین روایت کی ہے بخاری نے دیکھو یہ معاملہ چند روز پیشتر کا حج الوداع
سے ہی کہ اوس سے قریب تین مہینے بعد حضرت صلعم نے انتقال فرمایا ہی پس وہ کونسا زمانہ
نزول وحی یا اوس سے بعد کا تھا کہ جسمین یہ رواج موقوف و منسوخ ہو گیا **قال** اور کوئی
حکم نازل نہین ہوا تھا **اقول** یہ بھی غلط ہی اور تکذیب اوسکی اون آیات اور احکام سے
جو ہمنے اوپر لکھے ہین اور بھی اون آیات سے ظاہر ہی جو درباب رہائی اساری بدر کے
نازل ہوئی ہین جنہین چھوڑ دینے قیدیان بدر کو بعد لینے فدیہ کے ناپسند فرمایا اور
چھوڑ دینے ایسے قیدیون سے ممانعت فرمائی گئی ہی پس اگر مجتہد عصر یہ فرماتے کہ
غزوۂ بدر کے بعد سے تا فتح مکہ من و فدا کی ممانعت رہی بعد ازان وہ بھی جائز ہو گیا
یا اپنے اجتہاد فاسد کے مطابق یہ کہتے کہ بعد ازان وہی واجب ہو گیا تو البتہ گنجایش بھی
تھی اور یہ قول اونکا کہ زمانۂ اسلام الی قولہ کوئی حکم نازل نہین ہوا یہ تو سراسر غلط اور باطل
محض اور خود اونکے اقوال کی برخلاف ہی **قال** اس آیت مین قیدیون کی نسبت حکم
نازل ہوا جس مین بجز من و فدا کے اور کوئی حکم نہین ہی اور اسلیے قتل و استرقاق جائز نہ رہا
اقول بارے الحمد للہ کہ آپ کی تقریر سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جواز قتل و استرقاق
جو پیشتر سے چلا آتا ہی اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا اور جب اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا
تو وہ جواز بدستور رہا اور منسوخ نہوا پس یہ کہنا آپ کا کہ اسلیے قتل و استرقاق جائز نہ رہا
سراسر بیجا ہی کیونکہ جب قتل و استرقاق کی منسوخی کا حکم نہین ہی اور پیشتر سے وہ جائز چلا
آتا تھا تو اوسکو کس چیز نے منسوخ کر دیا آپ پر اثبات اسکا واجب ہی کہ اس آیت سے
من و فدا ہی واجب ہو گیا اور قتل و استرقاق ممنوع ہو گیا اور یہ امر کلمہ امّا سے ہرگز ثابت
نہین ہو سکتا کوئی دلیل وجوب کی پیش کیجیے **قال** اس آیت پر جو بنص صریح ناقابل التاویل
ہی علماے اسلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہی چنانچہ ہم اون تمام بحثون کو مع اونکی تردید کے
اس مقام پر لکھتے ہین **اقول** جناب مجتہد تو مجتہد عصر ہین واقفیت لغات عرب سے

جو شرط اجتہاد کی ہی خوب سب ہی سکتے ہین ہو جین تو کیا منصب لکھتا ہون کہ اونکی حرف گیری کرون مگر فاضل بت شکن کا شعر در باب تخطیہ ہندو سکے مینے دیکھا ہی اوسکو لکھتا ہون شعر

[illegible] این خلافت زر آ [illegible] دگر اینکہ نباید بجای [illegible]

[illegible] اور اس آیت کو در باب رد وجوب تقلید کے نص سمجھنے [illegible] مجتہد عصر کی ہی اور ہم اس آیت مین کچھ تاویل بھی نہین کرتے بلکہ جو معنی اوسکے از روے لغت کے ہین اوس سے اصلا تجاوز نہین کرتے البتہ مجتہد عصر خلاف لغت کے تاویل باطل آیت مین فرماتے ہین کہ انما کو واسطے حصر کے برخلاف لغت کے ٹھہراتے ہین اور اپنا عیب ہمپر لگاتے ہین **قال** بحث اول متعلق زمانۂ نزول آیت **اقول** شروع کتاب مین آپنے بہت شد و مد سے یہ بات فرمائی ہی کہ صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہہ کی تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے اور ہمنے اوس مقام پر لکھا ہی کہ جہان آپ اپنے اس عہد کو نہ نباہینگے اوسی جگہہ ہم آپ کو سلام کرینگے اب وہ وقت آگیا ہی کہ آپ بجز تقلید کے ایک حرف بھی زبان سے نہ لاوینگے اور ہم آپ کو وہ معاہدہ یاد دلاوینگے **قال** یہ آیت سورۂ محمد صلعم مین ہی اور ہم دعوی کرتے ہین کہ سورۂ محمد مکے مین بزمانہ فتح مکہ یعنی سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اس دعوے کے ثبوت پر تین قطعی دلیلین ہین **اقول** ناظرین اس بحث کو اول سے تا آخر دیکھ لین کہ کسی دلیل سے مجتہد عصر کی دعوی اونکا یعنی نزول آیت کا زمانہ فتح مکہ یعنی رمضان سنہ ہجری مین ثابت نہین اور جسقدر اس باب مین اونھون نے دلائل پیش کین ہین سب مبنی بر تقلید اور بے سند مثلاً ابن عباس کا قول لکھا تو اوسکی کچھ سند نہین بلکہ وہ بھی صرف مبنی بر تقلید اور تقلیدی اقوال سے بھی مدعا ثابت نہین ہوتا بعض اقوال سے جو یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ یہ سورہ مکیہ ہی ظاہر اوہ اقوال علماے حنفیہ کے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ قبل از ہجرت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اسمین یہ اشارہ تھا کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور بشارت

تھی کہ تم کفار پر فتح پاؤ گے بعد ازان آیات سورۂ انفال و برائۃ سے آیۃ من و فدا کی منسوخ
ہو گئی اور تفصیل اسکی آگے آوے گی پس مجرد یہ قول کہ یہ سورہ مکیہ ہی واسطے اثبات اس امر
کے کافی نہین ہی کہ اون قائلین کا مطلب یہ ہی کہ یہ آیت بزمان فتح مکہ نازل ہوئی ہی کیونکہ بہت
سورتون کی نسبت یہ لکھا ہی کہ یہ مکیہ ہین اسسے یہ لازم نہین کہ وہ زمان فتح مکے مین نازل
ہوئی ہون پس اگر سورۂ محمد صلعم کی نسبت کسی نے یہ لکھا کہ مکیہ ہی تو اس سے کیونکر لازم آیا
کہ زمانہ فتح مکے مین نازل ہوئی کیا لفظ مکیہ منسوب طرف فتح مکہ کے ہی جو مجتہد عصر نے ایسا
گمان فاسد کیا ہی اب ہم دلائل قطعیہ مجتہد عصر کی طرف متوجہ ہوتے ہین **قال** اول یہ کہ تفسیر بیضاوی
مین لکھا ہی کہ بعض علما کا قول ہی کہ سورۂ محمد صلعم مکے مین نازل ہوئی ہی **اقول** ذرا فرمایئے
معاہدے کو اور اپنے دعوے ترک اتباع و تقلید کو صلات علی الاسلام و صلات عین البکاء
اور بعد ازان یہ التماس ہی کہ بعض علما کا قول بھی سہی مگر یہ تو کسی نے بھی نہین لکھا کہ بروز
فتح مکہ نازل ہوئی پھر آپ کا مدعا کہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی اس قول غیر ثابت سے بھی ثابت نہوا دوسرے یہ کہ حضرت
ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہی چنانچہ تفسیر کبیر مین تحت آیۃ کریمۃ
ما کان لنبی ان یکون لہ اسری یہ قول ابن عباس کا مندرج ہی **اقول** یاد فرمایئے
معاہدہ اور دعوی ترک اتباع کو بڑا تعجب ہی کہ آپ نے اوس مضمون کو جو تفسیر کبیر مین بعد نقل
قول ابن عباس کے لکھا ہی اس جگہ بیان نکیا حالانکہ صاحب تفسیر مذکور نے اس قول کی
بدلیل قوی تضعیف کی ہی اور صاف لکھا ہی کہ لیس کذلک یعنی یہ بات نہین پس آپکی وہ مثل
ہی کہ الغریق یتشبث بکل حشیش علاوہ بران قول غیر ثابت ابن عباس مین بھی جو تفسیر
کبیر مین منقول ہی یہ نہین کہ آیۃ من و فدا زمانہ فتح مکہ مین نازل ہوئی اور نزول بعد جنگ بدر
مستلزم نزول کا بروز فتح مکہ نہین ہی پس اس قول ضعیف سے بھی دعوی مجتہد صاحب کا کسی
طرح ثابت نہین ہو سکتا **قال** تیسرے یہ کہ علمائے حنفیہ جو یہ کہتے ہین کہ یہ آیت بدر کی لڑائی
مین اوتری تھی **اقول** یہ کسیکا قول نہین صاحب ہدایہ نے لکھا ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی اور

اسی طرح پر صاحب توضیح اور صاحب فتح القدیر لکھتے ہین اونمین سے کسی نے یہ نہین کہا کہ
یہ آیت بدر کے روز نازل ہوئی ہی پس اسکی بنا پر جسقدر مجتہد عصر نے لکھا ہی ہمکو اوسکی طرف
توجہ ضرور نہین ہان اسقدر ہمکو لکھنا ضرور ہی کہ یہ تیسری دلیل مجتہد عصر کی ہی اس امر کے اثبات
پر کہ یہ آیت بروز فتح مکے کے نازل ہوئی ہی مگر یہ دلیل کسی طرح پر مجتہد عصر کی مدعا پر دلالت
نہین کرتی اگر بالفرض کسی نے یہ کہا بھی ہو کہ یہ آیت بدر مین اوتری ہی اور اوسکا وہ قول غلط
بھی نہو تو بھی یہ امر کیونکر ثابت ہوا کہ وہ آیت فتح مکہ کے دن اوتری ہی پس غلطی مجتہد عصر
کی اس قول سے استدلال کرنے مین مہر نیمروز سے زیادہ روشن ہی ارباب عقل کی جناب مین التماس ہی کہ وے
تینون دلیلون پر مجتہد عصر کی نظر فرماوین اور انصاف کرین کہ یہ کیسے مجتہد عصر ہین کہ ان
دلائل کو جنسے ایک ذرہ بھی ثبوت نزول آیت کا فتح مکہ مین نہین دلائل قطعیہ و پر ثبوت مذکور
کے فرماتے ہین اگر انھین کا نام دلائل قطعیہ ہی تو دیکھیے کہ دلائل ظنیہ کیا تماشا دکھاوین اب
ہم کہتے ہین کہ الحق احق ان یتبع خود اوس سورہ کے مضمون کو دیکھنا چاہیے کہ اوس سے
کیا معلوم ہوتا ہی آیا یہ معلوم ہوتا ہی کہ مکی ہی یا مدنی ہی اگر مدنی ہی تو کس زمانے مین نازل ہوئی ہی
مین کہتا ہون کہ یہ سورۃ ظاہرا مکیہ نہین ہی کیونکہ اسمین یہ آیت ہی کہ وَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ ھِیَ اَشَدُّ
قُوَّۃً مِّنْ قَرْیَتِکَ الَّتِیْ اَخْرَجَتْکَ بہت قریے قوت مین شدید تر تھے تیرے قریے سے
جسمین سے نکال دیا وہان کے رہنے والون نے تجکو پس ظاہر ہوا کہ بعد ہجرت پیغمبر صلعم کے یہ
سورۃ نازل ہوئی پس ظاہرا مدنی معلوم ہوتی ہی اور چونکہ اسی سورۃ مین ہی وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَۃٌ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ مُّحْکَمَۃٌ وَّذُکِرَ فِیْھَا الْقِتَالُ رَاَیْتَ الَّذِیْنَ
فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ یَّنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ نَظَرَ الْمَغْشِیِّ عَلَیْہِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰی لَھُمْ طَاعَۃٌ وَّ
قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰہَ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ کہتے ہین وہ لوگ
جو ایمان لائے ہین کیون نہین اوتاری گئی سورۃ (یعنی فرضیت جہاد مین) پس جب نازل
ہو گئی کوئی سورۃ محکمہ اور ذکر کیا جاویگا اوسمین لڑائی کا تو دیکھے گا تو اون لوگونکو جنکے دل مین

[illegible]

بیماری ہی کہ تکتے ہیں تجکو تکنا اوسکا سا جس پر بیہوشی موت کی چھاگئی ہو پس خرابی ہی اونکی اطاعت
اور بات اچھی بہتر ہی پس جب پکا ہو جاویگا وہ کام (یعنی واجب ہو جاویگا جہاد) تو اوسوقت اگر
سچے رہیں گے تو بہتر ہوگا اونکے لیے اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ سورۃ فرضیت جہاد کے
پیشتر اوتری ہی جسوقت میں کہ مسلمان آرزو کرتے تھے کہ جہاد فرض کیا جاوے اور اس باب
میں حکم قرآن نازل ہووے پس نزول اس سورۃ کا اوائل سنین ہجرت میں جنگ بدر
سے پیشتر قبل از فرضیت جہاد صاف عیان ہی اگر کوئی یہ کہے کہ اس سورۃ میں جو آیت ہے
کہ اذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب کہ جب مقابلہ میں ہو تم اون لوگون کے جو
کافر ہیں پس مارنا گردنون کا ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہاد پیشتر فرض ہو چکا ہی تو جواب
اوسکا یہ ہی کہ یہ بھی واسطے استقبال کے ہی جیسا کہ فاذا عزم الامر میں بیان کیا گیا یعنی جب
آیندہ ایسا ہو کہ تمھارا مقابلہ کفار سے پڑے تو اونکو خوب قتل کیجیو اسلیے کہ حرف اذا جو
واسطے غیر مفاجات کے ہی غالب اوسمین یہ ہی کہ متضمن ہوتا ہی معنی شرط کو اور ظرف ہوتا ہی
استقبال میں قال تعالی اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون جب
بلاویگا تمکو بلانا زمین سے اوسوقت میں تم نکل آؤگے قال الشاعر والنفس راغبۃ اذا
رغبتها واذا ترد الی قلیل تقنع پس اس آیت سے فرضیت جہاد کی ثابت نہیں ہوتی البتہ
اشارہ نکلتا ہی کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور اوسوقت تمکو یہ کام کرنا ہوگا جب یہ امور متحقق
ہولے تو اب ہم یہ کہتے ہیں کہ دعوی مجتہد صاحب کا کہ یہ سورۃ ایام فتح مکہ میں نازل ہوئی ہی
تمامتر غلط ہی اور خود اوسی سورۃ سے تکذیب مجتہد عصر کی ثابت ہی علاوہ بران ایک دلیل
اور علماے حنفیہ کی طرف سے اسپر قائم ہوئی ہی کہ یہ سورۃ قبل از واقعہ بدر نازل ہوئی ہی
چنانچہ ہم اوسکو آیندہ لکھینگے اور ہرگاہ کہ مجتہد عصر کے پاس کوئی دلیل قوی یا ضعیف کہ
جس سے یہ گمان بھی پیدا ہووے کہ یہ سورۃ ایام فتح مکے میں نازل ہوئی ہی نہیں ہی تو دعوی
اونکا بمقابلہ دلائل مذکورہ کے ہرگز لائق التفات کے بھی نہیں ہی کیونکہ دعوی بلا دلیل

فی نفسہ لائق التفات کے نہین ہوتا چہ جائیکہ بمقابلہ اوسکے دلائل موجود ہون —

فائدہ جلیلہ مجتہد عصر یہ امر ثابت نہ کرسکے کہ آیت اما منا بعد واما فداء بعد فتح مکہ نازل ہوئی ہی تو آیندہ جہان مجتہد عصر اسکے اثبات کا حوالہ دینگے ہم یہین الفاظ اوسکا رد کرینگے کہ دیکھو فائدہ جلیلہ قال بحث دوم متعلق معنی حصر امام ابوحنیفہ صاحب تو قیدیون کا چھوڑنا کسی طرح جائز نہین سمجھتے اقول مذہب حنفیہ ہمنے اوپر بیان کردیا ہی قال مگر امام شافعی صاحب اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہین کہ قیدیون کا قتل کرنا بھی جائز ہی اور لونڈی و غلام بنانا بھی جائز ہی اور احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دینا بھی جائز ہی اقول فتح القدیر مین لکھا ہی کہ بقولنا قال مالک و احمد اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام مالک اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالی اسپر متفق ہین کہ بدون فدیہ کے چھوڑ دینا قیدیون کا اونکے کفر پر جائز نہین ہی قال جن بزرگون نے قیدیون کی نسبت چارون امر یعنی قتل و استرقاق و من و فداء جائز قرار دئے اونہون نے یہ دیکھ لیا کہ تمام غزوات مین کیا کیا واقع ہوا اور اوس سبکو اونہون نے جائز قرار دیا اقول اونپر واجب تھا کہ افعال و اقوال رسول اللہ صلعم پر غور فرمائین چنانچہ اونہون نے اونپر بہت احتیاط سے جیسا کہ چاہیے غور فرمائی قال مگر غور صرف اسپر کرنا تھا کہ جب قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا اوسکے بعد کیا کیا ہوا اقول صرف اسپر غور کرنا اور حالات سابقہ پر توجہ نکرنا یہ کام نادانون اور بے احتیاطون کا ہی مجتہدین امت نے سب حالات سابقہ اور مستقبلہ پر غور فرمائے تھی اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے تو اس آیت پر اور حالات سابقہ و حالات مستقبلہ پر بخوبی غور کرکے چارون امر جائز رکھے ہین اگر وہ اس آیت پر غور نفرماتے تو من و فدا کو کیون جائز ٹھہراتے کیونکہ دوسری آیت جو غزوہ بدر کے قیدیون مین نازل ہوئی تھی اوس سے تو من و فداء کی ممانعت ظاہر تھی اور اونہون نے بعد کے حالات پر بھی بخوبی غور کی اور غزوہ اوطاس کے سبایا پر بھی نظر کی اور آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی شان

نزول اور اوسکے کلمات کی مفہوم پر خوب غور کی ہو تب اونھون نے یہ چارون امر جائز ٹھہرائے ہین **قال** یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہی کہ اوسکے بعد بجز من و فدا کے اور کچھ نہین ہوا **اقول** جھوٹھی بات ہی بلکہ برعکس اوسکے بخوبی ثابت ہوگیا ہی کہ ہوازن وغیرہ کے بعض قیدی قتل کیے گئے اور بعض کو رقیق بنایا گیا اور غزوہ اوطاس کے قیدی لونڈی غلام بنائے گئے **قال** بہرحال منشا ان اختلافات کا کچھ ہی ہو جبکہ مابعد کے عالمون نے ائمہ مین یہ اختلاف دیکھا تو اپنے اپنے مذہب کی طرفداری سے آیہ کریمہ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً مین جو صریح حصر ہی اوسپر کج بحثی شروع کی اور کہا اسسے حصر ہی مراد نہین ہی **اقول** انصاف کرو اور اسوقت حب جاہ اور تقلید دوستون کو برطرف کرکے فرماؤ کہ کج بحثی آپ کی ہی یا اونکی آپ مدعی حصر کے ہین آپنے کون سی دلیل اسپر پیش کی کہ اما واسطے حصر کے ہی جسقدر معانی علمای لغت نے اما کے لکھے ہین اومین تو حصر کا نام بھی نہین ہم بدلائل دعوی حصر کو باطل کر چکے ہین آپنے جو خلاف لغت ایک بات طبیعت سے گڑھکر لکھدی تو فرمائیے کہ کج بحثی آپکی ہی یا اونکی تعجب ہی کہ آپ اپنے دل مین کچھ نہ شرمائے اور دوستون کی طرفداری سے جو ایک بات طبیعت سے گڑھی تھی اوسکو کج بحثی تصور نہ کرکے اپنے جرم کا الزام صلحا اور علما پر لگانے لگے آپ کی وہ مثل ہی کہ اولٹا چور کوتوال کو ڈانڈے واقع مین یہ بات ٹھیک ہی اون لوگون کا ایک کمال یہ بھی ہی کہ آپ سے لوگ اوپر طعن کیا کرین ولنعم ما قال واذا اتتک مذمتی من ناقص فهی الشهادة لی بانی فاضل **قال** چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ امّا و انّما للحصر وحالهم بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق والمن والفداء نقول المن **اقول** واہ جناب مجتہد صاحب گرے تو ایسے گرے کہ اثبات معنی لغت پر فخر رازی کے قول کو تقلیدًا سند لائے جسکو آج تک کسی نے علمائے لغت اور علمائے علوم عربیہ مین شمار بھی نہین کیا پھر اس بات کو تو ہم ہرگز پسند نہ کرینگے

کہ ایک معاملہ مین تو فخر رازی کی تقلید اور دوسرے جزو مین اوسپر انکار شدید اِنَّمَا کو جو اونھون نے مثل انما کے واسطے حصر کے ازراہ غلطی سکے قرار دیا اوس غلطی مین تو آپ اونکی پیروی اور تقلید کرنے لگے اور جو اونھون نے بعد غلطی سکے اوس غلطی کے نتیجہ غلط کے دفع کرنیکے لیے توجیہ کی تو اوسپر نام دھرنے لگے یعنی لغت مین فخر رازی اصلا سند نہین وہ علما لغت مین سے نتھے مشاہیر نحاۃ مین سے بھی نتھے علماے بیان مین سے بھی نتھے پس جو اونھون نے اِنَّمَا کو معنی انما کے برخلاف لغت عرب اور برخلاف ائمہ لغت و نحو و بیان سکے تسلیم کیا تسلیم اونکی سراسر غلط تھی اوس غلطی کی آپ نے محض تقلیدًا پیروی کی یہ بات آپ کی قابل تسلیم نہین مگر چونکہ پھر بھی فخر رازی کمال رکھتا تھا باوجود غلطی کرنیکے معنی لغت مین غلطی سکے نتیجہ سے اوٹ پلٹ کر نکل گیا خرابی تو ناقصون کی ہی کہ خود بصیرت نہین رکھتے اور کسی صاحب کمال کا ہاتھ نہین پکڑتے اس سبب سے ہمیشہ مبادی اور مقاصد مین غلطی مین ہی پڑے رہتے ہین اگرچہ ہمکو کچھ ضرورت کسی بحث کی اس امر مین نہین کیونکہ یہ توجیہ فخر رازی کی مبنی اوپر بناے فاسد کے ہی مگر پھر بھی ہم شرح کرتے ہین عبارت تفسیر کبیر کی جس سے مجتہد عصر نے استدلال فرمایا ہی تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ بفرض تسلیم حصر کے بھی آیۂ مستدلہ اوپر ممانعت قتل و استرقاق کے دلالت نہین کرتی قال فی تفسیر قولہ تعالی فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰی اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ حتی لبیان غایۃ لا مہلا لبیان غایۃ القتل والقتل جایز حتی جواثخنتموہم پر داخل ہی واسطے بیان غایۃ امر کے ہی نہ واسطے بیان غایۃ قتل کے حال یہ ہی کہ قتل تو جائز ہی یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ بعد اثخان قتل جائز نہ رہا اور غایۃ قتل اثخان ہی تک ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ حکم وجوب قتل کے غایۃ اثخان ہی کہ بعد اثخان قتل واجب نہ رہا بلکہ جائز ہو گیا یعنی پیش از اثخان بجز قتل کے اور کچھ نتھا اب سواے قتل سکے وہ امور جو آیۂ مذکور میں مشروع ہو گئے اور قتل بھی جائز رہا کہ بحسب مصالح جا ہین قتل کرین جاہین امور مذکورۂ مابعد پر عمل کرین

واذا تحقق المثخن بالشيخ الهرم والمراد كما اذا قطعت يداه ورجلاه فنهي عن قتله
اور جب لائق ہو جاوے مثخن ساتھ بوڑھے بیکار کے یعنی کٹ جاوین اوسکے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن
تو نہی کی گئی ہے اوسکے قتل سے یعنی جب مثخنین کا ایسا حال ہو جاوے کہ مانند پیران
ضعیف کے تمامتر بیکار ہو جاوین تو جو نہی احادیث مین پیران ضعیف کے قتل کی وارد
ہے وہ نہی اونکو بھی متناول ہوگی اور قتل اونکا منہی عنہ ہوگا ثم قال تعالی فشدوا الوثاق
امر ارشاد مشکین باندھنے کا امر امر ارشاد ہے یعنی امر استحبابی ہے امر وجوبی نہین کہ مانع جواز
قتل ہووے ثم قال تعالی فاما منا بعد واما فداء وفیہ مسائل المسئلة الاولے
اما وانما للحصر وحالهم بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق
والمن والفداء فنقول هذا ارشاد فذکر الامر العام الجائز فی سائر الاجناس والاسترقاق
غیر جائز فی اسر العرب فان النبی صلعم کان معهم فلم یذکر الاسترقاق واما القتل
فلان الظاهر فی المثخن الازمان ولان القتل ذکر بقوله فضرب الرقاب فلم یبق
الا الامران انتہی اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ اما اور انما واسطے حصر کے ہے اور
حال اونکا بعد قید غیر منحصر ہے اون دونون امرین بلکہ جائز ہے قتل اور استرقاق اور من اور فداء
پس کہتا ہون مین کہ یہ امر ارشادی ہے یعنی وجوبی نہین پس ذکر کیا وہ امر عام کہ سب اجناس
مین جاری ہے اور استرقاق ناجائز ہے عرب کے قیدیون مین کہ تھے پیغمبر اونکے ساتھ
اسی سبب سے استرقاق کا ذکر نکیا گیا اور قتل تو اس واسطے کہ ظاہر مثخنین مین بیکار ہو جاتا ہے
اور اس سبب سے بھی کہ ذکر کیا ہے قتل کا اس قول سابقہ مین فضرب الرقاب پس
باقی رہے مگر وہی دو امر یعنی من و فداء فقط خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ من اور فداء کا حکم وجوبی نہین
بلکہ استحبابی ہے اور دو چیزین جو مستحب ہون اونکے خاص ذکر کرنے سے نامشروع ہونا اور
مباحات کا لازم نہین آتا اور چونکہ استرقاق عرب جائز نہین اور مثخنین مین اکثر بھی ہاتھ ہی
کہ وسے بیکار ہو جاتے ہین کہ اونکا قتل منہی عنہ ہے اور سوا اسکے قتل کا جواز قول سابق یعنی

فضرب الرقاب سے بھی ظاہر ہی چنانچہ توجیہ اسکی اوپر مذکور ہو چکی ہی پس واسطے بیان استحباب
اور فضیلت کے منجملہ چارون صنفون مذکورہ کے یہی دو صنف یعنی من و فداء باقی رہ گئین
پھر آگے لکھتے ہین والفدا یجوز ان یکون بالمال وان یکون بغیرہ من الاسرٰی او شرط یشترط
علیہم او علیہ وحدہ اور فدا جائز ہی کہ مال ہووے اور یہ کہ سواے مال کے ہو کہ اوسکے
بدلے قیدی لیے جاوین یا کوئی شرط اون سب پر یا صرف اکیلے اسی شخص پر لگائی جاوے
پھر مسئلۂ ثالثہ کے آخرین لکھتے ہین المقصود ھھنا ارشاد المؤمنین الی الفضائل مقصود
اس جگہ ارشاد مومنین کا ہی طرف فضیلت کے یعنی حکم من و فداء کا ایجابی نہین ہی بلکہ امر
فضیلت و ندب ہی غرضکہ تفسیر امام رازی کی مطابق بھی باوجود تسلیم کر لینے اس امر کے کہ اما
واسطے حصر کے ہی وجوب من و فدا اور ممنوع ہونا قتل و استرقاق کا لازم نہین آتا غایۃ الامر
یہ ہی کہ من و فدا مستحب ہی اور قتل و استرقاق سے افضل ہی اور مجتہد عصر نے کوئی دلیل وجوب
من و فدا کی بیان نہین کی کہ حصر بین الواجبین مستلزم عدم جواز امر ثالث کا ہووے اب ہم یہ دیکھتے
ہین کہ مجتہد عصر فخر رازی کے اقوال کو کن کن وجوہ سے رد کرتے ہین مخفی نرہے کہ فخر رازی نے
بعد تسلیم معنی حصر کے جو توجیہ کی ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ ذکر من و فدا کا ارشاد ہی اس امر کا کہ
یہ دونون باتین جمیع اجناس عرب و عجم مین جائز ہین اور استرقاق عرب کے لوگونکا جائز نہین کیونکہ پیغمبر خدا صلعم
اونہین سے تھے اسلیے ذکر استرقاق کا نکیا گیا تاکہ عموم اوسکا بھی سمجھا جاوے رہا قتل تو اوسکا حال یہ ہی کہ شد
وثاق مثخنین کا ہی اس آیت مین حکم ہی کیونکہ شدوا الوثاق مین کلمہ الوثاق معرف باللام ہی تو لام تعریف بعوض مضاف الیہ
ہی یعنی اصل مین شدوا وثاقہم تھا مضاف الیہ جو ضمیر راجع طرف مثخنین کے تھی اوسکو حذف
کرکے لام تعریف اوسکے عوض مین لے آئے اور چونکہ شدوا الوثاق صرف مثخنین ہی ٹھہری
اور مثخنین بالیقین ناکارہ ہاتھ پانون سے اپاہج معذور ہی ہونگے پس وجوب قتل انسے
ساقط ہو گیا پس کوئی تغییر باقی نرہی مگر یہی دونون امر یعنی من و فدا اور علاوہ بران قتل کا حکم
کلمہ فضرب الرقاب سے ثابت ہی مگر غیر مثخنین پر تو وہی واجب رہا مثخنین مین واجب نرہا

غایت وجوب قتل امتحان تک تھی اور رفع وجوب سے جواز باطل نہین ہوسکتا مجتہد عصر ایک
حرف بھی تقریر فخر رازی کا نہین سمجھے پہلے ہی غلطی تو یہ کی کہ اوسنے جو یہ لکھا تھا (فلان الظاہر
فی المتخنین لان زمان) لفظ ازمان کا یہ مطلب سمجھے کہ اسکے لیے کچھ زمانہ چاہیے کہ لفظ ازمان کو
مادۂ زمان سے جو بمعنی ساعات ہی تصور فرمایا اور اوسی طرح پر اوسکا ترجمہ کر دیا کیا کرین مجبور ہین
لغت عرب سے آگاہی حاصل نہین مادہ معروف ہی پر اوسکو حمل فرمایا یہ غور نہ کی کہ فخر رازی
کی عبارت مین لفظ افعال ہی کہ دلالت کرتا ہی اوپر اشتقاق کے اور زمانہ جامد ہی شاید کہ اوسکو
افعال بفتح ہمزہ بصیغۂ جمع تصور کیا اور یہ غلطی بالائے غلطی ہی چونکہ لغت عرب سے واقف
نہین ہین عبث مدعی اجتہاد ہوئے ہین ہر جگہہ پر غلطی پر غلطی کرتے چلے آتے ہین حالانکہ
ازمان جو تفسیر کبیر مین یہان واقع ہی زمانہ سے نہین بلکہ زمانت سے ہی جسکے معنی ہین آفت
زدہ ہوجانا جاندار کا چنانچہ کہتے ہین کہ فلانے کو مرض مزمن لاحق ہی یعنی ایسا مرض ہی کہ

جسنے اوسکو بیکار اور ماؤف اور معذور کر دیا ہی صراح زمانۃ بالفتح برجای ماندگی عم ک ا

ف ۲ رجل زمن آفت منہ با اینہمہ غلط کاری کے مجتہد صاحب فخر رازی پر معترض ہو کر فرماتے
ہین **قال** جو لغویت اس تقریر کی ہی وہ خود اوس سے ظاہر ہی اول تو یہ کہنا غلط ہی کہ قوم
عرب کا استرقاق ناجائز تھا **اقول** کوئی دلیل اسپر لائے ہوتے یا اونکے دلائل کو رد کیا
ہوتا عدم جواز استرقاق عرب کے جو لوگ قائل ہین وے اسپر کئی دلیلین پیش کرتے ہین اول
حدیث متفق علیہ قریش والانصار و مزینۃ و اسلم و غفار و اشجع موالی لیس لہم مولی دون
اللہ ورسولہ یعنی قریش اور انصار اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع یہ خود آقا ہین نہین ہی اونکا
کوئی آقا سوائے خدا اور رسول کے دوسری حدیث جسکا ذکر آگے آویگا ایک کنیز عائشہ رض
کی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے عائشہ رض سے فرمایا کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل آزاد کر دے
اسکو کیونکہ یہ اولاد اسمعیل ع سے ہی تیسری دلیل اونکی یہ ہی کہ پیغمبر اوسی قوم مین سے ہین اور
جسطرح پر استرقاق بنی اسرائیل شریعت موسوی مین جائز نہ تھا اسی طرح استرقاق بنی اسمعیل کا

شریعت محمدیہ مین جائز نہین کہ جامع دونون مین ایک ہی بات ہے بدون رد وجوہ خصم تحکما یہ بات کہدینی کہ یہ کہنا غلط ہے ہرگز مقبول نہین ہوسکتی چندسے بعد دربارہ اعتاق جاریہ تمیمیہ کے آپ نے خود سبب اعتاق اسکو قرار دیا ہے فانہا من ولد اسمعیل کہ وہ اولاد اسمعیل ہے پھر آپ اس باب مین فخر رازی پر کسطرح پر معترض ہوسکتے ہین قال اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم استرقاق سے مستثنیٰ تھی تو اوسکو مستثنیٰ کرتا نہ یہ کہ اوس حکم کے بیان ہی کو متروک کیا جاتا اقول جناب آپ بھی تھوڑے عرصے کے بعد المشرکین سے مشرکین عرب مراد لیتے ہین چنانچہ عنقریب بحث اوسکی آتی ہے پس اگر فخر رازی نے بھی الذین کفروا سے کفار عرب مراد لیے اور وہی وجہ پیش کی ہوتی آپکا پیش کی کہ تمام کفار سے مقابلہ اور اونکی گردنین مارنی تو محال عادی ہے پیش کی اور بسبب خصوصیت آیت کے کفار عرب سے کچھ ضرورت استثنا کی نہ سمجھی تو اب کس موںہہ سے اوسپر معترض ہوسکتے ہین قال اور ازمان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا یا جو حکم قتل عین لڑائی مین ہے اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت منسوب کرنا ایسی لغو باتین ہین کہ کوئی اوسپر التفات نہین کرسکتا اقول دونون اعتراض مجتہد عصر کے بلا دلیل اور محض لغو ہین امام رازی کا یہ مطلب ہے کہ پیش از زمان من اور فدا او قتل مین حصر تھا یعنی کفار عرب اولاد اسمعیل کے حق مین سوائے من اور فدا اور قتل کے اور کسی چیز کا حکم نتھا بعد ازمان قتل واجب نرہا پس دو ہی صورتین باقی رہگئین سوا اونکے جو بیان کیا گیا اس تقریر مین کیا لغویت ہے وجہ لغویت تو بیان فرمائی ہوتی اسی طرح پر یہ جو فرماتے ہین کہ جو حکم قتل عین لڑائی مین ہے الخ یہ بھی بلا دلیل ایک لغو بات ہے مجتہد عصر اسپر اگر کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش کرین کہ جملہ احکام جو عین لڑائی مین ہین بعد لڑائی کے وہ مبدل ہوجاتے ہین اور مبدل ہوجانا اونکا ضروری ہے ہم کہتے ہین کہ یہ بات غلط ہے دیکھو بنی قریظہ کے مقاتلین کو اسیر کرکے قتل کرایا گیا اگر قول مجتہد عصر کا صحیح ہوتا تو اونکو ہرگز قتل نہ کرایا جاتا سوا اسکے امام رازی جو یہ لکھتے ہین کہ یہ امر ارشادی ہے یعنی ایجابی نہین ہے اسکا کیا جواب ہے مجتہد صاحب سے

اسپر نہ کچھہ اعتراض کیا نہ ایجاب ثابت کیا غرضکہ ایک بات بھی امام رازی کی مجتہد عصر سے اوٹھہ نہ سکی اور مجملاً اسقدر بلا دلیل کہدیا کہ یہ بات لغو ہی دلیل عجز اور سراسر لغو ہی اور صلا قابل التفات نہین **قال** بحث سوم نسبت معنی مَنّ و فدا مَنّ کے معنی قیدیون کو اونپر احسان رکھہ کر اور فدا کے معنی کچھہ لیکر چھوڑ دینے کے ہین اور یہ ایسے معنی ہین کہ کوئی بھی اس سے انکار نہین کرسکتا **اقول** مَن کے یہ معنی نہین بلکہ معنی مَنّ انعام ہین چنانچہ علماے لغت اسپر متفق ہین اور آیہ ایسی بات ہی کہ کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ **قال** تفسیر احمدی مین لکھا ہی کہ مَن کے معنی قیدی کافر کو بغیر کچھہ لیے چھوڑنے کے ہین اور فدا کے معنی کچھہ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے مین کافر قیدی کو چھوڑ دینے کے ہین المن ان یترك الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منه شئ والفداء ان یترك ویاخذ منه مالا او اسیرا مسلما انتھے **اقول** جناب آپ یہان خیانت کو کام مین لائے اور تھوڑی عبارت جو اس سے پہلے ہی چھوڑ دی ورنہ معلوم ہوجاتا کہ یہ معنی مطلق مَن کے نہین بیان کیے بلکہ اوس مَنّ کے ہین جسکی صاحب شارح وقایہ نفی کا قائل ہی اور یہ قول بھی تفسیر احمدی مین قول شارح وقایہ کا نقل کیا ہی چنانچہ عبارت اوسکی یہ ہی کہ وقال فی شرح الوقایة وقتل الاساری او استرقھم او ترکھم احرارا ذمة لنا ای لیکونوا اھل ذمة لنا ونفی منھم وفداءھم والمن ان یترك الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منه شئ والفداء ان یترك ویاخذ منه مالا او اسیرا مسلما یعنی کہا ہی شرح وقایہ مین اور قتل کرے امام قیدیون کو یا رقیق کرے اونکو یا چھوڑے اونکو ذمی ٹھہرا کر اور نفی کی اونکی مَن اور فداء اور یہ مَن (یعنی جسکے نفی کا حکم ہی) یہ بات ہی کہ قیدی بغیر کچھہ لیے چھوڑ دیا جاوے اور یہ فدا یہ بات ہی کہ بدلے مین مال یا قیدی مسلمان کے چھوڑ دیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ یہ تعریف مَن کی جو شرح وقایہ مین ہے مطلق مَن کی نہین بلکہ اوس مَن کی ہی جسکی نسبت وہ لکھتا ہی

که نفی المن الخ جب یه امر تحقیق هوا که من کے معنی مطلق احسان اور انعام کے هین پس وه مشتمل هی
اوپر هر طرح کے احسان کے پس منجمله اوسکے یه بهی ایک صورت احسان کی هی که جان بچا دیجاوے اور قید بنا لیا جاوے
یا جزیه لیکر ذمی کردیا جاوے **قال** یه تمام تاویلین بلکه تحریفین صحیح معنون کی غلط اور خیالی
معنون کی طرف صرف بات کی پیچ اور مذهب کی طرفداری اور تقلید کی گمراهی کے سبب
کی گئی هین **اقول** بات زبان سے کهدینی بهت آسان هی مگر جو بات زبان سے
نکالی جاوے اوسکو ثابت کرنا لازم هی کوئی دلیل تحریف اور غلطی کی لکهی هوتی اور اگر آپ
دل مین انصاف کرین اور ایمانداری کو هاتهه سے ندین تو یه توجیه اون توجیهات سے
هزاران هزار درجه بهتر هی که جو آپ نے معنی ملکت ایمانکم مین اور معنی افاء الله اور معنی اثما
مین کی هین کیونکه یه توجیه گو که کیسی هی هو مگر خلاف لغت کے نهین اور آپ کی وه توجیهات
باوجود رکاکت اور زبافت اور انکار مقام کے سراسر خلاف لغت کے هین پس اس توجیه
پر اطلاق تحریف کا کسی طرح پر نهین هوسکتا مگر آپ کی توجیهات پر بلا شک و شبه اطلاق
تحریف اور گمراهی مین کچهه کلام نهین **قال** بحث چهارم متعلق خاص هونے اس آیت
کے اکثر علما سے حنفیه کا قول هی که یه آیة قیدیان بدر سے مخصوص هی اس قول کی غلطی خاص
بحث اول سے بخوبی ثابت هی اسلیے که اوس بحث مین همنے ثابت کردیا هی که بدر کی لڑائی
تک یه آیت نازل هی نهین هوئی تهی **اقول** هم اوپر ثابت کرچکے هین که سوره محمد صلعم
جسمین یه آیت هی جنگ بدر سے پیشتر نازل هوئی هی اور یه بهی هم اوپر لکهه چکے هین که علماے
حنفیه سوره محمد صلعم کو مکیه سمجهتے هین یعنی قبل از هجرت نازل هوئی هی اور بعد اوسکے سورة
انفال کی آیات سے اور سورۂ براءة کی آیات سے منسوخ هوگئی مجتهد عصر جو یه فرماتے
هین که همنے ثابت کردیا هی که بدر کی لڑائی تک یه آیت نازل هی نهین هوئی تهی غلط هی دیکهو
فائده جلیله بحث اول کا آن یهان ایک شبه البته وارد هوتا هی اور وه یه هی که جب جنگ
بدر سے پیشتر یه آیت نازل هوچکی تهی تو پیغمبر خدا صلعم نے جو قیدیان بدر کو فدیه لیکر رها

کر دیا تو اوسپر انکار شدید کیون نازل ہوا کیونکہ اونھون نے بموجب تخییر کے عمل کیا تھا تو علماے حنفیہ اسکے جواب مین یہ کہتے ہین کہ چونکہ آیت مین ایجاب نتھا بلکہ تخییر تھی اور تخییر کے معنی معلوم ہو چکے ہین کہ مستلزم منع غلو کا نہین ہی پس اونکو یہ بھی جائز تھا کہ اساری بدر کو قتل کرین مگر اونھون نے ایک روز انتظار وحی کا اس باب مین کیا کہ کیا کرنا چاہیے اور مشورہ اصحاب رضوان اللہ علیہم سے کیا اور رائین اس باب مین مختلف ہوئین آخر کو جناب پیغمبر صلعم نے ایک بات ازروے اجتہاد کے اختیار کی لیکن اگرچہ اوس بات کی رخصت تھی مگر عزیمت اوسکی خلاف مین تھی اور مقتضاے وقت یہ نتھا کہ اونکو چھوڑ دیا جاوے بلکہ مقتضاے وقت یہ تھا کہ صنادید قریش کو اوسوقت قتل کیا جاوے تاکہ آیندہ جمعیت اونکی کم ہو جاوے اور رعب اسلام دلون پر بیٹھ جاوے اور معاملہ انبیا کا یہ ہی کہ اونپر ایسی عزیمت کے ترک پر بھی انکار شدید اور تہدید کی جاتی ہی پس جو انکار اور تہدید قرآن مین اس فعل پر ہی منشا اوسکا ترک عزیمت ہی اور یہ تقریر اونکی ایسی ہی کہ واسطے رد شبہ مذکورہ کے ہر آینہ کافی ہی مجتہد عصر بھی اوس سے انکار نہین کر سکتے کیونکہ اونھون نے تبیین الکلام مین خود یہ عبارت لکھی ہی کہ البتہ انبیا سے نیک ارادہ اور زیادہ نیکی حاصل کرنے کی نیت سے خطاے اجتہادی کا ہونا ممکن ہی اور ظاہر ہی کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا ہو وہ گناہ شرعی نہین مگر انبیا کی نسبت وہ بھی گناہ ہی انتہی اور علماے حنفیہ یہ بھی کہتے ہین کہ معنی لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم کے یہی ہین یعنی اگر آیت رخصت کی پیشتر خدا کی طرف سے نہ اوتری ہوتی تو تمکو اس لینے پر عذاب رنج ناک پہونچتا لیکن چونکہ پیشتر آیت رخصت اوتر چکی تھی اسلیے مجرد ترک عزیمت پر کچھہ عقاب نہ کیا گیا اور حجت اونکی یہ ہی کہ اگر یہ آیت واقعہ بدر سے پیشتر نازل نہین ہوئی تھی تو اور کون سی آیت تھی جسکا ذکر آیت لولا کتاب من اللہ سبق مین ہی اور بعض مفسرین جو کتاب کے معنی حکم لیتے ہین اور پھر حکم کی شرح یہ کرتے ہین کہ وہ یہ حکم ہی کہ خدا عقاب نہ کریگا مجتہد پر اوسکی اجتہاد مین یا یہ کہ حکم ہے

ہی اور یہ بھی کہ عذاب نہ کریگا اہل بدر کو اور سبق کی جو یہ تفسیر کرتے ہین کہ سبق اثبات فی اللوح المحفوظ یعنی پیشتر ہوچکا ہی ثابت کرنا اوسکا لوح محفوظ مین ان سب کو وے تسلیم نہین کرتے اور وے یہ کہتے ہین کہ ان سب تاویلات مین ارتکاب مجاز غیر متعارف اور حذف چند کلمات کا ہی اور کوئی قرینہ اوسپر قائم نہیں پس حقیقت کو چھوڑ کر مجاز غیر متعارف اور حذف کلمات کثیرہ کا قائل ہونا بلا قیام قرینۂ قویہ کسیکے اصلا جائز نہین ہی اور وے یہ بھی کہتے ہین کہ فرض کیا جاوے کہ یہ آیت جو جواز من و فدا پر دلالت کرتی ہی مدنیہ ہی ہو تب بھی آیت کتاب من اللہ سبق سے مطابق بیان مذکورہ کے لازم آتا ہی کہ نزول اوسکا قبل از واقعہ بدر ہی بعد تمہید ان مطالب کے وے یہ کہتے ہین کہ آیت من و فدا جو قبل از واقعۂ بدر کے نازل ہوئی ہی آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ مناسب نہین پیغمبر کو کہ اوسکے پاس قیدی ہون جب تک کہ نہ مارکر اوے اونکو خاک مین تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا تم ارادہ کرتے ہو یعنی فدیہ لینے سے متاع دنیا کا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ اور اللہ ارادہ کرتا ہی آخرت کا یعنی خدا یہ بات پسند کرتا ہی کہ کفر و شرک روے زمین سے محو کیا جاوے اور کفار کو چھوڑ نجاوے اور دیگر آیات قتل سے منسوخ ہوگئے پس بعد ان حکم من و فدا کا باقی نرہا اگر کوئی یہ کہے کہ اون آیات سے تو صرف قتل کا وجوب دریافت ہوتا ہی پس لازم آیا کہ استرقاق بھی جائز نہو یا یہ کہ ان آیات کو بھی منسوخ ٹھہرایا جاوے تو اسکے جواب مین وہ یہ کہتے ہین کہ بیشک ان آیات سے ایسا ہی مستنبط ہوتا ہی لیکن چونکہ درباب جواز استرقاق کے احادیث صحیحہ قولی و فعلی بہت منقول ہوئی ہین اور وے احادیث از قسم مشاہیر بلکہ متواتر المعنی ہین اور اس قسم کی احادیث سے ہمارے نزدیک زیادت علی النص جائز ہی علاوہ بران آیات وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ الآیہ اور آیہ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ اور آیہ أَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا اور آیہ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

مفسرین ثبوت استرقاق مین سواے اسکے مقصود اصلی یعنی کمزور کردینا محاربین کا
اور گھٹا دینا اونکی جماعت کا جیسا کہ صورت قتل مین ہے صورت استرقاق مین بھی متصور ہے پس
ان دلائل قطعیہ سے زیادت علی النص جائز ہوئی اور اس قسم کی زیادت جانے نزدیک
اگرچہ ایک قسم ہی اقسام نسخ سے کہ پیشتر ایک ہی چیز جائز تھی اب ساتھ اوسکے ایک اور چیز
بھی زیادہ ہوگئی مگر اصطلاح مین اسکا نام زیادۃ علی النص ہے جسطرح کہ آیت وضو مین
صرف پانون کا دھونا فرض تھا مگر بسبب خبر مشہور کے مسح علی الخفین بھی جائز ہوا
پس اب بجز قتل و استرقاق کے کوئی چیز جائز نہین اگر کوئی کہے کہ بعد جنگ بدر کے بھی جہاد
رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا ہے چنانچہ روایات مفصلہ ذیل سے یہ بات ثابت ہے اول
حدیث متفق علیہ بعث رسول اللہ صلعم خیلا قبل نجد فجاءت برجل من بني حنيفة
يقال له ثمامة بن اثال فربطوه بسارية من سواري المسجد فخرج اليه النبي صلعم فقال
ما عندك يا ثمامة فقال عندي خير يا محمد ان تقتل تقتل ذا دم وان تنعم تنعم على شاكر وان كنت تريد المال
فسل منه ما شئت فترك حتى كان الغد ثم قال ما عندك يا ثمامة قال عندي ما قلت لك ان تنعم تنعم على شاكر فتركه
حتى كان بعد الغد فقال ما عندك يا ثمامة قال عندي ما قلت لك قال اطلقوا ثمامة فانطلق الى نخل
قريب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا
رسول الله يا محمد والله ما كان على وجه الارض وجه ابغض الي من وجهك فقد اصبح
وجهك احب الوجوه الي والله ما كان من دين ابغض الي من دينك فاصبح دينك
احب الدين الي والله ما كان من بلد ابغض الي من بلدك فاصبح بلدك احب البلاد
الي الحديث بھیجا پیغمبر صلعم نے سوارون کو بطرف نجد کے پس لے آئے وہ ایک آدمی
کو بنی حنیفہ مین سے کہ اوسکو ثمامہ بن اثال کہتے تھے پس باندھ دیا اوسکو مسجد کے ایک
ستون سے پس نکلے اوسکی طرف پیغمبر صلعم پس اوس سے کہا کہ کیا ہے تیرے نزدیک اے
ثمامہ پس کہا اوسنے خیر ہے اے محمد اگر قتل کریگا تو قتل کریگا ایک جاندار کو اور اگر انعام کریگا

تو انعام کریگا ایک شکر گذار پر اور اگر مال لینے کا ارادہ ہی تو طلب کر جو کچھ چاہے ہے پس وہ بدستور رکھا گیا جب دوسرا دن ہوا تو اوس سے پیغمبر صلعم نے پوچھا کہ کیا ہی تیرے نزدیک ای ثمامہ اوسنے کہا کہ جو مینے کل کہا تھا کہ اگر انعام کریگا تو انعام کریگا ایک شکر گذار پر پھر بدستور رہنے دیا اوسکو یہان تک کہ تیسرا دن ہوا پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی نزدیک تیرے ای ثمامہ اوسنے کہا جو کچھ پہلے مینے کہا ہی پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ کھول دو ثمامہ کو پس گیا وہ نخل کے پاس قریب مسجد کے پھر نہایا پھر داخل ہوا مسجد مین پھر کہا اشہد ان لا آلہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ای محمد قسم خدا کی ہی کہ روے زمین پر کوئی موہنہ میرے نزدیک دشمن تر تیرے موہنہ سے تھا پس اب تیرا موہنہ سب سے زیادہ مجھکو دوست ہو گیا کوئی دین ناپسند تر تیرے دین سے مجکو نتھا اب تیرا دین سب سے زیادہ محبوب ہو گیا تیرا شہر سب سے زیادہ برا تھا میرے نزدیک اب سب سے زیادہ محبوب ہو گیا دوم حدیث مسلم ان ثمانین رجلاً من اھل مکۃ ھبطوا علی رسول اللہ صلعم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ النبی صلعم و اصحابہ فاخذھم سلماً فاستحیاھم وفی رواتیہ فاعتقھم فانزل اللہ تعالی وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ اسی آدمی تنعیم کے پہاڑ سے اوترے بطرف پیغمبر صلعم کے ارادہ کرتے تھے غفلت یا دھوکا دینا پیغمبر صلعم کا پس پکڑ لیا اونکو صلح سے پس زندہ رکھا اونکو اور ایک روایت مین ہی کہ آزاد کر دیا اونکو پس اوتاری اللہ نے یہ آیت کہ خدا وہ ہی جسنے باز رکھا اونکے ہاتھون کو تمسے اور تمھارے ہاتھون کو اونسے بطن مکہ مین ——

حدیث سوم مسلم کان ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل فاوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمربہ رسول اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفائکم ثقیف فترکہ ومضے فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع قال ماشانک قال انی مسلم فقال لو قلتھا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلعم

بالوجلیوا الذین اسراتھما ثقیف تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس قید کرلیا ثقیف نے دو آدمیون کو اصحاب پیغمبر صلعم مین سے اور قید کرلیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی بنی عقیل مین سے پس اوسکو باندھکر دھوپ مین ڈال دیا پس اوسپر گذرے پیغمبر صلعم پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد کس گناہ مین مین پکڑا گیا ہون فرمایا کہ اپنے ہم عہدون کے جرم مین یعنی ثقیف کے پھر بدستور اوسکو چھوڑکر چلے گئے پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد پس اوسپر رحم فرمایا اور پھر آئے اور کہا کہ کیا شان ہی تیری اوسنے کہا مین مسلمان ہون فرمایا کہ اگر تو یہ کہتا اوسوقت مین کہ اپنے اختیار مین تھا تو فلاح پاتا پوری فلاح پھر عوض مین دو قیدیون کے جنکو ثقیف نے قید کرلیا تھا دیدیا اوسکو سو اسکا وے جواب بتفصیل فی ذیل دیتے ہین حدیث اول سے مدعا ہمارا ثابت ہی کہ تین روز تک ثمامہ بن اثال نے درخواست فدیہ دینے اور احسان رکھنے کی کی مگر پیغمبر خدا صلعم نے منظور نہ فرمائی اگر فدیہ یا احسان رکھکر چھوڑ دینا فرض ہوتا تو بیشک اول ہی روز اوسکو چھوڑ دیتے اور تیسرے روز بھی اوسکو ایسا نہین چھوڑا کہ وہ دار حرب کو لوٹ جاوے بلکہ فراست یا وحی کی رو سے جب دریافت ہوا کہ اوسکا مائل بہ اسلام ہی اور تھوڑی سی ملاطفت اور تالیف سے اظہار اسلام کردیگا تب یہ لفظ فرمایا کہ اطلقوہ یعنی کھول دو اوسکو چنانچہ بمجرد کھولدینے کے وہ مسلمان ہوگیا اگر بلا تعرض وہ دار حرب کو لوٹ جاتا تب البتہ استدلال اس حدیث سے گنجایش رکھتا تھا پس یہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہی نہ ہمارے خلاف کی — حدیث دوم سے مدعاے خصم ثابت نہین ہوتا کیونکہ اونکی گرفتاری ٹھہرا نہین ہوئی بلکہ صلحاً ہوئی تھی اور وفاے عہد ہر آئینہ واجب ہی اور یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ کے وقت مراجعت کے حدیبیہ سے ہوا ہی چنانچہ بیان اسکا آگے آویگا حدیث سوم سے ظاہر ہی کہ وہ اسلام کا مدعی تھا پس اوسکا چھوڑ دینا یا اوسکے بدلے دو مسلمان لے لینے ہمارے مدعا کے مضر نہین دیکھی جناب مجتہد عصر اپنے تحقیق اور تدقیق امام الائمہ ابو حنیفہ رح

لی آونکی تحقیق اور دلائل کے مطالعہ کے بعد کون شخص ہی کہ اونکے خلاف اس باب مین آگے
بوسے سکتا ہی اگر آپ کچھہ استعداد رکھتے ہین تو اونکی دلائل کو رد کیجیئے مگر آپ سے انشاء اللہ تعالی
یہ ہرگز نہو سکیگا یہ مسئلہ ہی کہ آپکے زعم فاسد مین یہ تھا کہ اس مسئلہ مین امام ہمام نے غلطی فاش
کی ہی اسی سبب سے بہت شد و مد سے آپنے حسب عادات جاہلان علما سے حنفیہ پر زبان
طعن کی کھولی تھی آپ لوگون کے زعم فاسد مین یہ ہی کہ امام ہمام قیاس پر زیادہ عمل کرتے
ہین اور احادیث و آیات کی طرف توجہ کم فرماتے ہین مگر آپ لوگون کا یہ زعم سراسر فاسد
اور تمامتر حسد ہی دیکھو اس مسئلہ خاص مین کسقدر کوشش بلیغ فرماکر یہ فتوی دیا ہی اور کس
درجہ اتباع آیات اور احادیث کا واجب سمجھا ہی **قال** بحث پنجم نسبت منسوخ ہونے اس
آیت کے **اقول** بحث اسکی بہت مفصل مذکور ہوئی **قال** اتنی بات یاد رکھنی چاہیے
کہ اس بیان مین علما نے دو غلطیان ہین اول یہ کہ سورہ براءۃ کی آیت مین جو عنقریب بیان ہوگی
استرقاق کا مطلق ذکر نہین پس اوسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہی **اقول** جب
علما سے حنفیہ اس بات کو ثابت کر چکے کہ حکم من و فدا کا منسوخ ہوگیا اور اون آیات سورۂ
برارت اور سورۂ انفال مین اسیر کرنے اور قتل کرنیکا حکم ہی اور احادیث صحیحہ مین اساری
کے حق مین حکم استرقاق کا بھی وارد ہی اور اسیری سبب ہی استرقاق کا پس باعتبار تسمیہ
المسبب باسم السبب اگر نام اون آیات کا آیات استرقاق رکھا تو کچھہ غلطی نہین مگر
چونکہ آیت اما منا و اما فداء مین مطلق ذکر حریت کا نہین اور من و فدا مستلزم و سبب حریت بھی
نہین پس مجتہد عصر نے جو نام اوس آیت کا آیت حریت رکھا ہی البتہ محض غلط اور بے سبب ہی
قال دوسرے یہ کہ آیت قتل کو یا سورۂ براءۃ کو جو آخر ما نزل کہا ہی یہ بھی غلط ہی علما کا قول
ہی کہ سورۂ براءۃ یک لخت پوری اوتری ہی اوسکے بعد کوئی پوری سورت نہین اوتری
جیسی پہلی سورتین کہ پوری پوری اوتری ہین اونمین اخیر سورت البتہ اخیر ہی الا آخر ما نزل
نہین ہی فتدبر **اقول** یہ قول مجتہد عصر کا کہ علما کا قول ہی کہ سورۂ براءۃ یک لخت پوری

اوتری ہی الخ غلط محض ہی اور سراسر افترا اونکا قول یہہ ہی کہ معظم سورۂ براءۃ کہ اول سے
تا قریب چالیس آیتون سکے ہی ایک مرتبہ نازل ہوئی ہی اور یہی مراد ہی لفظ کاملۃ سے
ہم اسمین اس جگہہ زیادہ بحث ضرور نہین جانتے یہی ہی کہ سورۂ براءۃ کے بعد کوئی سورۃ
پوری نہین اوتری جو کہ سورۂ براءۃ مین حال غزوۂ تبوک اور دیگر حالات ایسے ہین کہ
جنسے ثابت ہوتا ہی کہ رجب ۹ سنہ ہجری مین یا کچھہ بعد اوسکے اور قبل از ذی القعدہ ۹ سنہ
ہجری کے اوتری ہی کیونکہ اوسی مہینے مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور حضرت علی رضہ کو
اوسکی آیات کے اعلان کرنیکے واسطے ایام حج ابوبکر صدیق مین پیغمبر خدا صلعم نے مکے کو
بھیجا تھا پس ہر آئینہ آیت اما منا بعد و اما فداء سے کہ بقول غیر ثابت مجتہد ۲ سنہ ہجری مین
نازل ہوئی تھی بعد کو نازل ہوئی ہی اور اس مقام پر اسقدر کافی ہی زیادہ بحث کرنا کچھہ ضرور نہین قال غرضکہ ان
روایتون سے حنفیون کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت من و فدا کو منسوخ بتاتے ہین پس
اس امر پر بحث کرنیکے لیے اولاً اون آیات کو جنکو ناسخ قرار دیا ہی یا جنکا ناسخ قرار دینا ممکن ہی
اس مقام پر نقل کرتے ہین اقول ایک آیت جسمین صاف حکم اسکا ہی کہ اسیرون کی جب
تک کہ خونریزی نہ کی جاوے اور اونکو مارکر خاک مین نہ ملا دیا جاوے کوئی بات لائق
نہین مجتہد نے یہان چھوڑ دی ہم اوسکو مع شان نزول لکھتے ہین فلما اسروا الاسارى
(یعنی اساری بدر) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما ما
ترون فی ھؤلاء الاساری فقال ابوبکر رض یا نبی اللہ ھم بنو العم والعشیرۃ اری ان
تاخذ منھم فدیۃ فیکون لنا قوۃ علی الکفار فعسی اللہ ان یھدیھم للاسلام
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تری یا ابن الخطاب قال قلت لا واللہ یا رسول
اللہ ما اری الذی رای ابوبکر و لکنی اری ان تمکنا فنضرب اعناقھم فتمکن علیاً من
عقیل فیضرب عنقہ وتمکنی من فلان نسیبا لعمر فاضرب عنقہ فان ھؤلاء ائمۃ
الکفر وصنادیدھا فھوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال ابوبکر ولم یھو ما قلت

فلما کان من الغد جئت فاذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر رض قاعدین وھما یبکیان قلت یارسول اللہ صلعم من ای شیئ تبکی انت وصاحبک فان وجدت بکاءً بکیت وان لم اجد بکاءً تباکیت لبکائکما فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابکی للذی عرض علی اصحابک من اخذھم الفداء لقد عرض علی عذابھم ادنی من ھذہ الشجرۃ شجرۃ قریبۃ من نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ عزوجل مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ الی قولہ تعالی فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا فاحل اللہ الغنیمۃ لھم۔ جب اسیر کیا بدر کے قیدیون کو فرمایا رسول اللہ صلعم نے ابوبکر رض سے اور عمر فاروق سے کیا راے دیتے ہو ان قیدیون کے باب مین کہا ابوبکر رض نے ای نبی اللہ یہ بنی الاعمام اور کنبے کے لوگ ہین میری راے یہ ہی کہ انسے ہم فدیہ لین تاکہ ہمکو قوت ہوجاوے کفار پر شاید کہ خدا انکو بھی ہدایت اسلام کی کردے پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا راے دیتا ہی تو ای بیٹے خطاب کے کہا عمر رض نے کہ مینے کہا کہ نہین واللہ ای رسول اللہ مین وہ راے نہین دیتا جو ابوبکر نے دی ہی لیکن میری راے یہ ہی کہ ہمکو قادر کردے تو اسپر کہ ہم انکی گردنین مارین قادر کردے علی کو عقیل بن ابی طالب پر کہ وہ اوسکی گردن مارے اور مجھکو قادر کردے کہ فلان شخص جو میرا قریب ہی اوسکی گردن مارون پس بتحقیق یہ لوگ پیشوا ہے کفر ہین اور سردار کافرون کے ہین پس میل فرمایا رسول اللہ صلعم نے طرف قول ابی بکر کے اور نہ میل فرمایا طرف میرے قول کے پھر جب ہوا دوسرا دن تو آیا مین پس دیکھتا ہون کہ رسول اللہ صلعم اور ابوبکر رض بیٹھے ہوئے ہین اور رو رہے ہین مینے کہا یارسول اللہ صلعم کس بات سے تم اور تمھارے صاحب رو رہے ہین اگر اوس بات سے مجکو بھی رونا آویگا تو مین بھی رؤونگا اور اگر نہ رونا آویگا تو تمھارے رونے کے سبب سے رونا لاؤنگا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے روتا ہون اس بات پر جو تیرے اصحاب نے بسبب لینے فدیے کے مجھپر پیش کی قسم ہی

کہ تحقیق پیش کیا گیا مجھپر عذاب اونکا قریب تر اس درخت کے یعنی ایک درخت سے جو قریب تھا پیغمبر صلعم کے پس اوتاری اللہ نے یہ آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تا فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا پس حلال کی اللہ تعہ نے غنیمت اونکے لیے سرواہ مسلم پس اس آیت اور اس حدیث سے صاف ثابت ہی کہ جو راے حضرت عمر رض کی تھی یعنی یہ بات کہ اونکو قتل ہی کیا جاوے وہی پسند ٹھہرے اور گذشتہ جو کچھہ ہوا تھا معاف فرماکر آیندہ کے واسطے اوسی کے مطابق وحی قرآنی نازل ہوئی اور بجز اثخان اسارے اور حل غنیمت کے اور کسی چیز کی اجازت نہ دی گئی پس اجازت من وفدا کی جو پیشتر تھی وہ منسوخ ہوئی **قال** اول آیت سورہ انفال الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ خدا تعالی پیغمبر صاحب سے فرماتا ہی کہ جنسے تو نے عہد کیا ہی پھر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہین اور عہد توڑنے سے پرہیز نہین کرتے پھر اگر تو اونکو لڑائی مین پاوے تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین تتر بتر کردے شاید کہ وہ عبرت پکڑین **اقول** اگرچہ ترجمہ مجتہد عصر کا تمامتر غلط ہی لیکن اور غلطیان مجمول اوپر اسکے ہین کہ مجتہد عصر زبان عرب سے خوب واقف نہین اسلیے مزید کو بمعنی مجرد اور دو جملون کا ایک جملہ ٹھہراتے ہین لیکن فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ کا جو ترجمہ اسطور پر کیا ہی کہ تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین تتر بتر کردے عمداً تحریف کی ہی جناب مجتہد صاحب اون لوگون تک آپ نے کس لفظ کا ترجمہ کیا غایت مغیا یہان کہان ہی حتی یا الی جو غایت پر دلالت کرتا ہو اس آیت مین ہرگز نہین پس آپ نے معنی غایت کہان سے گڑھ لیے باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہی اوسکے معنی کہان جاتے رہے مخفی نرہے کہ باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہی بلے سببیت ہی إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَكَلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَبِظُلْمٍ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ

شعر لا تکثروا الاموات کثرۃ قلۃ * الا اذا شقیت بک الاحیاء * وقال لعمرک ما الرزیۃ فقد مال *
ولا فرس یموت ولا بعیر * ولکن الرزیۃ فقد شخص * یموت بموتہ خلق کثیر * اور ثقف کے
یہ معنی یہان نہین ہین کہ پاوے بلکہ جہان مقام حرب مین مستعمل ہوتا ہی وہان معنی ثقف کے
گرفتار کر لینے اور غالب آنیکے ہوتے ہین قال الشاعر شعر فاما تثقفونی فاقتلونی * وان اثقف
فسوف ترون مالی یعنی اگر تم مجکو پکڑ لو یا غالب آؤ تو مار ڈالو اور جو مین تمکو پکڑ لون گا یا غالب
آونگا تو دیکھ لیجیو میری شان کو قاموس مین ہی ثقفہ کسمعہ صادفہ او اخذہ او ظفر بہ
او ادرکہ انتہے پس صحیح معنی آیت کے یہ ہین کہ اگر تو اونکو پکڑ لے لڑائی مین تو تو پریشان اور
تتر بتر کر دے بسبب اونکے اون لوگون کو جو اونکے پیچھے ہین جب یہ معنی متحقق ہوئے تو اب
جناب مجتہد کو چاہیے کہ ایک دم کے واسطے گمراہی پاس دوستون کو برطرف کر کے دیکھین کہ
تفرق اور تتر بتر کر دینا اور رعایت کا یا قتل و استرقاق اسیرون مین متصور ہی یا اونکو رہا کر کے
دیگر انکی جمعیت مین شامل کر کر اونکی جمعیت کو مجتمع اور قوی کر دینے مین کونسا صاحب
عقل ہی کہ دوسری شق اختیار کر سکتا ہی مجتہد عصر قائل ہین کہ یہ آیت بنی قریظہ کے باب
مین نازل ہوئی ہی پھر اونہین کے مناسب حال اس آیت کے تفسیر کیجیے اور دیکھیے کہ حضور
پیغمبر صلعم صاحب وحی کے کہ اونسے زیادہ کوئی کلام خدا کو نہین سمجھ سکتا بنی قریظہ کا کیا
حال کیا گیا کہ اونمین سے جو قابل لڑنیکے تھے اونکو قتل کیا گیا اور جو قابل لڑنے کے نتھے
اونکو لونڈی غلام بنایا گیا کسی شخص کو اونمین سے بے فدیہ یا بدون فدیہ کے چھوڑا نہ گیا
چنانچہ بخاری مین ابن عمر رض سے روایت ہی قال حاربت النضیر وقریظۃ فاجلا
بنی النضیر واقر بنی قریظۃ ومن علیہم حتی حاربت قریظۃ فقتل رجالہم وقسم نساءہم
واموالہم واولادہم بین المسلمین الا بعضہم لحقوا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فامنہم
واسلموا کہا ابن عمر رض نے کہ لڑے تھے نضیر اور قریظہ پس جلا وطن کر دیا تھا پیغمبر خدا صلعم نے

بنی نضیر کو اور ٹھہر رہنے دیا تھا بنی قریظہ کو اور احسان رکھا اونپر یہان تک کہ لڑے بنی قریظہ پھر قتل کیا اونکے مردون کو اور تقسیم کر دیا اونکی عورتون اور مال اور بچون کو درمیان مسلمانون کے مگر کچھ لوگ اون مین سے جو مل گئے تھے پیغمبر خدا صلعم سے تو اونکو امن دی پھر وہ اسلام لائے چونکہ یہ حدیث مفسر ہی آیت کی اور بسبب لحوق اس بیان کے وہ آیت مفسر ہو گئی اور معنی آیت کے یہی متعین ہوئے کہ جنپر حضور پیغمبر صلعم عمل ہوا ہے اس کو ئی چارہ نہین اس سے کہ فشرد بہم کا ترجمہ یہی کیا جاوے کہ فشرد بقتلہم و استر قاقہم من خلفہم یعنی پراگندہ کر دے بسبب قتل اور استرقاق اونکی کے اون لوگون کو جو اونکے پیچھے ہین کما قال الشاعر ع الاّ اذا شقیت بک الاحیاء یعنی مگر کہ بدبخت ہو جاوین زندہ لوگ بسبب قتل کرنے تیرے کے اونکو و کما قال اللہ تعالی لیغیظ بہم الکفار یعنی تا کہ غصے مین ڈالے بسبب خوشحالی اور سعادت مسلمانون کی کفار کو اور یہی طور پر تفسیر آیت کی اعلام مفسرین نے کی ہی چنانچہ خود مجتہد عبارات اونکے بطور سند اپنے قول کے بحوالہ مدارک لکھتے ہین فشرد بہم قال الزجاج افعل بہم ما تفرق جمعہم و تفرد بہ من یلیہم یعنی اونکے ساتھ وہ کام کر کہ جس سے اونکی جمعیت مین تو تفرقہ ڈال دے اور تنہا کر دے تو بسبب اوس فعل کے اون لوگون کو جو اونسے نزدیکی رکھتے ہون پھر لو یہ سند جو مجتہد لائے ہین صاف ہمارے مدعا کے موافق ہی کیونکہ تنہائی اور تنہا رہ جانا اور لوگون کا اسی صورت مین متصور ہی کہ اون قیدیون کو چھوڑ دیا جاوے اور در صورت چھوڑ دینے کے تو تکثیر جماعت ہو گئی تفرید کہان باقی رہی پھر مجتہد عصر عبارت تفسیر کو سند لاتے ہین فمعنی الآیۃ انک ان تظفرن فی الحرب بھؤلاء الکفار الذین ینقضون العھد فافعل بہم فعلا یفرق بہم من خلفہم قال عطاء تثخن فیہم القتل حتی یخاف غیرہم و قیل نکّل بہم تنکیلا یشرد غیرہم من ناقضی العہود یعنی معنی آیت کے یہ ہین تحقیق تو اگر پکڑ لے تو اون کفار کو جو عہد توڑتے ہین تو اونکے ساتھ وہ

معاملہ کر کہ پراگندہ کر دے وہ معاملہ بسبب اونکے اون لوگون کو جو بعد اونکے ہین کہا عطا نے کہ خوب طرح پر قتل کرو اونکا تاکہ ڈرین تجھسے ماسوا اونکے اور کہا گیا ہی کہ ایسی تعذیب کر اونکی کہ اونکی تعذیب پراگندہ کر دیوے اونکے غیرون کو جو توڑنے والے عہد کے ہین دیکھو اس تفسیر سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہی کہ وہ کام کرنا چاہیے جسسے جمعیت کفار کی پراگندہ ہو جاوے نہ وہ کہ جس سے جمعیت مین قوت اور کثرت ہو جاوے بموجب قول عطا بن یسار کے جو اس تفسیر مستدلہ مجتہد عصر مین مذکور ہی صرف قتل ہی اونکا واجب ہی اور بموجب دوسرے قول کے کہ اوسمین مطلق تعذیب ہی جواز استرقاق بھی سمجھا جاتا ہی مگر من و فدا کی نفی دونون قولون سے ثابت ہی پھر مجتہد عصر تفسیر کشاف کی سند لاتے ہین فشرد بھم من خلفھم ففرق عن محاربتک ومناصبتک بقتلھم شر قتلۃ والنکایۃ فیھم من ورائھم من الکفرۃ حتی لا یجسر علیک احد بعدھم اعتبارا بھم واتعاظا بحالھم اس عبارت کے معنی مین مجتہد صاحب نے بہت ہی تصرف فرمایا ہی چنانچہ ہم اوسکی شرح کرینگے اور ایک جملہ اوپر سے چھوڑ دیا فاما تصادفنھم وتظفرن بھم فشرد بھم الخ معنی صحیح اس عبارت کے یہ ہین کہ جب تو اونکو پکڑ لے اور فتحیاب ہو جاوے اونپر تو بسبب بری طرح کے قتل کرنے کے اونکو اور اونکو زخمون مین چکنا چور کر دینے پراگندہ کر دے اپنی جنگ اور عداوت سے اون لوگون کو جو سوا اونکے ہین کافرون سے تاکہ بعد اونکے کوئی تجھپر جرات نکرے اونکے حال سے عبرت اور نصیحت پکڑ کر دیکھو یہ تفسیر ہمارے مدعا کے موافق ہی اور اس سے اسیران مقاتلین کے حق مین بجز اسکے کہ اونکو خوب قتل کرو اور خوب زخمون مین چکنا چور کرو اور کسی چیز کی اجازت نہین پائی جاتی اور اس تفسیر سے بھی ظاہر ہی کہ باء جارہ بہم مین باء سببیت ہی اور معنی بہم کے یہ ہین کہ بسبب اونکے قتل کے اور اس تفسیر مین ایک لفظ ہی شر قتلۃ یہ لفظ مبالغۂ قتل مین مستعمل ہوتا ہی ایسے مقام پر کہ جہان بے دھڑک ذلت و رسوائی سے قتل کیا جاتا ہی عرب کہتے ہین قتلہ قتلۃ سوء و شر قتلۃ دوسرا لفظ آیا ہی

والنکایۃ فیھو نکایۃ کے معنی ہین قتل وجرح نکیت العدو وفی العدو نکایۃ اذا اقتلتہ وجرحتہ قال ابو النجم ننکی العدو ونکرم الاضیافا یعنی قتل کرتے ہین ہم دشمن کو اور اکرام کرتے ہین ہم مہمانون کو اگرچہ اور تراجم مین بھی مجتہد عصر نے خیانت بہت کی ہی پر ہمنے بسبب اسکے کہ ہم کچھ مقلدانہ گفتگو نہین کرتے اوس سے کچھ تعرض نہین کیا لیکن چونکہ جار اللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ منجملہ اعلام علماے علم لغت وتصریف ونحو وبیان کے ہی ایسے شخص کے کلام کی صیانت کا ہمارا حق ہی اور ہمپر واجب ہی کہ اوسکے کلام کی درباب بیان ومعانی ولغت ومحاورہ عرب کے بہت حفاظت کرین اور بددیانتی اوسمین چلنے ندین لہذا ہم مجتہد عصر کی خیانت کا عبارت کشاف مین اعلان کرتے ہین اوس نے لکھا ہی ففرق عن محاربتك ومناصبتك بقتلھم مجتہد عصر اوسکے ترجمے مین ازراہ خیانت کے لکھتے ہین کہ (لڑنے سے اور بری طرح قتل کرنے سے) دیکھو کیسی خیانت ظاہر ہی جنکو کچھ بھی دخل ہوگا علم عربیت مین وہ اس خیانت کو خوب سمجھ لیگا مفسر نے لفظ عن اوپر محاربہ کے داخل کیا اور مناصبت کو اوسپر معطوف کیا اور عن واسطے بعد اور مجاوزۃ کے مستعمل ہین عرب کہتے ہین رمیت السھم عن القوس چونکہ جدائی اور مجاوزت تیر کی کمان سے متحقق ہی اسلیے لفظ عن یہان آیا اور پھر مفسر نے کلمۂ بقتلھم کو مفصول بلا عطف لایا اور لفظ قتل پر باء سببیت داخل کی مجتہد عصر نے مدخول عن اور مدخول باء سببیت کو معطوف ومعطوف علیہ ٹھہرا کر غلط ترجمہ کردیا نہ عن کے معنی کا لحاظ کیا نہ باء سببیت کا اوسکا مدعا تو یہ تھا کہ اپنی جنگ ومقابلہ سے دور کردے قیدیون کے ماسوا لوگون کو اور یہ دور کرنا کس طرح پر حاصل ہوگا یہ دور کرنا بسبب قیدیون کے قتل کے ہوگا مجتہد عصر نے اوسکے مدعا کے سر پر علاوہ ترجمہ بیجا کے پھاوڑا اور لفظ نکایۃ کے واسطے تاکید قتل کے یہان وارد کیا مجتہد عصر نے اوسکے بھی معنی طبیعت نعیا اور دست سے گھڑکر غلط لکھدیے یعنی اوسکا ترجمہ بلفظ خرابی کرکے اصل مدعا کو خرابی مین ڈالدیا نعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا اور ہم کہتے ہین کہ علاوہ ان مفسرین کے جماعت مترجمین نے بھی

اسی طرح ہر آیت کا ترجمہ کیا ہی جسطرح ہمنے کیا ملا حسین واعظ لکھتے ہین فشرد بہم پس پریدہ گردان و متفرق ساز بسبب قتل ایشان من خلفہم آنرا کہ از پس عہد ایشان قرار سند شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہین متفرق ساز بسبب قتل ایشان آنانرا کہ پشت ایشان باشند انتہی کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم مفسرین کے اقوال سے استدلال تقلیدی کرتے ہین ہرگز نہین بلکہ ہمنے ترجمہ آیت کا مطابق لغت و محاورہ عرب کے پیشتر کردیا ہی اور ہر لغت پر سند اہل زبان کی پیش کی ہی اس مقام مین ہمنے جو عبارات مفسرین کی لکھی ہین اپنی طرف سے نہین لکھین بلکہ مجتہد عصر جو تقلیداً اونسے استدلال غلط کرتے تھے اونکی غلطی کے اظہار کے واسطے نقل کی ہین ورنہ ہمکو اونکے نقل کی کچھ ضرورت نتھی۔ الغرض جب بموجب بیان فعلی جناب صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام اور بموجب لغت عرب اور محاورۂ فصحا و بلغا کے ہم ثابت کر چکے کہ معنی تشرید کے پراگندہ کرنا اور متفرق اور تتر بتر کرنا ہی اور کلمہ بہم ہر آئینہ از روے فعل صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام مفسر بقتل و استرقاق ہی اور من و فدا مستلزم تحزب و اجتماع جمعیت کا ہی چنانچہ یہ بات ملاحظہ حال اسیران بدر سے ثابت ہی کہ بعد رہائی کے غزوۂ احد و احزاب مین پھر مجتمع ہو کر محاربت کو چڑھ آئے پس من و فدا ہر آئینہ مستلزم ایسی چیز کا ہی جو صراحتہ مناقض تشرید ہی اور یہی منافی قتل و استرقاق ہی کہ بموجب فعل صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام کے کلمہ بہم اونکے ساتھہ مفسر ہوا ہی پس آیت مستشہدہ ہر آئینہ مفسر ہوئی درباب وجوب قتل و استرقاق کے لیکن اب یہان کلام اسمین رہا کہ کلمہ شرد بصیغہ امر جو یہان واقع ہی آیا واسطے ایجاب کے ہی یا بیان اولویت و افضلیت کے ہی اگر شق اول ہی تو آیت موید مذہب حنفیہ کی ہی کہ جب تشرید مفسر بہ فعل رسول اللہ صلعم واجب ہوئی تو من و فدا جائز نہین رہا اور اگر شق ثانی ہی تو مذہب شافعی کی صحت کے واسطے ایک شبہ ظاہر ہوتی ہی اور ہمکو اس باب مین کچھہ زیادہ بحث ضرور نہین ہی کیونکہ ہم نسبت جواز استرقاق کے بحث کرتے ہین

بنسبت عدم جواز من و فدا اور وجوب قتل و استرقاق جو باہم ہمارے علما مین مختلف فیہ ہی بحث نہین کرتے **قال** دوم آیت سورہ براءۃ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جن مشرکین عرب نے عہد شکنی کی تھی اونکی نسبت خدا تعالی نے اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جنمین لڑائی منع ہی گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو اونکی گھات مین ہر گھات کی جگہہ مین پھر اگر وہ کفر سے توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ چھوڑ دو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان **اقول** اس آیت کے ترجمے مین بحث اوپر گذر چکی ہی **قال** سوم آیت سورہ بقر اللہ صاحب نے فرمایا وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَاۤءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ جو لوگ تمسے لڑتے ہین تم بھی اونسے خدا کی راہ مین لڑو اور زیادتی مت کرو بے شک اللہ زیادتی کرنے والون کو دوست نہین رکھتا اور قتل کرو اونکو جس جگہہ پاؤ اور نکالو اونکو جہان سے اونھون نے تمکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہی اور اونسے کعبے کے پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تمسے وہان نہ لڑین پھر اگر وہ تمسے لڑین تو اونکو مارو یہی سزا ہی کافرون کی پس اگر باز رہین وہ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی اور لڑو اونسے تا آنکہ نرہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا **اقول** صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ لڑو خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تمسے لڑین اور زیادتی نکرو کہ تحقیق اللہ دوست نہین رکھتا زیادتی کرنے والون کو اور قتل کرو اونکو جہان کہین پکڑلو اور نکال دو اونکو جہان سے

اونھون نے تمکو نکال دیا تھا اور فتنہ سخت تر ہی قتل سے اور نہ لڑواون سے مسجد حرام کے پاس تا آنکہ وسے تمسے نہ لڑین اوسمین پھر اگر وسے تمسے لڑائی کرین تو قتل کرو اونکو ایسی ہی سزا کافرون کی پھر اگر وسے باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اونسے تا آنکہ نہ رہے فتنہ اور ہووسے دین صرف خدا ہی کا + یہان استدلال ہی واقتلوہم حیث ثقفتموہم سے معنی ثقف کے ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ مجرد پانا نہین ہی بلکہ پکڑ لینا ہی ازروے غلبہ اور فیروزی کے چنانچہ علامہ زمخشری لکھتے ہین کہ الثقف وجود علے وجہ الاخذ والغلبۃ ومنہ رجل ثقف سریع الاخذ لاقرانہ فاما تثقفنہ فاقتلونی فمن اثقف فلیس الی الخلود یعنی ثقف کے معنی ہین پانا بروجہ پکڑ اور غلبہ کے اور اسی سے ہی رجل ثقف یعنی جلد پکڑ لینے والا ہی اپنے ہمسرون کو اور اوسکی سند یہ شعر ہی

اگر پکڑ لوگے تم مجکو تو مار ڈالوگے   پھر مین جسکو پکڑ لونگا تو نہین ہی اوسکی زندگی

پس آیت نص ہی اس بات مین کہ جب تم پکڑ لو کفار کو تو مار ڈالو اور چونکہ ظاہر امر واسطے وجوب کے ہی تو قتل قیدیون کا واجب ہوا اور جب قتل واجب ہوا تو من وفدا منسوخ ہو گیا اور یہی ہی قول علماء حنفیہ کا **قال** چہارم آیت سورہ نساء وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا **اقول** ترجمہ اسکا یہ ہی کہ دوست رکھا اونھون نے کہ کاش تم کافر ہوجاؤ جیسے کہ وہ کافر ہوئے تو ہوجاؤ تم برابر نکے پس نہ بناؤ اونمین سے اپنے دوست جب تک کہ وہ خدا کی راہ مین ہجرت نہ کرین پس اگر وہ نہ مانین تو اونکو پکڑو اور قتل کرو جہان کہین پاؤ اور نہ بناؤ اونمین سے کسی کو دوست اور نہ مددگار **قال** پنجم آیت سورہ نساء سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِيْنًا پاؤگے تم اور لوگونکو جو
ارادہ رکھتے ہین اسکا کہ تمسے بھی امن مین رہین اور اپنی قوم سے بھی امن مین رہین جب لوٹائے
جاتے ہین فتنے کیطرف تو خوب پلٹے پڑتے ہین اوسمین پس اگر ترک تعرض تمھارا نکرین
اور صلح تمسے نکرین اور اپنے ہاتھ نہ روکین تو پکڑو اونکو اور قتل کرو جہان کہین پکڑو اور یہ
وہ لوگ ہین کہ تمکو ان پر ہمنے کردی ہی تمھاری دلیل روشن **اقول** ان دونون آیتون مین یہ
ہی کہ پکڑو اور مارڈالو جہان پاؤ اور یہ صیغہ امر وارد ہی کہ وجوب پر دلالت کرتا ہی پس جب انمین
کا قتل واجب ہی تو من و فدا کہان رہگیا بلکہ نسخ اوسکا ظاہر ہی چونکہ مجتہد عصر کا حکم صراحۃً
برخلاف ان آیات کے ہی لہذا طرح طرح کے مغالطے دیتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال**
فرض کیا جاوے کہ یہ آیتین آیت من و فدا کی ناسخ ہین تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ قیدیون کا چھوڑنا
جائز نہین بلکہ قتل کرنا چاہیے مگر اون کا لونڈی غلام بنانا ثابت نہوگا اور ہمکو اسمین بحث ہی
کہ لونڈی و غلام بنانا جائز نہین **اقول** ہم وجوہ استرقاق ضمن بحث آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ
يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ اور آیت فَشَرِّدْ بِهِمْ مین بیان کرچکے ہین وہان دیکھ لینا
چاہیے حاجت اعادہ کی نہین یہان بحث نسخ حکم آیت من و فدا کی ہی سو وہ بخوبی ثابت ہوگئی
قال مگر ہم صرف اسی پر اکتفا نکرینگے بلکہ ثابت کرینگے کہ ان آیتون سے آیت من و فدا کا
منسوخ قرار دینا صحیح نہین ہی **اقول** ہم بھی دیکھتے ہین کہ آپ کسطرح پر اپنا مدعا ثابت کرسکتے
ہین مگر یاد رہے کہ خلاف لغت جو کوئی معنی گھڑے اور پاسے جائزہ کو بمعنی کاف جائزہ کے
بیان کیا یا محض کسی قول غیر ثابت پر تقلیداً عمل کیا یا کوئی غیر ثابت روایت کتب سیر و تاریخ
سے نقل کی تو ہم اوسکو ہرگز منظور نکرینگے اور سخت الزام مجتہد عصر پر عائد کرین گے
قال آیت سورہ انفال (یعنی فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ) یہود بنی قریظہ کے حق مین
نازل ہوئی ہی جنسے ۵ سنہ ہجری مین لڑائی ہوئی تھی **اقول** ہمنے اسکو تسلیم کیا اور ہم اوسے ثابت
کرچکے ہین کہ آیت من و فدا ۲ سنہ ہجری یعنی غزوۂ بدر سے پیشتر نازل ہوچکی ہی خواہ مدینہ مین

نازل ہوئی ہو خواہ پیچھے مین قال پس جب کہ یہ آیت قبل نازل ہونے آیت من فدا کے
نازل ہو چکی تھی تو اوسکی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہی اقول ذری پھر سوچیے کہ سنہ ہجری پہلے تھا
یا سنہ ہجری اسکو سمجھ کر جو کچھ فرمانا ہو فرمائیے قال علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت کا
آیت من فدا کا منسوخ کرنے والا نہین اقول یہ مرحلہ ہمنے بخوبی طی کر لیا ہی تفسیر آیت اولے
مین ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیۃ مذکور مفسر ہی بیان استرقاق اور قتل اسارے مین قال جبکہ
اس آیت مین قتل کی تصریح نہین اور نہ قیدیون کا ذکر ہی تو اوس سے نص صریح آیت من و
فدا کی جو بالتخصیص قیدیون کے لیے ہی کیونکر منسوخ ہو سکتی ہی اقول اوس آیت مین سب
کچھ موجود ہی آیت مذکورہ مفسر ہی درباب قتل و استرقاق کے اور مفسر سے نسخ نص ہر گز جائز
ہی مگر نص سے نسخ مفسر مین کلام ہی بعد اسکے مجتہد عصر اوس حدیث کی تحریف پر متوجہ ہوئے
جسمین تغییر فعلی آیت فشرد بہم کی مذکور ہی اور جسکے سبب ہم اوس آیت کو مفسر درباب قتل و
و استرقاق اسارے کے کہتے ہین مگر دو امر قبل از شروع اس بحث کے لکھتے ہین کہ آیندہ جگہ جگہ
کام آوین اور بار بار لکھنا نہ پڑے اول پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی بات تعلیما
فرماتے تھے یا کچھ خبر دیتے تو اوسکو کئی کئی بار اعادہ کیا کرتے تھے تا کہ ہر کوئی سمجھ لے
چنانچہ ترمذی نے شمائل مین انس بن مالک رض سے روایت کی ہی اور بخاری نے بھی یہی
مضمون نقل کیا ہی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعید الکلمۃ ثلثا لتعقل عنہ تھے
رسول اللہ صلعم عادہ کرتے تھے ایک بات کا تین بار تا کہ خوب سمجھ لیا جاوے اسی سبب سے بعض احادیث
مین الفاظ مرادفہ یا قریب المعانی کا باہم اختلاف ہی اور جب ایسے کلمات کسی حدیث
مین واقع ہون تو اونکو ایک ہی معنی پر محمول کرنا چاہیے تا کہ باہم تناقض پیدا نہو
اور بہت لحاظ رکھنا چاہیے اسکا کہ ایسے انداز سے اون کلمات مین سے کسی کلمہ کی
تفسیر نہ کی جاوے کہ تناقض یا تعارض لازم آجاوے دوسرے بخاری کا دستور ہی کہ
جہان کہین راوی کا شک کسی کلمے مین ہوتا ہی اوسکی تصریح کرتا ہی کہ شک فلان اور اسکی

مستند کر دیتا ہی چنانچہ یہ بات دیکھنے والون صحیح بخاری مخفی نہین آب ہم مجتہد کی تحریر پر
توجہ کرتے ہین **قال** یہودی بنی قریظہ نے خود اپنے تئین اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا
عہد شکنی اور لڑنے کی اونکی نسبت سعد بن معاذ تجویز کرے وہ اونکو دیجاوے اور
رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کر لیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ خود رسول خدا
صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ خواہ مخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہی **اقول**
کلام اسمین کہ اونھون نے خود اپنے تئین سپرد کر دیا تھا اور کچھہ معاملہ پیش آیا تھا عنقریب
آویگا بالفرض اگر اونھون نے عاجز ہوکر اپنے تئین خود سپرد کیا تو اونکے اپنے تئین خود سپرد
کر دینے سے یہ بات کیونکر ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین
فرمایا تھا کہ آیت مین اونکے قتل کا حکم ہی اگر مجتہد صاحب کوئی دلیل اس دعوے پر رکھتے
ہون تو پیش کرین **قال** اسمین کچھہ شک نہین کہ وہ قتل ہوئے مگر نہ کسی حکم منصوص اس
آیت سے بلکہ سعد بن معاذ کی پنچایت سے **اقول** بنی قریظہ پر بسبب عہد شکنی کے بعد
فراغ کے غزوہ احزاب سے لشکر کشی ہوئی یہان تک حضرت صلعم نے اپنے اصحاب رض پر تاکید
فرمائی کہ نماز عصر کی بنی قریظہ مین ہی پڑھین اور روایت بخاری اور مسلم مین ہی کہ جبریل آئے
اور اونھون نے پیغمبر صلعم سے کہا کہ تمنے ہتھیار کھول ڈالے حالانکہ ہمنے ابھی تک
ہتھیار نہین کھولے اور اشارہ کیا کہ بنی قریظہ پر فوج کشی کیجیے چنانچہ اوسی وقت بنی قریظہ
پر لشکر کشی ہوئی اور اون سے لڑائی ہوئی چنانچہ مسلم مین ہی فقاتلھم رسول اللہ صلعم مقاتلہ کیا اون سے پیغمبر صلعم نے
جب وے مغلوب ہوگئے تو تنگ ہوکر سعد بن معاذ اوسی انصاری رض کے حکم پر راضی ہوئے اونھون نے حکم دیا کہ اونکے لڑنے والو
قتل کیا جاوے اور اونکی ذریت کو لونڈی غلام بنایا جاوے رسول اللہ صلعم نے فرمایا لقد قضیت بحکم اللہ عز و جل
یعنی فیصلہ کیا تو نے اے سعد بن معاذ یہ حکم خدائے عز و جل کے اور بعد اوسکے بموجب وسی حکم کے
پیغمبر صلعم نے اونکے لڑنے والون کو قتل کیا اور اونکی ذریت کو مجاہدین میں تقسیم فرمایا
چنانچہ بخاری نے کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر مین روایت کی ہی فقتل رجالھم

وقسّم نساءهم واموالهم واولادهم بين المسلمين قتل کیا پیغمبر صلعم نے اونکے مردونکو
اور تقسیم کیا اونکی عورتون اور اموال اور اولاد کو درمیان مسلمانون کے پس جو مجتہد
فرماتے ہین کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلعم نے اس آیت کیطرف خیال نہین فرمایا
تھا کہ خواہ نخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہے محض مغالطہ ہے سعد بن معاذ رض نے بھی آیت کا یہی مطلب
سمجھا کہ مطابق اوسکے حکم دیا اور پیغمبر خدا صلعم نے بھی ویسا ہی سمجھا کہ نسبت حکم سعد بن
معاذ رض کے یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل اور پھر اوسی حکم کو جاری کیا کہ مطابق اوسکے
قتل و استرقاق عمل مین آیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ نہ کسی حکم منصوص اس آیت سے بلکہ سعد
بن معاذ رض کی پنچایت سے یہ بھی مغالطہ ہے حکم منصوص آیت کیا معنی یہ حکم سعد بن معاذ اور
تسلیم کرنا رسول اللہ صلعم کا اوس حکم کو اور نسبت اس حکم کے یہ فرمانا کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل
نص سے بڑھکر مفسر اوس آیت کا اس رتبہ پر ہوگیا کہ وہ آیت محکمات و مفسرات مین ہوگئی
کہ بجز اسکے اور کسی محمل پر محمول ہی نہین ہوسکتی اور جسقدر اجمال اوس آیت مین تھا سب تفسیر
فعلی اور قولی سے جاتا رہا اور سعد بن معاذ کی پنچایت حکم آیت کے برخلاف تو نہین تھی جو
مجتہد عصر نے اوسکو بہ لفظ اضراب یعنی بلکہ کے لکھا ہے اگر اوسکا حکم خلاف آیت کے ہوتا تو پیغمبر
خدا صلعم ایسے حکم کو جو خلاف قرآن ہو کس طرح پر جاری کر دیتے اور اوسکی نسبت کسطرح پر یہ فرماتے
کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل اور اگر بنی قریظہ کے حق مین یہ عمل جو وقوع مین آیا بموجب حکم آیت
کے نتھا تو آپ ہی فرمایئے کہ امتثال حکم آیت کا کسی اور طرح پر ہوا اور اگر اور طرح پر ہوا ہے تو اوسکو
ثابت کیجیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس امر کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ حکم آیت فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ بنی قریظہ کے حق مین نازل ہوا ہے اور مخاطب اسکے پیغمبر
خدا صلعم ہین اور کلمہ شرد بصیغہ امر وارد ہے کہ اس جگہ دال ہے اوپر وجوب کے پس پیغمبر صلعم پر فرض
تھا کہ بامتثال حکم آیت کے حکم آیت کو نسبت بنی قریظہ کے جاری فرماتے کیونکہ عصیان شان
انبیا کے سراسر خلاف ہے پس اگر مطابق فیصلہ سعد بن معاذ رض کے امتثال آیت کا ہوا تو مجتہد جناب

فرماوین کہ اور کسطرح پر ہوا اگر ہم اس فیصلہ سعد بن معاذ رضہ کو امتثال حکم آیت کا نسمجھین تو سراسر بدبختی اور شامت ہماری اور قساوة قلبی ہی کہ ایک الزام تو ہمنے انسے صحابی جلیل القدر پر کہ جسکے حق مین پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین کہ اهتز عرش الرحمن بموت سعد بن معاذ رواہ البخاري اور اوسکے حق مین اصحاب سے فرماتے ہین کہ قوموا الی سیدکم و حدیکم رواہ مسلم اور اونکے حسن عاقبت کی اس حدیث متفق علیہ مین خبر دیتے ہین عن البراء قال اهدیت لرسول الله صلعم حلة حریر فجعل اصحابه یمسونها و یتعجبون من لینها فقال اتعجبون من لین هذه لمناديل سعد بن معاذ في الجنة خير منها والين بڑا الزام لگایا کہ اونھون نے حکم خدا کے برخلاف فیصلہ کیا اور مرتے وقت وبال اس جرم کبیرہ کا اپنے اوپر لیا اور دو الزام ہمنے پیغمبر صلعم پر عائد کیے ایک یہ کہ امتثال حکم آیت کا کچھ نہ کیا دوسرا یہ کہ ازراہ ظلم و تعدی کے برخلاف کتاب اللہ کے جو ایک ظالم نے فیصلہ کردیا اوسکو جاری کر کے بہت سے آدمیون کو کہ مستحق قتل کے نتھے اور فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑ دینا اونکا واجب تھا قتل کردیا اور اون کی ذریت کو آپس مین تقسیم کرلیا مال آنکہ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من بعض فاقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن قضیت له بشيء من حق اخیه فلا یاخذ نه فانما اقطع له قطعة من النار متفق علیہ نہین ہون مین مگر بشر اور تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس اور شاید کہ ہووے ایک تمھارا تیز زبان اپنی حجت مین دوسرے سے پس مین حکم کردون اوسکے حق مین جیسا کہ سنون مین اوس سے پس جو شخص کہ حکم کردون مین اوسکے حق مین کسی چیز کا اوسکے بھائی کے حق مین سے پس چاہیے کہ نہ لیوے اوسکو کہ نہین ہے مگر یہ کہ مین دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہون انتہی دیکھو اس حدیث مین حضرت صلعم نے کسقدر تاکید فرمائی ہی اسکی کہ اگر حکم یا حاکم حکم مین غلطی کرے کہ ایک کا حق دوسرے کو دلانے کا حکم صادر کرے تو اوس فریق کو جسکے حق مین حکم دیا گیا ہی نہ چاہیے کہ بموجب اوس حکم کے

متمتع ہووے غرضکہ مجتہد دھر کی بناپر الزام سخت جرم فخیم کا خود پیغمبر صلعم پر عائد ہوا کہ قول زبانی تو یہ اور جب معاملہ پڑا تو آپ ہی اپنے قول کے برخلاف عمل کر بیٹھے۔ العیاذ باللہ جناب مجتہد صاحب باایں الزام دعوی اسلام و لتعرفنھم فی لحن القول قال مجتہد حدیث بخاری میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ابن سعید خدری نے روایت کی لما نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعد بن معاذ بعث رسول اللہ صلعم و کان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما دنا قال رسول اللہ صلعم قوموا الی سیدکم فجاء فجلس الی رسول اللہ صلعم فقال لہ ان ھؤلاء نزلوا علی حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلۃ وان تسبی الذریۃ قال لقد حکمت فیھم بحکم الملک ۔ کہ جب یہود بنی قریظہ نے سعد بن معاذ کے بچاہت پر اپنے تئیں سپرد کیا تو رسول خدا صلعم نے سعد بن معاذ کو جو وہان سے پاس ایک جگہ مین تھے بلایا وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے جبکہ وہ قریب پہنچے تو آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ پھر سعد بن معاذ آئے اور پیغمبر خدا صلعم کے پاس بیٹھے آپ نے اون سے فرمایا کہ ان لوگون نے تمھاری بچاہت پر اپنے تئیں سپرد کر دیا ہے سعد بن معاذ نے کہا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ جو لوگ انمین لڑنے والے ہین وہ تو قتل کر دیے جاوین اور اونکے بچے قیدی بنا لیے جاوین آپ نے فرمایا کہ تمنے ان لوگون کے حق مین بادشاہ کا سا حکم دیا۔

اقول یہ حدیث بخاری و مسلم مین کئی طریق سے مروی ہے یہ روایت جو مجتہد نے نقل کی ہے بطریقہ سلیمان بن حرب کے ہے اور طریقون سے جو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے ہم اوسکو لکھتے ہین روایت بخاری محمد بن بشار کے طریق پر قال سمعت ابا سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قضیت بحکم اللہ عزوجل وربما قال بحکم الملک ۔ یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم اللہ عزوجل اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک مخفی نرہے الملک اسماء الٰہی مین سے ہے ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ۰ پس دونون کلمون کے ایک ہی معنی ہین اور بمطابق قاعدہ مذکورہ کے ہرگز نہ چاہیے کہ دونون کلمون کے ایسے

معنی تجھ سے الٹے جاویں کہ باہم تناقض ہو جاوے روایت مسلم بروایت ابو بکر بن ابی شیبہ وابن بشار فقال النبی صلعم قضیت بحکم اللہ وربما قال قضیت بحکم الملک فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ حکم دیا تونے بحکم اللہ اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک اور روایت محمد بن مثنی میں یہ لفظ نہیں کہ ربما قال قضیت بحکم الملک اور روایت زہیر بن الحرب سے مسلم میں ہے فقال رسول اللہ صلعم لقد حکمت بحکم اللہ وقال مرۃ بحکم الملک قسم ہے کہ تحقیق حکم دیا تونے بموجب حکم خدا کے اور دوسری بار فرمایا کہ بحکم الملک اور مسلم میں بطریق ابو کریب یہ ہے فقال لقد حکمت فیھم بحکم اللہ عزوجل یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ قسم ہے کہ حکم کیا تونے انمیں بحکم اللہ عزوجل بخاری نے بروایت ابو الولید یہ کلمات ہیں لقد حکمت بما حکم بہ الملک یعنی قسم ہے کہ تونے حکم کیا مطابق اوسکے کہ جسکا حکم دیا تھا خدا نے ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت پیغمبر صلعم جب کوئی بات فرمایا کرتے تھے تو کئی کئی مرتبہ اوسکو کہا کرتے تھے اوسی بنا پر یہاں بھی کئی روایتیں ہیں اور سب کے ایک معنی ہیں اگرچہ ان سب روایات میں اشارہ ہے بطرف آیۃ کریمہ کے کہ بموجب حکم خدا کے یعنی آیۃ متلوہ کے تونے حکم دیا اگر روایت بما حکم بہ الملک میں بہت ہی صاف فرمایا کہ تونے حکم دیا مطابق اوس حکم کے جو خدا نے حکم دیا تھا پس مجتہد عصر نے بحکم الملک کا جو ترجمہ اوسطور پر کیا کہ بادشاہ کا سا حکم دیا اس سے ثابت ہے کہ جناب مجتہد کو ہنوز معنی باے جارہ اور کاف جارہ میں بھی تمیز نہیں ہے یہاں بحکم الملک نہیں جو اونھون نے بادشاہ کا سا ترجمہ کیا یہاں تو بحکم الملک ہے جسکے معنی ہوسکے بحکم خدا یا بفرمان خدا جناب مجتہد صاحب اسی باے جارہ تو بہت جگہہ قرآن مجید میں ہے إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ ... وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۔ فَاحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَمِنْ آيَاتِهِ أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ وغیر ذلک کیا ان آیات کی آپ کے نزدیک یہ معنی ہیں حکم کرتے تھے پیغمبر توریت کا سا ۔ جنھوں نے نہ حکم دیا خدا کا سا تو وہ کافر ہیں ۔ چاہیے کہ حکم دیں اہل انجیل اوس چیز کا سا جو خدا نے نازل کیا ہے انجیل میں ۔ حکم دے تو اوس چیز کا

جو او تاری ہی خدا نے + خدا کی نشانیون مین یہ ہی کہ قائم ہین آسمان و زمین اوسکے حکم کا سا
سبحان اللہ بایں استعداد دعوی اجتہاد پھر ہم جناب مجتہد سے دریافت کرتے ہین کہ اونکے
ترجمہ مین جو لفظ بادشاہ ہی اس سے مراد بادشاہ حقیقی ہی یا اور کوئی بادشاہ اگر صورت اول
ہی تو عین مدعا ہمارا ہی اور در صورت دوم ظاہر ہی کہ جماعت ملوک تو مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ لفظ
مفرد سے ارادہ جماعت کا صحیح نہین اگر ایسا ہوتا تو لفظ الملوک وارد ہوتا رہی یہ بات کہ کوئی
ایک بادشاہ غیر معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو الملک معرف باللام واقع ہوتا
باقی رہا یہ امر کہ کوئی بادشاہ معہود معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ سیاق و سباق کلام سے
تذکرہ کسی بادشاہ کا لفظاً یا معناً پایا نہین جاتا کہ جسکی طرف لام تعریف سے اشارہ سمجھا جاوے
خود مجتہد بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ بادشاہ معین کون ہی جسکا سا حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے
دیا تھا اور کون سا قرینہ اوسپر دال ہی مجتہد صاحب کی غلط فہمی پر کبھی معنی یہ ہو گئے ہین کہ
تو نے اوس بادشاہ کا سا حکم دیا اور چونکہ کسی بادشاہ کا تذکرہ اوپر لفظاً و معنی نہین ہی کہ جسکی
طرف لام عہد کا اشارہ سمجھا جاوے پس کلمہ الملک سے بجز بادشاہ حقیقی کے اور کچھہ مراد ہو ہی نہین سکتا
اور یہی ہی مدعا ہمارا اگر یہ کہا جاوے کہ الملک مین لام عہد ذہنی ہی کہ جو حکم مین نکرہ کے ہوتا ہی
تو اوسکا جواب یہ ہی کہ لام عہد ذہنی کے ارادہ کے واسطے کوئی قرینہ چاہیے بغیر قرینہ کے
ارادہ اوسکا صحیح نہین ہی کما صرح بہ العلامۃ التفتازانی حیث قال یطلق المعرف باللام الحقیقۃ
الذی ھو اموضوع الحقیقۃ المتحدۃ فی الذھن علی فرد موجود من الحقیقۃ باعتبار کونہ
معھودا فی الذھن وجزئیا من جزئیات تلک الحقیقۃ مطابقا ایاھا وذلک عند قیام
قرینۃ تدل علی ان لیس القصد الی نفس الحقیقۃ من حیث ھی ھی بل من حیث الوجود ومن حیث
وجودھا فی ضمن جمیع الافراد بل بعضھا انتھی علاوہ برآن اس تقدیر پر بحسب حکم مجتہد کے
معنی یہ ہونگے کہ حکم دیا تو نے کسی ایک بادشاہ کا سا اور یہ معنی تمام تر مہمل و مجمل و محض لغو ہین
کیونکہ وہ ایک بادشاہ صاحب کا حکم معلوم ہی نہ حکم مشبہ بہ کی کیفیت معلوم ہی کہ حکم عدل ہی یا حکم ظلم ہی +

پس ایسے معنے پر حمل اور لغو پر عمل کرنا کلام افصح الفصحا کو نہایت بیجا اور مبنی بر کمال تعسف ہے اور
ہر گاہ باعتبار ان معانی کے بھی یہ امر متعین نہیں ہوتا کہ وہ حکم حکم ظلم تھا اور مدعا مجتہد کا ان
تاویلات و تحریفات رکیکہ سے صرف یہ ہے کہ سعد بن معاذ کا حکم حکم ظلم بر خلاف حکم خدا تعالے
اور بر خلاف مرضی پیغمبر خدا صلعم تھا پس تاویلات و تحریفات مجتہد دھری سے سود نہ ہوگا
اگر یہ فرماوین کہ مراد یہ ہے کہ حکم الملک الجابر یعنی حکم دیا تو نے بادشاہ ظالم کا سا تو ہم پوچھینگے
کہ اسقدر حکومت طلبی آپ کی مسلمانون کو گوارا نہیں ہے آپ کوئی پیغمبر نہیں کہ صاحب وحی ہو کر
کلام میں اصلاح پر اصلاح دیے چلے جاوینگے اور مسلمان اوسکو منظور کرتے رہینگے حال
یہ زیادتی بھی آپ کے بر خلاف قراین حالیہ کے ہے ظاہر ہے کہ اگر وہ حکم بادشاہ ظالم کا سا ہوتا تو جناب
عادل خلیفہ خدا سے عدل کے اوسکو کیونکر جاری فرماتے سوا اسکے اگر وہ حکم بیجا یعنی ظلم
ظلم ہوتا تو چونکہ بنی قریظہ بھی اوس سے راضی نتھے تو ایسا حکم بیجا جسمین تعدی ہے بیان کرین
یعنی خدا تعالی کی مرضی کے بھی خلاف تھا فریقین بھی اوسپر رضامند نتھے جاری کرنے کیا ضرور تھا
حکم کے بھی اوسکو برا اور ظالمانہ سمجھتے تھے با اینہمہ خیر خواہ ہون اور یہ ظالم کے اوسکو جاری ہونے دیتا
کیا اوسکو باطل کیون نہ کر دیا اگر آپ تو ہم پرستان مغربیہ و شمالیہ کے تقلید کی ظلمت سے
نکلکر دیکھیں تو صاف یقین فرمالیں کہ تعبیر کرنا جناب رسول اللہ صلعم کا اس ایک مضمون کو کئی عبارتوں
میں یعنی کبھی یہ فرمایا کہ حکمت بحکم اللہ عز و جل اور کبھی یہ فرمایا کہ حکمت بحکم الملک اور
کبھی یہ فرمایا کہ حکمت بما حکم به الملک اسی غرض سے تھا کہ کوئی کج فہم تہمت ظلم کی سعد بن معاذ
پر نہ لگاوے اسیواسطے تکرار بعبارات متنوعہ اوس مضمون کو ادا فرمایا کہ شائبہ شبہ تہمت
بھی باقی نرہے مگر ہٹ دھرمی کا کچھ علاج نہیں پھر مجتہد نے نزلت کا ترجمہ جو کیا ہے بیجا ہے
پہنچے تھیں پھر کیا یہ پھرنے کی نزلت کے معنون میں کہان سے پیدا کی ہے اگر انصاف
کی اتباع ہے جس لفظ کے جو معنی چاہے گھڑ کر لکھدے سند لغت کا اتباع نہ محاورے کی
ہے من مانی گھڑ جاتی ہے سمجھے کہ نزول کے معنی ہین در آمدن یا فرود آمدن عرب میں

حلول اور یہ لفظ بلا واسطہ اور بواسطہ بائی جارہ و علی جارہ کے بھی متعدی ہوتا ہے قال فی
القاموس النزول الحلول نزلہم و بہم و علیہم نزولا و منزلا الحل انتہی پس جو
لفظ کہ بتوسط علی نزل کے بعد واقع ہے وہی ہے جسکی طرف نزل متعدی ہے پس معنی لما نزلت
بنو قریظۃ کے یہ نہیں ہیں جو آپ نے گھڑے ہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ بنو قریظہ سعد کے حکم میں
آئے یعنی اونہوں نے اوسکو اپنا حاکم اس معاملے میں بنایا انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین یعنی جب ہم داخل ہوئے کسی قوم کے میدان میں تو کیا بری ہے صبح ڈرائے گیوں کی
آپ نے از راہ ناواقفی کے لغت و محاورہ عرب سے ایک مفعول نزلت کا اور پیدا کیا یعنی لما نزلت
بنو قریظۃ انفسہم علی حکم سعد تو آپ نے نزلت کو متعدی الی اثنین ٹھہرایا ایک بقدر بلا واسطہ دوسرا مذکور بواسطہ
علی پھر جب ایسا کیا تو لازم آیا کہ نزلت بمعنی انزلت یا نزّلت لیا جاوے یعنی فعلت فعلا کو
بمعنی افعلت افعالا یا فعّلت تفعیلا کے ٹھہرایا جاوے ورنہ تعدیہ صحیح نہوگا + وما ہذا الا الجہل المبین
غرضکہ جب مجتہد عصر ترجمہ کسی آیت یا حدیث کا فرماتے ہیں او سمیں بغیر تحریف کے باز نہیں رہتے
تحقیقات مذکورہ سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ سعد بن معاذ نے بموجب آیت قرآنی کے حکم قتل و
استرقاق بنی قریظہ کا دیا تھا اور اوسی کو پیغمبر خدا صلعم نے جاری فرمایا اور اوسی طرح پر امتثال
حکم آیت کا بحضور جناب رسول اللہ صلعم کے ہوا نہ اور کسی طرح پر اور جسقدر مجتہد عصر نے حدیث کے
معنی میں تحریف کی ہے کسی طرح پر قابل التفات کے نہیں قال اس تمام واقعہ سے جو اس حدیث
میں مذکور ہے بخوبی ظاہر ہے کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تھا اقول جناب
مجتہد صاحب جب بفعل رسول اللہ صلعم سے حکم آیت کا مفسر ہو گیا تو وہ تو منصوص سے بھی ایکدرجہ
بڑھ گیا منصوص کیا وہ تو مفسر ہو گیا ایسا کہ اوسمیں تاویل کی بھی گنجایش نہ رہی اگر آپ کے نزدیک ایسے
اصل حکم کے جسکا امتثال پیغمبر خدا نے کیا وہی آیت کا اور کوئی حکم منصوص تھا تو اوسکو بیان کیجیے
اور چونکہ آیت مصدر بصیغہ ایجاب ہے کہ حضرت صلعم پر امتثال اوسکا بہر کیف واجب ہے تو یہ بھی سمجھیے
کہ آپ کے اوس منصوص حکم کی کس طرح تعمیل ہوئی ورنہ یہ سب باتیں آپ کی محض مشاغبہ ہیں آپ ہم دوسری

آیات کو جو اس باب مین وارد ہوئی لکھتے ہین اور اوس سے یہ بات ثابت ہی کہ یہ معاملہ مطابق حکم خدا کے ہوا اور خدا اس باب مین اپنا انعام مومنین پر بیان کر کے اونکی کوشش اور صدق خلوص نیت پر اونکی مدح کرتا ہی مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا لِّيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ان آیات کو ذری غور کر کے پڑھیے اور دیکھیے کہ اول تو خدای تعالی نے مومنین کے اوپر اونکے صدق کے اور اوپر اس بات کے کہ اونھون نے جیسا خدا سے عہد کیا ہی اوسمین کچھ فرق نہین کیا صفت وثنا کی اور جزاے خیر کا اونکو مستحق ٹھہرایا اور پھر اپنے انعام اور اپنی طرف سے جزاے خیر جو اونکو دی اوسکو بیان فرمایا کہ تمھاری طرف سے قتال احزاب مین وہ خود کافی ہوگیا اور جنھون نے احزاب کی مدد کی تھی یعنی بنی قریظہ اونکے دل مین تمھارا رعب ایسا ڈال دیا کہ ایک فریق کو تو اونمین سے تمنے قتل کیا اور ایک فریق کو گرفتار کر لیا اور اونکی زمین اور گھرون اور مال کا تمکو وارث کر دیا اور سوا اسکے اوس زمین کی عطا کا وعدہ فرمایا غور فرمایئے کہ اگر قتل و استرقاق بنی قریظہ کا ظلماً واقع ہوتا اور بحکم خدا تعالی کے نہوتا تو اوس معاملہ کو احساناً کسطرح پر بیان فرماتا بلکہ برعکس اوسکے عتاب نازل ہوتا **قال** مگر بعض اسکا بر یہ بحث کرینگے کہ اس حدیث کے اخیر مین جو لفظ بحکم الملک ہی اوسمین یہ بھی روایت ہی کہ وہ لفظ بحکم الملک لام کے زبر سے یعنی فرشتے کے اور ایک روایت مین صاف بحکم اللہ ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے قتل کا اور اونکے بچون کو قیدی یا لونڈی و غلام بنا لینے کا حکم

حکم ثلثا اقول جناب مجتہد صاحب یہ مکابرہ نہین ہے تو اصل بات ہی ہمنے اوسپر ثابت کردیا ہی کہ
اگر الملِک بکسر لام ہی تب بھی اوس سے مراد احکم الحاکمین ہی اور ہمنے یہ بھی ثابت کردیا ہی کہ بحکم
للملِک + وبحکم اللہ + وبما حکم بہ الملک + یہ تینون کلمے فرمائے ہوئے جناب رسالتمآب صلعم
کے ہین کہ ایک بار بحکم اللہ عزوجل فرمایا دوسری بار بحکم الملک فرمایا تیسری بار بما حکم بہ الملک فرمایا
اور یہ بھی ثابت کردیا ہی کہ مراد الملک سے یہان کوئی بادشاہ غیر معہود بادشاہان دنیا سے
نہین ہوسکتا اور جو آپنے بحکم الملک کے یہ معنی گہڑلیے ہین کہ حکم بادشاہ کا سا یہ صاف تحریف
ہی یہ معنی کسی طرح پر نہین ہوسکتے کبس آپ ہی انصاف کیجیے کہ اسقدر بیہودہ جہوٹی بات
کی جو آپ کررہے ہین مکابرہ اور مشاغبہ آپکا ہی یا ہمارا قال مگر یہ بحث بیجا ہی اسلیے کہ
ہرگاہ خود وہ آیت موجود ہی اور اوسمین قتل کا کوئی حکم موجود نہین ہی تو اختلاف روایت
پر استدلال نہین ہوسکتا اقول وہ آیت موجود ہی اور وہ تفاسیر جنسے آپنے استدلال
کیا ہی وہ بھی موجود ہین اوس آیت اور اون سب تفاسیر سے بجز حکم قتل و استرقاق اور کوئی
چیز ثابت ہی نہین البتہ آپنے جو ترجمہ غلط باے جارّہ کے معنی لیکے جارہ خلاف لغت کے
کیا ہی اوسمین ذکر قتل کا نہین مگر چونکہ ترجمہ آپکا صاف تحریف قرآن ہی اسلیے اوسکا کچھ
اعتبار نہین اور اوسکی بنا پر جو آپنے یہان لکھا ہی کہ قتل کا اوسمین کوئی حکم نہین ہے یہ بنا فاسد
علی الفاسد ہی اور آپکی اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپکو فن مناظرے مین بھی ہاتھ اور
فنون کے کچھ دخل نہین کیونکہ آپنے یہ دعوی کیا کہ آیت مین قتل و استرقاق کا حکم نہین جب
اوس دعوی کے رد کے واسطے آیت کا ایسا صحیح ترجمہ آپنے دیکھا کہ جس سے یہ ظاہر ہی کہ ایسے
معاملے مین سواے قتل و استرقاق کے اور کچھ اجازت نہین اور اوس صحیح ترجمے کی تائید کے
واسطے ایک ایسا فعل و قول رسول اللہ صلعم کا بھی پیش ہوا کہ جو مفسر اوس آیت کا ہی اور اوسمین
بجز قتل و استرقاق کے اور کچھ نہین ہی پہر آپ جو یہ فرماتے ہین اوسمین قتل کا کوئی حکم نہین تو
یہ توجیہ آپکی مصادرہ علی المطلوب ہی کہ اصلا لائق توجہ کے نہین پس باطل ہوئی توجیہ سفیہ

آپ کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا جب مجتہد صاحب بدلائل تو یہ مغلوب ہوئے تو بطرف توجیہات
اور اغلوطات کے متوجہ ہوئی چنانچہ فرماتے ہین کہ معنے لام کا زبر پڑھنا صرف شبہ تجنیس خطی کا ہی
اور روایت بخاری کی اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہی اقول اگر کوئی کہے کہ لام کا کسرہ
پڑھنا صرف شبہہ تجنیس خطی ہی اور روایت بخاری اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہی تو فرمایئے
جناب اسکا کیا جواب ہی مخفی نرہے کہ الملک جو بکسر لام و فتح لام پڑھا گیا ہی یہ قرائے
صحیح بخاری کا اختلاف قرارت ہی بخاری کی شیوخ مین کسیکو اسمین شک نہین ہوا بخاری تک
کلمہ الملک منقول ہوا ہی قرائے بخاری کو یہ شبہہ ہوا کہ بخاری نے بکسر لام نقل کیا ہی یا بفتح لام اسی سبب سے
نسخجات بخاری مین اس کلمہ پر دونون حرکتین لکھکر لفظ معًا باریک قلم سے لکھ دیا جاتا ہی
پس یہ دونون احتمال برابر ہین فی نفسہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین مگر چونکہ اس حالت
مین توافق دونون کا اوپر ایک مراد کے ممکن ہی پس واجب ہی کہ ایک ہی مراد پر دونونکو
محمول کیا جاوے اور حمل اوپر مراد واحد کے صرف اسی صورت مین ممکن ہی کہ دونون سے
مراد بحکم اللہ لیا جاوے علے الخصوص کہ اس ارادہ کی تائید پر اور روایات موجود ہین اور یہ بات
بلا دلیل کہدینا کہ بکسر لام صحیح ہی اور بفتح لام شبہ ہی محض تحکم ہی علے الخصوص ایسی صورت
مین کہ اوسکی تائید مین صاف لفظ بحکم اللہ موجود ہی قال اور جس روایت مین لفظ اللہ کا
ہی وہ صرف راوی کی سمجھ ہی کہ لفظ ملک بکسر لام سے وہ خدا سمجھا اور مطابق اپنی سمجھ کے بجائے
لفظ ملک بکسر لام کے لفظ اللہ کہدیا اقول اگر کوئی یہ کہے کہ جس روایت مین لفظ الملک کا ہی
وہ صرف راوی کی سمجھ ہی کہ لفظ اللہ یعنی اسم ذات کو اوسنے باسم صفت تعبیر کیا تو فرمایئے
کہ اسکا کیا جواب دیجیے گا مخفی نرہے کہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ کلمہ بحکم الملک اور
بحکم اللہ عز وجل اور بما حکم بہ الملک سب فرمائے ہوئے جناب پیغمبر خدا صلعم کے ہین اور سب کے
ایک ہی معنی ہین چنانچہ خود اون روایات مین تصریح اسکی ہی کہ ایک مرتبہ پیغمبر صلعم نے بحکم الملک
کہا دوسرے مرتبہ بحکم اللہ عز وجل کہا تیسری مرتبہ بما حکم بہ الملک فرمایا اور قول مجتہد محض بیجا ہی

کہ ہرگز قابل التفات کے نہین اگر وہ مدعی اسکے ہین کہ یہ راوی کی غلطی ہے تو ہمکو ثابت کرین اور یہ
بھی بیان کرین کہ کس راوی کی غلطی ہے ورنہ بغیر اس بیان اور اثبات کے تو ہم اونکے قول کو
محض لغو اور سراسر واہیات سمجھتے ہین علاوہ ان سب امور کی روایت الملک یحبہ الخ سے بھی
مجتہد کے قول کی کچھ تائید نہین ہوسکتی بلکہ اوس سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہے جیسا کچھ بیان اوس کا ادپر گذر گیا **قال** علاوہ اسکے سیرت ہشامی مین لکھا ہے **اقول** جناب ایک ذری
مہلت دیجیے کہ مین آپکی تحریر کا صفحہ ۱۷ و ۴۳ و ۴۴ پر ملاحظہ کرون اور اوسمین دیکھون کہ سیرت
ہشامی جس سے آپ استدلال کرتے ہین منجملہ معتبرات کے ہے یا کہ ایسی ہے کہ جسکی نسبت آپ لکھتے
ہین کہ دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیجاوے اور پھر آپکے اوس قول کو بھی دیکھلون جو
آپنے اوائل رسالہ ہذا مین لکھا ہے کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے کسی ملا مجتہد وغیرہ کے
اتباع سے گمراہی مین نہ پڑینگے جناب مینے اون سب تحریرات کو دیکھ لیا اور آپکی لاف و
گزاف اوائل رسالہ کو بھی خوب ملاحظہ کرلیا بعد ملاحظہ ان سب امور کے جناب کو سلام
کرتا ہون مصرعہ چل ہوا ہوا ایسا دیکھا تجھے **شعر** جامی چہ لاف میزنی از پاک
دامنی ٭ بر خرقہ ملمع اینہمہ داغ شراب چیست ٭ پھر کبھی سیرت ہشامی سے مسلمانون کے
مقابلے مین کچھ استدلال نہ فرمایا کیجیے اور آیندہ ایسی بڑھی ہوئی بات بھی زبان پر
نہ لایا کیجیے کہ جسکا نباہ آپسے لوگون سے مشکل ہے مصرعہ چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
قال بہرحال یہود بنی قریظہ کسی طرح قتل ہوئے ہون ہمکو صرف یہ بحث ہے کہ اس آیت سے آیت
من و فدا کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے یا نہین **اقول** یہ امر تو مسلم ہے کہ یہ آیت واسطے تعذیب
بنی قریظہ اور امثال ونکے کے نازل ہوئی ہے اور طریقہ تعذیب بنی قریظہ کا از روے
قول و فعل جناب رسالتمآب صلعم کے قتل و استرقاق ثابت ہوا لیس اگر مستفاد آیت من
و فدا بحسب زعم مجتہد عصر وجوب من یا فدا کا فرض کیا جاوے اور کلمہ اما کو واسطے
افادہ حصر کے سمجھا جاوے تو لزوم نسخ آیت من بسبب تجویز قتل و استرقاق کے کیا کلام رہا

پس یہ کہنا مجتہد عصر کا کہ یہ بات علانیہ ہوگئی کہ کس طرح اوسکا منسوخ ہونا لازم نہیں آتا
علانیہ باطل اور بالبداہۃ غلط ہے
الحمد للہ والمنۃ کہ ہمنے اس بحث مین مجتہد عصر کو خوب ہی مغلوب کیا اور بہت خوبی
کے ساتھ ازروے قواعد عربیہ اور لغت عرب اور محاورۂ عرب کے مجتہد عصر کی غلطیان پکڑین اور
اونکی تحریف کا اعلان کردیا اور اونکے لاف وگزاف کی بھی خوب ہی قلعی کھولدی کہ جب
مغلوب ہوگئے تو باوجود مبالغۂ تمام اور لاف وگزاف مالاکلام کے سیرت ہشامی جو ایک تاریخ
کی کتاب غیر مستند ہے پناہ پکڑنے لگے اب ہم دوسری آیت مین بحث کرتے ہین ہم اوس
آیت اور اوس کے ماقبل کے آیات جو ایک ساتھ نازل ہوئی ہین اور باہم متناسق اور ایک دوسری
کی مفسر ہین لکھتے ہین قال تعالی بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ
فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَأَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي
الْكَافِرِينَ ۝ وَأَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللّٰهَ بَرِيءٌ
مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهٗ فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ
مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ
ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ
وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ
إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ اب ہم مجتہد عصر کے اقوال کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اونکے
لاف وگزاف کو بھی دیکھتے ہین کہ آیا وہ جو دعوے کرتے تھے کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے
اور کسی کی تقلید سے گمراہی مین نہ پڑینگے اس بات کا اونھون نے نباہ کیا یا یہ کہ تقلید مین
پڑکر خدا اور خدا کے رسول کی بھی نہ سنی اور گمراہی مین پڑ گئے **قال** آیت سورۂ توبہ
قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی **اقول** ایسی جھوٹھ بات مجتہد نے فرمائی کہ جسکا جھوٹھ خود

انھین آیات سے عیان ہو اور بیان اوسکا یہ ہی کہ امر متفق علیہ ہی کہ فتح مکہ رمضان ۸ سنہ ہجری
مین ہوئی اور حج اکبر جسکا ذکر آیت مین ہی وہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ سنہ ہجری
مین ہوا ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم نے وفات پائی ۸ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم
بعد فتح مکہ کے چند روز مکے مین قیام فرما کر مدینے کو واپس گئے تھے ۹ سنہ ہجری مین حج کو
حج کو تشریف نہین لے گئے تھے ابوبکر صدیق کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور بعد روانگی ابوبکر رض
کے علی بن ابی طالب رض کو آیات سورہ براۃ دیکر اعلان و ایذان کے واسطے روانہ فرمایا
بخاری مین روایت ہی ان ابا ھریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی تلک الحجۃ فی مؤذنین بعثھم
یوم النحر یؤذنون بمنی ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان
قال حمید بن عبد الرحمن ثم اردف رسول اللہ صلعم بعلی بن ابی طالب فامرہ ان یؤذن
ببراءۃ اور یہ ایذان نوین ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا پس ظاہر ہوا کہ نزول آیات کا کچھ پیشتر
ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری سے ہوا فتح مکہ تک یہ آیات نازل ہی نہین ہوئی تھین علاوہ بران ان
آیات مین یہ حکم ہی فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین الآیہ حالانکہ بعد فتح مکہ
کے جو شہر حرم تھے اونکے گذر جانے پر یہ حکم نہ تھا اور نہ فتح مکہ سے پیشتر مہلت چار ماہ کی دی
گئی تھی جسکا ذکر آیت فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر مین ہی اور ایک دلیل صریح
یہ آیت ہی انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا
جز این نیست کہ مشرکین نجس ہین پس نزدیک جاوین مسجد حرام کے اس برس کے بعد اس سے صاف ظاہر
ہوا کہ جس برس کے بعد آیندہ کو مشرکین کے واسطے ممانعت دخول مسجد حرام کی ہوئی وہی
سال ہی جسمین یہ آیات نازل ہوئی ہین اور باتفاق ارباب سیر و مفسرین و محدثین اور
فقہا وہ سال نوان ہجری تھا کہ جسمین جناب خلیفۃ رسول اللہ ابوبکر صدیق و امیر المومنین جناب
علی مرتضی رضی اللہ عنہما نے اعلان و منادی کردی کہ الا لا یحج بعد العام مشرک
کما رواہ البخاری غرضکہ جب خود آیات بینات سے ثابت ہوا کہ یہ آیات بعد فتح مکہ کے ۹ سنہ ہجری

مین قریب ایام حج کے نازل ہوئی ہین تو قول مجتہد کا کہ یہ آیات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی
ہین صریح جھوٹھہ اور محض بنظر دھوکا دینے اور پاس سخن باطل کے ہی العیاذ باللہ قال
تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی آلخ اقول جل دتے حضرت مجتہد صاحب اسی موںہہ سے
لاف وگذاف کے کلمات فرماۓ تھے ہمارا سلام لیجیے کیا صاحب معالم عین خدا ورسول
خدا ہین کیا یہ محمد بن اسحق ومجاہد غیر خدا ورسول نہین کیا یہ قصہ جو صاحب معالم نے لکھا ہی باسناد
قوی کتب معتبرہ حدیث مین جنکی تعیین آپنے خاتمہ رسالہ مین فرمائی ہی مرقوم ہی فرض کیا جاۓ
کہ اگر معالم التنزیل سے مدعا آپکا ثابت ہوا تو آیات تنزیل پر آپ اوسکو اس بات مین
کس بنا پر ترجیح دیتے ہین مصرعہ برخرقہ تو انہمہ داغ شراب چیست علاوہ بران
معالم التنزیل مین یہ بات کہان ہی کہ یہ آیت قبل فتح مکہ کے نازل ہوئی ہی او مین تو یہ الفاظ ہین
نزلت فی اہل مکہ یعنی نازل ہوئی ہی یہ سورۃ حق اہل مکہ مین اور بعد اونکے تمام قصہ روز
حج اکبر نقل کیا ہی کہ جسکو آپنے فتح مکہ تک نقل کرکے چھوڑ دیا ہم اوسکو تمام وکمال معالم سے
نقل کرتے ہین اول تو معالم مین یہ عبارت ہی وابتداء ہذا الاجل یوم الحج الاکبر وا
نقضاؤہ الی عشر من شہر ربیع الآخر فاما من لم یکن لہ عہد فانما اجلہ انسلاخ
الاشہر الحرم وذلک خمسون یوما وقال الزہری الاشہر الاربعۃ شوال وذوالقعدۃ
وذوالحجۃ والمحرم لان ہذہ الآیۃ نزلت فی شوال والاول ہو الاصوب علیہ الاکثرون
پھر چند سطر بعد لکھا ہی وقیل نزلت ہذہ الآیۃ قبل تبوک وقال محمد بن اسحق ومجاہد
نزلت فی اہل مکۃ وذلک ان رسول اللہ صلعم عاقد قریشا یوم الحدیبیۃ علی
ان یضعوا الحراب عشر سنین یامن فیہا الناس ودخلت خزاعۃ فی عہد النبی صلعم
ودخلت بنوبکر فی عہد قریش ثم عدت بنوبکر علی خزاعۃ فنالت منہا واعانتہم
قریش بالسلاح فلما تظاہر بنوبکر وقریش علی خزاعۃ ونقضوا عہدہم خرج
عمرو بن سالم الخزاعی حتی وقف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

اشعار لاهُمّ اني ناشد محمدا ❊ حلف ابينا وابيه الاتلدا ❊ كنت لنا ابا وكنا ولدا
ثمت اسلمنا ولم ننزع يدا ❊ فانصر هداك الله نصرا اعتدا ❊ وادع عباد الله يأتوا
مددا ❊ فيهم رسول الله قد تجردا ❊ في فيلق كالبحر يجري مزبدا ❊ ابيض مثل
الشمس يسمو صعدا ❊ ان سيم خسفا وجهه تربدا ❊ ان قريشا اخلفوك الموعدا
ونقضوا ميثاقك المؤكدا ❊ هم بيتونا بالحطيم هجدا ❊ وقتلونا ركعا وسجدا ❊

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نُصرتُ ان لم انصركم فتجهز الى مكة ففتح مكة سنة ثمان من الهجرة فلما كان سنة تسع اراد رسول الله صلعم ان يحج ثم قال انه يحضر المشركون فيطوفون عراة فبعث ابا بكر رضي الله عنه تلك السنة اميرا على الموسم ليقيم للناس الحج وبعث معه باربعين اية من صدر براءة ليقرأها على اهل الموسم ثم بعث بعده عليا رضي الله عنه على ناقته العضباء ليقرأ على الناس صدر براءة وامره ان يوذن بمكة ومنى وعرفة ان قد برئت ذمة الله و ذمة رسول الله صلى الله عليه وسلم من كل مشرك ولا يطوف بالبيت عريان فرجع ابوبكر فقال يا رسول الله بابي انت وامي أُنزل في شأني شيء قال لا ولكن لا ينبغي ان يبلغ هذا الا رجل من اهلي اما ترضى يا ابا بكر انك كنت معي في الغار وانك صاحبي على الحوض قال بلى يا رسول الله فسار ابوبكر رضي الله عنه اميرا على الحج وعلي ليؤذن ببراءة فلما كان قبل التروية بيوم خطب ابوبكر الناس وحدثهم عن مناسكهم واقام للناس الحج والعرب في تلك السنة على منازلهم التي كانوا عليها في الجاهلية من الحج حتى اذا كان يوم النحر قام علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاذن في الناس بالذي امر به وقرأ عليهم سورة براءة وقال زيد بن منيع سألنا عليا باي شيء بعثت في الحجة فقال بعثت باربع لا يطوف بالبيت عريان ومن كان بينه وبين رسول الله صلعم عهد فهو الى مدته ومن لم يكن له مدة فاجله اربعة اشهر ولا يدخل الجنة

الا نفس مؤمنة ولا یجتمع المسلمون والمشرکون بعد عامھم ھذا فحج النبی صلعم
سنة عشر حجة الوداع انتھے دیکھو اس عبارت معالم سے صاف ظاھر ہی کہ آیات سورۂ
براءۃ ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین کیونکہ اون آیات مین جو یہ حکم ہی کہ اس سال کے بعد کوئی
مشرک مسجد حرام مین نجاوے حج اکبر مین اوسکا اعلان کرایا گیا اور حج اکبر ۹ سنہ ہجری مین ہوا
پس ظاہر ہوا کہ آیات سورۂ براءۃ ۹ سنہ ہجری مین ایک برس بعد فتح مکہ کے نازل ہوئین
قال اس روایت سے صاف ظاہر ہی کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور ہمنے اوپر
ثابت کیا ہی کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ نازل ہوئی ہی پس یہ آیت اوسکی ناسخ نہین ہوسکتی
اقول یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا سو یہ روایت مستند بحضرت
پیغمبر صلعم سے نہین صرف مجاہد اور محمد بن اسحق کا قول ہی جو منجملہ صحابہ کے بھی نتھے خیر جسکہ
اونکے قول سے ثبوت زمانہ نزول آیت کا ہوا نہوا سقدر تو ثابت ہو گیا کہ وہ دعوی
کہ شروع رسالہ مین مجتہد صاحب نے کیا تھا کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت
کرینگے اور کسی مولوی ملا فقیہ مجتہد کی تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے محض لاف وگزاف
تھا کہ کچھ بھی عمل اوسپر نہوا اور آخر کار یہی ہوا کہ تقلید ہی کرنی پڑی ع آنچہ دانا کند کند
نادان * لیک بعد از قبول رسوائی * اب ہم کہتے ہین کہ نہ اس عبارت معالم سے
یہ بات ثابت ہی کہ آیات سورۂ برات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہین بلکہ یہ بات ثابت ہی
کہ ایک برس بعد فتح مکہ کے یعنی ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین اور نہ مجتہد سے ہرگز
یہ بات ثابت ہوسکی کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہی یہانتک کہ اوپر
یہ دعوی بھی مجتہد کا نہ تھا کہ آیۃ مذکور بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی بلکہ اوپر تو یہ دعوی تھا
کہ یہ زمانۂ فتح مکہ مین نازل ہوئی ہی بعد زمانۂ فتح مکہ کا تو نام اسی وقت زبان پر مجتہد صاحب
کے آیا ہی دیکھیے اس بعدیت کو روز وفات جناب رسالتمآب پر نہ محمول فرماوین تاکہ
احتمال نسخ ہی باقی نرہے کیونکہ جب مدار صرف مجرد قول مجتہد ہی پر ہی اور دلیل کچھ درکار نہین

تو بروز فتح مکہ اور بروز وفات پیغمبر صلعم کہدینا دونون یکسان ہین نہ ثبوت اسکا ہی نہ اوسکا ہی
دیکھو فائدۂ جلیلہ بحث ادل کا اور ہم بیشتر دلائل علماے حنفیہ کے اس امر کے اثبات پر قائم کر چکے
ہین کہ آیہ من وفدا قبل واقعۂ بدر کے نازل ہوئی ہی مجتہد صاحب اپنے دلائل اور علماے
حنفیہ کے دلائل کو مقابلہ کر کے دیکھین اور آپ ہی خدا کو حاضر ناظر جانکر فرماوین کہ علماے
حنفیہ کے دلائل قوی ہین یا توہمات مجتہد عصر کے **قال** بعض مکابر یہ بات کہینگے کہ سورۂ
براءۃ کے بعد کوئی سورۃ نازل نہین ہوئی اور اسلیے سورۂ محمد صلعم کا جسمین آیت من وفدا
ہی سورۂ براءۃ کے بعد نازل ہونا صحیح نہین ہی مگر یہ کہنا بالکل غلط ہی ایک حدیث مین آیا ہی کہ
سورۂ براءۃ اون سورتون کی اخیر سورۃ ہی جو پوری ایکدفعہ اوتری ہین مگر اسکو بھی علمانے
تسلیم نہین کیا اور اس حدیث مین شبہ کیا ہی چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے اس
حدیث کو مع عالمون کی تشکیک کے اس مقام پر نقل کرتے ہین بخاری مین لکھا ہی کہ عن البراء
قال آخر سورۃ نزلت کاملۃ سورۃ براءۃ وآخر سورۃ نزلت خاتمۃ سورۃ النساء یستفتونک
قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ فی القسطلانی استشکل ہذا من حیث انہ نزلت
شیئاً فشیئاً فالمراد بعضہا او معظمہا والا ففیہا آیات کثیرۃ نزلت قبل
سنۃ وفاۃ النبی ایۃ **اقول** بخاری مین یہ حدیث دو جگہہ کتاب التفسیر مین نقل کی
ہی ایک آخر سورۃ النساء مین بروایت سلیمان بن حرب وہان یہ الفاظ ہین حدثنا سلیمان
بن حرب قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت البراء آخر سورۃ نزلت براءۃ وآخر
آیۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ دوسری جگہہ شروع
براءۃ مین وہان یہ الفاظ ہین حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت
البراء یقول آخر آیۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ وآخر سورۃ
نزلت براءۃ **اقول** ان دونون جگہہ کاملۃ کا لفظ نہین ہی اور اس روایت مین کچھہ اشکال
نہین ہی ہان تیسری جگہہ جو روایت کی ہی اوسمین لفظ کاملہ کا واقع ہی اور اوسکے معنی نہین

تمام سورۃ بلکہ مراد یہ ہے کہ کاملہ سورۃ یعنی معظم اور بڑی بڑی باتین شروع کی چنانچہ راوی نے بمقابلہ کاملہ کے خاتمہ سورۃ النسار کا بیان کیا ہے پس ظاہر ہے کہ مراد اوسکی فواتح سورۃ براۃ ہے پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی آیت متفرق نازل ہوتی تو فرما دیتے تھے اجعلوہا فی سورۃ کذا چنانچہ یہ روایت ترمذی و دیگر صحاح مین موجود ہے یعنی اوسکو فلانی سورۃ مین شامل کردو سو جتنی سورتین نازل ہوئی ہین وہ سورۃ براۃ سے پہلے نازل ہوئی ہین یعنی فواتح سب سورتون کی سورۃ براۃ کی فواتح سے پہلے اوتر چکی ہین گو کہ کسی سورۃ مین کوئی آیت پیچھے سے ایسی شامل ہوئی ہو کہ بعد نزول فواتح سورۃ براۃ سے نازل ہوئی ہو اور مجتہد صاحب جو فرماتے ہین کہ علمانے اس حدیث پر شبہہ کیا ہے الخ کسی عالم نے حدیث مین شبہہ نہین کیا یہ کسی نے نہین کہا کہ یہ حدیث مشتبہ یا در اصل براء بن عازب رض سے منقول نہین ہے یا موضوع یا ضعیف ہے چنانچہ مجتہد صاحب نے جو اپنے دعوے شک و شبہہ پر قول قسطلانی کا دلیل ٹھہرایا ہے اوس سے اونکی تکذیب عیان ہے قسطلانی نے لفظ استشکال کا بولا ہے لفظ شک و شبہہ کا نہین کہا اور استشکال مضمون سے حدیث مین شک و شبہہ نہین پڑ سکتا ایک شخص کے ذہن مین ایک بات مشکل ٹھہری تو ضرور نہین کہ وہ بات مشکل ہو وے اور اوس سے مضمون حدیث مین شک و شبہہ پڑ جاوے دیکھو جو بات قسطلانی کو بادی النظر مین مشکل نظر آئی تھی خود اوسنے اوس اشکال کو دفع کردیا مگر چونکہ آپنے خود بحث اول زمانہ نزول آیت مین فرمایا ہے کہ ہم دعوی کرتے ہین کہ سورۂ محمد صلعم مکہ مین بزمانہ فتح مکہ نازل ہوئی پس حدیث براء بن عازب سے بخوبی یہ بات ثابت ہوگئی کہ سورۂ محمد صلعم فواتح سورۂ براۃ سے پہلے اوتری ہے کیونکہ جب اوس حدیث سے یہ امر ثابت ہوا کہ فواتح سب سورتون کی سورۂ براۃ سے پہلے اوتر چکی ہین تو جو سورۃ کہ پوری دفعۃ واحدۃ نازل ہوئی اور بجا بجا نہین اوتری تو بالبداہۃ وہ سورۃ بجمیع آیاتہا سورۂ براۃ سے پہلے اوتر چکی ہے اور چونکہ سورۂ محمد دفعۃ واحدۃ نازل ہوئی ہے تو وہ بھی ہر آئینہ سورۂ براۃ سے پہلے اوتری ہے اور سورۂ براۃ خصوصاً فواتح اوسکے جنمین یہ آیت قتل واقع ہے بلا شک و شبہہ متاخر سورۃ

محمد سے ہی اور یہی تحامد عاجار لکہ بخوبی ثابت ہوگیا قال اب ہم اس بحث سے بھی قطع نظر کرتے
ہین اور اس بات پر غور کرتے ہین کہ آیۃ سورۂ براۃ سے آیت من وفدا منسوخ بھی ہوسکتی ہی
یا نہیں اور کہتے ہین کہ منسوخ نہین ہوسکتی آیت سورۂ براۃ مین دو جملہ ہین جنسے آیت
من وفدا کی منسوخ ہونے پر استدلال ہوسکتا ہی اول فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ اور دوسرا حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ مگر انسے استدلال محض غلط ہی اول جملہ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ مین جو مشرکین
کا لفظ ہی اسکا الف لام استغراق کا تو ہو نہین سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہونگے
کہ تمام مشرکین کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہوگا جو طاقت انسانی بلکہ عادت آلہی سے بھی
خارج ہی دوسرے تمام احکام جزیہ لینے کے اور صلح کرنیکے بالکل باطل ہو جاوینگے قول
ہم شرح اس لام کی کہ آیا عہد کا ہی یا استغراق کا ہی بعد کو کرینگے آب تو ہم مجتہد عصر کے
دلائل پر جو او نھون نے اوپر امتناع ارادہ استغراق لام کے قائم کیے ہین توجہ کرتے ہین
دلیل اونکی صرف وہمی ہی کچھ یہ ضرور نہین ہی کہ امتثال اسکا ایک ہی زمانہ مین یا کسیقدر زمانہ
ممتد محدود مین ہو بلکہ بحکم الجہاد ماض الی یوم القیمہ کے اس حکم کی تعمیل ہوتی رہنی چاہیے
اور جہان اونپر قابو چلے وہان مارنا چاہیے مامورین کو اپنی طرف سے کوشش بلیغ
اسمین کرنی چاہیے اگر اونکے حد اختیار سے کسیکا قتل خارج ہووے تو امر کی امتثال
مین کچھ قصور نہین آپ غور فرمائیے کہ اوسکو تو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ جو مشرکین مقابلہ
پر آوین تو اونکے حق مین حکم اقتلوا المشرکین کا نافذ ہی اور اہل اسلام مامور ہین کہ اون سبکو قتل
کرین لیکن اگر کوئی اونمین سے بھاگ جاوے اور ہاتھ نہ آوے یا لڑائی بگڑ جاوے
تو امر کی صحت مین کچھ کلام نہین ہوسکتا کیونکہ امر تو اون سب کے قتل کا تھا مگر چونکہ حد اختیار سے
بسبب بعض موانع کے امتثال اوسکا خارج رہا تو اس سے امر مین کچھ نقصان نہین آتا نظیر اسکی
اسی سورت مین دیکھ لیجیے قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ
لَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

حتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَدٍ وَّھُمْ صٰاغِرُوْنَ ○ آپکی دلیل سے لازم آیا کہ تعمیم بھی صحیح نہو
بلکہ اس سے بھی کوئی خاص لوگ مراد ہوں کہ جنکا اب تک ہمکو علم حاصل نہوا کیونکہ وہ دلیل تو
اسمین بھی جاری ہوسکتی ہے مگر ہیان تو لام بھی نہین کہ جسکو عہد پر محمول کیا جاوے گا
معہذا ایک قید حیث وجدتموھم جو آیت مین موجود ہے اوس سے آپکے سب توہمات کا جواب حاصل
ہے اوسپر بھی بلحاظ کیجیے دلیل دوم کا صاف جواب ہے کہ معاہدین ہر ایک قسم کے بموجب حکم
الا الذین عاھدتم الآیہ کے مستثنے ہین اور یہ تثنا مانع استغراق نہین جاتی فی القوم
کلھم اجمعون الا زیدًا دیکھیے اسکو کوئی زبان کا جاننے والا یہ نہین کہہ سکتا کہ لام
جو داخل ہے قوم پر لام استغراق نہین وما مثلہ فی الناس الا مملکا دیکھو لام جو ناس پر
داخل ہے غیر از استغراق اور کسی معنی پر محمول نہین ہوسکتا **قال** پس ضرور ہے کہ الف لام
عہدی ہے **اقول** اوس معہود کو معین فرمائیے اور دلیل اوسکے معہود ہونے کی لائیے آپ
جو عبارات تفاسیر بیضاوی و مدارک اور احمدی اور کشاف اور معالم کو سند لائے ہین
اون سے ظاہر ہے کہ معہود وہ مشرکین ہین جو عہد توڑین اور مقابلہ کرین ہمنے مانا کہ وہی مشرکین
معہود ہین اسی بات پر قائم رہیو اس عہد کو توڑیو اسی عہد کو آپکے ہم منظور کرکے آپکے قول
آیندہ مین بحث کرینگے **قال** پس اس آیت سے نص صریح آیت من وفدا کی منسوخ قرار دینے کو
ضرور ہے کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کیجاوے کہ المشرکین مین سارے مشرکین
ہی داخل ہین اور یہ بات ثابت نہین تو دعوی نسخ باطل ہے **اقول** ہمکو اس تقریر پر مجتہد
عصر کے نہایت تعجب ہوتا ہے ہم سمجھتے ہین کہ دیدہ ودانستہ اونھون نے یہ مشاغب کیا ہے ہمنے
قول مجتہد عصر کا تسلیم کیا کہ لام المشرکین مین عہدی کا سہی لیکن اگر معہودین ہی کے
اُسارے ہووین تو وہ حکم جو نسبت معہودین کے ہے یہ نسبت اونکے اسارے کے کس طرح
نص نہوگا اور وہ اسارا اوس حکم سے کیونکر خارج ہوجاوینگے یا کوئی اور قاعدہ مجتہد صاحب
نے گھڑا یا اور قسم لام کی بنالی کہ جسکی بناپر وہ عہد در عہد کا فائدہ دے ہمنے غرض کیا

کہ مطابق تفاسیر معتبرہ مجتہد عصر کے لام عہد کا ہے اور اوس سے سمجھا مشرکین کے صرف ناقضین
عہد مراد ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ حکم اُقتلُوا بہ نسبت کل ناقضین عہد کے ہے اور چونکہ ناقضین عہد
میں وہ لوگ بھی تھے جو اب اسیر ہوئے پس ہر آئینہ وے بھی تحت حکم اُقتُلُوا داخل ہو گئے
پس جو حکم جیسا اور وں کی نسبت منصوص ہے ویسا ہی اُساری کی نسبت بھی منصوص ہے
اور یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں حکم یعنی حکم فعلیت ایجاب قتل کل ناقضین اور دوام سلب
قتل اُساری کہ بعض ناقضین میں سے ہیں جمع ہو سکے کیونکہ جائز رکھنا اسکا التزام اجتماع نقیضین
کا ہے غور فرمایئے کہ جب یہ حکم دیا گیا کہ کل ناقضین عہد بالفعل قتل کیے جاویں تو بموجب قواعد
فن میزان کے یہ قضیہ کہ بعض ناقضین عہد کبھی قتل نہ کیے جاویں صاف نقیض اوسکی
ہے اور جب باہم دونوں کے تناقض کہ جسکو باصطلاح فقہا میں تعارض ادلہ کہتے ہیں متحقق
ہوا تو لازم آیا کہ واسطے رفع تعارض کے ایک کو منسوخ دوسری کو ناسخ ٹھہرایا جاوے
اور چونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آیت من وفدا اس آیت سے پہلے نازل ہوئی ہے علاوہ بران
خود مجتہد بھی اس آیت کے منسوخ ہونیکے قائل نہیں پس لازم آیا کہ آیت من وفدا ہی منسوخ
ٹھہری اور یہ نہیں ہو سکتا کہ المشرکین میں جو لام ہے اول تو اوسکو عہد کا ٹھہرا کر جملہ مشرکین سے
صرف ناقضین عہد اوس سے مراد لیں اور پھر عہد در عہد تجویز کر کے ونمیں سے خاصۃ غیر اُساری
مراد لیں کیونکہ اس صورت میں ایک قسم لام کی لام عہد در عہد پیدا ہوتی ہے اور یہ برخلاف
لغت کے ہے پس باطل ہوئی سب تقریر مجتہد عصر کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا ۔ والحمد للہ رب العالمین

قال دوسرے جملہ حیث وجدتموھم کو اُساری سے کچھ تعلق نہیں ہے **اقول** میں نہیں سمجھتا
کہ مجتہد صاحب کیا سمجھ رہے ہیں اور کیا فرما رہے ہیں حیث وجدتموھم جملہ ظرفیہ ہے اور
اقتلوھم سے متعلق ہے اور اوس سے جواب آپکے توہم محال عادی کا حاصل ہوتا ہے یہ جملہ مستقل
نہیں بلکہ قید جملہ سابقہ کی ہے معلوم نہیں ہوتا کہ اسکی نسبت آپ کیا فضول باتیں تحریر فرماتے
ہیں اور ہمکو اوسکے تعرض ضرور نہیں معنی آیت کے صاف یہ ہیں کہ مار ڈالو مشرکین کو جہاں کہیں پاؤ

اونکو قتال سے ہذا ان تمام آیتون مین جو مشرکین کے قتل کا حکم ہی وہ عین لڑائی کی حالت مین ہی
اسمین اور آیت مین وہ فدا سے جو بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی جو
قید ہو گئے ہین اور لڑنے پر قادر نہین ہین کیا تعلق ہی احکام حالات مختلفہ ایک دوسرے کی
ناسخ نہین ہو سکتی **اقول** جناب اس آیت کے کلمات مین تو کوئی کلمہ ایسا نہین کہ جس سے
یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ حکم قتل مخصوص ہی عین حالت لڑائی سے یہ تو آپ کی تحریف صریح ہی ہم
اس تحریف کو ہرگز نہ مانینگے اور اس قول کی تکذیب احادیث صحیحہ سے ظاہر ہی بخاری مین
انس بن مالک رض سے روایت ہی ان النبی صلعم دخل مکۃ یوم الفتح وعلی راسہ المغفر
فلما نزعہ جاء رجل فقال ابن اخطل متعلق باستار الکعبۃ فقال اقتلہ داخل ہوے
پیغمبر صلعم روز فتح مکہ مین اور اونکے سر پر خود تھا جب اوتارا خود کو تو آیا ایک آدمی پس کہا
اوسنے کہ ابن اخطل لپٹا ہوا ہی کعبہ کے پردون سے فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ قتل کرو اوسکو اور سوائے
اسکے اور کئی شخص بھی بعد فتح مکہ کے قتل کرلئے گئے ہین اور ایک شخص ہوازن مین سے
قبل از جنگ گرفتار ہو کر بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا گیا ہی جیسا کہ جا بجا اوپر ہمنے یہ امور احادیث صحیحہ سے
ثابت کر دیے ہین بخاری مین ابو ہریرہ رض سے روایت ہی قال بعثنا رسول اللہ صلعم
فی بعث وقال لنا ان لقیتم فلانا وفلانا لرجلین من قریش سماھما فحرقوھما بالنار
ثم اتیناہ نودعہ حین اردنا الخروج قال انی کنت امرتکم ان تحرقوا فلانا وفلانا
بالنار وان النار لایعذب بھا الا اللہ فان اخذتموھما فاقتلوھما بھیجا ہمکو پیغمبر صلعم نے ایک
لڑائی مین اور فرمایا ہمسے کہ اگر ملو تم فلان فلان کو دو آدمیون کا نام لیا جو قریش میں سے
تھے تو اونکو پھونک دیجیو آگ سے پھر جب ہم پیغمبر صلعم سے رخصت ہونے کو آئے جب چلنے کا ارادہ
کیا تو فرمایا کہ مینے تمکو حکم دیا تھا کہ فلان فلان کو آگ مین جلا دیجیو اور تحقیق آگ سے کوئی
تعذیب نہین کرسکتا مگر اللہ پس اگر تم اونکو پکڑ لو تو قتل کر دیجیو اونکو دیکھیے یہان اخیذون
یعنی اسیرون کی نسبت صاف حکم دیا کہ انکو مار ڈالیو علاوہ برآن خود کلمہ حیث وجدتموھم اسیر

دال ہے کہ قید عین معرکۂ کارزار کی نہین ہے جہان پاؤ وہان مارڈالو نہیں اونکو خاص معرکۂ کارزار مین قرار دینا خلاف ظاہر آیت کے عمل کرنا ہے اور عبارات تفاسیر جو مجتہد صاحب نے بطور سند کے پیش کی ہین اونمین سے کہین تخصیص میدان کارزار کی نہین بلکہ اون سے بھی ہمارے ہی قول کی تائید حاصل ہے کہ حیث جو ظرف ہے اوسکی تفسیر کرتے ہین من حل و حرم یعنی حرم یا باہر حرم سے جہان کہین پاؤ قتل کر دو اونھون نے کہین یہ نہین لکھا کہ باہر میدان کارزار کے قتل نکرو قال آیت سورۂ بقر الخ اقول ہم اس آیت کی تفسیر اور ضمن شمار آیات ناسخہ مین کر چکے ہین اور وجہ استدلال کی بھی اوس جگہہ لکھی ہے قال آیت سورۂ بقر بھی صلح حدیبیہ مین جو سنہ ہجری مین ہوئی تھی نازل ہوئی اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی اقول یہ تو جناب مجتہد صاحب کا معمولی عذر ہے کہ ہر جگہہ اوسکو پیش کرتے ہین بعض جگہہ بسبب عدم ثبوت اور بعض جگہہ بسبب ثبوت عدم کے نامنظور کیا جاتا ہے چنانچہ یہان بھی ایسا ہی حال ہے قال تفسیر معالم التنزیل مین ہے عن ابن عباس نزلت هذه الاية في صلح الحديبية الخ اقول معالم التنزیل مین یہ الفاظ ہین وقال الكلبي عن ابي صالح عن ابي عباس الخ خود مجتہد صاحب نے خاتمہ رسالے مین کتاب کلبی کو داخل معتبرات نہین کیا پس اوس سے استدلال اونکا بیجا ہے علاوہ بران فرض کیا کہ یہ آیت سنہ یا سنہ ہجری مین اوتری ہے مگر ثبوت نزول آیت من وفدا کا سنہ ہجری مین کیا ہے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ آیت من وفدا غزوۂ بدر سے پیشتر نازل ہو چکی ہے پس قول مجتہد کا کہ اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی سراسر غلط ہے قال قطع نظر اس بات کے کہ یہ آیت قبل آیت من وفدا کے نازل ہوئی تھی اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اس آیت سے آیت من وفدا منسوخ بھی ہو سکتی ہے یا نہین سو ظاہر ہے کہ کسیطرح منسوخ نہین ہو سکتی اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہے وہ خاص اون اہل مکہ کے لیے ہے جو برخلاف عہد کے لڑنے پر تیار ہوئے تمام مشرکین سے متعلق نہین ہے پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین داخل نہین ہو سکتے اقول افسوس ہے کہ جسقدر لاف وگزاف شروع رسالے مین مجتہد عصر نے کیا تھا اوسکے پاسنگ بھی نباہ نہ کیا

آور برخلاف اوس لاف وگذاف کے ہر مقام پر وہ بندۂ تقلید ہو گئے آب اگر وے تقلید سے
دست بردار ہوکر ہماری بات سنین تو ہم اونکے سامنے تفسیر اس آیت کی کرین مخفی نرہے کہ
پوری آیت یہ ہی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ
مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ
كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ
لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ لڑو
خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تم سے لڑین اور زیادتی نکرو تحقیق خدا دوست نہین رکھتا زیادتی
کرنے والون کو اور مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑلو اور نکالدو اونکو جہان سے اونھون نے
نکالدیا ہمکو اور فتنہ سخت تر ہی مار ڈالنے سے اور نہ لڑو اونسے پاس مسجد حرام کے تا وقتیکہ وے
تمسے لڑین پس اگر لڑین وے تمسے تو قتل کرو اونکو ایسی ہی ہی سزا کافرون کی پس اگر وے
باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اون سے تا کہ نہووے فتنہ اور ہووے دین خدا
ہی کا پس اگر وے باز رہین تو نہین ہی زیادتی مگر اوپر ظالمون کے جاننا چاہیے کہ ہمارے
دین مین ابتدا یہ جنگ و قتال جائز نہین بلکہ لازم ہی کہ اول کفار کو دین خدا کی طرف بلاوین اور
اونکو سمجھاوین اگر باوجود اتمام حجت کے وے باز نہ آوین اور اطاعت حکم نکرین اور لڑنے پر
آمادہ ہووین تو اوس وقت خدا سے مدد مانگین اور مقابلہ شروع کرین چنانچہ یہی ہی مراد آیت کی
اور جسنے یہ سمجھا ہی کہ جب کفار لڑنے کو ہمپر آوین تب ہمکو اونسے لڑنا روا ہی ورنہ نہین ظاہرا
غلط سمجھا ہی دیکھو کہ تبوک وغیرہ پر حضرت نے فوج کشی فرمائی اون لوگون مین سے کون لڑنے
آیا تھا اور کس سے عہد ہوا تھا کہ اوسنے عہد شکنی کی مصر و روم و شام و اسکندریہ و فارس
و دیگر بلاد پر جہاد ہوا اون مین سے کون ہم پر لڑنے آیا تھا اور کس نے عہد کر کے عہد توڑ دیا تھا
مگر ہان یہی بات تھی کہ اطاعت اسلام گوارا نہ کر کے آمادہ جنگ ہوگئے تھے اور جب وے آمادۂ جنگ

تو پھر یہ مصداق اَلَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ کی جو آیۃ متلوہ مین ہے ہو گئی پس ادعائے نسخ اس آیت کا صریح غلطی
ہے پھر خدای تعالے فرماتا ہے کہ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ اسکے معنی بہت صاف ہین یعنی اون لوگون کو
جو تمسے لڑنے کو آمادہ ہوویں قتل کرو جہان کہین پکڑ لو اوپر ہم معنی ثقفتموہم کے بیان
کر چکے ہین اب ہم مجتہد عصر کی تقریر پر بحث کرتے ہین **قولہ** اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہے وہ خاص
اہل مکہ کے لیے ہے آلخ **اقول** غلط بات ہے کیونکہ تخصیص اہل مکہ کی ثابت نہین ہمنے فرض کیا کہ
اہل مکہ کے معاملے مین نازل ہوئی ہے مگر کسی خاص شخص یا خاص صنف کے معاملے مین اوترنے سے
حکم عام مخصوص اوس شخص یا اوس صنف کے ساتھہ نہین ہو جاتا العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص
الاسباب اور ہمنے یہ بھی بطور فرض محال فرض کر لیا کہ یہ آیت مخصوص مشرکین مکہ کے واسطے
ہے لیکن مجتہد صاحب فرماوین کہ کیا آیت من وفدا اونکے نزدیک متعلق مشرکین مکہ سے نہین
اگر نہین تو دلیل اونکی مستثنے ہونیکے حکم اس آیت سے کیا ہے اور اگر ہے تو کچھ کلام اسمین
نہین کہ اس آیت سے منسوخ ہو گئی کیونکہ جب دونون کا تعلق مشرکین مکہ ہی سے ہے
اور ایک مین حکم قتل وجوباً ہے دوسری مین اجازت من وفدا کی ہے تو بلا شک وشبہہ ایک کا
منسوخ ہونا لازم ہے **قولہ** پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین
داخل نہین ہو سکتے **اقول** جناب بعد اسیری کے قدرت و عدم قدرت کا آیت مین کچھ
تذکرہ نہین ہے جب کہ مومنین سے لڑنے پر آمادہ ہوئے تو اونپر (يُقَاتِلُونَكُمْ) صادق
آگیا اور جب اسیر ہو گئے تو مصداق ثَقِفْتُمُوهُمْ ہو گئے پس مصداق مقاتلہ کے قبل اسیری کے
اور مستوجب قتل کے بعد اسیری کے ہو گئے اور وَاقْتُلُوهُمْ معطوف ہے قَاتِلُوا پر اس سے صاف واضح ہے
کہ دونون امر ہو چکے ہین اگر وَاقْتُلُوا سے بھی مراد زمانہ کارزار ہی ہوتا تو یہ جملہ بیفائدہ ہو جاتا
کیونکہ جملہ قاتلوا الذین الآیہ اس مدعا کے لیے کافی تھا حاجت دوسرے جملے کی کچھ نہ تھی بعد اسکے
جو مجتہد عصر نے کچھ عبارت تفسیرون کی لکھکر اونپر جرح کی ہے ہمکو توجہ اوسکی طرف ضرور نہین کیونکہ ہم
پابندی اقوال مفسرین کچھ گفتگو نہین کرتے بلکہ ایک بڑے بڑے مجتہد عالیقدر جلیل الشان نے [illegible]

امام مجتہدان کی طرف سے رد مطاعن طاعنان کر رہے ہین کہ جنکی اجتہاد صائب اور علم و فضل کے
سب مفسران و مجتہدان قائل ہین پس ہمکو صرف اتباع کلمات طیبات قرآن مجید ضرور ہی چنانچہ
ہمنے اون کلمات کی تفسیر مطابق لغت و علم بیان کے کر دی بعد ازان ہمکو تو کسی مفسر کے
قول پر ضرور نہین **قال** صاحب تفسیر مدارک نے جو معنی ثقف کے گھڑے ہین اول تو وہ لائق تسلیم
کے نہین کیونکہ ثقف کے معنی پکڑ کر اور غلبہ کر کر پانیکے جو اوسنے بیان کیے ہین جنسے قیدی
ہین نکلتا ہی اسکی کوئی سند نہین ہی **اقول** آپکی ناواقفی ہی کہ صحیح بات پر طعنہ دیتے ہین ہمنے اوسپر
بھی اوسکی لکھی ہی اور بڑے بڑے علماے لغت کے اقوال اسکے معنی مین نقل کیے ہین اونکو
دیکھ لیجیے تاکہ آپ کو معلوم ہو جاوے کہ قول صاحب مدارک تمام تر صحیح ہی اور طعنہ آپ کا مبنی اوپر
بیعلمی کے ہی بلکہ آپ پر واجب ہی کہ آپ کوئی ایسی سند پیش کرین کہ جہان لفظ ثقف تمام
غیر غلبے مین مستعمل ہوا ہو **قال** معہذا وہ صاف صاف قیدیون پر دلالت بھی نہین کرتے
کیونکہ مقاتلین کے نسبت بھی صادق آسکتے ہین **اقول** کیا خوب یہ نئی طرز استدلال کی آپنے
گھڑے جناب ہم کہتے ہین کہ جہان پاؤ جہان پاؤ اونکو قتل کرو ہم بھی یہی سمجھتے ہین کہ اگر اطاعت اور جزیہ قبول کرین تو پکڑنے
پر مستعد ہون تو اونسے لڑو اور مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑو تو جسطرح ہمنے منجملہ مجاز کے کسیکو پکڑ لیا تو بامتثال حکم آیہ قرآن
ہم پر واجب ہوا کہ اونکو قتل کرین بطور مجاز بین ایک آیت سے آپنے کسطرح اسکو کس قاعدے سے خارج تصور فرمالیے ہین مقاتلین پر صادق
آنا دوسری بات ہی اور اسرا کا خارج ہو جانا دوسری بات ہی آپ پر اثبات اسکا لازم ہی کہ اسرا اس حکم سے خارج ہین کیونکہ مقاتلین کی
نسبت بھی صادق آسکتے ہین علاوہ بران اسرا مقاتلین بھی تو منجملہ مقاتلین ہی کے ہین
پس صدق آیت کا مقاتلین پر بعینہ صدق اوسکا ہی اسرا پر ظاہرا جو فرق کہ مقاتل و قاتل
مین ہی جناب سامی کو ابھی تک اوسپر اطلاع نہین اسی سبب سے شاید آپ مقاتل کو بمعنی قاتل کے
سمجھتے ہین اور اوسی بنا پر آپ کی یہ توجیہ ہی ذری کتب لغت کو ملاحظہ کیجیے اور صحاح
اگر آپ اونکو کتاب سیبویہ مین نہین دیکھ سکتے تو فصول اکبری مین ہی دیکھیے **قال** مع قطع نظر ان
سب باتون کے اگر بالکل تفسیر مخالفین تسلیم کر لیجاوے تو بھی حکم اس آیت مین مخصوص

اہل مکہ سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے عمومیت آیت من وفد اکا مخصوص ہوگا نہ مبطل **اقول** کیا فرمایے اگر متعدد حکم مخصوص نسبت اہل مکہ کے صادر ہوے تو جملہ احکام بہ نسبت اہل مکہ کے مخصوص تھے اسپر کوئی دلیل آپکے پاس ہے تو پیش کیجیے اور یہ بھی نہین ہوسکتا کہ اگر سبب نزول حکم عام کا کوئی واقعہ خاص ہو تو اوس حکم کی تعمیم کو باطل کرکے اوسی واقعہ خاص کے ساتھہ مخصوص کر دیا جاوے چنانچہ یہ ایک مسئلہ متفق علیہ ہے کہ العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب ایسے تو بہت حکم عام نکلینگے کہ واقعہ خاص مین نازل ہوئے ہین مگر آج تک کوئی اونکی خصوصیت کا قائل نہین اور پیغمبر صلعم کے روبرو بھی اونکے عموم ہی پر عمل ہوا اور چونکہ یہ آیت بھی ایسی ہی ہے پس یہ کہنا کہ حکم اس آیہ کا مخصوص اہل مکہ سے ہی ہوگا صریح غلط ہے اور ہرگز لائق تسلیم نہین اگر ایسا ہو تو سب آیات فرضیت جہاد بہ نسبت اہل مکہ کے ہی مخصوص ہو جاوین اور سب جہاد جو وقوع مین آئے اور اونکے سبب اسلام نے غلبہ و ترقی روز افزون پائی سب سفک الدما محض فتنہ و فساد موجب خرابی عاقبت مجاہدین قرار پاوین العیاذ باللہ تعالی + آب ہم جناب مجتہد کی تقریر کا الزاما اونپر اعادہ کرتے ہین اور منتظر جواب ہین یعنی قطع نظر ان سب باتون کے اگر بالکل تقریر مجتہد تسلیم کر لی جاوے تو جو حکم آیت من وفد ہو وہ مخصوص ساتھہ قریش مکہ کے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے حکم جواز من وفد اکا عام نہوگا بلکہ مخصوص باہل مکہ ہوگا **قال** اب باقی رہگئین سورہ نساء کی آیتین وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت من وفد انازل ہوئی ہین اور اسلیے وسکی ناسخ نہین ہوسکتین **اقول** یہ تو آپکا معمولی عذر ہے کہ ہر جگہہ اوسکو پیش فرماتے ہین مگر ایک جگہہ بھی اوسکو ثابت نہ کرسکے پس جسطرح ہر اور جگہہ نامنظور کیا گیا ہے یہان بھی منظور نہین ہوسکتا **قال** علاوہ اسکے ان آیتون مین بھی وہی لفظ حیث وجدتموہم ہے جسکی نسبت ہم اوپر بحث کر آئے ہین کہ قید ہے متعلق نہین ہے اور اسلیے آیت من وفد اکا ناسخ نہین ہوسکتا اور چونکہ علماء حنفیہ مین بھی کسی عالم نے اسکو ناسخ آیت من وفد انہین کہا ہے اسلیے ہکو بھی اور زیادہ بحث کرنیکی کچھہ ضرورت نہین **اقول** ہم بھی اوپر ثابت کر آئے ہین کہ ما طیبات سے

حکم قتل اسارے ثابت کر چکے ہین کہ مستلزم نسخ وجوب من وفدا ہی اور علماے حنفیہ نے کچھ تخصیص
کسی آیت ناسخہ کی نہین کی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ لنا قوله تعالى اقتلوا المشركين حيث
وجدتموهم ولان واه منسوخ لما تلونا مطلب اوسکا یہ ہو کہ جن جن آیات مین یہ لفظ
ہین یا اونکے معنی ہین ہین وہ ناسخ ہین من وفدا کی مگر چونکہ ہم پوری بحث اوپر لکھ چکے ہین
ہمکو اب زیادہ تر بحث ضرور نہین ہے قال اب ہم آیت من وفدا کے غیر منسوخ ہونے کو ثابت
کرنیکے لیے اور اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ قیدیون کے ساتھہ بجز من یا فدا کے اور کچھہ
نہین ہو سکتا ایسی دلیل بیان کرنے پر متوجہ ہوتے ہین جس مین کسیکو گفتگو کا محل نرہے گا اقول
تصریحات مرقومہ سابق سے یہ امر ثابت ہے کہ من وفدا مین علماے امت کے دو قول ہین ایک یہ کہ جائز
نہین اور ابتدا مین تھا مگر منسوخ ہو گیا دوسرا قول یہ ہی کہ واجب نہین جائز ہی کہ امام اوسپر عمل
کرے اگر مصلحت دیکھے قول اول کے رد کے واسطے تو البتہ یہ بات کافی ہو گی کہ جس قسم کے
دلائل سے اونھون نے نسخ ثابت کیا ہی اوسی قسم کے دلیل سے اوسپر عمل ثابت کر دیا جاوے
دوسرے قول کے رد کے لیے بجز ثبوت عمل کافی نہین جب تک یہ امر نہ ثابت ہو کہ قتل و استرقاق
کی ممانعت فرمائی کیونکہ مجرد عمل دلیل جواز تو البتہ ہو سکتا ہی مگر دلیل وجوب نہین ہو سکتا پس اگر
کسی قیدی سے فدیہ لیا گیا یا بلا فدیہ اوسکو چھوڑ دیا تو اس فعل سے جواز من وفدا کا ثابت ہو گا مگر ممانعت
قتل و استرقاق کی ہرگز ثابت نہین ہو سکتی اور اگر کہین کسی جگہہ یہ ثابت ہو گیا کہ پیغمبر صلعم کی حضور
بعد نزول آیت من وفدا کے استرقاق اور قتل پر عمل ہوا تو بلا تامل یہ بات متحقق ہو جاویگی کہ
حکم من وفدا یا منسوخ ہو گیا یا من وفدا واجب نہین بلکہ جائز ہی اور امام کے اختیار مین ہی کہ
حسب مصلحت وقت اوسپر عمل کرے یا نہ کرے اب ہم ایک اور بات بھی کہتے ہین کہ علماے حنفیہ کا
قول یہ ہی کہ آیت من وفدا قبل از غزوہ بدر نازل ہوئی چنانچہ صاحب تحقیق شیخ نے تصریح تمام
اوسکو لکھا ہی اور دلیل اوسکی اوپر ہم ذکر کر چکے ہین اگر واقع مین جیسا کہ مجتہد عصر فرماتے ہین
کہ من وفدا واجب ہی ایسا ہی ہی تو کچھ شک نہین کہ وہ منسوخ ہی آیات مذکورہ سے اور تائید اوسکے

معاملے بنی قریظہ اور بنی المصطلق اور خیبر اور دیگر معاملات سے جو بحضور جناب پیغمبر صلعم ظہور مین آئے
واضح ہے اور علماے شافعیہ کا قول یہ ہے کہ آیت من فدا مین اختیار دیا گیا ہے من و فدا واجب نہین ہے
تب بھی آیات قتل سے بلحاظ ظاہر موجب امر کہ وجوب ہے منسوخ ہونا اوسکا لازم آتا ہے مگر یہ کہ
امر کو ندب و استحباب اور فضیلت پر محمول کیا جاوے اس حالت مین مدعا مجتہد عصر کا اوسی صورت مین
ثابت ہوگا کہ جب کوئی دلیل من و فدا کی وجوب پر قایم ہووے مجرد عمل ہرگز کافی نہوگا چونکہ مجتہد
عصر دو دعوے بلا دلیل پیش کرتے ہین ایک یہ کہ آیت من و فدا ایام فتح مکے مین نازل ہوئی ہے دوسرے
یہ کہ من و فدا ہی واجب ہے لہذا بعد فرض کرنے دعوی اول کے ہم ایسی دلائل پیش کرتے ہین کہ
جنسے دعوی ثانی مجتہد عصر کا بطلان ظاہر ہے اور کسیکو اوسمین محل گفتگو باقی نہین **دلیل اول**
مسلم مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہے قال اصابوا سبیًا یوم اوطاس لهن ازواج فتخوفوا
فانزلت هذه الآية وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ یعنی اصحاب پیغمبر صلعم نے
سبایا پائے روز جنگ اوطاس کے کہ اونکے شوہر تھے پس خوف کیا اونھون نے یعنی اونکی مباشرت سے
خوف کیا چنانچہ دوسری روایت مین ہے کہ تحرجوا من غشیانهن یعنی حرج مین پڑے اونکی مباشرت
سے پس نازل ہوئی یہ آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ حرام کی گئین تم پر شوہر دار
عورتین مگر جنکے مالک ہوئے ہاتھ تمھارے روایت ترمذی یہ ہے عن ابی سعید الخدری رض
اصبنا سبایا یوم اوطاس لهن ازواج في قومهن فذكروا ذلك لرسول الله صلعم فنزلت
وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ پایا ہمنے سبایا کو بروز اوطاس اور اون کے
شوہر تھے اونکی قوم مین پس ذکر کیا لوگون نے اسکا پیغمبر صلعم سے پس اوتری یہ آیت وَالْمُحْصَنَاتُ
مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ دیکھیے جنگ اوطاس بعد فتح مکہ کے ہے اور اوسوقت
نسبت مملوک ہونے اور جواز استرقاق سبایا اوطاس کی یہ نص صریح نازل ہوئی —
دلیل دوم بخاری مین جبیر بن حیہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہین کہ جب کسری پر بعہد امیر المومنین عمر اہل
اسلام جہاد کیلیے گئے تو عامل کسری سے مغیرہ رض نے یہ بات کہی اخبرنا نبینا صلعم عن رسالة

ربنا انه من قتل منا صار الی الجنة فی نعیم لم یر مثلها قط ومن بقی منا ملک رقابکم الحدیث
کہ خبر دیہے ہمکو ہمارے پیغمبر صلعم نے ہمارے رب کے پیغام سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین سے وہ جاویگا طرف بہشت کے
ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند کبھی دیکھی نہین گئی اور جو باقی رہ جاویگا ہم مین سے وہ مالک ہوویگا
تمھارے رقاب کا (یعنی تم اوسکے مملوک اور غلام ہوگے اور وہ تمھارا مالک ہوگا) دیکھیے یہ
بشارت مخبر صادق صلعم کی خدا تعالی کی طرف سے اوس زمانے کے بابت ہی کہ جو فتح مکہ سے بہت
بعد ہی اور اسمین بشارت اسکی ہی کہ تمکو خدا اون لوگونکا مالک کریگا اور وے لوگ تمھارے لونڈی
غلام ہونگے دلیل تیسری سبایا ہوازن کہ جنمین ہم بحث آپ کرتے ہین مفصل بیان اوسکا آگے آتا ہی
دلیل چوتھی قتل ابن خطل بعد فتح مکہ کے جسکو ہم اوپر ثابت کر چکے ہین دلیل پانچوین
قتل ایک قیدی کا بعد فتح مکہ قبل از واقعہ حنین جسکو سلمہ بن اکوع نے بحکم پیغمبر خدا صلعم قتل کیا
دلیل چھٹی باب بعث ابی موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن قبل حجة الوداع مین بخاری نے حدیث ابی
بردہ رض سے روایت کی ہی حدیث طویل ہی مین اوسکا خلاصہ متعلق ما نحن فیہ لکھتا ہون بعث
النبي ابا موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن فسار معاذ في ارضه قریبا من صاحبه ابی موسی
فجاء یسیر علی بغلته حتی انتہی الیه فاذا هو جالس وقد اجتمع الیه الناس واذا رجل عنده
قد جمعت یداه الی عنقه فقال له معاذ یا عبد الله بن قیس ایم هذا قال هذا رجل کفر بعد
اسلامه قال لا انزل حتی یقتل قال انما جیٔ به لذلك فانزل قال ما انزل حتی یقتل
فامر به فقتل بھیجا لشکر کے ساتھ پیغمبر خدا صلعم نے ابوموسی اور معاذ بن جبل کو طرف یمن کے
پس چلے معاذ ارض یمن مین قریب اپنے صاحب ابوموسی سے پھر آئے وہ اپنی خچری پر سوار پھرتے ہوئے
تا آنکہ پہونچے پاس ابوموسی کے پس ناگاہ وہ بیٹھے تھے اور جمع تھے اونکے پاس آدمی اور ناگاہ ایک
آدمی نزدیک ابوموسی کے دیکھا کہ ہات اوسکی گردن سے اوسکے ملا دیے گئے تھے یعنی ہاتھ اوسکے
گردن سے ملا کر باندھے تھے کہا معاذ نے اے عبد اللہ بن قیس کیا ہی یہ اونھون نے کہا کہ یہ ایک
آدمی ہی کافر ہوا بعد اسلام کے کہا معاذ نے کہ مین نہ اوترونگا اسکے مارے جانے تک ابوموسی نے

کہا کہ یہ اسواسطے یہاں لایا گیا ہی تم اوسکو کہا معاذؓ نے میں نہ اوترونگا تا اسکے مارے جانے
کے پس حکم کیا گیا پس وہ مارا گیا دیکھو اس سے ثابت ہی کہ مرتد کو کچھہ واجب نہیں اور اس بات پر
کچھہ انکار پیغمبر صلعم کی طرف سے بھی منقول نہیں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پیغمبر صلعم کو اس واقعہ کی خبر
نہوئی ہو کیونکہ پیغمبر صلعم اپنے سرایا اور بعوث کے حال سے نہایت خبر رکھا کرتے تھے
کوئی بات اونپر چھپی نہیں رہتی تھی جناب پیغمبر صلعم ایسے غافل نہ تھے کہ ایسے واقعہ عظیمہ سے
بے خبر رہتے اور ایسا جرم فخیم اونکے سرداروں کے ہاتھہ سے واقع ہوتا اور اوسپر کو تنبیہ اور
تہدید نہ فرماتے دلیل ہفتم غزوۂ طائف جو شوال سنہ ہجری میں بعد فتح مکہ کے ہی
پیغمبر صلعم نے عبد اللہ بن ابی امیہ سے فرمایا ارایت ان فتح اللہ علیکم الطایف غدا فعلیک بابنت
غیلان اگر خدا کل تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لے لیجیو غیلان کی بیٹی کو دیکھو یہاں سے
یہ بات ثابت ہی کہ بعد فتح مکہ کے بھی آزاد عورتوں کے مملوک ہونیکا حکم دیا گیا ہی دلیل آٹھوین
ترمذی نے عمران بن حصین رضؓ سے روایت کی ہی قال بعث رسول اللہ صلعم جیشا واستعمل علیہم
علی بن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب
رسول اللہ صلعم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلعم اخبرناہ بما صنع علی وکان المسلمون
اذا رجعوا من سفر بدؤا برسول اللہ صلعم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالہم فلما قدمت
السریۃ سلموا علی النبی صلعم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر الی علی ابن ابی طالب
صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم
قام الیہ الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیہ رسول
اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ما تریدون
من علی ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی کہا عمران بن حصین نے کہ بھیجا جناب
محمد صلعم نے ایک لشکر امیر حاکم کیا اوسپر علی بن ابی طالب رضؓ کو پس گئے علی رضؓ اوس لشکر کے ایک گروہ
کے ساتھہ پس لے لیا اونھون نے ایک چھوکری کو پس انکار کیا اونپر لوگون نے اور عہد کیا باہم چار

آدمیون نے اصحاب پیغمبر صلعم سے کہا اونھون نے کہ جب ملینگے ہم پیغمبر صلعم سے تو خبر دینگے ہم اونکو
اوس کام کی جو کیا ہی علی نے اور تھے سلمان جب کہ پھر کر آتے تھے کسی سفر سے اول آتے تھے
پیغمبر صلعم کے پاس پھر سلام کرتے تھے اونکو بعد اوسکے اپنے اپنے مکانات کو جاتے تھے پھر جب
وہ گروہ آیا تو سلام کیا پیغمبر صلعم کو پھر کھڑا ہوا ایک آدمی اون چارون مین کا اور کہا کہ ای
رسول اللہ صلعم دیکھا تمنے علی بن ابیطالب کو کہ یہ کام کیا اونھون نے پس توجہ نکی اوسکی طرف
پیغمبر صلعم نے پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
فرمایا پیغمبر صلعم نے پھر تیسرا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
کیا رسول اللہ صلعم نے پھر چوتھا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ اون تینون نے کہا تھا پس متوجہ
ہوئے پیغمبر صلعم اور غصہ معلوم ہوتا تھا اونکے مونہہ سے فرمایا کہ کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے
کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے تحقیق علی مجھسے ہی اور مین علی سے
اور وہ ولی ہر مومن کا ہی میرے بعد فقط دوسری روایت ترمذی کی براء بن عازب سے اسی
معاملے مین ہی قال بعث النبی صلعم جیشین وامر علی احدھما علی بن ابیطالب و
علی الاخر خالد بن الولید وقال اذا کان القتال فعلی قال فافتتح علی حصنا فاخذ منہ جاریۃ
فکتب معی خالد کتابا الی النبی صلعم یشی بہ قال فقدمت علی النبی صلعم فقرء الکتاب
فتغیر لونہ ثم قال ما تری فی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال قلت اعوذ
باللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ وانما انا رسول فسکت کہا براء نے کہ بھیجے رسول اللہ نے
دو لشکر اور امیر کیا ایک پر علی بن ابیطالب رض کو اور دوسرے پر خالد بن ولید رض کو اور فرمایا کہ جب
واقع ہووے قتال تو علی امیر ہی کہا براء نے کہ فتح کیا علی رض نے ایک قلعہ پس لیا اوسمین سے ایک
چھوکری کو پس لکھا خالد نے خط پیغمبر صلعم کو کہ برائی لکھتے تھے اوسمین اونکی پس پہونچا
مین پیغمبر صلعم کے پاس پھر پڑھا پیغمبر صلعم نے خط کو پس متغیر ہو گیا رنگ اونکا بعد از ان پھر فرمایا
کہ کیا دیکھتا ہی تو ایسے آدمی مین کہ جسکو دوست رکھتا ہی اللہ اور رسول اوسکا اور دوست

رکھتا ہی وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو کہا بریدہ نے کہا مینے پناہ مانگتا ہون خدا کی خدا کے غضب اور خدا کے رسول کے غضب سے اور مین صرف قاصد ہون پس رک گیا غصہ پیغمبر صلعم کا آسی معاملے مین روایت بخاری کی ہی بریدہ رضہ سے کہ ہم اوسکو مع شرح قسطلانی کے لکھتے ہین اور حدیث پر دو خط اور شرح پر ایک خط کا نشان لگا وینگے اور یہ حدیث بخاری مین باب بعث علی بن ابیطالب و خالد بن ولید رضی اللہ عنہما الی الیمن قبل حجۃ الوداع کتاب المغازی مین مرقوم ہی

بعث النبي صلعم عليا الى خالد ليقبض الخمس وكنت ابغض عليا لانه راه اخذ من المغنم جارية وقد اغتسل فظن انه غلها ووطيها وللاسمٰعيلي من طريق ابي روح بن عبادة بعث عليا الى خالد ليقسم الخمس وفي رواية له ليقسم الفئ فاصطفى علي منه لنفسه سبيّة اى جارية شواصبح وراسه يقطر فقلت لخالد الا ترى الى هذا يعني عليا فلما قدمنا على النبي صلعم ذكرت ذلك له فقال يا بريدة اتبغض عليا قلت نعم قال لا تبغضه زاد احمد من طريق عبد الجليل عن عبد الله بن بريدة عن ابيه فان كنت تحبه فازدد له حبا وله ايضا من طريق اجلح الكندي عن عبد الله بن بريدة لا تقع في على فانه مني وانا منه وهو وليكم بعدي فان له في الخمس اكثر من ذلك قال الحافظ ابو ذر انما ابغض عليا لانه راه اخذ من المغنم فظن انه غل فلما اعلمه صلعم انه اخذ اقل من حقه احبه انتهى وفي طريق عبد الجليل قال فما كان في الناس احد احب الي من علي و بھیجا پیغمبر صلعم نے علی کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ لیوین خمس اور مین بغض کرتا تھا علی رضہ سے ش اسلیے کہ بریدہ رضہ نے دیکھا یہ کہ لے لی علی رضہ نے ایک چھوکری غنیمت مین سے و اور تحقیق کہ غسل کیا تھا علی رضہ نے ش پس گمان کیا بریدہ رضہ نے کہ علی رضہ نے غنیمت مین غلول کیا اور وطی کیا اوسکے ساتھ اور اسمٰعیلی کی روایت ابی روح بن عبادہ کے طریق سے اسطور پر ہی کہ بھیجا پیغمبر صلعم نے علی رضہ کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ بانٹ لاوین خمس اور ایک روایت مین ہی اوسکے کہ بانٹ لاوین فی پس چھانٹ لی علی رضہ نے اوسمین سے اپنے لیے ایک چھوکری پھر صبحکو آئے وہ حالانکہ

کہ سر اونکے قطرے ٹپکتے تھے ہو پس کہا مینے خالد رضی اللہ عنہ سے کیا تو دیکھتا نہین اس آدمی کو یعنی علی رضی اللہ عنہ کو ہو پھر جب آئے ہم پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے یہ قصہ پیغمبر صلعم سے فرمایا پیغمبر صلعم نے اے بریدہ کیا بغض رکھتا ہی علی رضی اللہ عنہ سے مینے کہا کہ ہان فرمایا پیغمبر صلعم نے نہ بغض رکھ اوس سے لکن احمد کی روایت مین از طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ اسقدر اور بھی ہی کہ اگر تو محبت رکھتا ہی اوس سے تو زیادہ کر محبت کو اور بھی احمد کی روایت مین طریق اجلح الکندی عن عبد اللہ بن بریدہ سے یہ بھی ہی کہ غیبت نکر تو علی کی کہ وہ مجھسے ہی اور مین اوس سے ہون اور وہ ولی تمھارا ہی میرے بعد ہو پس تحقیق کہ اوسکے لیے خمس مین سے اس سے بھی زیادہ ہی پس کہا حافظ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہ جو بغض کیا تھا بریدہ نے علی رضی اللہ عنہ سے مگر اس وجہ سے کہ اوسنے یہ دیکھا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے غنیمت مین سے لے لیا اور گمان کیا کہ اونھون نے غنیمت مین غلول کیا یعنی خیانت کی پھر جب آگاہ کردیا پیغمبر صلعم نے بریدہ کو کہ اونھون نے اپنے حق سے کم لیا تو دوست رکھا اونکو اور بیچ طریق عبد الجلیل کے ہی کہ کہا بریدہ نے کہ بعد اسکے نتھا کوئی آدمیون مین دوست تر میرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے ــــ

روایات مذکورہ سے ظاہر ہی کہ یہ معاملہ کچھہ روز ہون پیشتر کا حجۃ الوداع سے یعنی سنہ ۱۰ ھجری کا بعد از فتح مکہ کے ہی اور اطلاع پانا پیغمبر صلعم کا فعل علی رضی اللہ عنہ پر اور جائز رکھنا اوس فعل کا بخوبی ثابت ہی اگرچہ دلائل اور بھی ہین کہ اکثر ذکر اونکا اوپر آگیا ہی اوسکے اعادہ کی کچھہ ضرورت نہین ہی **قال** اور وہ یہ ہی کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے نہ کسی قیدی کو قتل کیا نہ کسیکو لونڈی و غلام بنایا بلکہ سب کو بلا استثنای احد کے احسان رکھہ کر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا **اقول** سراسر جھوٹی بات ہی علاوہ بران اول تو نزول آیت من و فدا کا زمانہ جو مجتہد عصر زمانہ فتح مکہ ٹھہراتے ہین کچھہ ثبوت اوسکا نہین بلکہ نزول اوسکا قبل از جنگ بدر ثابت ہی ثانیاً اگر ایسا ہی فرض کیا جاوے تب بھی دلائل مذکورہ سے تکذیب مجتہد عصر کی ثابت ہو **قال** بعد اس سے ثابت ہوا کہ آیت من و فدا منسوخ نہین ہوئی

اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز نہین رہا **اقول** یہ سب امور مبنی ہین اسپر کہ آیت من
و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہین بلکہ آجتک کوئی شخص اسکا قائل نہین اگر
پیشں از واقعۂ بنی قریظہ و خیبر و بنی مصطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہی تو اصلا مفید مجتہد
عصر نہین کیونکہ استرقاق اور قتل بہت کفار کا اون واقعات مین باقرار مجتہد عصر بھی ثابت
ہی اور یہ ثبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی و وافی ہی مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول
یہ ثابت کرتے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہو نسکا پس دعاوی اونکے
جو مبنی اوپر نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکے مین ہین بنا فاسد علی الفاسد ہین اور چونکہ
قتل اور استرقاق کفار کا بدلائل مذکورہ بعد فتح مکہ بھی ہم ثابت کر چکے ہین پس بطلان قول
مجتہد عصر مین کسی صورت پر کچھ شک و شبہ باقی نہین رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کرین
کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوسکے کسیکو قتل کیا گیا نہ رقیق بنایا گیا
تو اس سے وجوب من و فدا و عدم جواز استرقاق و قتل جسکا ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ اور
فعل پیغمبر خدا صلعم سے واضح ہی ثابت نہین ہوتا کیونکہ عمل احد المباحات پر مستلزم حرمت
دوسرے مباح کا نہین ہوسکتا اور اگر عمل پر احد المباحات مستلزم حرمت باقی مباحات کا
ہووے تو چونکہ اوپر استدلال مجتہد عصر سے صرف احسان ہی رکھکر چھوڑ دینا بحسب زعم
مجتہد عصر پایا جاتا ہی پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی ممنوع و ناجائز ہووے ہذا خلف
قال باب ششم اس بات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے
کسیکو لونڈی و غلام نہین بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو اون غزوات کے
قیدیون کا جو بعد نزول آیت من و فدا ہوئے تھے ذکر کرتے ہین **اقول** بنی قریظہ اور
خیبر اور بنی المصطلق اور دیگر غزوات کے قیدیون کو کیون نہین ذکر کرتے ایا اسلیے کہ آپکے
مدعا کے برخلاف ہین حق کو چھپاتے ہو اگر یہ کہو کہ آیت من و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی
تو ہم کہینگے کہ ثبوت اسکا دیجیے ورنہ سب تقریر آپ کی محض مغالطہ ہی یہان مجتہد صاحب بہت ہی

چونکے اگر یہ دعوی کرتے کہ آیت من وفرا ھفتہ دو ھفتہ پیش از وفات پیغمبر صلعم نازل ہوئی ہی
تو غزوہ اوطاس کے قیدی اور سبایا حنین اور قتل ابن اخطل اور قتل مقتول سلمہ بن الاکوع وغیرہ
سب معمولی عذر مین آجاتے مگر کیا کرین کہ وعدہ خدا کا سچا ہی اور پورا ہو کر رہتا ہی جاء
الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا واللہ متم نورہ ولو کرہ المبطلون
من احداث فی امرنا ھذا فھو رد ان سوء عقیدے نے مونہہ بند کردیا ورنہ بلادلیل و بلاثبوت جسطرح
نزول آیت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہین اسیطرح اگر منسوب بزمان قرب وفات
پیغمبر صلعم فرماتے تو کون اونکی زبان پکڑ سکتا تھا اور جو دلائل نزول روز فتح مکہ پر پیش فرمائے
ہین اس زمانہ پر بھی پیش ہوسکتی تھین مگر وہ بشارت دلیل و وہم درباب ملک رقاب قریش
بھی حجت تامہ باقی رہتی اوسکا علاج ناممکن ہی اب ہم اون دلائل کی طرف توجہ کرتے ہین
جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات پر پیش کین ہین اور بخوبی ظاہر کرتے ہین کہ اونمین
سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا مجتہد نہین ہی **قال** اعل اساری بطن مکہ اونھین جو اون
مین جبکہ مکہ فتح ہوا اسی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو اوترے تھے قید ہوسے اور جناب
پیغمبر صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑدیا **اقول** جناب مجتہد صاحب ہم آپکو کہانتک
بتاوین آپکو تو تاریخ واقعات کی بھی اطلاع نہین یہ معاملہ ایام حدیبیہ مین ہوا ہی نہ بعد فتح
مکہ کے چنانچہ اسکی بحث ضمن حدیث و آیۃ مین کی جاوے گی مگر اول جناب مین یہ التماس
ہی کہ دو باتون کا لحاظ رکھیے ایک یہ کہ تحریف لفظی و معنوی سے دست بردار ہو جیسے
آپکا کوئی استدلال اوپر ایسا نہین پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہو اور آیندہ بھی ایسا
ہی کچھ نظر آتا ہی دوسرے یہ کہ اس باب مین آپنے تقلید مورخین ولد باب سیر کی ہستی
ہی اور اوس لاف و گذاف پر جو شروع رسالے مین کی ہی مطلقاً عمل نہین کیا ہم روایات
غیر ثابتہ ارباب سیر و تاریخ کو ہرگز نہ سنین گے اور جب آپ اونسے استدلال کرینگے ہم آپکے
الزام عجز کا دھر ینگے اس استدلال مین بحث اسکی مقدم ہی کہ آیا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے

مجتہد دہر نے اول تو لفظ غزۃ کو تحریف فرما کر لفظ نزہ بنا لئے معجمہ اوسکی جگہہ داخل فرمایا
بعدازان بسبب ناواقفی کے علم لغات سے یہ خیال شیخ چلی کا سا دل مین جمایا کہ یہ لفظ غزا
العدو یعنی وہ غزا وغزوا وغزوانا وغزاوۃ فھو غازٍ سے ہی کہ جسکے معنی ہین جانا دشمن
پر اوسکی لڑائی اور لوٹنے کو لیکن اگر علم تصریف مین کچھہ بھی دخل ہوتا تو معلوم فرماتے کہ غزۃ
مضاعف ہی اور غزا یغزو جسکے معنی ترجمے مین رقم فرمائے ہین ناقص ہی یہ دونون ایک
ماقسے سے کیونکر ہو سکتے ہین سبحان اللہ یا یہ استعداد و دعوی اجتہاد۔ بیان تحریف معنوی
کا یہ ہی کہ سلمًا کے معنی لکھے ہین اونھون نے اپنے تئین سپرد کر دیا حالانکہ یہ معنی صاف غلط ہین
یہان لفظ سلم مین تین روایتین ہین سلمًا بفتح سین و سکون لام و بکسر سین و سکون لام ان دونون
کے معنی ہین صلح زمخشری لکھتے ہین والسلم بکسر السین وفتحھا تؤنث تانیث نقیضھا
وھی الحرب شعر السلم تاخذ منھا ما رضیت بہ والحرب تکفیک من انفاسھا
جُرَعُ ۔ انتھے ابو الطیب کہتا ہی شعر فالسلم تکسر من جناحی مالہ ۔ بنوالہ ما یجلو الھیجاء
قال تعالی فَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا تیسری روایت ہی کہ سَلَم بفتحتین اسکے معنی ہین
الانقیاد صاحب قاموس لکھتے ہین السّلم بالتحریک الاستسلام بحث پنجم باب پنجم صفحہ ۱۳
پر آیت تلقوا الیکم السلم الآیہ مجتہد صاحب نے نقل کی ہی وہان خود ترجمہ سلم کا بلفظ صلح
کیا ہی نہ بلفظ سپرد کر دینے کے معلوم نہین کہ یہان اوسکے برخلاف کیون ترجمہ کرتے
ہین غرضکہ تینون روایت پر اوسکے معنی سپرد کر دینے کے ہرگز نہین بس مجتہد عصر نے
جو اپنے دل سے یہ غلط معنی خلاف لغت کے گھڑے ہین صاف تحریف معنوی ہی پس
معنی حدیث کے بموجب دونون روایتون پہلی کے یہ ہین کہ پکڑ لیا اون کو از روے
صلح کے ان دونون روایتون پر لفظ سلمًا تمیز ہی واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا اونکو
عنوۃً و قہرًا پکڑا تھا یا صلحًا اس رفع ابہام کے واسطے لفظ سلمًا لایا گیا تاکہ یہ امر متعین
ہو جاوے کہ اونکو صلحًا پکڑا تھا عنوۃً و قہرًا نہین پکڑا اور روایت تیسری پر بھی

ہوسکتا ہی کہ تمیز ہووے واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا پکڑنا اونکا حرباً ہوا تھا یا انقیاداً ہوا
تھا پس اس لفظ سے یہ بات تعین ہوگئی کہ حرباً و عنوۃً اونکو نہین پکڑا تھا بلکہ انقیاداً پکڑا
تھا یا یہ کہ مصدر بمعنی اسم فاعل ہوکر حال واقع ہو یعنی پکڑا اونکو ایسے حال مین کہ وہ
مطیع و منقاد تھے نہ ایسے حال پر کہ محارب و مقاتل تھے غرضکہ تینون وجہون سے ظاہر
ہی کہ اون کو از روے صلح کے پکڑا تھا نہ از روے جنگ و قتال کے یہان تک
بیان تھا تحریفات مجتہد عصر کا اب ہم اظہار اسکا کرتے ہین کہ یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ
کے ایام حدیبیہ مین واقع ہوا تھا چنانچہ اسپر ہم سند قوی حدیث صحیح مسلم کی نقل کرتے
ہین سلمہ بن اکوع سے روایت ہی قال قدمنا الحدیبیۃ مع رسول اللہ صلعم ونحن
اربع عشرۃ مایۃ وعلیہا خمسون شاۃ لا ترویہا قال فقعد رسول اللہ صلعم علی
جبا الرکیۃ فاما دعا واما بسق فیہا فجاشت فسقینا واستقینا قال ثم ان رسول
اللہ صلعم دعانا للبیعۃ فی اصل الشجرۃ قال فبایعتہ اول الناس ثم بایع وبایع حتی
اذا کان فی وسط من الناس قال بایع یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ فی
اول الناس قال وایضاً قال ورآنی رسول اللہ صلعم عزلاً یعنی لیس معی سلاح قال
فاعطانی رسول اللہ صلعم حجفۃ او درقۃ ثم بایع حتی اذا کان فی اخر الناس قال الا تبایعنی
یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ صلعم فی اول الناس وفی اوسط الناس
قال وایضا قال فبایعتہ الثالثۃ ثم قال لی یا سلمۃ این حجفتک او درقتک التی اعطیتک
قال قلت یا رسول اللہ صلعم لقینی عمی عامر عزلاً فاعطیتہ ایاہا قال فضحک رسول
اللہ صلعم وقال انک کالذی قال الاول اللہم ابغنی حبیباً ہو احب الی من نفسی ثم
ان المشرکین راسلونا الصلح حتی مشی بعضنا فی بعض واصطلحنا قال وکنت تبیعاً
لطلحۃ بن عبید اللہ اسقی فرسہ واحسہ واخدمہ واکل من طعامہ وترکت اہلی و
مالی مہاجراً الی اللہ تعالی ورسولہ قال فلما اصطلحنا نحن واہل مکۃ واختلط بعضنا

بعضٍ اتيتُ شجرةً فكسحت شوكها فاضطجعت في اصلها قال فاتاني اربعة من المشركين
من اهل مكة فجعلوا يقعون في رسول الله صلعم فابغضتهم فتحولتُ الى شجرةٍ اخرى وعلقوا
سلاحهم واضطجعوا فبينا هم كذلك اذ نادى منادٍ من اسفل الوادي يا للمهاجرين
قتل ابن زنيم قال فاخترطت سيفي ثم شددت على اولئك الاربعة وهم رقود
فاخذت سلاحهم فجعلته ضغثا في يدي قال ثم قلت والذي كرّم وجه محمد لا يرفع
احد منكم راسه الا ضربت الذي فيه عيناه قال ثم جئت بهم اسوقهم الى رسول
الله صلعم قال وجاء عمي عامر رضي الله عنه برجلٍ من العبلات يقال له مكرز يقوده
الى رسول الله صلعم على فرسٍ مجفّفٍ في سبعين من المشركين فنظر اليهم رسول الله
صلعم فقال دعوهم يكن لهم بدء الفجور وثناه فعفى عنهم رسول الله صلعم وا
نزل الله وهو الذي كفّ ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة من بعد ان
اظفركم عليهم الاية كلها قال ثم خرجنا راجعين الى المدينة الحديث کہا سلمہ بن الاکوع
نے کہ پہونچے ہم حدیبیہ میں ساتھ رسول اللہ صلعم کے اور ہم چودہ سو ۱۴۰۰ تھے اور چاہ حدیبیہ
پچاس بکریاں تھیں نہیں سیراب کر سکتا تھا وہ کنواں اونکو پس بیٹھے پیغمبر صلعم کنارہ
کنوئیں پر پھر یا دعا کی یا تھوکا اوس کنوئیں میں پھر پر آب ہوگیا وہ کنواں پھر پانی پلایا
اور بھر لیا ہمنے پھر بلایا ہمکو رسول اللہ صلعم نے واسطے بیعت کے اوس درخت کی جڑ
میں کہا سلمہ نے کہ بیعت کی مینے اونسے اول آدمیوں میں پھر بیعت کی اور بیعت کی یعنی
اور آدمی بیعت کرتے رہے یہانتک کہ پہونچا درمیان آدمیوں کا یعنی نصف یا قریب
نصف کے کہا پیغمبر صلعم نے بیعت کر تو اے سلمہ کہا سلمہ نے کہ کہا مینے تحقیق بیعت کر چکا
ہوں میں تم سے اے رسول اللہ صلعم اول آدمیوں میں فرمایا پیغمبر صلعم نے اور بھی کہا سلمہ
نے اور دیکھا مجکو پیغمبر صلعم نے خالی یعنی نہ تھا میرے پاس کوئی ہتھیار پس دی مجکو رسول
اللہ صلعم نے حجفہ یا درقہ حجفہ اور درقہ اوس ڈھال کو کہتے ہیں جسمین لکڑی اور پٹھا نہو

شک راوی ہے کہ سلمہ نے لفظ جحفہ کہا یا لفظ ورقہ معنی دونون کے ایک ہی ہین پھر بیعت کرنے
لگے یہان تک کہ جب پہونچے آخر الناس فرمایا کیا تو نہین بیعت کرتا مجھسے ای سلمہ کہا سلمہ نے
کہا مینے تحقیق بیعت کی مینے تجھسے ای رسول اللہ صلعم اول الناس اور اوسط الناس مین
فرمایا کہ اور بھی پھر کہا سلمہ نے پھر بیعت کی مینے اونسے تیسری مرتبہ پھر کہا مجھسے ای سلمہ کہان ہے
تیری ڈھال جو مینے تجھے دی تھی کہا سلمہ نے مینے کہا ای رسول اللہ صلعم ملا مجھسے میرا
چچا عامر خالی ہاتھون پس دیدی مینے اوسکو وہ ڈھال کہا سلمہ نے پس ہنسے رسول اللہ
صلعم اور فرمایا کہ تو مانند اوسکے ہے جسنے کہا اول ای خدا غمگساری کر تو میری ایک دوست
سے کہ وہ پیارا ہو مجھکو میری ذات سے پھر مشرکین نے پیغام صلح کا کیا ہمسے یہان تک کہ جانے
لگے بعضے ہمارے اونکے بعضون مین اور صلح کرلی ہمنے کہا سلمہ نے اور تھا مین تابع
طلحہ بن عبید اللہ کا اوسکے گھوڑے کو پانی پلایا کرتا تھا اور کھریرہ کیا کرتا تھا اوسکو اور
خدمت کیا کرتا تھا اوسکی اور کھاتا تھا طلحہ کے کھانے مین سے اور چھوڑ آیا تھا اپنے اہل
اور مال کو درحالیکہ ہجرت کرنے والا تھا مین بسوے خدا و رسول اللہ صلعم کے کہا سلمہ نے
پھر جب صلح کرلی ہمنے اور اہل مکہ نے اور ملنے لگے باہم آیا مین ایک درخت کے پاس
پس کیری مینے کانٹے اوسکے پھر لیٹ گیا مین اوسکی جڑ مین پھر آئے میرے پاس چار مشرکین
اہل مکہ مین سے پس شروع کیا اونھون نے کہ غیبت کرتے تھے پیغمبر صلعم کی پس دشمن
سمجھا اونکو مینے پھر وہان سے چلا گیا مین ایک اور درخت کے پاس اور اونھون نے
لٹکا دیے ہتھیار اپنے اور لیٹ رہے وہ کہ اس عرصہ مین ناگاہ پکارا ایک پکارنے والا
جنگل کے نیچے طرف سے کہ ای مہاجرین مارا گیا بیٹا زنیم کا کہا سلمہ نے پھر کھینچا مینے تلوار
اپنی کو پھر پکار کی حملہ کیا مینے اون چارون پر اور وہ سوتے تھے پس لے لیے مینے
ہتھیار اونکے پھر کر لیا مینے ہتھیارون کو اپنے قبضے مین کہا سلمہ نے پھر کہا مینے قسم
ہے اوس ذات کی جسنے کرامت بخشی ہے روے محمد صلعم کو نہ اوٹھاویگا کوئی تمسے اپنا سر

مگر کہ مارونگا اوسکی اوس چیز کو جسمین اوسکی آنکھین ہین پھر ہانک لایا مین اونکو پیغمبر صلعم
کی طرف کہا سلمہ نے اور لایا چچا میرا عامر ایک آدمی کو قبیلہ عبلات سے کہ کہا جاتا تھا اوسکو مکرز
لیے آتا تھا اوسکو ایک گھوڑے پر کہ اوسپر عرق گیر پڑا تھا مع ستر آدمیون کے مشرکین مین
سے پس دیکھا اون کی طرف پیغمبر خدا صلعم نے پھر فرمایا کہ جانے دو اونکو تاکہ ہووے اونھین
کی طرف ابتدائے فجور یعنی عہد شکنی کے اور عود فجور کا پس معاف کیا اونکو رسول اللہ صلعم نے
اور اوتاری خدا تعالی نے یہ آیت کہ وہ اللہ وہی ہے جسنے باز رکھے اون کے ہاتھہ تمسے
اور تمھارے ہاتھہ اون سے بطن مکہ مین بعد اسکے کہ فتحمند کردیا تمکو اونپر تمام آیت
پوری کہا سلمہ نے پھر چلے ہم درحالیکہ رجوع کرنے والے تھے طرف مدینے کے الحدیث
دیکھو تو اس حدیث صحیح سے خوب ثابت ہی کہ یہ قصہ عین حدیبیہ کا بعد وقوع صلح کے ہی
اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ ہنوز اونکی طرف سے کچھہ قتال اور پوری پوری عہد شکنی نہین
ہوئی تھی البتہ اونکا ارادہ یہ تھا کہ غفلت دیکھین تو دھوکا دیکر کچھہ غارت گری کرین
یا چھاپہ مارین مگر اسکا ظہور کچھہ نہین ہوا تھا اسی سبب سے حضرت صلعم نے اونکو چھوڑ دیا
تاکہ ایسا نہو کہ ابتدائے عہد شکنی کو حضرت صلعم کی طرف منسوب کیا جاوے اور اسی واسطے
یہ فرمایا کہ جانے دو انکو کہ ابتدائے عہد شکنی کی انھین کی طرف سے ہووے پس صاف ظاہر ہوا
کہ یہ واقعہ متعلق حکم آیت فَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کے ہی نہ آیت اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ
کَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کے اور خود حدیث اول مین بھی کلمہ سلم موجود ہی کہ دلیل قوی اسکی ہی
کہ حالت صلح مین اون کو پکڑا گیا تھا نہ حالت قتال مین لہذا استدلال مجتہد عصر کا اوس سے
غلطی فاش اور سراسر غفلت مجتہد عصر کی اور ناواقفی اون کے طریقون اور شرائط
اجتہاد سے ہی اور مطابق منطوق فَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا اور مفہوم فَاِنْ لَّمْ
یَعْتَزِلُوْکُمْ وَیُلْقُوْا اِلَیْکُمُ السَّلَمَ وَیَکُفُّوْا اَیْدِیَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ
کے یہ لوگ اصلا مستوجب قتل و استرقاق کے تھے بلکہ مستحق اوسی امر کے تھے جو اونکے

ساتھ کیا گیا قال تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر اس بات کے قائل ہین کہ لشکر کشی بعد
فتح مکہ ہوئی اقول سراسر غلط فرماتے ہو سب کا یہ قول نہین بعض نے ازراہ خطا اس واقعے
کو بعد واقعۂ فتح مکہ کے سمجھا ہی سو بمقابلے ایسی خبر مستند کے جو ہمنے صحیح مسلم سے
نقل کی وہ قول اصلا قبول کے لائق نہین قاضی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر بیضاوی مین اس
آیت کی تفسیر مین بعد نقل کرنے قصۂ خروج عکرمہ کے نزول اس آیت کا حدیبیہ مین لکھکر لکھتے
ہین وقیل کان ذلک یوم الفتح واستشهدوا به ان مكة فتحت عنوة وهو ضعيف اذ
السورة نزلت قبله اور کہا گیا کہ تھا یہ واقعہ روز فتح مکہ کے اور اس سے استدلال کرتے
ہین کہ مکہ قہراً فتح کیا گیا ہی حال آنکہ یہ قول ضعیف ہی کیونکہ سورۂ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی
ہی صاحب کشاف لکھتے ہین وذلك يوم الفتح وقيل كان ذلك في غزوة الحديبية
اور تھا یہ معاملہ بروز فتح مکہ اور کہا گیا کہ تھا یہ حدیبیہ مین تفسیر جلالین مین ہی ببطن مكة
بالحديبية من بعد ان اظفركم عليهم فان ثمانين منهم طافوا بعسكركم ليصيبوا
منكم فاخذوا واوتي بهم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فعفى عنهم وخلى سبيلهم
فكان ذلك سبب الصلح انتهى یہ بات ہی کہ اسی آدمی تمہارے لشکر مین رات کے وقت آئے
کہ تمہارے ضرر پہونچانے سے بہرہ مند ہون پس پکڑے گئے وہ اور لائے گئے پیغمبر صلعم
کے پاس پس معاف کیا اونکو پیغمبر صلعم نے اور چھوڑ دیا تھا پس تھا یہ سبب اوس صلح کے
یعنی صلح حدیبیہ کے واقدی کتاب المغازی مین نزول اس آیت کا ایام حدیبیہ مین صاف
لکھتے ہین اور اور مفسرین اور علما اور ارباب سیر بھی مطابق انہین کے لکھتے ہین غرض ہماری
نقل اقوال مفسرین اور مورخین سے یہ نہین ہی کہ ہم اونکے اقوال سے استدلال کرتے
ہین غرض صرف یہ ہی کہ مجتہد عصر نے جو یہ جھوٹی بات لکھی ہی کہ تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر
اس بات کے قائل ہین کہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی اسکا جھوٹھا ہونا ثابت کردین کہ اتفاق
سب مفسرین اور مورخین کا اسپر نہین ہی بلکہ اقوال مختلف اس باب مین ہین مگر قول صحیح

اس باب مین وہی ہی جو حدیث مستند سے ثابت ہوا اور مجتہد عصر جو فرماتے ہین کہ یہ لشکر کشی آلخ
لشکر کشی بیان کہان ہوئی تھی وہی لوگ بارادۂ غارت و تاخت آئے تھے کہ پکڑے گئے
نہ فوج کشی ہوئی نہ لشکر کشی اور ایک اور فوج کشی کا قصہ جو اکثر مورخون اور مفسرون نے
لکھا ہی وہ بھی روز حدیبیہ کے ہی مگر ہمنے اب تک اوسکو کسی کتاب مستند مین نہین دیکھا
قال اور خود قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی **اقول** یہ بھی دھوکا مجتہد
دہر کا ہی آیت مین تذکرہ بھی روز فتح کا نہین ہی بطن مکۃ البتہ ہی سو اوسکا اطلاق حدیبیہ
پر کہ داخل مکہ قریب آبادی مکہ سے ہی ہو سکتا ہی اور تنعیم مکہ سے تین یا چار میل کے
فاصلہ سے ہی مگر ہان آیت ہمارے قول کی تائید کرتی ہی کیونکہ یہ آیت سورۂ فتح مین
ہی اور سورۂ فتح مکہ سے بیشتر اوتر چکی ہی چنانچہ بخاری کی کتاب التفسیر مین حدیث
مرفوع متصل لکھی ہی اوسکے آخر مین جو بیان نزول سورۂ فتح کا ہی وہ ہم نقل کرتے ہین
فقال سہل بن حنیف فلقد رأیتنا یوم الحدیبیۃ یعنی الصلح الذی کان بین النبی
صلعم و المشرکین ولو نری قتالا لقاتلنا فجاء عمر فقال السنا علی الحق وہم علی
الباطل الیس قتلانا فی الجنۃ وقتلاہم فی النار قال بلی قال فیم نعطی الدنیۃ
فی دیننا و نرجع ولما یحکم اللہ بیننا فقال یا ابن الخطاب انی رسول اللہ و لن یضیعنی اللہ تعالی
ابدا فرجع متغیظا فلم یصبر حتی جاء ابا بکر فقال یا ابا بکر السنا علی الحق وہم علی
الباطل قال یا ابن الخطاب انہ رسول اللہ صلعم و لن یضیعہ اللہ تعالی ابدا فنزلت
سورۃ الفتح کہا سہل بن حنیف نے قسم ہی کہ دیکھ لیا ہی ہمنے اپنے آپ کو روز حدیبیہ
یعنی بروز اوس صلح کے جو تھی درمیان پیغمبر صلعم اور مشرکین کے اور اگر ہم دیکھتے لڑائی
تو بیشک لڑتے پھر آئے عمرؓ پھر کہا او نھون نے کہ کیا نہین ہین ہم حق پر اور کفار باطل پر
کیا نہین ہین کشتگان ہمارے بہشت مین اور اونکے دوزخ مین فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ ہم
حق پر ہین اور وہ باطل پر اور تمھارے کشتگان بہشت مین اور اونکے دوزخ مین کہا عمرؓ نے

پھر کیون ہم دیوین نسعف و ذلت کو اپنے دین مین اور پھر جاوین اور ہنوز کچھ حکم نہین دیا
اسد تعالی سے فرمایا پیغمبر صلعم نے ای ابن خطاب مین خدا کا پیغمبر ہون مجکو خدا کبھی ضایع
و خوار نکریگا پس پھر گئے عمر غصے مین پس صبر کیا کہ آئے ابو بکر کے پاس پھر کہا کہ ای ابو بکر
کیا ہم حق پر نہین ہین اور وہ باطل پر کہا ابو بکر نے ای ابن خطاب محمد صلعم خدا کے پیغمبر
ہین اور خدا اونکو خوار نکریگا کبھی پس نازل ہوئی سورہ فتح پھر بخاری مین دوسرے
طریق سے سہل بن حنیف سے روایت ہی کہ فانا کنا مع رسول اللہ صلعم یوم الحدیبیۃ
ولو نری قتالا لقاتلنا فجاء عمر بن الخطاب فقال یا رسول اللہ صلعم السنا علی الحق وھم
علی باطل فقال بلی فقال الیس قتلانا فی الجنۃ وقتلاھم فی النار قال بلی قال
فعلی ما نعطی الدنیۃ فی دیننا نرجع ولما یحکم اللہ بیننا وبینھم فقال یا ابن الخطاب
انی رسول اللہ صلعم ولن یضیعنی اللہ ابدا فانطلق عمر الی ابی بکر فقال له مثل ما
قال للنبی صلعم فقال انه رسول اللہ صلعم ولن یضیعه اللہ ابدا فنزلت سورۃ الفتح
فقراءھا رسول اللہ صلعم علی عمر الی آخرھا قال عمر یا رسول اللہ وفتح ھو قال نعم سہل بن حنیف رض
کہتے ہین کہ ہم تھے ساتھ پیغمبر کے حدیبیہ کے روز اور اگر دیکھتے ہم لڑائی تو لڑتے پھر آئے عمر بن خطاب
پھر کہا او نھون نے ای رسول اسد صلعم کیا نہین ہین ہم حق پر اور وہ مشرکین باطل پر فرمایا پیغمبر
صلعم نے تم حق پر ہو اور وہ باطل پر پھر کہا عمر نے کیا نہین ہین کشتے ہماری طرف کے
بہشت مین اور کشتے اونکی طرف کے دوزخ مین فرمایا ہان تمھاری طرف کے کشتے
بہشت مین اور اونکی طرف کے کشتے دوزخ مین کہا عمر نے پھر کس بات پر ہم دیوین ذلت
اور ضعف کو اپنے دین مین کیا پھر جاوین ہم اور نہین حکم کیا ہی خدا نے ہمارے اور اونکے
درمیان مین پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے ای بیٹے خطاب کے تحقیق مین رسول خدا کا ہون اور
ہرگز ذلت نہ دیگا مجکو خدا کبھی پھر چلے گئے عمر رض پاس ابو بکر رض کے پھر اونسے بھی وہی
کہا جو رسول اسد صلعم سے کہا تھا پھر کہا ابو بکر رض نے بیشک وہ یعنی محمد صلعم خدا کے پیغمبر

ہین اونکو خدا ذلت اور خواری نہ دیگا کبھی پس نازل ہوئی سورۂ فتح پس پڑھا اوسکو پیغمبر
نے عمر رض کے سامنے آخر سورہ تک کہا عمر رض نے آیا یہ صلح ہماری فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے
بیشک فتح ہی اب یہان ایک بات باقی رہی کہ بعضے ناواقف محاورۂ عربی سے مانند
مجتہد عصر کے شاید یہ توہم کرین کہ آیت مین کلمہ بطن مکہ واقع ہی اور یہ معاملہ حدیبیہ کا ہی تو
جواب اسکا یہ ہی کہ لفظ بطن سے یہ ضرور نہین ہی کہ بیچا بیچ آبادی کا یا آبادی مراد لی جاوے
ازروے لغت کے بطن الوادی کے معنی داخل الوادی ہین خواہ درمیان ہو خواہ
کوئی کنارہ ہو جوہری صحاح مین لکھتے ہین کہ بطنت الوادي دخلته اور چونکہ حدیبیہ نو میل
آبادی مکہ سے کنارے حرم مکہ پر ہی اور تنعیم چار میل آبادی مکہ سے ہی پس تنعیم اور حدیبیہ
مین جو جنگل اور پہاڑ واقع ہی وہ سب حرم مکہ اور بطن مکہ و عین مکہ ہی خارج اوس سے نہین
پس اطلاق لفظ بطن مکہ اوس موقع پر بھی بموجب لغت عرب کے ہر آئینہ صحیح ہی چنانچہ قاموس
مین لکھا ہی مکہ اہلکہ ونقصہ ومنہ مکۃ للبلد الحرام وللحرم کلہ یعنی اس معنی کے اعتبار
سے بلد حرام اور کل حرم کو مکہ کہتے ہین اور تتبع کلام اہل حجاز سے ثابت ہی کہ وے لوگ
بھی حدیبیہ اور اوسکے نواحی کو بلفظ بطن مکہ تعبیر کیا کرتے تھے چنانچہ انھین ایام
مین جو جناب رسالت مآب صلعم نے مقام حدیبیہ فرودگاہ لشکر اسلام سے عثمان بن عفان رض
کو مکہ کو بھیجا ہی اور عبداللہ بن عمر رض سے یہ معاملہ بخاری اور مسلم مین روایت کیا ہی تو اونھین
عبداللہ بن عمر رض حدیبیہ فرودگاہ لشکر کو بلفظ بطن مکہ فرماتے ہین اور کلمات روایت
کے یہ ہین فلو کان احد اعز ببطن مکۃ من عثمان رض لبعثہ فبعث عثمان الی مکۃ
وکانت بیعۃ الرضوان بعد ما ذہب عثمان رض الحدیث یعنی اگر ہوتا کوئی شخص بطن
مکہ (یعنی حدیبیہ فرودگاہ لشکر مین معزز زیادہ عثمان رض سے ہر آئینہ بھیجتے پیغمبر صلعم
اوسکو پس بھیجا پیغمبر صلعم نے عثمان کو مکہ کو اور تھی بیعۃ الرضوان بعد جانے عثمان رض
کے الی آخر الحدیث علاوہ برآن یہ شبہہ تو اوس تقدیر پر بھی وارد ہوتا ہی کہ اس

واقعے کو واقعہ روز فتح مکہ سمجھا جاوے کیونکہ ایام فتح مکہ میں بھی پیغمبر صلعم نے عین آبادی
مکہ میں قیام نہین فرمایا تھا بلکہ قبل از فتح مکہ مرالظہران میں جو سولہ میل مکہ کی آبادی سے
ہی خیمہ ہوا تھا چنانچہ یہ بات حدیث بخاری سے جو باب این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم
الفتح میں نقل کی ہی ثابت ہی اور بعد فتح مکہ کے خیف کنانہ مین خیمہ ہوا تھا اور مکہ
کے گھرون مین قیام نہین فرمایا چنانچہ بخاری نے اسامہ بن زید سے روایت
کی ہی انہ قال زمن الفتح این تنزل غدا قال النبی صلعم وھل ترك لنا عقیل من
منزل کہا اسامہ نے زمانہ فتح مین یا رسول اللہ کہان اوترینگے آپ کل فرمایا پیغمبر
صلعم نے آیا کوئی اوترنے کی جگہہ ہمارے لیے عقیل نے چھوڑی ہی یعنی عقیل بن
ابی طالب نے ہمارے لیے کوئی جگہہ مکہ مین نہین چھوڑی الحدیث دوسری حدیث
ابو ہریرہ رضی سے روایت کی ہی عن النبی صلعم قال منزلنا ان شاء اللہ تعالی اذا
فتح اللہ عز وجل الخیف حیث تقاسموا علی الکفر پیغمبر صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے انشاء اللہ تعالی جب خدا ہمکو فتح دیدے تو ٹھہرنے کی جگہہ
ہماری خیف ہی جہان باہم عہد کیا تھا مشرکین نے اوپر کفر کے اور ظاہر ہی کہ خیف
فاصلہ پر آبادی سے تھا کیونکہ خیف منے مین ہی تین میل مکہ سے اور وہ اوسوقت
ایک جنگل تھا چنانچہ قول زہری کا بخاری مین باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب لھم
مال وارضون فھی لھم مین لکھا ہی والخیف الوادی قاموس مین لکھا ہی الخیف غرۃ
بیضاء فی الجبل الاسود الذی خلف ابی قبیس وبھا یسمی مسجد الخیف اولانھا
ناحیۃ من منی انتہے خیف سفید پتھری ہی جبل اسود مین جو ابو قبیس پہاڑ کے پیچھے ہی
اور اوسی نام سے نام رکھی گئی ہی مسجد خیف یا اسلیے کہ وہ ناحیہ ہی نواحی منی سے پس
واضح ہوا کہ یہ شبہہ منلے اصل جیسا واقعہ حدیبیہ پر ہوسکتا ہی ویسا ہی واقعہ فتح مکہ پر
بھی وارد ہوتا ہی ایک اور شبہہ واہی ناواقفون کو یہ ہوسکتا ہی کہ چونکہ سورۂ فتح مین

یہ کلمات ہین اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا اور اس سے ظاہر ہے کہ سورۂ فتح بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہے سو یہ شبہہ بھی بیجا ہے کیونکہ احادیث مرقومۂ سابق سے ظاہر ہے کہ وہ فتح معاملۂ حدیبیہ ہی ہے چنانچہ حضرت عمر نے پیغمبر خدا صلعم سے دریافت کیا کہ آیا وہ فتح ہے یعنی معاملہ حدیبیہ فتح ہے فرمایا پیغمبر صلعم نے ہان فتح ہے اور تفصیل اوسکی کتب تفاسیر مین مرقوم ہے علاوہ بران چند آیت جو اوسی سورہ مین ہین اونسے خود ظاہر ہے کہ یہ سورۃ قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہے صحیحین اور ترمذی مین ہے عن انس قال نزل علی النبی صلعم اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ مرجعہ من الحدیبیۃ فالفتح المبین ھو فتح الحدیبیۃ الحدیث کہا انس رضی نے کہ نازل ہوئی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ وقت پھرنے اونکے کے حدیبیہ سے پس فتح مبین فتح حدیبیہ ہے قال مگر بعض لغو روایتون مین ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ مین قبل فتح مکہ ہوا تھا اقول مجتہد دہر سخت لغو اور از بس یاوہ گو ہین کہ ایسے مستند اور ثابت روایتون کو لغو بتاتے ہین انکو یہ خیال نہین کہ باستظہار روایات غیر ثابتہ تواریخ کے کہ وہ بھی مختلف فیہ ہین صحیح مستند روایتون کی تکذیب کرتے ہین دعوی تو جا بجا یہ کرتے جاتے ہین کہ ہم بجز اقوال مستند کے روایات کتب سیر و تواریخ کو نہ مانینگے اور بڑی تشنیع اسپر کرتے ہین کہ کتب تواریخ و سیر مدار مسئلۂ شرعیہ کے ہو وین مگر ہولے نفسانی یہان تک غالب ہے کہ ہر جگہ اپنے قول کے بخلاف عمل کرتے ہین اور انھین کتب غیر معتبرہ سے استدلال فرماتے ہین ع فقفاء علی الاقدام للوجہ لا تُہ قال لیکن جب کہ سب لوگ اوس روایت کو مردود جانتے ہین تو اوسپر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین اقول کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو کیون سب لوگون پر افترا پیدا کرتے ہو کس نے اس روایت کو مردود جانا ہے اوسکا نام تو لکھو روایات بخاری اور مسلم کو سوا اپنے آپکے کون مسلمان مردود جانے گا

قال دوم اسارے بنی خذیمہ اقول جناب مجتہد دہر خذیمہ نجانی مجمہ ہنین آپ
نادانفہمی سے ہر جگہ اسکو خذیمہ بالخاء المعجمہ لکھتے ہین بلکہ جذیمہ بجیم ہے قال فی
القاموس وجذیمة کسفینة قبیلة من عبد القیس قال اس غزوہ کی
جو حدیث بخاری مین ہی اوسکو ہم تو اپنی استنباط کے موافق سمجھتے ہین
اقول غلط سمجھتے ہو قال اور وہ حدیث یہ ہی عن سالم عن ابیہ قال بعث
النبي صلعم خالد بن الولید الی بني خذیمة فدعاھم الی الاسلام فلم
یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعل یقولون صبانا صبانا فجعل خالد یقتل ویاسر
ودفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل
منا اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابي اسیرہ حتی
قدمنا الی النبي صلعم فذکرنا لہ فرفع النبي صلعم یدہ فقال اللھم اني ابرء
الیك مما صنع خالد مرتین سالم نے روایت کی ہی کہ اوسکے باپ نے کہا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے خالد بن ولید کو لشکر دیکر بنی خذیمہ پر بھیجا خالد نے اونکو کہا کہ تم مسلمان
ہو جاؤ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے بلکہ
یہ کہنے لگے کہ ہم بدمذہب ہو گئے پس خالد نے اونکو قتل کرنا شروع کیا اور
ہر ایک کا قیدی اوسی کے سپرد کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا
کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس سالم کے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم مین تو اپنا قیدی نہین مارنے کا اور نہ میرے
ساتھیون مین سے کوئی اپنے قیدی کو ماریگا جب کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس آئے تو ہمنے آپ سے ان
باتون کا ذکر کیا یہ سنکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اوٹھائے اور دو دفعہ
کہا کہ بار خدایا جو کچھ خالد نے کیا ہی مین اپنی برات تیرے سامنے اوس سے
ظاہر کرتا ہون اقول جناب مجتہد کیا خاک آپ کا اجتہاد ہی آپ تو
مستعد یون کے برابر بھی نہ نکلے جذیمہ کو خذیمہ ہر جگہ لکھتے ہو قلم مجتہد تو اَن پڑھ ہوا

اَسْلَمْنَا کے معنی یہ لکھتے ہو کہ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ
ہم مسلمان ہو گئے حالانکہ ترجمہ یہ سراسر غلط خلاف لغت کے ہی بلکہ اسکے معنی یہ ہین
کہ نہ جانا اونھون نے یہ کہ کہین لفظ اَسْلَمْنَا صحاح جوہری دیکھیے وہ لکھتے ہین
وھو یحسن الشئ ای یعلمہ یعنی عرب کہتے ہین کہ ھو یُحْسِنُ الشئ ای جانتا ہی وہ
اوس شی کو قاموس مین ہی ہو یحسن الشی احسانا ای یعلمہ یعنی معنی یحسن الشی کے جو باب افعال
سے ہی یہ ہین کہ وہ جانتا ہی اوس شی کو پھر صبانا کا ترجمہ یہ کیا کہ ہم بدمذہب ہو گئے
یہ بھی غلط ہی اسکے معنی اس جگہہ ہین کہ ہم اپنے دین سے خارج ہو گئے قاموس مین ہی
صبأ کمنع وکرم صبأ وصبوء وصبوءۃ خرج عن دین الی اٰخر صحاح مین ہی صبا
الرجل صبوءا اذا خرج من دین الی دین قال ابو عبیدۃ صبا من دینہ الی دین اخر
کما تصبأ النجوم ای تخرج من مطالعھا پھر الفاظ حدیث یہ ہین حتی اذا کان یوم امر
خالد صرا یوم سے مجرد وقت ہی یعنی جبکہ وقت قتل اسیران آپہونچا تو حکم دیا خالد نے
الخ آپ نے درمیان یوم و امر کے ایک لفظ آخر اور بڑھا دیا ظاہرا مشکوۃ مطبع احمدی
مطبوعہ ۱۲۷۶؁ مین جو اس مقام پر جگہہ خالی ہی آپ نے یہ سمجھا کہ یہان کچھ لفظ رہگیا ہی یہ
آپنے اپنی طبیعت موزون سے لفظ آخر اوس جگہہ گھڑ کر لکھدیا پھر بجای جعل یقولون
کے جعلا یقولون لکھدیا یہ بھی نہ سمجھے کہ جعل صیغۂ واحد ہی اور یہان ضمیر جمع کی فعل مین
چاہیے پھر باوجودیکہ اصل حدیث مین لفظ یدہ بلفظ مفرد لکھا ہی ترجمہ اوسکا بلفظ تثنیہ
لکھا کہ ہاتھہ اوٹھائے قال ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کرینگے
کہ اس غزوہ مین جو بعد فتح مکہ ہوا خالد نے قیدیون کو قتل کیا اور اونکے قتل کا
حکم دیا پس معلوم ہوتا ہی کہ آیت من و فدا منسوخ ہو چکی تھی یا اوس سے حصر مقصود
نتھا اقول البتہ ہم اس حدیث سے بربنا آپ کے اقرار کے استدلال کرتے
ہین کیونکہ آپ اس جگہہ اقرار کرتے ہین کہ بہت سے اصحاب جو خالد کے ساتھہ تھے

وہ نزول آیت من وفدا سے واقف تھے پس ہماری حجت آپ پر اتمام ہو گئی یعنی
باوجود واقفیت کے آیت من وفدا سے نہ اونھون نے قیدیون کو احسان رکھکر
چھوڑا نہ فدیہ لیکر بلکہ اونکو پکڑ لائے بڑا تعجب یہ ہی کہ آپنے یہ باب ششم اس مدعا کے
اثبات کے واسطے بتایا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے بعد فتح مکہ کے کسی قیدی کو
لونڈی غلام نہ بنایا اور یہ دلیل اپنے مدعا پر لائے ہین فرمائیے کہ اس حدیث
سے کیا مدعا آپ کا ثابت ہوا خالد بن ولید نے بسبب غور نہ کرنے کے
اونکے الفاظ پر اور بسبب نہ تحقیق کرنے اونکے مدعا سے دلی کے ایک یہ
غلطی کی کہ بعض کو قتل کیا دوسری غلطی یہ کی کہ اونکو قید کر لیا اور یہ بات خلاف
مرضی جناب پیغمبر صلعم کے وقوع مین آئی اسلیے دو مرتبہ جناب پیغمبر صلعم نے اونکے
ان دونون فعلون سے تبریہ کیا آپ کا اس سے کیا مدعا ثابت ہوا عبث آپنے
اس واقعہ کا بیان لکھکر اپنی ناواقفی علوم عربیہ اور زبان عربی سے اعلان کرائی
اور ہماری اوقات گنوائی اور کچھہ مدعا آپکا حاصل نہوا قال مگر یہ دلیل دو وجہ سے
غلط ہی اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہین ہو سکتا اقول استدلال
علماے حنفیہ کا یہ ہی کہ آیت من وفدا آیات سورہ براءۃ وغیرہا سے جنکا ذکر اوپر ہوچکا
ہی منسوخ ہو گئی ہی اور تائید اوس کی فعل خالد بن الولید سے ظاہر ہی کیونکہ اگر وہ
آیت منسوخ نہوئی ہوتی تو خالد بن الولید اونکو قتل کرتے نہ قید کرتے بلکہ یا فدیہ
لیتے یا احسان رکھتے علماے حنفیہ کا یہ قول ہرگز نہین کہ خالد رض کا فعل ناسخ آیت
ہو گیا پس جواب مجتہد دہر کا واسطے رد استدلال علماے حنفیہ کے کافی نہین اور
استدلال علماے شافعیہ کا یہ ہی کہ آیت متلوہ کے کلمات سے حصر صلا نہین سمجھا جاتا ورنہ
خالد بن الولید کہ اوسی قوم سے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی زنہار ایسا

نکرتے سو مجتہد دہر کی وجہ اول مین اونکے استدلال سے کچھ تعرض نہین قال دوسری اور بہت سے صحابیون کا جو خالد کے ساتھ تھے قیدیون کے قتل سے انکار کرنا اس بات کی دلیل ہی کہ وہ آیت من و فدا سے واقف تھے اقول اس بیان سے تو استدلال مین کچھ بھی خلل واقع نہین ہوتا بلکہ موید استدلال ہی کہ باوجودیکہ بقول مجتہد عصر کے بھی اکثر صحابہ آیت من و فدا سے واقف تھے پھر بھی اونھون نے نہ کسیکو احسان رکھکر چھوڑا نہ فدیہ لیکر چھوڑا اور قتل سے انکار کرنا بعض صحابہ کا مستلزم وجوب من و فدا کا نہین بلکہ ظاہر یہ بات ہی کہ خالد بن الولید نے لفظ صبانا کے مراد کو تحقیق نہ کیا اور اجرائے حکم قتل مین بلا تحقیق عجلت کی اوسپر اور صحابہ نے انکار کیا اور قتل کے مانع ہوئے اور ممکن ہی کہ انکار قتل اس سبب سے ہو کہ قتل اونکا واجب نہین استرقاق بھی جائز ہی قال اور کیا عجب ہی کہ اوسوقت حضرت خالد واقف نہوئے ہون اسلیے کہ ابھی آیت قتال کو نازل ہوئی صرف کئی دن ہوئے تھے اور خالد بن الولید اون دنون مین لڑائیون مین مصروف تھے اقول واقف ہونا اور صحابہ رض کا اور نہ واقف ہونا خالد بن الولید رض کا آیت متلوہ سے نہایت مستبعد ہی کیونکہ ایام فتح مکہ مین یعنی جن ایام مین کہ مجتہد دہر نزول آیت کے مدعی ہین خالد بن الولید رض ہمراہ پیغمبر صلعم کے تھے اور لڑائی پر نہین بھیجے گئے تھے چنانچہ بخاری مین جو حدیث این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم الفتح مین روایت کی ہی اوسمین یہ کلمات واقع ہین وامر رسول اللہ صلعم خالد بن الولید ان یدخل من اعلی مکۃ من کداء اور جس لڑائی مین یعنی غزوہ فتح مین خالد بن الولید مصروف تھے اوس لڑائی مین عبداللہ بن عمر بھی جنھون نے انکار قتل اسیران بنی جذیمہ کا کیا تھا مصروف تھے اور ہمراہ پیغمبر صلعم کے مکہ مین داخل ہوئے تھے چنانچہ یہ امر بھی احادیث بخاری و مسلم وغیرہما سے ثابت ہی قال یہ سمجھنا چاہیے کہ جن لوگون نے قیدیون کو

قتال سے انکار کیا اونکو صبانا کے لفظ سے اس بات کا شبہہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہوئے تھے کیونکہ اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کاہیکو کرتے **اقول** دلیل مجتہد دہر کی اونکے مدعا کے مطابق نہین بناے اسیری اوپر اشتباہ کے ہی اور دلیل مبنی ہی اوپر یقین اسلام کے درحقیقت اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے اور اونکے اسلام پر یقین کر لیتے تو زنہار اونکو قید نہ کرتے مگر چونکہ لفظ صبانا افادۂ اسلام مین مجمل تھا انتہی لہذا اونکو قید کر لیا اور اسی اجمال اور شبہات کے سبب سے خالد بن الولید رض نے جو اون کے قتل مین جلدی کی اوسکے مانع ہوئے اور اونکے باب مین رسول اللہ صلعم کے پاس پہونچنے تک اجرائے حکم کو ملتوی رکھا **قال** غرضکہ یہ واقعہ اس وجہ سے کہ خلاف مرضی رسول اللہ صلعم کے ہوا اور انحضرت صلعم نے اپنی ناراضی اس سے ظاہر کی ہماری استنباط کا مثبت اور ممد ومعاون ہی اور ہمارے مخالفون کے مفید نہین **اقول** ہم بھی کہتے ہین کہ خالد بن الولید رض سے جو فعل وقوع مین آیا وہ خلاف مرضی پیغمبر صلعم کے تھا مگر ہمارے اور مجتہد دہر کے درمیان مین یہ بحث ہی کہ امور غیر مرضیہ کیا تھے مجتہد دہر اس حدیث سے مستدل ہین اور ہم مجیب ہین فرض کرو کہ یہ حدیث ہمارے مفید نہین مگر ہمارے مفید نہونا مستلزم اسکا نہین کہ مجتہد دہر کے مفید ہو کیونکہ حدیث مین تو کچھہ تصریح وجوب من وفدا کی نہین اور احتمالات مفید مجتہد مستدل اور مفید ہمارے برابر ہین بلکہ احتمالات مفید ہماری نسبت احتمالات مفید مجتہد دہر کے زیادہ تر قوی ہین پس جبتک کہ وہ احتمالات جو ہمارے مفید ہین مجتہد دہر اونکو قطع نہ کرینگے استدلال اونکا صحیح نہین ہو سکتا **قال** سوم اساری ہوازن **اقول** بحکم آنکہ الغریق یتشبث بکل حشیش آپنے اس قصہ مین زیادہ تر کتب سیر سے استدلال کیا ہی کہ استنباط مسائل فقہہ مین آجتک کسی مجتہد نے اوسپر توجہ نہین کی اور نہ وہ اس لائق ہین کہ استنباط مسائل فقہہ مین اوسپر ایک ذرہ بھی اعتبار کیا جاوے

بڑا تعجب ہے کہ آپنے چند ایسی کتابین حدیث کی کہ جنمین ضعیف و صحیح حدیثین مخلوط ہین ساقط الاعتبار ٹھہرائی ہین اور کتب سیر سے کہ جنکی حکایات و روایات کا ٹھکانا نہ سلسلہ رواۃ کا صاحب وحی صلعم تک پہونچا ہے نہ راویون کا نام معلوم ہے استدلال فرماتے ہو صلت علے الاسد و بلت عن الشاۃ خوب سمجھہ لیجیے کہ مین ایک ذرہ بھی سیرت ہشامی اور سیرت محمدی کی طرف متوجہ نہونگا اور جسقدر کہ آپنے اونکی بنا پر کچھہ لکھا ہوگا اوسکو سراسر لغو اور بے بنیاد سمجھہ کر اوس سے کچھہ بھی تعرض نکرونگا یہی وہان تھا جس سے آپنے شروع رسالے مین بہت لاف و گذاف کی باتین نکالی تھین سبحان اللہ گرے تو ایسے گرے یا باین شور اشوری یا باین بے نمکی + مصرعہ برخرقۂ تو اینہمہ داغ شراب چیست + اور آیندہ بھی آپ اسکا لحاظ رکھین کہ بمقابلۂ مسلمانون کے کتب سیر و تواریخ سے استدلال نہ کیا کرین ورنہ مطلقاً جواب نہ دیا جاویگا **قال** بخاری مین اسی واقعے کی بابت یہ حدیث ہے ان رسول اللہ صلعم قام حین جاءہ + وفد ھوازن مسلمین فسألوہ + ان یرد الیھم اموالھم و سبیھم فقال لھم رسول اللہ صلعم معی من ترون واحب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی واما المال وقد کنت استانیت بکم وکان انظرھم رسول اللہ صلعم بضع عشر لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لھم ان رسول اللہ صلعم غیر راد الیھم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام رسول اللہ صلعم فی المسلمین فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم قد جاءو تائبین وانی قد رأیت ان ارد الیھم سبیھم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ذلک ومن احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفئ اللہ علینا فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم انا لا ندری من اذن منکم فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاءکم امرکم

فرجع الناس فكلمهم عرفاءهم ثم رجعوا الى رسول الله صلعم فاخبروه انهم قد
طيبوا واذنوا هذا الذي بلغني عن سبي هوازن ـ جب ہوازن کے لوگ مسلمان ہوکر
آئے اور رسول خدا صلعم سے سوال کیا کہ اونکا مال اور اونکے قیدی اونکو پھیر دیجاوین تو رسول
خدا صلعم کھڑے ہوئے اور اونسے فرمایا کہ مین پسند کرتا ہون جو تم چاہتے ہو مگر ٹھیک بات کہدینی مجھے
پسند ہے تم دونون مین سے ایک چیز اختیار کرلو یا تو قیدی ہی لیلو یا مال ہی لیلو مین بیشک تمسے انس
رکھتا ہون رسول خدا صلعم نے طائف سے پھر کر دس سے بھی زیادہ رات تک اون لوگون کے
آنیکا انتظار کیا تھا غرضکہ جب ون لوگون کو معلوم ہوگیا کہ رسول خدا صلعم دونون چیزین
نہین پھیر دینگے بلکہ اونمین سے ایک دینگے تو اونھون نے کہا کہ ہم قیدیون کو چاہتے ہین پس
رسول خدا صلعم مسلمانون کے بیچ مین کھڑے ہوئے اور خدا کی تعریف کی جیسکا وہ مستحق ہے پھر
خدا کی تعریف کے بعد فرمایا کہ یہ تمھارے بھائی توبہ کر کر آئے ہین اور مین چاہتا ہون کہ
اونکے قیدی اونکو پھیر دون پس جس کسیکو یہ بات اچھی لگے وہ کرے اور جو شخص چاہے
کہ اپنا حصہ نچھوڑے تو وہ ویسا کرے یہان تک کہ دیا جاویگا اوسکا حق اوس مال سے جو سب سے
اول خدا ہمکو دیگا لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپ ہی کی بات کو پسند کرتے ہین رسول خدا
صلعم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ کس نے تم مین سے اس بات کی اجازت دی اور کسی نے نہین دی تم جاؤ تا کہ
تمھارے مکھیا یہ بات آنکر ہمین سب لوگ گئے اور اپنے اپنے سرگروہون سے کہا پھر وہ لوگ رسول
خدا صلعم پاس آئے اور اطلاع کی کہ سب لوگ پسند کرتے ہین اور اجازت دیتے ہین یہ قصہ
ہوازن کا ہے جسکی اطلاع ہمکو ہوئی ہے **اقول** حیف ہے کہ جو شخص ما ومن مین تمیز نکر سکے اسی بناء
کو النس یا النس ردًّا یرد ردًّا فھو رادٌ کو رَدَّ یرد ردًّا فھو مردودٌ سمجھے الی غیر ذلک وہ مدعی
اجتہاد فی الدین ہووے اور مجتہدین عظام پر زبان طعن دراز کرے فرمائیے جناب معلے
القاب فرید عصر مجتہد دہر آپنے یہ ترجمہ (کہ مین پسند کرتا ہون جو تم جانتے ہو) کس چیز
کا کیا ہے آپ کو یہ ترجمہ لکھتے وقت کچھ بھی خدا کا خوف آیا اور وہ حدیث بھی یاد آئی کہ من

کذب علیّ متعمدا فلیتبوّء مقعدہ من النار جسنے جھوٹھہ بولا مجھپر عمدًا تو چاہیئے کہ مہیا کرلے وہ اپنی جگہہ دوزخ مین انصاف سے کہو کہ معنی من ترون کا یہی ترجمہ ہی جو آپنے لکھا ہی جب آپ احادیث نبوی کے معانی بھی نہین سمجھہ سکتے تو کیون بوالہوسی مین پڑکر مجتہد بنے ہو سنیئے معنی من ترون کے معنی ظرف ہی اور علی اختلاف النحاۃ بتاویل جملہ فعلیہ یا اسمیہ کے خبر مقدم ہی من موصول ہی ترون فعل صلہ ہی ضمیر عائد محذوف ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہی کما قالوا وقد یحذف العائد لقیام قرینۃ پس تقدیر کلام یہ ہی کہ معی من ترونھم ترون رویت بصر سے ہی نہ رویت قلب رایت رایا سے کیونکہ رویت قلب متعدی الی مفعولین ہوتا ہی اور رایت رایا کا یہان موقع نہین اور نہ کچھہ معنی صحیح ہوسکتے ہین من مخصوص ہی واسطے ذوی العقول کے قال الجوہری ومن اسم لمن یصلح ان یخاطب وا ھو مبھم غیر متمکن وھو فی اللفظ واحد و یکون فی معنی الجماعۃ یعنی من اسم ہی واسطے اوسکے جو صلاحیت خطاب کی رکھتا ہی اور مبہم غیر متمکن ہی اور لفظ مین واحد ہی اور ہوتا ہی معنی جمع مین پس ترجمہ صحیح اس جملے کا یہ ہی کہ میرے ساتھہ وہ لوگ ہین کہ جنکو تم دیکھتے ہو مراد اس سے یہ ہی کہ مین تمھارے سوال کے پورا کردینے مین بالانفراد اختیار نہین رکھتا بلکہ میرے ساتھہ تو یہ جماعت ہی کہ جنکو تم دیکھتے ہو یعنی بلا استرضای اس جماعت کے تمھارے سوال کے پورا کردینے مین معذور ہون سو مجھسے ایک بات پکی سچی کہدو پھر آپنے یرُدّ الیھم اموالھم وسبیھم کا ترجمہ کیا ہی کہ پھیر دیے جاوین الخ یہ بھی غلط ہی یرد فعل معروف ہی اور اموال اور سبی مفعول اور ضمیر فاعل مستتر راجع طرف رسول اللہ صلعم کے ہی صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پھیر دین رسول اللہ صلعم اونکو اونکا مال اور سبی پھر وقد کنت استانیت بکم کا ترجمہ جو یہ کیا کہ مین ہیشک تمسے انس رکھتا ہون اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جناب مجتہد عصر ہنوز علم تصریف سے بھی نا واقف ہین یہ بھی نہین سمجھتے کہ استانیت استفعلت الی یا انی سے ہی اور ناقص ہی انس یا انس سے جو صحیح اللام مھموز الفاء ہی کس طرح ہوسکتا ہی (ان ی) و (ان س) کیونکر ایک ہوسکتے ہین جناب مجتہد صاحب آپکو دعوی اجتہاد ہین جسکے لیے کمال مدخلت

عربیت مین ورکار ہی اسقدر آپکی غلطی کو تو ہم مبتدی بھی سمجھتے ہین تعجب ہی کہ آپ باوجود ادعای
اجتہاد ایسی غلطی فاش مین ابتک پڑے ہین جب یہ حال ہی تو آپ کیا خاک اجتہاد کر سکتے
ہین آپ اپنا کام کیجیے یہ کام آپکا نہین ہی اسکام کے لیے بہت علم اور عقل درکار ہی شعر نہ ہر کہ
چہرہ برافروخت دلبری داند ۞ نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند ۞ نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند
نشست ۞ کلاہ داری و آئین سروری داند ۞ آپ سنیے معنی استانیت بکم کے جوہری کے
وہ لکھتے ہین استانی بہ ای انتظر یقال استانی بہ حولا معنی استانی بہ کے ہین انتظار
کیا اوسکا کہا جاتا ہی استانی بہ حولا یعنی انتظار کیا اوسکا برس روز دیکھو یہان بھی وہی الفاظ
ہین کہ استانیت بکم یعنی مینے انتظار کیا تمہارا اور بڑا تعجب ہی کہ مالکت کے کلمے مین اردو کی
ماضی پر بڑا غلو اور زور شور تھا اور یہان باوجودیکہ لفظ قد جو مادہ معنی تقریب بتاتا ہی اوس کلمہ کے
داخل ہوا اور احتمال بھی ارادہ حال و استقبال کا باقی نرہا اوسکو آپنے بمعنی حال ترجمہ کیا اپنے
پچھلے قاعدے کے موافق یہان بھی یہ فرمایا ہوتا کہ مین انس رکھتا تھا تمسے یہان یہ کیون فرمایا کہ
انس رکھتا ہون پھر آپنے بضع عشرۃ لیلۃ کا ترجمہ یہ کیا ہی کہ دس سے بھی زیادہ رات تک یہ بھی غلط
صریح اور لفظ بھی تو نہایت ہی خلط اور مہمل ہی بضع کے معنی زیادہ بھی نہین ہی جیسا کہ آپ
ناواقفی کی راہ سے سمجھے ہین زمخشری رحمۃ اللہ علیہ اصمعی سے نقل کرتے ہین البضع
مابین الثلث الی العشرۃ جوہری لکھتے ہین و بضع من العدد بکسر الباء و بعض العرب
یفتحہا وھو مابین الثلث الی التسع پس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ انتظار کیا تھا اونکا پیغمبر صلعم نے
مابین تیرہ اور اونیس راتون کے لفظ عرفاء جو حدیث مین ہی میرے نزدیک جمع عریف بمعنی
دانا اور عالم امور ہی جیسا کہ قول شاعر مین ہی شعر اوکلما وردت عکاظ قبیلۃ
بعثوا الی عریفھم یتوسم اور یہ ہوسکتا ہی کہ بمعنی نقیب یا رئیس کے ہو ترجمہ حتی یرفع الینا
عرفاء کم امرکم کا بھی آپنے غلط کیا ہی صحیح ترجمہ یہ ہی تا کہ پہونچاوین ہم تک تمہاری ہوشیار
دانا یا سردار یا نقیب تمہارا حال کلمہ عرفاء جمع کا ترجمہ بھی آپنے غلط کیا کہ واحد کا کیا مفعول

اور مفعول کو فاعل بنا دیا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ کلام کیا اونسے عرفا انکے نے یہان تک بیان تھا
اون غلطیون کا جو مجتہد عصر سے بسبب ناواقفی کی زبان عربی سے ظہور مین آئین اب ہم یہ کہتے
ہین کہ یہ حدیث ہمارے مدعا کی دلیل ہے اور مجتہد عصر کے ابطال دعوی پر حجت قاطع ہے بچند وجوہ
اول یہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے اونسے برسبیل مانعۃ الجمع کے یہ بات فرمائی کہ اختیار کر دیا اموال کو یا
سبایا کو یعنی اگر مال لینا چاہو گے تو سبایا نہ پاوینگی پس ظاہر ہوا کہ سبایا کا نہ دینا اور استرقاق
اونکا بعوض قبول پیغمبر صلعم جائز تھا اس سبب سے صاف متحقق ہوا کہ من و فدا واجب نہین اور کچھ ممنوع
نہین کہ من و فدا پر عمل نہووے اور یہی ہے مدعا ہمارا اگر وے لوگ بموجب تخییر پیغمبر صلعم کے مال کا
لینا اختیار کرتے تو اس صورت مین بلا شک و شبہ باقتضای مانعۃ الجمع کے استرقاق سبایا کا بموجب
حکم پیغمبر صلعم کے لازم آتا ورنہ وہ حصر کہ جسکا مجتہد صاحب دعوے کرتے ہین صراحۃً باطل ہو جاتا
پس یہ حدیث ہر آئینہ مثبت ہمارے مدعا کی اور مبطل دعوی مجتہد عصر کی ہے نہ برعکس دوسرے یہ کہ اگر
فی الحقیقت چھوڑ دینا سبایا کا بطور احسان یا بعد لینے فدیے کے بغیر کسی شرط کے واجب
ہوتا جیسا کہ مجتہد صاحب دعوی کرتے ہین تو اوسکو مشروط اوپر دست برداری دیگر مال غنیمت
کے کیون کیا جاتا جس حال مین کہ چھوڑ دینا بحکم آیت قرآن کے واجب تھا تو پیغمبر خدا صلعم نے
اوسکو مشروط اسپر کیون کیا کہ اگر مال نہ لوگے تو سبایا پاوینگی ورنہ نہین کیا وے بزعم
مجتہد صاحب آیت کے معنی اور فرضیت من و فدا کو نہین سمجھتے تھے کیا صاحب وحی بھی حق
کو مجتہد صاحب کے برابر بھی نہ سمجھتے تھے جو من و فدا کے وجوب مطلق کو مشروط اوپر دست برداری دیگر
اموال کے فرماتے تھے اور جنکے چھوڑ دینے کا حکم قطعی قرآن مین آچکا تھا اونکو بالجبر بعوض رکھتے
تھے العیاذ باللہ تعالی تیسرے یہ کہ جس حالت مین نص قطعی اونکے چھوڑ دینے کی موجود تھی پس استرضا
صحابہ سے باب مین کیا تھی حکم قطعی تو ہر آئینہ واجب الاجرا ہے خواہ کوئی راضی ہو یا نہو پس تقید مبالغہ
فرمانا پیغمبر صلعم کا اونکی استرضا مین اور جبتک کہ وے خوب بتصمیم قلب راضی نہو گئے تب تک نہ چھوڑ دینا
سبایا کا صاف دلیل اسکی ہے کہ من و فدا کچھ واجب نہین بلکہ اختیاری امر ہے اور ہم اسی جگہ سے

استدلال اسپر کرتے ہین کہ آیت من وفدا سے وجوب من وفدا ثابت نہین ہوتا یا یہ کہ وہ منسوخ
ہی اسلیے کہ اگر حکم اوسکا وجوبی ہوتا اور صحابہ مین کسی نے اوسکو ایسا جیسا کہ مجتہد عصر سمجھتے ہین سمجھا
تو یہ موقع تھا کہ پیغمبر خدا صلعم اوسکا اعلان فرماتے اور اصحاب کو اوس سے اچھی طرح آگاہ کرتے نہ کہ
ایسے موقع پر ذکر بھی اوس آیت کا زبان پر نہ لاتے چوتھی دلیل یہ کہ اگر من وفدا واجب تھا تو اوس
روز کے قریب تک اونکو کیون روک رکھا تھا فرائض کہ جنکے واسطے کوئی زمانہ معین نہو اونکی
تعمیل مین عجلت ہی بہتر اور اولی ہی کاملین کی شان سے اوسمین اسقدر تاخیر نہایت مستبعد ہی پانچوین
دلیل یہ ہی کہ اگر چھوڑ دینا سبایا کا واجب ہوتا تو حضرت صلعم اونکو تقسیم کیون کر دیتے صحیح مسلم
مین اخیر اس قصہ مین مذکور ہی فلما غشوا رسول اللہ صلعم نزل عن البغلۃ ثم قبض قبضۃ من
تراب من الارض ثم استقبل به وجوههم فقال شاهت الوجوه فما خلق اللہ منهم انسانا
الا ملأ عينيه ترابا بتلك القبضة فولوا مدبرين فهزمهم اللہ وقسم رسول اللہ صلعم
غنائمهم بين المسلمين جب گرداگرد ہو گئے کفار ہوازن وغیرہ پیغمبر صلعم کے تو پیغمبر صلعم اوتر
خچر سے پھر ایک مٹھی خاک کی زمین سے بھر کر اونکے موہون کی طرف پھینکی پس کہا کہ بگڑ گئے یا
موہنہ پس نہین پیدا کیا تھا خدا نے اونمین سے کسی انسان کو مگر یہ کہ بھر دیا اوسکی آنکھون مین
مٹی کو اس خاک کی مٹھی سے پس وہ کفار پیٹھین پھیر کر پھر گئے پس بھگا دیا اونکو اللہ تعالی نے
اور تقسیم کر دیا پیغمبر خدا صلعم نے اونکی غنائم کو درمیان مسلمانون کے دیکھو یہ سب معاملہ وفد
ہوازن سے پیشتر کا ہی چنانچہ سیاق کلام سے واضح ہی اور دلیل قوی اسپر حدیث بخاری
کی ہی کہ جس سے ثابت ہی کہ حضرت عمر رضہ کو دو چھوکریان منجملہ اوس غنیمت کے ملی تھین چنانچہ
الفاظ حدیث یہ ہین اصاب عمر جاریتين من سبي حنين فوضعهما في بعض بيوت مكة
الحديث پائی تھین عمر رضہ نے دو چھوکریان منجملہ قیدیون حنین کے پس رکھدیا تھا اون کو
بعض گھرون مین مکہ کے ایک اور دلیل اوپر وقوع تقسیم کے قبل آنے ہوازن کے یہ ہی کہ ابو داود
نے باین الفاظ بعد نقل قصہ مذکور کے روایت کی ہی فقال رسول اللہ صلعم ردوا عليهم نساءهم

وابناء ھم الحدیث یعنی پھیر دو انکو عورتین انکی اولاد اور انکی عورتین اگر سبایا تقسیم ہوکر ہر ایک
کے پاس نہین پہونچ گئین تھین تو پھیر دینے کا جو حکم انکو دیا گیا اسکے کیا معنی پھر خود اسی
حدیث سے وقوع تقسیم کا بخوبی عیان ہی کیونکہ اس حدیث مین یہی لفظ ہی کہ من کان علی حظہ اور حظ کے
معنی مین حصہ جیسا کہ صراح مین ہی الحظ النصیب اگر واقع مین قسمت نہین ہوئی ہوتی اور
حصہ ہر ایک کا معلوم نہوتا تو یہ لفظ علی حظہ یعنی اپنے حصے پر کسطرح صادق آتا علاوہ برآن
جب حصہ ہی متعین نہین ہوا تھا اور مقدار اوسکی معلوم نہین تھی تو مبادلہ اوسکے حصے کا
جسکا پیغمبر صلعم وعدہ فرماتے تھے کس بنا پر متعین ہوسکتا تھا علاوہ برآن احادیث مفصلۂ
ذیل سے ثابت ہی کہ تقسیم غنائم حنین کے بلا حیلہ کسی اور معاملہ ہم کے واقع ہوئی
اور ہوازن کے آنے کا معاملہ بعد وقوع غزوۂ طائف اور رجوع پیغمبر خدا صلعم کے غزوہ مذکور
سے واقع ہوا کہ اس اثنا مین کچھ زیادہ ایک مہینے سے گذر گیا اسلیے کہ ۵ شوال سنہ ۸ ھ
کو غزوۂ حنین واقع ہوا اور آخر شوال سنہ ہجری کو پیغمبر صلعم غزوۂ طائف کو تشریف لیگئے
اور مابین تیرہ روز اور انیس روز کے وہان قیام فرمایا اور پھر وہان سے رجوع فرمایا آب ہم اون
احادیث کو مختصراً لکھتے ہین جنسے تقسیم غنائم حنین کی بعد ہزیمت کفار ہوازن کے بلا تراخی
ثابت ہوتی ہی بخاری بروایت علی بن عبد اللہ فانھزم المشرکون فاعطی الطلقاء
والمھاجرین ولم یعط الانصار شیئاً ایضاً بروایت محمد بن بشار لما کان یوم حنین
اقبلت ھوازن وغطفان وغیرھم بنعمھم وذراریھم فانھزم المشرکون واصاب
یومئذ غنائم کثیرۃ فقسم فی المھاجرین والطلقاء ولم یعط الانصار شیئاً دیکھیے
یہان حرف فا تعقیب قسم پر داخل ہی جس سے صاف واضح ہی کہ تقسیم غنائم مین تراخی
نہین ہوئی اگر تراخی ہوتی تو حرف تعقیب قسم پر نہوتا بلکہ کلمہ ثم ہوتا پھر ایک امر یہ بھی
دلیل ہی بروایت بخاری عبد اللہ بن عمر سے مروی ہی کہ ایام حنین مین ہی تقسیم غنائم ہوگئی تھی لما
کان یوم حنین آثر النبی صلعم اناسا اعطی الاقرع بن حابس مائۃ من الابل واعطی عیینۃ مثل

ذلك واعطي اناسًا الي آخره کچھ لیجیے یہان سے مثل مہر نیم روز کے ثابت ہی کہ ایام حنین مین تقسیم ہوگئی
تھی اور وفد ہوازن بعد عمرہ طائف کے ہی کہ اون روزون کو بلفظ ایام حنین یا یوم حنین تعبیر
نہین کیا جاسکتا غرضکہ ان سب دلائل سے واقع ہوجانا تقسیم سبایا کا جیسا کہ چاہیے ثابت
ہی اور جب تقسیم کردینا پیغمبر خدا کا سبایا مذکور کو ثابت ہی تو کچھ شک نہین کہ من و فدا امر وجوبی
نہین بلکہ اختیاری ہی اور یہ بھی محتمل ہی کہ آیت مذکورہ منسوخ ہو جیسا کہ علمای حنفیہ کہتے ہین
مجتہد عصر نے ان امور پر کچھ بحث نہین کی البتہ حضرت عمر رض پر کچھ درپردہ طعنہ دینے پر مستعد ہوے
قال رسول اللہ صلعم نے کسیکو کوئی لڑکی بخشی نہین تھی بلکہ خود حضرت عمر رض نے گرفتار کیا تھا
اقول یہ غلط بات ہی اور محض بناوٹ اور بڑا ہی افترا ہی العیاذ باللہ من ذلک حدیث مین
لفظ اخذ عمر نہین جو گمان اسکا ہوتا کہ وہ خود پکڑ لائے بلکہ لفظ اصاب عمر ہی جس سے صاف ظاہر ہی
کہ اونکو باجازت پیغمبر صلعم کے ہوئی تھین **قال** اسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے
پاس موجود رکھتے ہین **اقول** ہم بھی وہی سند اپنے پاس آپکی تکذیب کے لیے موجود رکھتے ہین اور اہل
انصاف اور صاحبان ایمان سے آرزو رکھتے ہین کہ وہ غور فرماوین کہ وہ حدیث ہمارے مدعا
کی مثبت ہی یا مجتہد عصر کی مگر مجتہد عصر نے نقل حدیث مین رعایت دیانت کی جیسا کہ مجتہدین
مذہب بہا کی نہین کی ہم اوس حدیث کو بخاری سے پورا پورا نقل کرتے ہین حدثنا ابو النعمان حدثنا
حماد بن زید عن ایوب عن نافع ان عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ صلعم انہ کان علی
اعتکاف یوم فی الجاہلیۃ فامرہ ان یفی بہ قال واصاب عمر جاریتین من سبی حنین
فوضعہما فی بعض بیوت مکۃ قال ثم من رسول اللہ صلعم علی سبی حنین فجعلوا
یسعون فی سکک فقال عمر یا عبد اللہ انظر ما ہذا فقال من رسول اللہ صلعم علی السبی
قال اذہب فارسل الجاریتین قال نافع ولم یعتمر رسول اللہ صلعم من الجعرانۃ ولو اعتمر
لم یخف علی عبد اللہ وزاد جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال من الخمس
ورواہ معمر عن نافع عن ابن عمر فی النذر ولم یقل یوم تحقیق کہ عمر بن الخطاب رض نے کہا

ای رسول اللہ صلعم تحقیق کہ تھا میرے اوپر اعتکاف ایکدن کا زمان جاہلیت مین پس حکم دیا عمر کو
پیغمبر صلعم نے کہ پورا کرے اوسکو کہا اور باندی تھین عمر رضہ نے دو چھوکریان منجملہ سبی حنین کے
پس رکھدیا تھا اونکو مکہ کے بعض گھرون مین کہا کہ پھر احسان کیا رسول اللہ صلعم نے اوپر سبی
حنین کے پھر وے پھرتی تھین کوچون مین پس کہا عمر رضہ نے ای عبداللہ دیکھہ تو یہ کیا ماجرا ہی پس کہا عبداللہ
نے کہ احسان رکھا رسول اللہ صلعم نے اوپر اون سبی کے کہا عمر رضہ نے جا تو پس چھوڑ دی اون دونون
چھوکریونکو کہا نافع نے او عمرہ نہین کیا تھا رسول اللہ صلعم نے جعرانہ سے اور اگر عمرہ کرتے تو نہ چھپتا
عبداللہ سے بخاری کہتے ہین اور روایت جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر مین یہ لفظ اور بھی
ہین (قال من الخمس) یعنی بعد لفظ من سبی حنین کے الفاظ من الخمس بھی ہین اور روایت
کیا ہی اس حدیث کو معمر نے نافع سے ابن عمر سے بانذر مین اور اس روایت مین لفظ یوم یعنی جو بعد
اعتکاف روایت سابقہ مین ہی نہین کہا انتہی غور کیجیے کہ روایت جریر بن حازم مین صاف لفظ
من الخمس کا موجود ہی جس سے صاف ثابت ہی کہ یہہ چھوکریان پیغمبر خدا صلعم نے عمر کو اپنے خمس مین سے
دی تھین اور باندی تھین یہ دونون چھوکریان عمر بن خطاب رضہ کے خمس رسول اللہ صلعم مین سے نہ یہ کہ
جیسا مجتہد نے اونپر افترا باندھا ہی کہ وے خود پکڑ لائے تھے اور روایت جریر بن حازم کی
زیادہ تر موثق ہی کیونکہ وہ مرفوع ہی اور حدیث حماد بن زید کی نافع پر موقوف ہی اگرچہ دونون
حدیثون مین کچھہ تعارض نہین ہی اور دونون مستند ہین پھر بھی حدیث جریر زیادہ تر موثق ہی
بھلا غور تو کیجیے ایسے جلیل القدر صحابی کہ تمام عرب عجم مین بلقب فاروق اور عادل معروف
ہین جنکی شان مین رسول اللہ صلعم فرماتے ہین والذی نفسی بیدہ مالقیک الشیطان سالکا
فجا قط الا سلک فجا غیر فجک قسم ہی اوس ذات کی کہ جی میرا اوسکے ہاتھہ مین ہی نہین ملا
تجکو شیطان جاتا ہوا کسی گھاٹی مین مگر کہ چلا گیا اور گھاٹی کو تیری گھاٹی کے سوا ایسا شخص
غنیمت مین غلول کرے کہ دو چھوکریان پکڑ لاوے اور چپکا چھپا کر اپنے پاس رکھہ لے اور جبکہ
دستور پیغمبر خدا صلعم کا یہ تھا کہ جب پاتے تھے غنیمت کو تو حکم کرتے تھے بلال رضہ کو کہ منادی کرے

که جس شخص کے پاس مال غنیمت کا ہو وہ حاضر لاوے کہ اوسکے بموجب سب لوگ جو کچھ غنیمت اونکے پاس ہوتی تھی حاضر لاتے تھے چنانچہ ابو داؤد عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہین کان رسول اللہ صلعم اذا اصاب غنیمۃ امر بلالا فنادی فی الناس فیجیئون بغنائمھم فیخمسہ ویقسمہ الحدیث تھے پیغمبر خدا صلعم جب پاتے تھے غنیمت تو حکم فرماتے تھے بلالؓ کو کہ وہ منادی کرتے تھے سب لوگون مین پس لے آتے تھے سب لوگ اپنی اپنی غنیمت کو پس خمس نکال لیتے تھے پیغمبر خدا صلعم اوسمین سے اور تقسیم فرما دیتے تھے اوسکو الحدیث بڑا تعجب ہی کہ ایسا شخص ایک توغنائم مین غلول کرے دوسرے باوجود منادی پیغمبر خدا صلعم کے اوسکو حاضر نہ کرے حالانکہ حضرت عمرؓ وہی حضرت جناب پیغمبر خدا صلعم سے روایت کرتے ہین اذا وجدتم الرجل قد غل فاحرقوا متاعہ واضربوہ رواہ ابو داؤد جب پاؤ تم کسی آدمی کو کہ غلول کیا اوسنے تو جلادو متاع اوسکا اور مارو اوسکو چنانچہ اپنی خلافت مین اونھون نے یہی عمل فرمایا باانیہمہ وہ کونسا صاحب عقل اور صاحب ایمان ہی کہ ایسا گمان بد اونپر کرسکتا ہی نعوذ باللہ من شرور انفسنا مسلم مین بروایت مرفوع مروی ہی ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سال رسول اللہ صلعم وہو بالجعرانۃ بعد ان رجع من الطائف فقال یا رسول اللہ صلعم انی نذرت فی الجاہلیۃ ان اعتکف یوما فی المسجد الحرام فکیف تری قال اذھب فاعتکف یوما قال وکان رسول اللہ صلعم قد اعطاہ جاریۃ من الخمس فلما اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس سمع عمر بن الخطابؓ اصواتھم یقولون اعتقنا رسول اللہ صلعم فقال ما ھذا فقالوا اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس فقال عمر یا عبد اللہ اذھب الی تلک الجاریۃ فخل سبیلھا عمر بن خطابؓ نے پوچھا رسول اللہ صلعم سے اور حال ہین کہ وہ جعرانہ مین تھے بعد رجوع کے طائف سے پس کہا کہ یا رسول اللہ صلعم مینے نذر کی تھی جاہلیت مین اسکی کہ اعتکاف کرون ایکدن کا مسجد حرام مین پس کیا فرماتے ہین آپ فرمایا کہ جا اور اعتکاف کر ایکدن کا اور تھے پیغمبر خدا صلعم کہ تحقیق دی تھی پیغمبر صلعم نے عمرؓ کو چھوکری خمس مین پھر جب آزاد کردیا رسول اللہ صلعم نے

سبایا اون لوگون کو تو نہین عمر رضؓ نے آواز ین اونکی کہ کہتے تھے کہ آزاد کر دیا ہکو پیغمبر خدا صلعم نے پس کہا عمر رضؓ نے کیا ہی یہ پس کہا لوگون نے کہ آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم نے سبایا اون لوگون کو پس کہا عمر رضؓ نے ای عبد اللہ جا اس چھوکری کے پاس پس خالی کر دی راہ اوسکی یعنی جانے دے اوسکو بھی فرمائیے جناب مجتہد صاحب اب بھی کچھ عذر باقی رہگیا اب آپکو لازم ہی کہ اپنے اجتہاد سے توبہ کیجیے کہ جس سے اصحاب رسول اللہ صلعم پر کسیطرح کا الزام عائد ہوا اور ہرگز ہرگز ایسی بات زبان سے نہ نکالیے جو موجب الزام اصحاب کرام پر ہووے مثنوی

بی ادب گفتن سخن با خاص حق	دل بمیراند سیہ گردد ورق	گر نہ بندی زین سخن تو حلق را
آتشے آید بسوزد خلق را	نے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
آتشی گر نامدست این وہ ببیت	دل سیہ گشتہ روان مردود ببیت	جب ہم یہ سب امور ثابت کر چکے

اور یہ بھی متحقق ہوا کہ باتفاق اقوال علمای اسلام اور بھی بقول مجتہد عصر یہ واقعہ بعد نزول آیہ اما منا بعد و اما فداء کی واقع ہوا اور اس واقعہ مین پیغمبر صلعم نے سبایا مین سے خمس بھی نکالا اور اونکو غانمین پر تقسیم بھی کر دیا پس صاف ثابت ہو گیا تو وہ آیہ منسوخ ہی جیسا کہ قول علمای حنفیہ کا ہی یا من و فدا امر اختیاری ہی بہر دو صورت دعوی مجتہد عصر کا باطل ہی اور قول یہ رسول اللہ صلعم مفسر آیت مذکور کا ہی درباب عدم وجوب من و فدا کے اور یہی ہی مدعا ہمارا کہ بحمد اللہ تعالی ثابت ہو گیا فالحق یعلو و لا یعلی اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد عصر اپنا دعوی اس حدیث سے کسطرح ثابت کرتے ہین قال ہکو اپنے دعوے کے اثبات کیلیے بخاری کی حدیث پر استدلال ہی جس سے قیدیون کا احسان رکھکر چھوڑنا ظاہر ہی اقول اسطرح چھوڑ دینے مین کہ جسطرح ہوازن کے سبایا کو چھوڑ دیا گیا علمای امت مین کسیکو کلام نہین یعنی جب کہ لوگ مسلمان ہو کر امام کے پاس آوین اور توبہ کرین اور دار اونکا دار الحرب نہ رہے بلکہ دار الاسلام ہو جاوے اور امام کو مصلحت وقت اسی مین معلوم ہووے کہ اونکے سبایا کو اونکے حوالے کر دے تو اوسکو اختیار ہی کہ سبایا کو چھوڑ دے اور بشرط رضامندی غانمین کے جن لوگون کے

حصے میں بایا آگئے ہوں اونسے بھی پھیر وادی یہ من اصطلاحی نہیں ہی بلکہ درحقیقت احسان
اعتاق ہی چنانچہ حدیث مسلم میں اس احسان کو بلفظ اعتاق ہی تعبیر کیا ہی اور اعتاق حالت حرب
میں جائز ہی یعنی چھوڑ دینا از قسم من مابہ النزاع نہیں اس قسم کے من کو تو امام الائمہ ابو حنیفہ رح
بھی ناجائز نہیں کہتے اونکے نزدیک بھی وہی من ناجائز ہی جو برحالت کفر کے دار الحرب کے
جانے کو چھوڑ دیا جاوے چنانچہ صاحب ہدایہ معظمہ لکھتے ہیں کہ لا یجوز ان یردوا الی دار الحرب
لان فیہ تقویتهم علی المسلمین فان اسلموا لا یقتلهم لاندفاع الشر بدونه وله
ان یسترقهم توفیرا للمنفعة بعد انعقاد سبب الملك بخلاف اسلامهم قبل
الاخذ لانه لم ینعقد السبب بعد ولو اسلم الاسیر لا یفادی بمسلم اسیر
فی ایدیهم لانه لا یفید الا اذا طابت نفسه وهو مامون علی اسلامه انتہے نہیں جائز
ہی پھیر دینا اونکا دار حرب کو اسلیے کہ اس پھیر دینے میں تقویت کفار کی ہی مسلمانوں پر پس اگر قیدی
مسلمان ہوجاویں تو نہ قتل کرے اونکو امام بسبب اسکے کہ شر بدون قتل کیے بھی دفع ہوگئے اور
اوسکو جائز ہی کہ رقیق بنالیوے واسطے توفیر منفعت کے بعد انعقاد سبب ملک یعنی غلبہ
اور استیلا کے برخلاف مسلمان ہوجانے اونکے کے قبل اسیری کے یعنی اس حالت میں رقیق
بھی جائز نہیں اسلیے کہ سبب بعد اسلام کے منعقد نہیں ہوا اور اگر اسلام لاوے اسیر بعد اسکے
کہ ہمنے اوسکو پکڑ لیا تو نہیں جائز ہی کہ اوسکو فدیے میں کسی مسلمان کے جو کفار کے ہاتھ میں قید
ہو دیا جاوے کیونکہ اسمیں کچھہ فائدہ نہیں مگر اوس صورت میں کہ خود وہ اس بات پر راضی ہو اور
اوسکے اسلام پر اطمینان ہووے **قال** ور اوس حدیث کے ان الفاظ سے کہ من احب منکم ان یحبس
علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفئ اللہ علینا بخوبی ثابت ہی کہ غازیوں کا حق اساری پر بجز فدیہ
لینے کے اور کچھہ نہیں ہی **اقول** کیا خوب استدلال ہی کہ نہ بعبارۃ النص ہی نہ باشارۃ النص ہی
نہ بدلالۃ النص ہی نہ باقتضاء النص ہی صرف ایک توہم جاہلانہ ہی غور کیجیے کہ اگر کوئی شخص احب
التکریم ہمسے یہ فرماوے کہ اگر تم کو بہتر معلوم ہو تو ہمارا یہ گھوڑا زید کو دیدو ہم تمکو اپنے اصطبل میں سے

اسکے بدلے کا گھوڑا دیدینگے اور ہم اوسکے فرمانے سے اپنا گھوڑا زید کو دیدین تو کیا اس سے
یہ بات لازم آتی ہے کہ ہمارا حق اپنے گھوڑے پر بجز اسکے کہ ہم بدلے مین اوسکے ایک گھوڑا
لے لین اور کچھہ نتھا جناب مجتہد صاحب اگر یہی آپکا اجتہاد ہے اور ایسے ایسے ہی استدلال ہیں
آپکے اجتہاد کی بنا ہے تو اپنے مقلدون کی بہت ہی حق تلفیان کراوسگے اگر مجتہد دل مین
انصاف کرین تو سمجھہ لین کہ یہ کلمات حدیث کے مثبت ترقیت مقبلہ ہین کیونکہ پیغمبر صلعم نے
غانمین سے وعدہ فرمایا تھا کہ آیندہ جو ہمکو غنیمت مین سبایا دیگا تو انکے بدلے مین ہم اسکو دینگے
اگر آیندہ استرقاق ممنوع ہوتا تو ایسا وعدہ ہرگز نفرماتے اور اس مبادلے کو جو مجتہد نے
فدیہ سمجھا ہے غلطی فاش ہے دوسری غلطی یہ کی ہے کہ مایفی کا ترجمہ مال کیا حالانکہ لفظ ما عام
ہے شامل ہے سبایا اور اموال کو جیسا کہ اوپر گذر گیا قال چہارم اسارے ثقیف ثقیف کے
قیدیون کو بھی رسول اللہ صلعم نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا اقول قیدیون کا لفظ بصیغہ جمع
غلط ہے ایک قیدی تھا کہ بسبب مسلمان ہونیکے چھوڑ دیا تھا اور اوسکے بدلے دو آدمی مسلمان
جو ثقیف نے قید کر لیے تھے منگا لیے تھے پس احتجاج مجتہد عصر کا اس واقعہ سے اونکے مدعا
کے مفید نہین بلکہ یہی حدیث ہے ماخذ قول صاحب ہدایہ معظمہ کا ولو کان اسلم الاسیر فی
ایدینا لا یفادی بمسلم اسیر فی ایدیہم لانہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ وہو مامون
علی اسلامہ انتہی ترجمہ اسکا ہم ابھی اوپر لکھہ چکے ہین قال چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ عمران
بن حصین نے کہا کان ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم
واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل فاوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول
اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفاء کم ثقیف فترکہ ومضی
فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع فقال ما شانک فقال انی مسلم فقال لو
قلتہا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلعم بالرجلین الذین
اسرتہما ثقیف انتہی اقول ترجمہ یہ ہے کہ تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس پکڑ لیا ثقیف نے

دو آدمیون کو صحابۂ پیغمبر خدا صلعم مین سے اور قید کر لیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی بنی عقیل مین سے پس باندھ لیا اوسکو پس ڈال دیا اوسکو دھوپ مین پس گذرے رسول اللہ صلعم اوسکے پاس کو تو پکارا اوسنے ای محمد ای محمد کس سبب سے پکڑا گیا ہون مین فرمایا پیغمبر صلعم نے گناہ مین ثقیف کے جو تمھارے ہم عہد ہین پھر اوسکو اوسی طرح چھوڑے ہوئے چلے گئے پیغمبر صلعم پھر پکارا اوسنے ای محمد ای محمد پھر رحم فرمایا او پیغمبر صلعم نے پھر پھر آئے کہا کہ کیا حال ہی تیرا کہا اوسنے کہ مین مسلمان ہون فرمایا پیغمبر صلعم نے اگر تو یہ کہتا اوس حال مین کہ تو اپنے اختیار مین تھا تو بھلائی پاتا بالتحقیق تو تمامتر بھلائی کہا عمران بن حصین نے کہ فدیے مین بھیج دیا اوسکو پیغمبر صلعم نے بعوض اون دونون آدمیون کے کہ جنکو قید کر رکھا تھا ثقیف نے دیکھو لو اس حدیث سے کچھ بھی مدعا مجتہد عصر کا ثابت نہین ہوتا یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا اور اسکا حکم وہی ہی جیسا کہ اوسکے ساتھ عمل مین آیا اور اسی بنا پر ہی وہ مسئلہ جو صاحب ہدایہ معظم نے لکھا ہی اسکا قتل ہرگز جائز نہتھا اس بیان پر جناب مجتہد عذر بدتر از گناہ پیش فرماتے ہین **قال** نہ سمجھنا چاہیے کہ اس شخص کو بوجہ مسلمان ہو جانے کے چھوڑ دیا تھا اسلیے کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون **اقول** صراحۃً ایک شخص کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون اور اپنے قول کو موکد بلفظ (انّی) کرتا ہی اور پیغمبر خدا صلعم کچھ تکذیب اوسکی نہین فرماتے مجتہد ظاہر بخلاف اوسکے کہتے ہین کہ جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون اوسکی تکذیب کی آپکے پاس کیا دلیل ہی یاد کرو احادیث اسامہ بن زید رضہ اور خالد بن ولید رضہ وغیرہما کو کہ ایسی سمجھ پر کسقدر اونپر تہدید ہوئی ہی **قال** چنانچہ مرقاۃ مین لکھا ہی کہ اس شخص کو رسول خدا صلعم نے بعد اسکے کہ اوسنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا اسلیے دار الحرب مین بھیجا کہ آپ جانتے تھے کہ وہ سچا نہین ہی پس یہ بات رسول خدا صلعم کے لیے خاص ہی **اقول** واہ جناب مجتہد امام ابو حنیفہ کی تقلید سے تو اسقدر انکار اور اونکے ایک مقلد کے اسقدر فرمان بردار آپ تو یہ فرماتے تھے کہ ہم کسی ملا کی تقلید سے گمراہی مین نہ پڑینگے یہان ملا علی کے ایک قول ضعیف کی تقلید

کیون گمراہ ہو گئے حال آنکہ ملا علی قاری کا بھی یہ قول نہین بلکہ اونھون نے بلفظ قیل
اسکو لکھا ہی چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ یہ ہی فقیل انما ردہ صلعم الی دار الحرب بعد اظہار
کلمۃ الاسلام لانہ قد علم انہ غیر صادق فہذا خاصۃ بہ صلعم کہا گیا ہی کہ اوسکو
جو پیغمبر صلعم نے دار حرب کو لوٹا دیا بعد اظہار کلمہ اسلام کے تو صرف اسلیے کہ پیغمبر صلعم نے
جان لیا تھا کہ وہ سچا نہین پس یہ امر مخصوص ہی پیغمبر صلعم کے ساتھ بعد اسکے دوسرے
قول مین آپکے اس قول مستندہ کو خود وہی رد کرتے ہین چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ
لکھی جاتی ہی وقیل ردہ واخذ المال منہ لا ینافی اسلامہ لجواز ان یکون
الرد شرطا بینہم فی المعاہدۃ انتہے اور کہا گیا ہی کہ پھیرنا اوسکا اور لے لینا دو
آدمیونکا اوسکے بدلے اوسکے اسلام کا منافی نہین بسبب جائز ہونے اس بات کے
کہ پھیر دینا باہم معاہدہ مین شرط ٹھہرا ہو آپنے یہان محض تقلید ہی پر اکتفا کی بلکہ کچھہ مرقاۃ
کی عبارت مین خیانت بھی کی اور اوس سے بھی کچھہ مدعا ثابت نہوا کہ دوسری قیل نے آپکی مستندہ
قیل کو رد کر دیا پس یہ قول آپکا کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا محض بے دلیل بلکہ محض جھوٹھہ بات
ہی اور بلا شک و شبہہ یہی سمجھنا چاہیے کہ اوسکو بوجہ مسلمان ہو جانیکے چھوڑ دیا تھا قال نجم
اساری بنی تمیم بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکھا ہی کہ ابن اسحق نے کہا ہی کہ ذکر ہی غزوہ
عیینۃ بن حصین بن حذیفہ بن بدر کا بنی العنبر پر جو بنی تمیم سے ہی رسول اللہ صلعم نے
اون لوگون پر اون کو بھیجا تھا اونھون نے وہان لوٹا اور آدمیون کو مارا اور عورتون کو
قیدی بنا لائے اقول اگرچہ ہمکو اسکے ثبوت مین کلام ہی کیونکہ ابن اسحق تبع تابعی
ہین اونھون نے یہ واقعہ دیکھا نہین اور اسناد کچھہ بیان نہین کی پس یہ بیان اونکا قابل
اسکے نہین کہ ماخذ کسی مسئلہ فقہیہ کا ہو سکے مگر ہم مجتہد عصر کی خاطر سے اسکو تسلیم
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب یہ تو ہمارے مدعا کے موافق ہی اور جب تک کہ آپ یہ
بات ثابت نکر دین کہ اون قیدیون کو فدیہ لیکر یا احسان رکھکر بحالت کفر دار الحرب کو

لوٹا دیا تب تک مدعا ہمارا ہی ثابت ہوتا ہی اور آپکے حق مین مضر ہی قال بخاری نے یہ حدیث
لکھی ہی کہ عن ابی ہریرة قال لا ازال احب بنی تمیم بعد ثلث سمعتہ من رسول اللہ صلعم
یقولہا فیھم ھم اشد امتی علی الدجال وکانت منھم سبیة عند عائشة فقال
اعتقیھا فانھا من ولد اسمعیل وجاءت صدقاتھم فقال ھذہ صدقات قوم
او قومی ابو ہریرہ نے کہا کہ مین ہمیشہ بنی تمیم کو دوست رکھتا ہون جب سے کہ اونکی نسبت تین باتین
رسول اللہ صلعم سے سُنی ہین آپ اونکے حق مین فرماتے تھے کہ میری تمام امت سے زیادہ سخت ہونگے
دجال پر اور اونھین لوگون مین سے ایک عورت حضرت عائشہؓ پاس بندی مین تھی تو پیغمبر صلعم نے
فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد مین ہی اور اونکے پاس سے جب صدقات آئے
تو آپنے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی صدقات ہین یا فرمایا کہ میری قوم کی صدقات ہین اقول
اگرچہ یہ ترجمہ بہت ہی غلط ہی مگر ہم ہین آخر مین گفتگو کرینگے اس جگہ ہم اس ترجمے کو صحیح فرض کرکے
بحث کرتے ہین مخفی نرہے کہ استدلال مجتہد عصر کا موقوف ہی اوپر ثبوت امور مفصلہ
ذیل کے اول یہ کہ سبیہ جو حضرت عائشہ رض کے پاس تھی بطور کنیز کے نہ تھی بلکہ اونکی حراست
مین ایک محرمہ بطور قیدی کے تھی دوسری یہ کہ لفظ اعتقیھا جو حدیث مین آیا ہی اوسکے
معنی یہ نہین ہین کہ آزاد کردے بلکہ یہ معنی ہین کہ قید سے رہائی دیدے تیسری یہ کہ یہ سبیہ منجملہ اون
سبایا کے تھی کہ جو بقول ابن اسحق بعث بنی تمیم مین پکڑی گئی تھی چوتھی یہ کہ بعد پہونچنے سبایا
مذکور کے مدینہ مین اوسی روز یا اوس سے بہت ہی قریب پیغمبر خدا صلعم نے اوسکو چھوڑ دیا
پانچوین یہ کہ حضرت عائشہؓ کی حوالات مین وہ کس جرم مین رکھی گئی تھی اور کیون قید کی
گئی تھی چھٹی یہ کہ وہ سبیہ مسلمان نتھی بلکہ حالت کفر ہی چھوڑی گئی تھی ساتوین یہ کہ قولہ صلعم
فانھا من ولد اسمعیل تعلیل اعتقیھا کی نہین ہی بلکہ لغو ہی اگر امر اول ثابت نہوگا تو یہ احتمال
قائم ہوگا کہ بطور کنیز کے وہ عائشہ رض کے پاس تھی تب جو مجتہد کا ثابت نہوگا بلکہ
خلاف اونکے مدعا کے متحقق ہوگا اگر امر دوم ثابت نہوگا تو یہ احتمال رہے گا کہ مراد

لفظ اعتقیہا سے یہی کہ آزاد کر دے تو اوسکو یہیں بالضرورت بدلالۃ النص اور پر ثبوت غرض کے
دلالت کریگا اگر امر تیسرا ثابت نہوگا تو یہ احتمال ناشی ہوگا کہ وہ کسی اور طرح پر حضرت عائشہ رض
کے پاس تھی منجملہ اون اسارے بنی تمیم کے نتھی جو اوس لڑائی مین پکڑی آئی تھی یعنی محتمل ہے
کہ بذریعہ خرید یا ہبہ یا ہدیے اونکے پاس تھی یا کسی اور جرم مین مقید تھی اور چونکہ یہان بحث
اسیران جہاد مین ہے پس ناشی ہونا ایسے احتمال کا ہر آئینہ مبطل استدلال مجتہد عصر کا ہو جاویگا
امر چہارم اگر ثابت نہوگا تو فرضیت من و فدا ثابت نہوگی کیونکہ امتثال حکم وجوبی کا بغیر
در پیش ہونے کسی عذر کے بہت جلد ہونا چاہیے اور اس وجوب کے لیے کوئی وقت معہود
نہین کہ اوس وقت کو اوسکا ظرف یا معیار ٹھہرایا جاوے کہ اوس وقت تک اوسکی تعمیل اختیار مین بھی
امر پنجم اگر کوئی جبر ثابت نہوگا تو قید کرنا اوسکا صاف دلیل اسکی ہے کہ سوا من و فدا کے
ایک اختیار اسکا بھی ہے کہ اسیر کو قید کیا جاوے پس حصر جو اہم مدعی مجتہد عصر ہے باطل ہو جاویگا
چھٹی بات اگر ثابت نہوگی تو محتمل ہوگا کہ وہ اسلام لائے اور جب وہ اسلام لائے تو بیشک
اونکے چھوڑ دینے کے جواز مین کچھ کلام نہین ساتوان امر اگر ثابت نہوگا تو صاف ظاہر ہوگا
کہ علۃ اعتاق وجوب من و فدا نہین بلکہ بسبب کرامت اولاد اسمعیل ع م کے اوسکو چھوڑ گیا اور
گو کہ چھوڑ دینا واجب نہو مگر کرامت مذکور مقتضی استحباب و اولویت چھوڑ دینے کی اس نمط
پر ہے کہ بہ نسبت چھوڑ دینے اور ونکے چھوڑ دینا اولاد اسمعیل کا زیادہ تر موجب ثواب کا ہے یعنی
علت استحباب اعتاق کرامت اولاد اسمعیل ہے نہ وجوب من فقط اب ہم دیکھتے ہین کہ امور مذکورہ
مین سے کے امر ہین کہ مجتہد عصر نے اونسے تعرض کیا اور کے امر ہین کہ اونسے کچھ بھی تعرض نہین کیا
اور جنسے تعرض کیا اونکو بدلائل قویہ ثابت بھی کر دیا یا بجز تقلید کے اور کچھ دلیل پیش نکیے
اور تقلید بھی کی تو کسی مجتہد جلیل القدر کی کی یا کسی غیر مجتہد مقلد کی قال اس حدیث سے یہ
نہ سمجھنا چاہیے کہ غزوۂ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ رض پاس بطور لونڈی کے
تھی اور اوسکے آزاد کرنیکا رسول خدا صلعم نے حکم دیا تھا اقول اگرچہ ایسا سمجھنا کچھ واجب نہین

لیکن این احتمال کے نفی پر بھی کیا دلیل ہے اور چونکہ مجتہد مستدل ہین اور اپنے دعوے پر ب
واقعہ کو دلیل لائے ہین اور حسب بیان مرقوم امر مسوم کے اُدن پر اس احتمال کا قطع واجب ہے
پس مجھسے ہمسے کیا فرماتے ہین کہ ایسا نہ سمجھنا چاہیے اور ویسا نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ وے سمجھتے
ہین اوسکو ثابت کرنا چاہیے تاکہ کوئی اور احتمال مبطل استدلال باقی نہ رہے اثبات دعوے اونکے
ذمہ ہی ہمارے احتمالات کے عدم ثبوت سے اونکا دعوی ثابت نہین ہوسکتا فرض کیجیے کہ ہمارے احتمالات
ثابت نہین مگر جب اونکا بھی دعوی ثابت نہین تو دعوی اونکا اور ہمارے احتمالات ایک درجے
مین رہے فاذا قام الاحتمال بطل الاستدلال جب قائم ہوگیا برابر کا احتمال تو باطل ہوگیا استدلال
قال بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اونھین مین سے ایک عورت حضرت عائشہ پاس
تھی **اقول** جناب اسی کا ثبوت تو ہم امر مسوم مین طلب کرتے ہین ثبوت الحکایت کیجیے بیہودہ لغو
بات پر تو ہم التفات بھی نہین کرتے **قال** جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونیکے چھوڑ دینے
کو فرمایا تھا **اقول** جناب حدیث مین تو ولد اسمعیل ہے آپنے ابراہیم کسطرح لکھدیا اور آپکی
اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سبب اعتاق ہونا اوسکا اولاد ابراہیم یا اسمعیل ع م سے تھا نہ وجوب من
پھر ہم آپسے استفسار کرتے ہین کہ صیغہ امر یعنی اعتقیہا واسطے وجوب کے ہے یا استحباب کے اگر واسطے
وجوب کے ہے تو اور قیدی جو اولاد اسمعیل ع م سے رقیق بنائے گئے وہ کیون نہ چھوڑے گئے کیونکہ
علت منصوصہ اعتاق کی تو اون مین بھی موجود تھی علاوہ برآن اگر امر وجوب کے واسطے ہے تو اعتاق
ہی واجب ہوا اور حکم فدا منسوخ ہوگیا اور اگر امر استحبابی ہے تو کچھ آپکی حق مین مفید نہین غایۃ
الامر یہ ثابت ہوگا کہ من مستحب ہے **قال** کیونکہ تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ احسان رکھکر
اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مواہب لدنیہ مین بالتفصیل لکھا ہے **اقول** یہ قول مجتہد کا
بے دلیل محض او بسبب عدم ثبوت کے اصلا قابل توجہ اور التفات کے نہین اور استدلال مواہب لدنیہ
پر جناب مجتہد کو سلام کرتا ہون جیسے مجتہد ویسا ہی علم فدیا بن شہر اشوری کہ اصحاب
پیغمبر صلعم کی بھی نہ ستون لگا یا یہ نے تکی کہ ایک ایسی غیر مستند کتاب کی تقلید کہ کوئی تقلید بھی

اوسکو ماخذ احکام فقہیہ نہین قرار دیتا مصرعہ بزخرقہ تو نہید داغ شراب عیب بیت ہی جناب اس
مواہب لدنیہ کو طاق مین رکھیے یہان ایک مسئلہ فقہ مین بحث ہی روایت معتبر صحاح مین سے
سند لائیے چونکہ مینے التزام کیا ہی کہ غیر ثابت اقوال سے نہ خود سند لاؤنگا نہ آپکی سند
قبول کرونگا لہذا آپنے جو عبارت مواہب لدنیہ کی نقل کی ہی اوسپر مین ایک ذرہ بھی توجہ
نہین کرتا اور خوب یقین کرتا ہون کہ آپ اپنے قول کے اثبات سے سراسر عاجز ہو گئے
قال سبی اور سبایا کا لفظ عام ہی اونپر بھی اطلاق کیا جاتا ہی جو قیدی لونڈی و غلام
بنالئے گئے ہون اور اونپر بھی بولا جاتا ہی جو قیدی ہون اصل مین وہ لفظ لڑائی مین جو
لوگ پکڑے جاوین اونکے لیے موضوع ہوا ہی مگر چونکہ عرب مین ہمیشہ لڑائی کے قیدی لونڈی
و غلام بنا لیے جاتے تھے اسلیے سبی سے لڑائی مین پکڑے ہوئے لونڈی و غلام مراد ہونے لگے
مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بھی مستعمل ہین **اقول** آپکے اس اقرار سے ثابت
ہوا کہ لفظ سبی اگرچہ بمعنی الحقیقت نہین ہی مگر بمعنی لونڈی و غلام کے بطریق مجاز متعارف
کے مستعمل ہی جب یہ حال ہی تو آپکے فقرہ اثبات اسکا واجب تھا کہ معنی متعارف مراد نہین
ہین مگر وہ آپسے نہو سکا **قال** عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہین بولا جاتا بلکہ
نہایت عام معنون مین اور قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی مستعمل ہی **اقول** یہ سب باتین تو
مین سنتا بھی نہین اور اسکو لغو محض سمجھکر اوسپر اونے التفات بھی نہین کرتا مجتہد عصر پر واجب تھا
کہ لغت کی روسے اس دعوے کو ثابت کرتے اور اگر ایسا ہی حال ہی تو مجتہد صاحب نے اول
رسالہ مین جو ایک حدیث نقل کی ہی ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اور
اوسکا ترجمہ کیا ہی کہ اللہ نے زمین کے پردے پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین
کی ہی آپ نے ایسا ترجمہ کیون نہین کیا کہ عام ہوتا غرضکہ یہ قول مجتہد کا محض غلط ہی مگر ہم اس جگہ
بطور فرض محال تسلیم کرکے کہتے ہین کہ ہمنے مانا کہ قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی لفظ اعتاق
حقیقۃ مستعمل ہوگا مگر چونکہ خود آپہی کے تقریر سے ثابت ہی کہ غلام کے آزاد کرنے مین ہی مستعمل

ہوتا ہے پس اثبات اسکا کہ اس حدیث میں ارادہ آزادی غلام کا بسبب کسی قرینہ قویہ کے متعین ہے
آپکے ذمہ تھا مگر آپ سے یہ بھی نہو سکا میں یہ نہیں کہتا کہ لفظ اعتاق بمعنی اطلاق کسی مقام
پر مجازاً مستعمل نہیں ہوا بلکہ میرا قول یہ ہے کہ اعتاق حقیقۃً بمعنی آزاد کرنے رقیق کے ہے اور
عرف میں بھی انہیں معنی میں مستعمل ہے اور جبتک قرینہ اسپر قایم نہو کہ معنی حقیقی مراد نہیں ہے معنی
حقیقی متروک نہونگے اور جسطرح کہ لفظ اسد سے بدون قیام قرینہ مرد شجاع مراد نہیں ہو سکتا
اسیطرح لفظ اعتاق بمعنی اطلاق مستعمل نہیں ہو سکتا چنانچہ یہ امر فن معانی اور اصول میں مبرہن
ہو چکا ہے قال اور اس سے یہ سمجھنا کہ وہ عورت لونڈی تھی ایک بہت بڑی فاحش غلطی ہے اقول
اگر یہ بہت بڑی غلطی فاحش ہے تو یہ بھی سمجھنا کہ وہ عورت قیدی تھی زیادہ تر بہت بڑی غلطی
فاحش ہے کیونکہ جب کوئی دلیل تعین احد المعنیین کی نہیں ہے تو اگر تعین ایک معنی کا غلطی فاحش
ہے تو تعین معنی دوسری کا بھی بہت بڑی غلطی فاحش ہے پس دونوں احتمال علی السویہ قایم رہے اور
چونکہ آپ اس مقام میں مستدل ہیں واذا قام الاحتمال بطل الاستدلال چونکہ یہان تک
تقریر مجتہد صاحب کی توجیہ استدلال میں ختم ہو چکی تو اب ہم نظر کرتے ہیں کہ مجتہد صاحب نے امور
سبعہ مذکورہ میں سے کس کس امر کو ثابت کر دیا اور کس کس سے تعرض بھی کیا سوا اونکی تقریر مذکورہ
بالا اور ہمارے مواخذات سے ظاہر ہے کہ نسبت امر اول کے تو انھوں نے صرف یہی بیان کیا کہ
لفظ سبی مطلق لڑائی کے قیدیوں کی نسبت بھی مستعمل ہے اور لونڈی غلام کے معنی میں بھی بطور
متعارف کے مستعمل ہے جب ایسا حال ہے اور کوئی دلیل ارادہ قیدی کی نہیں تو دونوں احتمال
برابر موجود ہیں بلکہ مجاز متعارف ہی کو ترجیح ہے چنانچہ بحث اسکی فن اصول میں مفصلاً مرقوم ہے
امر دوم کی بابت یہ فرمایا کہ لفظ اعتاق غلام کے آزاد کرنے میں بھی اور قیدی کے چھوڑ دینے
میں مستعمل ہے اگرچہ یہ بات غلط ہے مگر بفرض تسلیم کہی یہان بھی دونوں احتمال برابر کے قایم رہے
امر سوم کا کچھ بھی ثبوت پیش نکیا صرف دعوی ہی کرکے رہگئے کہ وہ کسی سبیہ تھی جو اسارے
بنی تمیم کے تھی پس یہان سب احتمالات مخالف شفیقی رد ہو گئے امر چہارم کی بابت یہ تو فرمایا

کہ تمام قیدی اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے مگر کچھ ثبوت پیش نکیا امر یحیم وششہ سے کچھ بعض بھی نکیا امر مقسم کا خود اقرار کیا کہ سبب کلم اعتاق کا ہونا اوسکا اولاد ابراہیم عم سے چنانچہ خود لکھتے ہین کہ جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے کو فرمایا تھا آپ ہم مجتہد صاحب سے استفسار کرتے ہین کہ یہ حدیث آپنے واسطے اثبات اپنے مدعا کے کیون پیش کی ہمنے مانا کہ احتمالات موافقہ اور مخالفہ دونون برابر ہین مگر جبکہ دونون احتمال برابر کے ہین تو آپکا استدلال اوس سے کیونکر صحیح ہو سکتا ہی جب تک آپ سب احتمالات مخالفہ کو باطل نکر دین تب تک آپکا مدعا کچھ ثابت نہین ہوتا اور یہ سب خامہ فرسائی آپکی بیفائدہ محض ہی آب ہمسے سنیئے تائید ہمارے مدعا کی نسبت امر اول کے ہم کہتے ہین کہ مراد لفظ سبیہ سے زیر حوالات نہین کیونکہ محل حرمت مین لفظ حرس مستعمل ہوتا ہی کما قال امرء القیس تجاوزت احراسًا الیها ومعشرًا علی حراصًا لو یسرون مقتلی اور یہان لفظ حرس نہین بلکہ لفظ عند ہی کہ جس سے کسی طرح حرمت مراد نہین لی جا سکتی علاوہ برآن حضرت عایشہ کا مکان قیدخانہ نتھا نہ وہ قیدیون کی حرست پر مامور ہو سکتی ہین پس ارادہ ایسے احتمال بعید کا باوجود قائم ہونے قرینہ لفظی کے اوپر انتفای اوس ارادہ کے قطعاً ممنوع ہی نسبت امر ثانی کے ہم کہتے ہین کہ لفظ اعتاق قیدی کے چھوڑ دینے مین ہرگز حقیقۃً مستعمل نہین ہو سکتا بلکہ لفظ فک مستعمل ہوتا ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی فکوا العانی یعنی الاسیر واطعموا الجائع وعودوا المریض اور مجتہد عصر نے کوئی سند اوس معنی مطلق چھوڑ دینے کے پیش نہین کی پس واجب آیا کہ اوسکے معنی یہی متعین ہووین کہ آزاد کریے تو اوسکو رقیت سے کیونکہ از روے لغت کے معنی حقیقی اعتاق کے آزاد کرنا رقیق کا ہی اور جب تک کوئی قرینہ خلاف قائم نہوگا معنی حقیقی کو ہرگز ترک نکیا جاویگا اور چونکہ خود مجتہد صاحب نے حدیث ما خلق اللہ شیئًا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق مین جو لفظ عتاق ہی اوسکے معنی غلام آزاد کرنے ہی کے لیے ہین پس یہان کیون وہی معنی مراد نہین لیتے وہان کیا چیز داعی تھی اور یہان کیا چیز مانع ہی ہرگاہ کہ یہ دونون امر ہمارے مدعا کے موافق ثابت ہو گئے تو حدیث کا ترجمہ صحیح یہ ہوا کہا ابوہریرہ نے ہمیشہ تین صفت

رکھتا ہون بنی تمیم کو بعد تین خصلتون کے سُننے سے کے جو مینے سنی ہین رسول اللہ صلعم سے کہتے تھے
پیغمبر صلعم اونکی نسبت کہ وہ میری تمام امت مین زیادہ تر سخت ہین دجال پر اور تھی وان مین کی ایک
لونڈی عایشہ رض کے پاس پس کہا پیغمبر صلعم نے کہ آزاد کردے تو اوسکو کہ یہ اولاد اسمعیل سے ہی اور آئے تھے
صدقات اونکے تو کہا تھا پیغمبر خدا صلعم نے کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہین یا یہ کہا کہ میری قوم کے
صدقات ہین پس اس حدیث سے ہمارا مدعا ثابت ہی مجتہد عصر کا بعد اسکے جو مجتہد عصر نے ایک حدیث کشف
الغمہ کی لکھکر اوسپر اعتراض کیا ہی ہمکو اوسمین کچھہ بحث نہین مگر اسقدر شکایت مجتہد صاحب سے ہی
کہ جیسے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض بیجوڑ اور خلاف اصول اور محض نامعتبر ہی اگر ایسے
لغویات پر مسائل مذہب اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہی اسیطرح جو مواہب لدنیہ سے اونھون نے استدلال کیا
ہی اوسکی نسبت بھی یہی کلمات بلکہ اس سے بھی بڑھکر فرماوین اور سب سے زیادہ اوسپر ملامت کرین جو خلاف لغت و
محاورہ عرب اپنے دل سے جوڑ باندھے آگے اس سے مجتہد صاحب نے بربنای اقوال بعض فقہا بہ نسبت عدم جواز استرقاق
عرب بہت تطویل کی ہی ہمارا یہ مذہب نہین پس ہمکو اوسکی نسبت کچھہ تعرض ضرور نہین مگر ہان اسقدر
البتہ ہم کہینگے کہ مجتہد عصر کو کچھہ چارہ اس سے نہین کہ یہی مذہب قبول کرین اور آپ ہی اپنے اعتراضات
اور مطاعن کے مورد و مطعون ہون کیونکہ جب اونھون نے صیغہ امر اعتقی کو واسطے وجوب کے ٹھہرایا
اور علت اوسکی خود یہ ٹھہرائی کہ انہ من ولد اسمعیل تو بموجب اس علت منصوصہ کے یہ لازم آیا کہ عرب جو اولاد
اسمعیل ع م ہین اونکا استرقاق اصلا جائز نہو فرمایئے جناب مجتہد دہر اسکا کیا جواب ہی اور اگرچہ یہ
مذہب الزاما آپکا نہو مگر لازما تو یہ مذہب آپ ہی کا قرار پاتا ہی بروقت ترجمہ حدیث کے اسکی کچھہ تقریر یاد نہ رہی
قال پس ان حدیثون اور اقوال علما سے ظاہر ہوا کہ قبل نزول آیت من و فدا کی قوم عرب کے لونڈی
و غلام بنانا رائج تھا پس بعد نزول اس آیت کے جو پیغمبر خدا صلعم نے سب کو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر
چھوڑ دیا تو اوسکا سبب یہ نتھا کہ وہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ اسی آیت کے حکم کی مطابق چھوڑا تھا
اقول سب مجتہد عصر کی غلطی ہی تمام بحث ختم کر چکے مگر ایک حدیث سے بھی یہ ثابت نہوا کہ کسی
قیدی کو اوسپر حالت کفر کے فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑا ہو گو البتہ اسارای بدر کو تو چھوڑا تھا

اونکے بعد کسیکو نہین چھوڑا چنانچہ بحث اسکی اوپر گذر گئی **قال** تمام کام جو رسول اللہ صلعم نے کیے اور تمام احکام جو رسول
مقبول نے صادر فرمائے سب کا منشا غلامون کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا **اقول**
ہم اسکا جواب مجتہد عصر کو شروع مین دے چکے ہین ضرورت اعادہ نہین **قال** یہانتک کہ غزوہ
طائف مین عام منادی کردی تھی کہ جو غلام نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہے **اقول** اسوقت ہم
مجتہد عصر کا امتحان لیتے ہین کہ آیا وہ اپنے عہد پر قائم ہین یا نہین اور اس معاملے مین بحوالہ کسی کتاب
معتبر کے لکھتے ہین یا بحوالہ اوس قسم کے کتاب کے جسکی سند اگر فریق ثانی لاتا ہے تو بڑی ہی طیش و
غضب سے فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض لغو اور نرے جوڑ ہے الخ اب دیکھیے سند مجتہد صاحب کی **قال**
مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ ثم نادی منادیہ علیہ الصلوۃ والسلام ای عبد نزل من الحصن
وخرج الینا فھو حر رسول اللہ صلعم کے منادی کرنے والے نے منادی کی کہ جو غلام قلعے مین سے
نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہے پس جبکہ غلامون کو ایسے عام منادی سے آزاد کرتا تھا وہ
آزادون کے غلام بنانے پر کبھی راضی نتھا **اقول** اسکا جواب ہم مجتہد عصر کو بالفاظ جناب
مخدوم و مکرم ایس آئی سید احمد خان سلمہ اللہ تعالی کے دیتے ہین کہ یہ بات محض نرے جوڑ اور
خلاف اصول اور محض نا معتبر ہے اگر ایسے لغویات پر مسائل اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہے
انتہے + الحمد للہ والمنۃ کہ اس باب مین بھی ہمنے مجتہد عصر کی غلط کاری اور ناواقفی اونکی علوم
عربیہ سے بخوبی ثابت کردی اور قبل شروع کرنے بحث اس باب مین ہمنے یہبی بخوبی ثابت کردیا ہے کہ
بعد فتح مکہ کے بھی سبایا کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اور مجتہد عصر سے اونکا دعوی اصلا ثابت نہوسکا
بلکہ من وفدا بھی اس قسم کا جسکو امام ابو حنیفہ رح ناجائز کہتے ہین اونسے مطلقا ثابت نہوا
اب آگے اس سے جو اونھون نے باب ہشتم مین کچھ ہاے وہو کی ہے وہ سب حرکت مذبوحی ہے مگر ہم اوپر لکھ چکے
ہین کہ ہم اس بحث مین اونکو خوب شاد کرینگے لہذا اس باب ہفتم مین بھی اونکے اجتہاد کی خبر
لیتے ہین **قال** باب ہفتم اون حدیثون اور روایتون کے بیان مین جنسے لونڈی غلام
بنانے کا عمل رسول خدا صلعم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہے تمام علماے اسلام کوئی حکم رسول خدا صلعم

کا نسبت جواز استغراق کے بیان نہین کرسکتے اور جب اوسکے بیان سے عاجز ہوتے ہین تو
کہتے ہین کہ فعل رسول اللہ صلعم ہمارے لیے حجت ہی اقول کہ اسنے دن علماے اسلام اسکے بیان سے عاجز ہوئے ہین آپکے سامنے
کس عالم نے عجز بیان کیا علمانے آیات واحادیث صحیحہ سے حکم استغراق وقتل کو ثابت کردیا ہی اور مزید ان فعل
رسول اللہ صلعم سے کہ جنکے افعال امور دینیہ مین بموجب وحی کے واسطے ہدایت کافہ انام کے
ہین اپنے مدعا کو اور آپکے دعوے کے بطلان کو باحسن الوجوہ بپایہ اثبات کو پہونچا دیا انیمہ
اگر آپ اپنی آنکھ حق کی طرف سے بند کرلین تو مجبوری ہی قال اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہین
اور فعل رسول خدا صلعم کو مثل آپکے قول کے سر اور آنکھون پر رکھتے ہین اقول شعر
ای آنکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ست ✽ طوطی الک زبان تو بادل موافق ست ✽
قال مگر فعل کی تفتیش اوسوقت توجہ ہوتے ہین کہ قول یا حکم موجود نہو اقول واہ کیا
خوب آپنے فعل کی تائید فرمائی اسیکا نام مماثلت ہی جسکے آپ مدعی تھے کہ فعل کو مثل قول کے
سر اور آنکھون پر رکھتے ہین اسکے عدم التفات اور عدم توجہی کا نام ہی سر آنکھونپر دھرنا جناب
آپ تو مجتہد مین آیا یہی کام ہی مجتہد کا کہ صرف قول یا حکم کو دیکھے اور فعل سے غفلت کرے کیا فعل
پیغمبر کے بر خلاف اقوال اور احکام کے ہوتے ہین کیا وے مقدس لوگ کہتے کچھ ہین کرتے
کچھ ہین فیا لیت شعری الذین کفروا اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہی کہ افعال انبیای کرام تمامتر
مطابق احکام کے ہین اگر ایسا نہو تو اونمین اور فساق مین کیا فرق رہے اور افعال انبیاے
کرام کے مفسر کلام اور احکام خدای تعالی کے سمجھتے ہین کہ جنسے آیات واحادیث مجملہ درجہ
اجمال سے نکلکر مفسر ہونے کے درجے کو پہونچ جاتے ہین پس کیا آپکا اجتہاد ہی کہ ایک بڑی
اصل سے آپ عمداً غفلت کر رہے ہین اور اوسکی طرف توجہ نہین فرماتے کیا وہ حدیث متفق
علیہ آپکی نظر نہین پڑی ما بال اقوام یتنزہون عن الشیء الذی اصنعہ فواللہ انی لاعلمہم
باللہ واشدہم لہ خشیۃ کیا حال ہی اون لوگون کا جو اپنے تئین منزہ کرتے ہین اوس چیز
سے جسکو مین کرتا ہون پس قسم ہی خدا کی کہ مین ہر آئینہ زیادہ تر جاننے والا ہون سب سے خدا کو

اور سب سے زیادہ خوف خدا کا کرتا ہون وہ آیت قرآن کی ابھی تک آپنے نہین سمجھی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ بیشک ہے تمکو پیروی نیک رسول خدا کی قال اور اس باب مین حکم قرآنی فاما منا بعد واما فداء موجود ہے جسمین کچھ شبہہ نہین اقول حکم مین تو کچھ شبہہ نہین مگر تو ندھی سمجھ کا کچھ علاج نہین اوس حکم کو بسبب ناواقفی کے زبان عربی سے آپ خود نہین سمجھ سکتے غلبۂ توہمات اور تقلید گمراہون کے سبب تفسیرین کے سمجھانے سے نفرت کرتے ہو گیا پیغمبر خدا صلعم کا عمل اس آیت کے برخلاف تھا پیغمبر صلعم کے افعال کو مفسر اس آیت کا سمجھنا چاہیے برخلاف اوسکے سمجھا چاہیے اور تشریح معنی آیت کی ہم بخوبی کر چکے ہین تقلید گمراہون سے اور پاس خاطر احباب سے دست بردار ہو کر اوسکو ملاحظہ کیجیے اور اگر کچھ شک رہ جاوے تو استفسار کیجیے قال جو کام رسول خدا صلعم نے کیے یا آپکے سامنے ہوئے اور اخیر زمانہ نبوی تک اوسکے مخالف کوئی حکم آیا نہ اوسکے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ شرعی کے بنیاد ہو سکتے ہین اقول ہزار الحمد للہ کہ الی الارشاد ہم شروع سے یہی منادی کر رہے ہین پر آپ بات زبان سے تو کہتے ہین مگر دل سے نہین مانتے اور نہ اوسپر عمل کرتے ہین قال اس معاملے مین جسمین ہم بحث کر رہے ہین ہمنے نص صریح قرآنی کو سند پکڑا ہے اقول اول تو دیکھنا لازم تھا کہ آیۂ مذکورہ وجوب من یا فدا مین نص ہے یا نہین اور اگر نص ہونا معلوم ہو تو اس امر کا لحاظ ضرور ہے کہ آیا یہ محکم ہے یا منسوخ سو ہم دونون شقون پر آپ سے اوپر بحث کر چکے ہین اور آپکے استدلال کو باطل ٹھہرا چکے ہین اور آپنے ایک حرف بھی اوس آیت کا اور دیگر آیات کا جو اس بحث سے متعلق ہین نہین سمجھا قال اور یہ ثابت کیا ہے کہ اوسکے بعد عمل رسول خدا صلعم ہمیشہ اوسی آیت کے مطابق رہا ہے اور کبھی اوسکے برخلاف نہین ہوا اقول بحث اسکی مفصل گذر چکی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس آیت کے بعد استرقاق اور قتل بفعل و فرمان پیغمبر صلعم کے ہوا قال تو ہمکو اوس حکم کے ماقبل کے فعل رسول اللہ صلعم کی تفتیش کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو وہ مسئلہ شرعی کی بنیاد اوسی حکم صریح پر

یا اوس فعل پر جو ما بعد اوسکے ہوا ہی قائم ہو گی **اقول** اس حکم کا زمانہ جو آپنے خود رائی سے
قائم کیا ہی محض غلط اور بے بنیاد ہی کچھ اصل اوسکی نہین جو کوئی دلیل آپ تے اوسپر پیش نہین کی
پس مجرد قول آپکا شرعیات مین کب معتبر ہو سکتا ہی دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور ہمنے اگرچہ
بالتعین تو نہین مگر دلیل قطعی سے نزول اوسکا پیش از واقعۂ بدر ثابت کر دیا ہی پھر اوسکے بعد
جو افعال و اقوال جناب رسالتمآب صلعم کے ہین اور جو آیات نازل ہوئی ہین ہمنے اونپر لکھد تے
ہین اور بعض اونمین سے آپکو بھی معلوم ہین بلکہ ہمنے تو غزوۂ اوطاس اور طائف جو بعد فتح
مکے کے ہی اور آپکے قول کے مطابق بھی بعد نزول آیت مذکورہ کے ہی وہان تک کے حالات سے
اور اوس روز کی اوتری ہوئی آیت اور اوس روز کے اقوال پیغمبر خدا صلعم سے آپ کی تکذیب کی ہی
اور قول پیغمبر صلعم سے جو درباب اہل فارس کے نقل کیا ہی ثابت کر دیا ہی کہ حکم استرقاق تا قیامت قائم
اور محکم ہی ذری آنکھین کھولکر دیکھیے **قال** لیکن باینہمہ ہم اون حدیثون اور روایتون کا
بھی ذکر کرینگے جنسے لونڈی و غلام بنانے کا فعل جناب رسول اللہ صلعم کی نسبت قبل
نزول آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کے منسوب کیا جاتا ہی **اقول** آپ یہان مدعی اسکے ہوئے
ہین کہ وہ فعل قبل از آیت من و فدا کے ہی اور جو کہ نزول آیت کا بروز فتح مکہ آپنے بیشتر کیا تھا
اوسکو ثابت نکر سکے لیس اب ہر واقعہ مین اثبات اسکا لازم ہی کہ یہ واقعہ قبل از نزول آیۂ متلوہ
ہی مگر عموماً ہم بیان لکھے دیتے ہین کہ آپ اثبات اس امر سے کہ یہ واقعہ قبل نزول آیۂ متلوہ کے ہی آپ
قاصر رہے ہین **قال** جو لطیف لطیف نکتے انمین ہین اونکو بھی بغیر بیان کیے نہین چھوڑینگے
اقول ماشاء اللہ کلمات قرآن کو تو سمجھتے ہی نہین احادیث کے ترجمے اکثر غلط فرماتے
ہین کلام عرب اور علم ادب سے کچھ بھی آگاہ نہین باینہمہ بحالات نکات اور لطائف کلام مقدس
کے ضرور بیان فرماوینگے البتہ فن تحریف اور تشنیع مین جو دستگاہ کامل ہو گئی ہی اونکو بیشک
بغیر بیان کیے نچھوڑینگے **قال** سب سے بڑا واقعہ (الی قولہ) غزوۂ بنی قریظہ ہی مگر غزوہ قبل فتح مکہ
کے ہی **اقول** مسلم ہی بیشک بڑا واقعہ ہی اور قبل از فتح مکہ ہی **قال** اور قبل نزول آیت

حریت واقع ہی اقول اتنی ہی جھوٹھ بات ہی اگر کچھ ثبوت رکھتے ہو تو بیان کرو قال
اور نکتہ باریک ہمین یہ ہی کہ جو کچھ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتھ کیا گیا وہ خدا کے حکم سببب سے
نہین کیا گیا تھا بلکہ موافق رسم و عادت عرب کے جو اوس زمانہ مین تھے سعد بن معاذ حکم قرار دیے گئے
تھے اور یہ ٹھہرا تھا کہ نسبت بنی قریظہ کے جو لڑائی مین قید نہین ہوئے تھے بلکہ خود انھون نے
اپنے تئین سپرد کر دیا تھا جو فیصلہ سعد بن معاذ کر دین اور جو حکم وہ دین وہ کیا جاوے پس جو کچھ
انکے ساتھ ہوا وہ حکم سعد بن معاذ کا تھا نہ حکم خدا کا اقول یہ بحث مفصل اوپر گذر چکی ہی
اور ہم اس بناوٹ کی تقریر کو بحذافیرہ باطل کر چکے ہین ضرورت اعادہ کی نہین مگر ہمارے قول کی
تصدیق در بیان اپنے باریک نکتہ کے دیکھ لیجیے کہ آپنے ایک الزام تو سعد بن معاذ صحابی
جلیل القدر پر عائد کیا کہ برخلاف حکم خدا ناحق ایک جماعت کا خون اپنی گردن پر لیا اور در باب
استرقاق و اہانت کے مرتکب جرم فخیم ہوئے دوسرا الزام آپنے پیغمبر صلعم پر عائد کیا کہ ایسے ظالم کے
فیصلے پر جو سراسر برخلاف حکم خدا تھا اور مبنی بر ظلم عظیم تھا عمل فرما کر ایک جماعت کو قتل کر دیا
اور ذریت کو لونڈی غلام بنا لیا اور اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا واہ کیا خوب نکتہ باریک بیان
کیا کہ بڑا موٹا الزام پیغمبر صلعم اور بڑے صحابی جلیل القدر پر دھر دیا اینٹ کے لیے مسجد ڈھا دی
قال روایات متعلق غزوہ بنی فزارہ صحیح مسلم مین یہ حدیث ہی (عن سلمۃ) قال غزونا
فزارۃ وعلینا ابوبکر رضی اللہ عنہ امرہ رسول اللہ صلعم علینا فلما کان بیننا وبین الماء
ساعۃ امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فعرسنا ثم شن الغارۃ فورد الماء فقتل من قتل
علیہ وسبا وانظر الی عنق من الناس فیہم الذراری فخشیت ان یسبقونی الی الجبل
فرمیت بسہم بینہم وبین الجبل فلما راوا السہم وقفوا فجئت بہم اسوقہم وفیہم امرأۃ
من بنی فزارۃ علیہا قشع من ادم قال القشع النطع معہا ابنۃ لہا من احسن العرب
فسقتہم حتی اتیت بہم ابابکر رض فنفلنی ابوبکر رض ابنتہا فقدمنا المدینۃ وما کشفت
لہا ثوبا فلقینی رسول اللہ صلعم فی السوق فقال یا سلمۃ ہب لی المرأۃ فقلت یا رسول اللہ صلعم

لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوبا ثم لقيني رسول الله صلعم من الغد في السوق فقال
يا سلمة هب لي المرأة لله ابوك فقلت هي لك يا رسول الله فوالله ما كشفت لها ثوبا فبعث
بها رسول الله صلعم الى اهل مكة ففدا بها ناسا من المسلمين (كانوا اسروا بمكة)
ہم بنی فزارہ سے لڑنے کو چلے اور رسول خدا صلعم نے ابو بکر رضہ کو ہمپر سردار کیا تھا پس جبکہ رہا ہمسے
اوسپانی سے تھوڑا سا فاصلہ حکم دیا ہمکو ابو بکر نے ٹھہر جانیکا پس ٹھہرے رہے ہم رات کو اور
پھر متفرق کیا چار طرف سے اور پانی پر آگئے پس جو مقابل ہوا اوسکو قتل کر ڈالا اور کچھ لوگون کو
قید کیا اور ایک جماعت مینے دیکھی کہ اسمین بچے اور عورتین تھین پس مجھکو اندیشہ ہوا کہ یہ بچکر پہاڑ
پر نہ چڑھ جاوین چنانچہ مینے ایک تیر پھینکا کہ وہ اونکے اور پہاڑ کے درمیان مین گرا جب
اونھون نے تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہوگئے اسی عرصے مین مینے اونکو جا لیا اور اونکو اسطرف پھیرا
اور اس جماعت مین ایک عورت قوم بنی فزارہ سے تھی اور وہ ایک چادر چمڑے کی اوڑھے
تھی اور اوسکے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت پس سبکو گھیر کر مین حضرت ابو بکر کے
پاس لے آیا حضرت ابو بکر رضہ نے اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اسکے بعد ہم سب مدینہ منورہ کو چلے
آئے اور مینے اوس لڑکی کا کپڑا تک نہین کھولا تھا (کپڑا نہ کھولنا اشارہ ہی جماع نکرنے
کی طرف) اتفاقاً مدینہ کے بازار مین مجھکو حضرت رسول خدا صلعم ملے اور ارشاد فرمایا کہ ای سلمہ تو وہ عورت
مجھکو بخشدے پس مینے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت تو مجھکو نہایت پیاری لگتی ہی حالانکہ مینے ابھی تک اوسکا کپڑا بھی
نہین کھولا پھر دوبارہ ملے مجھکو رسول خدا صلعم دوسرے دن بازار ہی مین اور پھر فرمایا کہ ای سلمہ
بخشدے تو مجھکو وہ عورت تب مینے جواب دیا کہ لے لیجئے آپ یا رسول اللہ و قسم ہی خدا کی کہ مینے
ابھی تک اوسکا کپڑا ابھی نہین کھولا پس آنحضرت نے اوسے لیکر مکہ کو بھیجا اور اہل مکہ سے
اوسکے عوض مین بہت سے مسلمانونکو جو کفار کے قید مین تھے چھوڑ دیا اقول اگرچہ ترجمہ حدیث
کا خوب صحیح نہین ہی مگر اصل مدعا مین سوا اسکے کہ نام قبیلہ مین غلطی کی ہی فزارہ بالزاء
المعجمہ ثم المہملہ کی جگہہ فزارہ بالمہملہ ثم المعجمہ لکھدیا ہی اور کچھ غلطی نہین ہی غرض کہ اس واقعے

یہ بات ثابت ہی کہ اس لڑائی مین اسراے کفار لونڈی غلام بنالئے گئے اور پیغمبر خدا صلعم کو بھی
اوسکی اطلاع ہوئی اور پیغمبر خدا صلعم نے بحکم فسخ استرقاق اور عدم جواز ملکیت کا صادر نفرمایا بلکہ اسلمہ
مالک کنیز مذکور سے سوال کیا کہ یہ کنیز مجکو ہبہ کردے پس اگر کہ دلیل کامل ہی اور ثبوت تمام
سلمہ کے نسبت کنیز مذکورہ کے مجتہد عصر اوسکا یہ عذر کرتے ہین **قال** اس حدیث سے
بھی بلاشبہہ مطلع ہونا رسول خدا صلعم کا اس بات سے کہ اساری بنی فزارہ لونڈی و غلام بنائے گئے
ثابت ہوتا ہی مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہی کہ یہ واقعہ فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا تھا اور
اسلیے ہمارے استنباط مین کچھ نقصان نہین ڈالتا **اقول** یہ تو آپکا ایک معمولی عذر غیر ثابت
ہی مگر بڑی قسمت ابوبکر صدیق رض کی کہ یہان آپکے طعن سے بچ گئے ورنہ کچھ بعید نتھا کہ اس فعل
کا الزام مانند سعد بن معاذ کے اونپر دھر دیتے اور پیغمبر خدا صلعم کو جائز رکھنے مین اس فعل کے
تابع اونکی مرضی اور رسم جاہلیت کا کر دیتے **شعر** قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود
ورنہ ہیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود **قال** روایات غزوہ بنی المصطلق **اقول** بعد پیش کرنے
عذر معمولی کے فرماتے ہین **قال** معتد انبیا و تفصیل اس غزوہ کے اساری کی ہمکو نہین ملی اور
جسقدر ملی ہی اوسکو ہم جویریہ کے حال کے ساتھ بیان کرینگے جو منجملہ سبایا غزوہ مذکور سے تقسیم ہوئی
ہوئے ہین **اقول** بہت ہی جلد مجتہد صاحب اس غزوہ کے اساری کی تفصیل بھول گئے ایک صفحہ
پہلے اس سے یعنی صفحہ ۸۰ پر خود حدیث بخاری کی ابن محیریز سے نقل کر چکے ہو یہان بھول گئے
ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابن محيريز قال رايت ابا سعيد رض فسالته فقال خرجنا مع رسول
الله صلعم في غزوة بني المصطلق فاصبنا سبيا من سبي العرب فاشتهينا النساء
فاشتدت علينا العزبة فاحببنا العزل فسالنا رسول الله صلعم قال ما عليكم الا
تفعلوا ما من نسمة كائنة الى يوم القيمة الا وهي كائنة ابوسعید خدری رض کہتے ہین
کہ ہم پیغمبر صلعم کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق میں گئے پس پایا ہمنے سبایا کو سبایا عرب سے پس خواہش
کی ہمنے عورتون کی پس دشوار ہوا ہمپر تجرد پس چاہا ہمنے عزل کو پھر پوچھا ہمنے رسول خدا صلعم

فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی تم پر کہ نہ کرو تم نہین ہی کوئی جان پیدا ہونیوالی قیامت کے دن تک مگر
وہ پیدا ہی ہووے گی دیکھیے لیجیے اس غزوہ مین بھی بہت عورتین لونڈیان بنائی گئین اور باطلاع
پیغمبر صلعم یہ معاملہ ہوا صحیح مسلم مین نافع سے روایت ہی قد اغار رسول اللہ صلعم علی بنی
المصطلق وهم غارون وانعامهم تسقى على الماء فقتل مقاتلهم وسبى سبيهم
واصاب يومئذ قال يحيى احسبه قال جويرية او البتة بنت الحارث قال وحدثني
الحديث عبد الله عمر وكان في ذلك الجيش حدثنا محمد بن مثنى قال حدثنا
ابن ابي عدي عن ابن عون بهذا الاسناد مثله وقال جويرية بنت الحارث ولم يشك
تحقیق تاخت کی رسول اللہ صلعم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے اور چوپائے اونکے پانی پلائے
جاتے تھے پانی پر پس قتل کیا لڑنے والونکو اور لونڈی غلام بنا لیا اونکے سبایا کو اور پایا اوس دن
جویریہ بنت الحارث کو (یحیی راوی یہان شک کرتے ہین کہ اونکے شیخ سلیم نے یا تو یہ گمان
جویریہ کہا یا بالیقین جویریہ بنت الحارث کہا) کہا نافع نے کہ یہ حدیث مجھسے بیان کی عبداللہ
بن عمر نے اور وہ تھے اس لشکر مین مسلم کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی
ہمسے ابن ابی عدی نے ابن عون سے اسناد مذکور حدیث سابق سے مانند اسی حدیث مذکورہ کے
کہا جویریہ بنت الحارث اور نہ شک کیا یعنی اس طریق مین وہ شک جو یحیی نے کیا تھا کہ سلیم نے
کیا لفظ کہی تھی نہین ہی بلکہ اس طریق مین جویریہ بنت الحارث بلا شک مروی ہی مین حیران
ہون کہ مجتہد اب اور کس تفصیل کے امیدوار ہین مگر یہ کہ مزاولت اور تتبع احادیث نبوی سے
محروم ہین قال الودوسی کے ساتھ اون تمام اختلافات روایات کو بھی جو اس معاملے مین
ہین اور نہایت تعجب انگیز ہین بیان کرینگے اقول ذرا سمجھ سوچ کے نام اختلاف اور تعجب کا
لیجیو ایسا نہو کہ پشیمانی اوٹھانی پڑے قال ذکر آنحضرت کے سراری کا ماریہ قبطیہ کے
بطور تحفہ آئی تھین اور نیز رسول خدا صلعم کے تصرف مین آئی تھین اور ان سے حضرت ابراہیم
کے پیدا ہونے مین کچھ شبہ نہین ہی مگر شبہ اس بات مین ہی کہ آنحضرت صلعم کا اونکو تصرف مین لانا

جواز استرقاق کی دلیل ہو سکتی ہے یا نہین اقول اسمین تو کچھ شک نہین کہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا محمول و غیر فسق اور فجور
اور ارتکاب امر نامشروع اور اتباع جاہلیت کے نہین ہو سکتا پس جس فعل پر آپ روز وفات تک قائم رہے اوسکے جواز مین تو
کسی طرح پر کوئی مسلمان کلام ہی نہین کر سکتا **قال** ہم کہتے ہین کہ نہین ہو سکتے اسلیے کہ
قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین تو حکم و علت و سبب طاری ہونے رقیت کا کسی جگہ مذکور
نہین ہے **اقول** حکم طاری ہونے رقیت کا تو قرآن و حدیث مین ایسا صاف موجود ہے کہ کوئی
اس سے انکار نہین کر سکتا اور جس جس صورت سے سبایا مملوک گردانی گئی وہ بھی بہت ظاہر آیات
اور احادیث مین مذکور ہے خود مجتہد عصر اوس سے اقرار کرتے چلے آتے ہین باقی رہا سبب رقیت
اسکا دریافت کرنا ہمارا اور آپ کا کام نہین یہ کام علماے مجتہدین کا ہے سو اونکے اقوال بھی ہمنے
مع وجوہ ثبوت کے اوپر لکھدیے ہین علت و سبب رقیت اور ملک یمان کی یہان کیا بحث
ہے یہان تو یہ بحث ہے کہ فعل پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا کے ہے یا نہین آپ کہتے ہین کہ نہین ہم کہتے ہین
کہ بیشک ہے جو کام پیغمبر صلعم نے کیا اور اونکے حضور صحابہ بھی وہ کرتے رہے اور کسیکو اوسکی ممانعت
نہ فرمائی گئی تو جواز اوس فعل کا بہر حال ثابت ہو گیا خواہ اوسکی علت یا سبب ہمکو معلوم ہووے
یا نہووے حدیث متفق علیہ مین آیا ہے عن عایشة صنع رسول الله صلعم شيئا فرخص فيه
فتنزه عنه قوم فبلغ ذلك رسول الله صلعم فخطب فحمد الله ثم قال ما بال اقوام
يتنزهون عن الشيء اصنعه فوالله اني لاعلمهم بالله واشدهم له خشية ف عایشہ رض سے
روایت ہے کہ کیا پیغمبر صلعم نے ایک کام پس اجازت دی اوسکی پھر اپنے تئین بچایا اوس کام
سے کچھ لوگون نے پھر پہونچی یہ بات پیغمبر صلعم تک تب پیغمبر صلعم نے خطبہ پڑھا خدا کی حمد کی پھر فرمایا
کہ کیا حال لوگون کا ہے کہ اپنے تئین بچاتے ہین اوس کام سے کہ جسکو مین کرتا ہون قسم ہے خدا کی کہ
مین ہی اونسب سے زیادہ جاننے والا ہون خدا کا نسبت اونکے اور زیادہ تر خائف ہون نسبت
اونکے قرآن مین موجود ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ البتہ ہے تمکو
نیک پیروی واسطے پیغمبر صلعم کی ہی پس ہمکو ایسے صریح معاملے مین علت و سبب ڈھونڈھنے

کی کیا ضرورت ہی ہان یہ بات مجتہدون پر واسطے تفریع احکام غیر منصوصہ کے واجب ہی سو انہون
نے سبب وعلت سب کا پتہ لگالیا ہی چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر گئی قال ہمکو قرآن مجید سے یہ بات
ثابت ہی کہ بعد شروع زمانہ اسلام بھی جب تک احکام ازدواج نازل نہین ہوئی تھی تمام ازدواج موافق
رسم عرب کے جو اوس زمانہ مین جاری تھی ہوتی تھی اقول ہمکو قرآن سے ثابت ہی کہ جسقدر امور عرب مین
جاری تھے سب کے سب ممنوع نتھے بہت سے اونمین حضرت ابراہیم و اسمعیل ع م کے عہد سے مشروع چلے آتے
تھے اور بعض امور غیر مشروع بھی باتباع رسم آبا کے جاری ہو رہے تھے سو جو امور کہ مبنی بر رسم جاہلیت
تھے ابتدا زمانہ اسلام سے اونکی اجازت نہین دی گئی اور نہ کبھی کوئی امر منجملہ اون امور کے اہل اسلام
مین رائج ہوا اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ جسقدر اقسام ناجائز نکاح کی تھین اور جو طریقہ
ناجائز استرقاق کی تھی وہ سب ابتدا بعثت سے ہی ممنوع تھی قال نہ اون رشتون مین جو بعد
کو حرام ہوئے کچھ خیال تھا نہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پائی اقول بعض رشتون کا بیشک شبہ پیدا
ہی سے خیال تھا مثلاً ممانعت تزوج زوجۂ پدر اسکا پہلے ہی سے خیال تھا کبھی کسی نے بعد ظہور اسلام کے
مسلمانون مین سے نہین کیا اور اگر کسی نے کیا تو اوسپر حکم قتل نافذ ہوا مگر بعض رشتون کا خیال
اس سبب سے نتھا کہ وہ اوائل مین مشروع تھے مثلاً جمع بین الاختین اسکی کچھ ممانعت شریعت ابراہیمی
مین نتھی پس جب تک وہ بات منسوخ نہوئی تب تک ہر آئینہ مشروع تھی اسکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ یہ بتبع
رسم جاہلیت عرب سے بلا اجازت شارع یا خلاف مرضی خدا کے جاری تھی تحدید ازدواج مین اوائل
اسلام مین نتھی بلکہ جہان تک عورتین کوئی نکاح مین لاسکتا مشروع تھین اور شرعاً گناہ نتھا یہ
بات نہین کہ بسبب رواج اور رسم جاہلیت کے گناہ نتھا بلکہ اجازت شرعی ہی تھی اور شرائع سابقہ مین
بھی کچھ تحدید ازدواج مین نہوئی تھی قال اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازدواج کے لیے
مقرر ہوئی جس سے حقیقۃً معدومیت تعدد ازدواج لازم آتی ہی اقول اگرچہ اسکا کچھ ثبوت
مجتہد کے پاس نہین ہی کہ عدل کا کچھ خیال نتھا مگر ہمنے فرض کیا کہ پیشتر عدل کا بھی خیال
نتھا اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ عدل فرض نتھا دیکھو کہ روزے رمضان کے فرض نتھے اس سبب سے

کسی کو اونکا خیال نتھا اس سے کچھ یہ لازم نہین آتا کہ اتباع رسم جاہلیت پیغمبر صلعم یا کوئی مسلمان
مرتکب کسی جرم قانون قدرت کا ہوگیا اور یہ امر اس قابل بھی نتھا کہ مجتہد عصر اوسکو بیان مین لاتے
مگر ظاہر ا بتقلید بعض گمراہون طاعنین اسلام کے مدعا صرف اشارہ بطرف عقیدۂ عدم جواز تعدد
نکاح کے ہی کہ جسکو خدا نے جائز رکھا ہی **نظم** حاشا الرقیب فخانتہ ضمائرہٗ وغیض الدمع
فانہلت بوادرہٗ وکاتم الحب یوم البین منہتک وصاحب الدمع لا یخفی سرائرہٗ
اگرچہ جی یہ چاہتا تھا کہ اس باب مین اسی جگہہ مجتہد عصر کو ایسا روکا جاوے کہ آیندہ تعدد نکاح کے
باب مین مانند غلامی کے اوسکے باب مین کوئی لکچر نہ تیار کرین مگر چونکہ خلط مبحث سے بچنا ضرور
تھا لہذا اسوقت اوس باب مین کچھہ بحث نہین کرتا منتظر چھپنے لکچر کا ہون اب تو بحث ما نحن فیہ کی
طرف رجوع کرتا ہون مجتہد صاحب نے یہ دعوی کیا کہ استرقاق کو جو پیغمبر خدا صلعم نے جائز رکھا اور
اوسی کی بنا پر ماریہ قبطیہ رض کو سریہ بنایا تو یہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا دلیل جواز استرقاق نہین
ہوسکتا اور بعد ازان ایک لفظ اسلیے لکھا تین چار جملے اوسکے بعد قلم فرمائے کہ جنکو ہمنے اوپر
نقل کیا ناظرین دیکھہ لین کہ ابھی تک کسی جملے سے یہ بات ثابت نہین ہوسکی کہ اتباع اور اقتدا
پیغمبر صلعم کی نسبت اس فعل کے جائز نہین اب ایک نئی طرز پر مجتہد صاحب چلے **قال** معلوم ہوتا ہی
کہ جناب رسول خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام خاص اس باب مین نتھی **اقول** عجب ناواقف مجتہد
سے کام پڑا ہی کہ اتنا بھی نہین سمجھتے کہ شارع عم کے کام نسبت نکاح و استرقاق و عتاق
وغیرہ شرائع کی عموما مطابق وحی کے تھے شاذ نادر ایسا ہوا ہی کہ کوئی فعل اجتہاد سے بعد
انتظار وحی کے کیا ہی مگر اوسکا بھی یہ حال ہی کہ اگر اجتہاد مین کچھہ ذرا بھی زلت لغزش ہوئی
ہی تو بہت ہی جلد وحی اوسکے تدارک مین نازل ہوئی ہی پس سراسر بے علمی مجتہد کی ہی کہ یہ کہتے
ہین کہ معلوم ہوتا ہی الی آخرہ مین حیران ہون کہ اس علم پر کیا دلیل ہی اور کس چیز سے اونکو یہ
معلوم ہوتا ہی اگر کہین کہ قرآن مین بتشریح کچھہ ذکر اسکا نہین اس سے معلوم ہوتا ہی تو جواب اوسکا
یہ ہی کہ وحی کے واسطے یہ ضرور نہین کہ قرآن ہی مین ہو و لا انی اوتیت القرآن و مثلہ معہ

الحدیث رواہ ابوداؤد وابن ماجہ آگاہ ہو کہ مین دیا گیا ہون قرآن اور مثل اوسکے ساتھہ
اوسکے قال اس لیے ازدواج اور نیز سراری کا تصرف موافق اوسی رسم عرب کے ہوا تھا جو
محض بے عیب اور بیگناہ تھا اقول بار کشکر خدا کا ہے کہ مجتہد صاحب اسکے تو قائل ہوئے کہ
تصرف سراری کا بے عیب اور بیگناہ تھا اب مین یہ کہتا ہون کہ اس اقرار سے مجتہد کے
سب دعاوی اور تمہیدات اونکی جڑ پیڑ سے ہلکر گر پڑے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ رسم وعادات
مشرکین عرب موجب بیگناہی اور بے عیبی کسی فعل کی ہو نہیں سکتین بلکہ حسن وقبح ہر شے کا علی
اختلاف القولین یا عقلی ہے یا شرعی ہے ان دونون سے خالی نہین پس اگر تصرف سراری جو ملزم
جواز رقیت ہے مستحسن عقلی ہے یعنی عقلاً اوسمین کچھہ عیب وگناہ نہین اور شارع ع م نے اوسپر
عمل فرمایا تو استحسان اوسکا عقلاً اور شرعاً دونون طور پر ثابت ہو گیا اور تمام
تمہیدات شروع رسالے مجتہد عصر اور تمہیدات دیگر جو یہان گھڑ رہے ہین باطل اور بے بنیاد
ہوگئین اور اگر بے عیبی اور بیگناہی امر شرعی ہے یعنی حکم شارع سے معلوم ہوتی ہے تو عین مدعا
ہمارا ہے پس ظاہر ہوا کہ اتخاذ سراری اور ثبوت رقیت جو بحکم شارع کے ہے اور رسم ورواج
عرب کو جو مجتہد عصر بار بار زبان پر لاتے ہین محض لغو اور فضول بات ہے کہ ثبوت بے عیبی اور
بیگناہی مین اوسکو کچھہ دخل نہین بہرحال بعون اللہ تعالی خود مجتہد صاحب کے اقرار سے
مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا والحمد للہ علی ذلک فالحق یعلو ولا یعلی قال بعد اسکے
رسول خدا صلعم کی نسبت درباب ازدواج احکام صادر ہوئے اقول صادر ہونا احکام کا
بذریعہ وحی قرآنی کے مستلزم اسکا نہین ہے کہ اوس سے پیشتر مطلقاً کوئی حکم نہو بہت احکام
ہین کہ بذریعہ ایسی وحی کے جو داخل قرآن نہین ہے نافذ ہوئے ہین پس جو احکام کہ نسبت
ازدواج پیغمبر صلعم کے قرآن مین نافذ ہوئے ہین ان احکام سے یہ گمان کرنا کہ ابتدا انہی احکام
صادر ہوئے ہین پیشتر انسے کوئی حکم شرعی نسبت نکاح پیغمبر صلعم نہ تھا سراسر خطا اور جہل ہے اور
جن احکام کو مجتہد ابتدائی ظاہر کرتے ہین اونسے پیشتر تو نسبت تزویج زینب بنت جحش کے

قرآن مین ہی حکم موجود ہی لیکن اول غفلت مجتہد عصر کی ہی کہ اوس حکم کو ابتدائی سمجھے ہوے ہین
قال اور وہ حکم یہ ہی کہ جسقدر ازواج وسراری تمھارے تصرف مین آچکے اونکو تو ہم حلال
رکھتے ہین مگر اب کوئی عورت مت کرو اقول جناب آپ کیسے مجتہد ہین آپکو اسقدر بھی
علم نہین کہ وہ آیت جسکا آپنے یہ ترجمہ کیا اس باب مین سب سے پہلے نازل ہوئی ہی یا اس سے
پہلے اور کوئی آیت بھی اوتر چکی ہی ذری آنکھ کھولو اس آیت سے پہلے ایک اور آیت قرآن
مین لکھی ہوئی موجود ہی اور غالب ہی کہ آپ بھی اوس آیت کو نزولا اس آیت سے متقدم
تسلیم کرینگے پھر آپ پر واجب تھا کہ پہلے اوسکو بیان فرمایا ہوتا بعد اوسکے اس آیت کا تذکرہ کیا
ہوتا اور علاوہ برآن اس آیت کے ترجمے مین آپ دیدہ ودانستہ تحریف کو کام مین لائے ہین
کہ الا ما ملکت یمینک کا ترجمہ بالکل اوڑا گئے ایسے ایسے ہی وجوہ سے حقیقت آپ کی جو مخفی
تھی کھل گئی ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ نہین حلال ہین تجھکو عورتین بعد انکے اور نہ یہ کہ تبدیل کرے
تو انکے بدلے اور بیبیان اگرچہ پسند آوے تجھکو حسن اونکا مگر وہ کہ جنکے مالک ہووین ہاتھ
تیرے یعنی حکم نفی حل نسا سے مملوکات مستثنے ہین وہ حکم صرف نسبت ازواج ہی کی ہی
قال پس اس حکم سے صاف پایا جاتا ہی کہ وہ اتعات سابق نسبتہ جب رسم مروجہ عرب ہوگئے تھے
اقول یہ خوب اجتہاد ہی کہ تین چار باتین از قسم آئین بائین شائین لکھکر یہ لکھدیا کہ اس سے
پایا جاتا ہی الخ وہ کون سی دلیل ہی جس سے یہ بات پائی جاتی ہی آیا صرف قرآن مین موجود
نہونا کسی حکم کا دلیل اسکی ہی اگر صرف یہی دلیل ہی تو یہ دلیل مثبت مدعا نہین چنانچہ
بیان اوسکا اوپر گذر گیا اور اگر کوئی اور دلیل ہی تو اوسکو کس دن کے لیے دل مین سمجھ
چھوڑا ہی اوسکو بیان کیجیے قال چنانچہ وہ آیتین جنپر ہمنے استدلال کیا یہ ہین
اقول استدلال کیسی عجوبی پر ہوتا ہی اور ظاہرا دعوی آپکا یہ ہی کہ تصرف سراری پیغمبر خدا
صلعم مین حکم شرعی وربانی حکم خدا کے صرف بموجب رسم عرب کے کہ رسم جاہلیت تھی تھا قطع نظر اوسکے امر
کے وہ آیات جو آپ لکھتے ہین اونمین سے ایک کلمہ بھی اس مدعا پر دلالت نہین کرتا چنانچہ

بیان اوسکا آگے استدلال کے ضمن مین کیا جاتا ہی **قال** اللہ تعالی سورہ احزاب مین
فرماتا ہی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا
مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ ای نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے تیری جورون
جنکا مہر تو دیچکا ہی اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین وہ بیبیان جنکو اللہ نے تجکو دیا ہی
اقول قطع نظر اور غلطیون ترجمے کے جنکا ذکر بحث کلمۂ ما ملکت مین ہم کر چکے ہین اس
جگہہ ہم صرف یہ کہتے ہین کہ اس آیت سے کسطرح پر ثابت ہوا کہ تصرف پیغمبر صلعم کا سراری پر بموجب
رسم جاہلیت کے تھا آیا کوئی کلمہ اس آیت مین اس مدعا پر دلالت کرتا ہی ہرگز نہین ہرگز نہین دیکھو
یہان ازواجک معطوف علیہ ہی اور ما ملکت معطوف ہے اور اصل وضع عطف کی درحالت نہونے کسی قرینہ
مخالف کے مقتضی تغایر کی ہی درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے پس ظاہر ہوا کہ دو صنف
حلال تھین ایک ازواج دوسری مملوکات اور جسطرح پر ازواج صیغۂ جمع عام ہی اسیطرح پر کلمۂ ما
بھی عام ہی صرف مِن جو ما پر داخل ہی ہم اوسکو بیانیہ کہتے ہین مجتہد دہر اوسکو تبعیضیہ کہتے
ہین ہمنے و تخصیص کا قول فرض کر لیا اونکے قول پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ مملوکات پیغمبر صلعم
کی متعدد تھین جسمین سے بعض فی تھین غرضکہ ہرطرح پر مدعا ہمارا حاصل ہی اور خوب ثابت ہی کہ خود
پیغمبر صلعم کے پاس بھی مملوکات متعدد تھین خواہ سراری ہین سے ہون یا نہون کیونکہ ہمکو سراری
سے کچھ بحث نہین صرف ثبوت مملوکات سے بحث ہی عام اس سے کہ وہ سراری ہون یا نہون
اور چونکہ خود اسی آیت مین حکم قرآنی درباب جواز سراری کے نافذ ہی پس یہ دعوی کہ تسری
پیغمبر صلعم کے بموجب رسم جاہلیت کے تھی صاف صریح جھوٹھا ہو گیا کہ اس سے حلال ہونا
مملوکات کا بموجب حکم تشریعی خدای تعالی کے بنص صریح ثابت ہی **قال** اور یہ بی بی
جنکی نسبت خدا نے فرمایا وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ صرف حضرت ماریہ
قبطیہ ہین **اقول** اگر مراد بی بی سے زوجہ ہی تو غلط صریح ہی اور اگر بحسب محاورہ لفظ
بی بی تعظیما ہی تو تخصیص ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مین کلام ہی کیونکہ تخصیص پر کوئی دلیل نہین

شاید کوئی اور بھی ہو **قال** اللہ تعالی نے اسی سورۃ مین پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو حکم دیا
لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ
اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ ؕ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروؤن کے بدلے
اور جوروین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو **اقول** یہان بھی ترجمے مین مجتہد صاحب
باتباع ہوائے نفسانی تحریف سے باز نہ آئے کہ ترجمہ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ کا یکقلم اوڑا گئے
پس ترجمہ صحیح یہ ہی کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد انکے اور نہ یہ کہ انسے بدلے اور زوجات
اگرچہ پسند آوے تجکو حسن اونکا مگر جنکے مالک ہوئے ہین ہاتھ تیرے اس آیت کی تفسیر ہم بحث
با ملکت یمینک مین بہت اچھی طرح لکھ چکے ہین ضرورت تکرار کی نہین دیکھ لو اس سے بھی دعوے
مجتہد کا کہ سریہ بنانا صرف بموجب رسم و رواج جاہلیت عرب کے تھا ثابت نہین ہوتا کوئی کلمہ
اس آیت مین ایسا نہین کہ ثبوت دعوے مجتہد پر دلالت کرتا ہو بلکہ ہمارا مدعا ثابت ہی کہ باوجودیکہ
احکام ازواج مین کچھ ترمیم ہوئی اور وہ اختیارات جو آیت اولے سے حاصل تھی باقی نرہے مگر ما
ملکت یمینک مین کچھ ترمیم نہین ہوئی بلکہ مملوکات حکم نفی حل سے اس آیت مین مستثنے رہین
قال اس آیت مین جو لفظ النساء کا تھا جسکے معنی عورتون کے ہین ایسا عام تھا جس سے مَا مَلَکَتْ
یَمِیْنُکَ سے بھی حکم امتناعی تعلق ہوتا تھا اسلیے خدا تعالی نے اوسکو مستثنی فرمایا **اقول** مسلم ہی
ہم بھی کہتے ہین کہ حکم نفی حل سے مملوکات مستثنی ہین یعنی یہ حکم کہ آیندہ تمکو عورتین حلال
نہین مخصوص ساتھ منکوحات کے ہی اور مملوکات اس سے مستثنے ہین یعنی نکاح آیندہ کی ممانعت
ہی اور واسطے تصرف آیندہ کے نسبت مملوکات کے ممانعت نہین **قال** اور وہ جو مستثنے ہوئین
صرف حضرت ماریہ قبطیہ تھین **اقول** تخصیص ماریہ قبطیہ رض کی جو مجتہد نے ظاہر فرمائی ہی اسپر کیا
قرینہ ہی لفظ ما عام ہی پس اوسکو مخصوص فرد واحد کے ساتھ کرنا تمامتر بیجا ہی اور اگر تقدیر مضاف
الیہ بعد کے (التسع) جیسا کہ ہمنے اوپر کی ہی نہ کیجاوے بلکہ اور کچھ تقدیر کیجاوے تو ماریہ بسبب
قید بعد کے حکم نفی حل سے بلا شبہہ محفوظ تھین پھر استثنا ماریہ رض کا باوجود محفوظ ہونیکے کیا معنی

بجز اسکے کہ محفوظی سے مستثنے ہون اور یہ بات بالبدیہہ باطل ہی کیونکہ وہ آخر عمر پیغمبر صلعم
تک اونکی سریہ رہین اور حالال رہن محفوظ ہونے سے کسی طرح جبر مستثنی نہین ہو سکتین اس مصداق
استثنا ماریہ رضہ نہین ہو سکتین بلکہ یہ عام اجازت واسطے آیندہ کے ہی کہ تصرف سراری حکم نفی
حل آیندہ سے مستثنے ہی **قال** آپ کہ ان آیتون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ واقعات موافق رسم
زمانہ عرب ہوئے تھے اور بعد وقوع بالتخصیص جائز رکھے گئے تھے اسلیے آیندہ کے استغراق کی دلیل
نہین ہو سکتی **اقول** جناب بالتخصیص جائز رہنے کے کیا معنی کوئی دلیل تخصیص بیان کیجیے
ورنہ ایسے لغویات تو قابل التفات کے بھی نہین ہم ہر فقرہ پر مجتہد صاحب کے تعرض کرتے چلے آتے
ہین کہ اس سے یہ دعوی ثابت نہین ہوتا اور اب پھر کہتے ہین کہ آیات مذکورہ کے کون سے لفظ سے
یہ دعوی مجتہد صاحب کا ثابت ہوتا ہی اہل انصاف دیکھ لین کہ آیات مین ایک کلمہ بھی ایسا
نہین کہ جس سے اس دعوی مجتہد صاحب کا ثبوت متوہم بھی ہوتا ہو چہ جای آنکہ ثابت ہو بس
مین حیران ہون کہ مجتہد صاحب کیا خیال پلاؤ پکا رہے ہین غور کرو کہ جب آخر عمر پیغمبر صلعم
تک ماریہ قبطیہ اونکی سریہ رہین اور کوئی حکم ممانعت سریہ بنانے کا نافذ نہوا بلکہ آیت اخیرہ مین جناب
اجازت عموماً واسطے آیندہ کے بھی دیگئی اور ایک ناپاک کلمہ رسم و رواج جاہلیت
کا جو زبان پر مجتہد عصر کے بھی کسی طرح جبر ثابت نہین پس جمیع امت کو جواز اقتدا اس امر جائز مین کیا
کلام رہا اور اگر فرض کیا جاوے کہ اس باب مین معاذ اللہ جیسا کہ مجتہد کا قول ہی پیغمبر صلعم تمام عمر تابع رسم
جاہلیت رہے تو وہ رسم جاہلیت بھی جسکے تابع پیغمبر صلعم رہے ہمارے حق مین سنت ہی اور وہ رسم
ہزاران درجہ رسوم علم سے بہتر ہی **ابیات** آن گل حسرت تو خونش مخوان پست
از غفلت مجنونش مخوان ¤ خون شہیدان را ز آب اولی ترست ¤ این خطا از صد
صواب اولی ترست ¤ **قال** خصوصاً جبکہ مغلبہ و استیلا جو نذر و ہدیے مین بھی متحقق ہوتا ہی
باعث رقیت نہین رہا **اقول** آپ کچھ سمجھے بھی ہین یا بقول آنکہ **شعر** حرف درویشان
بدزدد مرد دون ¤ تا بخواند بر سلیمی صد فسون ¤ وہ لفظ فقہا کے دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے

اونپر حرف گیری کرنے لگے **شعر** نطق الطیران خاقانی صد بہست ٭ منطق الطیر سلیمانی بجا ست ٭ یہ کون کہتا ہی کہ استیلا سبب رقیت ہی یہ بات آپنے کسکے کلام مین دیکھی کہین نشان تو دیجیے یا یہ کہ اپنے جی سے ایک بات گڑھتے ہین جب آپکو رقیت اور ملکیت مین تمیز نہین پھر آپ کیا خاک اجتہاد کر سکتے ہین ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ سبب رقیت کفر ہی یعنی جب بسبب کفر کے سبب حریت اختیاریہ کھو دیا اور نفس بہیمی غالب آگیا تو خصائل نفس بہیمی سے سوا کے نجملہ اونکے ایک خاصیت قابل اتملاک بھی ہی اور کچھہ باقی نرہا اور عصمت حریت زائل ہوگئی پس مانند اور بہائم وحشیہ کے ہر قابل ہو گیا کہ جو کوئی اوسپر غالب آکر پکڑ لے وہ اوسیکا مملوک ہی پس سبب رقیت کفر ہی اور سبب ملکیت استیلا ہی دیکھو لوکہ بہائم وحشیہ اور طیور اور جانوران آبی و دریائی اگرچہ قابل اتملاک ہین مگر جب تک کہ کوئی اونکو پکڑ نہ لے تب تک کسیکی مملوک نہین جب کسینے اونکو پکڑ لیا تو وہ اوسکے مملوک ہو گئے اور یہ ایسی جہل بحکم ہی کہ اسی پر غلامی مبنی ہی اور شارع نے اوسکو جائز رکھا ہی چنانچہ ہم اس باب مین شروع رسالے مین کلام مفصل لکھہ چکے ہین یہ وہ مستحکم بات ہی کہ اسکے بابت ہم کہہ سکتے ہین مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا برخلاف آپکے اصل رسم و رواج جاہلیت کے کہ موجب تشنیع جمیع انبیا عم اور اصحاب و عترت اہل بیت ہی اور کہ نیہ مصداق مَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیْثَۃِ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَھَا مِنْ قَرَارٍ ہی اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ نذر و ہدیہ مین بھی استیلا تحقق ہوتا ہی غلط محض ہی نذر و ہدیہ سبب نقل ملکیت ہی مانند بیع کے بڑا تعجب ہی کہ کچھہ پیشتر خود آپنے بحر الرائق کی عبارت نقل بھی کی مگر پھر بھی اقسام تملک جو اوسنے لکھے ہین اب تک اوسکو نہ سمجھے بحر الرائق کو پھر ملاحظہ کیجیے الغرض جب یہ امر ثابت ہی کہ حضرت ماریہ قبطیہ رض بطور سریہ کے آخر عمر تک پیغمبر صلعم کے تصرف مین رہین اب مجتہد صاحب کوئی دلیل اسپر کہ آیندہ کے لیے سریہ بنانا ممنوع کیا گیا لائین یا یہ کہ تسری بجملہ خصائص پیغمبر صلعم کے ہی بھی ثابت نکر سکے

پس اب ہمکو اس باب مین زیادہ بحث نسبت دیگر سراری کی ضرور نہین کیونکہ حکم جواز جیسا اوس سے ثابت ہوسکتا ہی ایک سے بھی ویسا ہی ثابت ہوسکتا ہی پھر کیا ضرور ہی کہ بحث کو طول دیا جاوے جو مدعا تھا وہ ثابت ہوگیا واللہ یحق الحق ولو کرہ المبطلون اب ہم یہان ایک اور بات بھی لکھتے ہین کہ جس سے حجت متین مجتہد عصر کی قطع ہوتی ہی یعنی سورہ معارج بالاتفاق مکیہ ہی یعنی قبل از ہجرت نازل ہوئی ہی اور حضرت ماریہ قبطیہ رض کو مقوقس نے بعد از ہجرت کے سنہ ہجری مین بطور ہدیہ کے پیغمبر صلعم کے پاس بھیجا تھا اور اونکو پیغمبر صلعم نے بطور تسری کے اپنے تصرف مین رکھا تو سورہ معارج مین جبکہ پیشتر اس واقعے کے نازل ہوئی ہی اور اوسمین یہ حکم ہی وَالَّذِینَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُومِینَ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَاءَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ هُمُ الْعَادُونَ یعنی وہ لوگ جو اپنے شرمگاہون کی حفاظت کرنے والے ہین مگر اوپر ازواج اپنی کے یا اوپر اونکے جنکے وہ مالک ہوئے ہین تو وہ لوگ غیر ملامت کردہ شدہ ہین پھر جسنے سوا اسکے قصد کیا وہ ہی ہین زیادتی کرنے والی تو اس حکم کی رو سے بموجب مجتہد کے تفسیر کے تو پیغمبر صلعم بسبب تصرف جناب ماریہ قبطیہ رض کے غیر ملومین سے خارج ہوکر داخل عادون ہوگئی کیونکہ مجتہد نے ملکت ایمانہم کے یہ معنی لکھے ہین کہ مالک ہو چکے ہین حال آنکہ نزول آیت تک پیغمبر خدا صلعم مالک اونکے نہین ہو چکے تھے بلکہ زمان استقبال مین بعد نزول آیت سے بہت عرصے کے بعد مالک ہوئے تھے اسکا جواب بھی عنایت کیجیے **قال** ذکر آنحضرت کی بعض ازواج مطہرات کا **اقول** یہ وہ باب ہی کہ جسمین مجتہد عصر نے اختلافات روایات اور حکایات تعجب انگیز کے اظہار کا دعوی پیشتر کیا تھا اور ہمنے وہین اونکو روکا تھا کہ ذرا ہی سنبھل کر اختلافات اور تعجب کا نام لیجیو یہ باب لائق دیکھنے کے ہی کہ اسمین سب سے زیادہ حال بددیانتی اور تحریف اور بے علمی مجتہد صاحب کا کھلتا ہی **قال** حضرت جویریہ بنت الحارث رض آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات مین سے ہین اونکا بھی کچھ ذکر اس مقام پر لکھنا ضرور ہی اونکی ازدواج کی نسبت اسقدر مختلف روایتین ہین کہ اونکو دیکھکر

تعجب معلوم ہوتا ہی **اقول** خیر ہی جناب مجتہد صاحب کیسا تعجب معلوم ہوتا ہی ایسا تعجب تو
نہین جیسا کہ ایک کریہ منظر شخص نے آئینہ مین اپنا مونہہ بھونڈا دیکھکر تعجب سے
آئینہ کو بدشکل سمجھکر پھینک دیا تھا مجکو تو کچھہ ایسا ہی حال نظر آتا ہی چنانچہ جو کچھہ
معاملہ ہی سامنے آیا جاتا ہی مخفی نرہے کہ جناب فضیلت مآب مجتہد عصر فرید دہر کا دستور
یہ ہی کہ جب الزام دیتے ہیں مسلمانون کے کمر ہمت باندھتے ہین تو ایسی ایسی کتابون کے
حوالے سے الزام دیتے ہین کہ اصلا اہل اسلام کے نزدیک کچھہ بھی قابل اعتبار کے
نہین کبھی کسی مجتہد وفقیہ سنے اونپر اعتماد نہین کیا بلکہ علی العموم سب علما اونکو محض نامعتمد
ٹھہراتے چلے آئے ہین پس جو کچھہ بحوالہ اون کتابون کے مجتہد صاحب رقم فرماوینگے
تو اونپر ہم کچھہ بھی التفات نکرینگے اور اونکی بنا پر جو کچھہ مجتہد صاحب لکھینگے اوسکو انکو
محض سمجھکر اوس سے کچھہ تعرض بھی نکرینگے مگر ہان صحاح مین جو اختلاف نکالین گے
تو اوسکے جوابدہی مسلمانون کے ذمے ہی **قال** صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم
ہوتا ہی کہ حضرت جویریہ قبل ہجرت مکہ مین حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس تھین اور کافر
جو نماز پڑھنے مین آنحضرت صلعم کو ستاتے تھے اوسمین آنحضرت کی مدد کرتی تھین
جس سے اونکے اسلام پر استدلال ہوسکتا ہی **اقول** خدا سے ڈرو کیا مونہہ لیکر یہ بات کہتے
الا یوجد لیس فیہ حیاء تم کیسے مجتہد دیانت دار ہو تمنے تو غضب ہی کیا ہی کونسا صاحب
ایمان ہوگا کہ بعد دریافت کرنے اس تحریف وبددیانتی سے کے تمھاری بات پر اعتماد کریگا
شرح اس خیانت اور تحریف کی ضمن نقل حدیث مین کیجاوے گی اور ہمنے دو حدیثین صحیح مسلم
اور ایک بخاری کی اوسیہ باب بیان غزوہ بنی المصطلق مین نقل کی ہین اونسے بخوبی ثابت
ہی کہ جویریہ بنت الحارث غزوہ بنی المصطلق مین پکڑی آئی تھین **قال** پھر اوسی صحیح مسلم
کی دوسری حدیث مین ہی کہ اونکو بنی المصطلق کے غزوے مین جناب رسول خدا
صلعم نے بطور لونڈی کے قید ہی کیا **اقول** بیشک یہ روایت موجود ہی صحیح مسلم

مین شرح کتاب الجہاد مین **قال** پھر ایک روایت مین آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فدیہ لیکر
اونکو چھوڑ دیا پھر وہ مسلمان ہوگئین اور رسول خدا صلعم نے اونسے نکاح کیا **اقول** یہ
کسی روایت صحیح مین نہین ہے **قال** ایک روایت مین ہے کہ ثابت بن قیس کے قید مین
پڑین اور اونھون نے لونڈی بنایا پھر رسول خدا صلعم نے اونکو ثابت سے مول لیا
پھر آزاد کیا پھر نکاح کیا **اقول** یہ بھی کسی صحیح روایت مین نہین **قال** ایک روایت مین ہے
کہ ثابت نے اونکو مکاتب کیا وہ رسول خدا صلعم کے پاس گئین اور مدد چاہی آنحضرت صلعم نے
بدل کتابت کو ادا کردیا اور نکاح کرلیا **اقول** البتہ یہ روایت ابوداؤد مین ہے کہ غزوہ
بنی المصطلق مین وہ پکڑی آئین اور قسمت غنائم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس رض
کے حصے مین آئین اور اونھون نے اونکو مکاتب کردیا پھر وہ پیغمبر صلعم کے پاس آئین اور سوال
بدل کتابت کا کیا حضرت صلعم نے بدل کتابت دیکر اونکو آزاد کرا دیا اور پھر اونکے ساتھ نکاح کرلیا چنانچہ الفاظ حدیث کے
یہ ہین قالت انا جویریۃ بنت الحارث وانما کان من امری ما لا یخفی علیک وانی
وقعت فی سہم ثابت بن قیس بن شماس وانی کاتبت علی نفسی فجئت اسألک
فی کتابتی فقال ہل لک الی ما ہو خیر منہ قالت وما ہو یا رسول اللہ قال اؤدی
عنک کتابتک واتزوجک قالت قد فعلت الحدیث اور اس حدیث اور حدیث
مسلم مین کچھ تعارض نہین ہے اوس حدیث مین جو یہ الفاظ ہین اصاب یومئذ جویریۃ اوس سے
یہ ثابت نہین ہوتا کہ پیغمبر خدا صلعم کے خمس مین وہ آئی ہون یا حضرت صلعم کے سہم
صفی مین آئی ہون اوسکے معنی یہ ہین کہ پایا اوس روز جویریہ کو سو اسمین کچھ شک نہین
کہ وہ اوس روز پائی گئی تھین نسبت پانے قیدیون کے اور قتل کرنے محاربین کے
اکثر بطرف امیر کے ہی کی جاتی ہے چنانچہ اسی حدیث مین ہے قتل مقاتلہم وسبی سبیہم
یعنی قتل کیا اونکے لڑنے والون کو اور لونڈی غلام بنایا اونکے سبایا کو حالانکہ قتل
اونکا اور لونڈی غلام بنانا اونکے سبایا کا خود نفس نفیس پیغمبر صلعم کے ہی ہاتھ سے

واقع نہین ہوا تھا ایسے ہی لفظ اصحاب کا بھی ہے **قال** چنانچہ یہ سب پریشان روایتین
اس مقام پر لکھی جاتی ہین **اقول** شعر چونکہ برگردی وبگردد سرت ٭ عالمی گردنده
آید در سرت ٭ جناب مجتہد صاحب کیا خوب پریشان دیکھ رہے ہو آپکی پریشانی آپکے
مقلدونکی جمعیت پر ابھی کھل جاتی ہے مگر سیرت ہشامی اور مواہب لدنیہ اور استیعاب کو بستہ
مین بند کرکے سیڑھی پر رکھ لیجیے اوسکو مقابلہ مسلمانونکے سند نہ لائیے ہم اوسکو درباب
استنباط مسائل فقہیہ کچھ سند نہین کرتے ہمارے ہان چار اصول ہین کتاب الله سنت
رسول الله جو بسند معتبر ثابت ہو اجماع امت قیاس مجتہدین ان چار اصول سے ہم پر حجت
لائیے کتب سیر وتواریخ کی روایات کا ہم کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم آپکے اقوال سے
جو مبنی اوپر روایات غیر ثابتہ کتب سیر وتواریخ کے ہین اصلا کچھ تعرض نکرینگے اور اونکو محض
مہمل اور غیر قابل التفات سمجھینگے **قال** صحیح مسلم مین ابن مسعود رضہ سے یہ حدیث ہے عن ابن
مسعود قال بينما رسول الله صلے الله عليه وسلم يصلے عند البيت وابو جهل و
اصحاب له جلوس وقد نحرت جزور بالامس فقال ابو جهل ايكم يقوم الى سلا
جزور بني فلان فياخذه فيضعه في كتفي محمد اذا سجد فانبعث اشقى القوم
فاخذه فلما سجد النبي صلعم وضعه بين كتفيه قال فاستضحكوا وجعل بعضهم
يميل الى بعض وانا قائم انظر لو كانت لي منعة طرحته عن ظهر رسول الله صلعم
والنبي صلعم ساجد ما يرفع راسه حتى انطلق انسان فاخبر فاطمة فجاءت وهي
جويرية فطرحته عنه ایک دفعہ رسول خدا نزدیک خانہ کعبہ کے نماز پڑھتے تھے
اور ابوجہل اپنے یارون مین بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور وہان اونٹ ذبح ہوئے تھے کہ
ابوجہل نے اپنے یارون سے کہا کہ بھلا کون ایسا شخص ہے جو اوٹھکر اونٹ کی اوجھڑی وغیرہ
آنحضرت کے دونون شانون کے درمیان مین رکھ دے جبکہ آنحضرت سجدے مین
جاوین پس ایک بڑا شقی اوٹھا اور جب آنحضرت سجدے مین گئے تو اوسنے وہ اوجھڑی

آپکے دونون شانون کے درمیان نجاست رکھدی اور یہ سب کے سب ہنسنے اور ایک دوسرے
کو اشارہ کرنے لگا اور عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہین کہ مین کھڑا ہوا دیکھتا تھا اگر مجکو
مجال ہوتی تو مین اوسکو پھینک دیتا پس آنحضرت سجدے مین ٹھہرے رہے آپ نے
سر نہ اوٹھایا یہان تک کہ ایک شخص نے حضرت فاطمہ رض کو خبر دی جب حضرت فاطمہ اور جویریہ
نے اوسکو پھینکا **اقول** اگرچہ ترجمہ بہت الفاظ کا غلط ہی مگر چونکہ وہ لفظ مدار بحث نہین
ہم اونسے تعرض نہین کرتے مدعا مجتہد عصر کا یہ ہی کہ جویریہ رض مکے مین مسلمان تھین
پس جو اونکا پکڑا جانا غزوہ بنی المصطلق مین اور حصے ثابت بن قیس کے مین آنا اور
روایات مین ہی یہ اختلاف صریح تعجب انگیز ہی اور اس حدیث کو اس مدعا پر سند لائے
ہین کہ اس سے ثابت ہی کہ جویریہ بھی حضرت فاطمہ رض کے ساتھ گئین اور اونھون نے
اور حضرت فاطمہ رض نے وہ اونٹنی کے بچہ دان کی جھلی جو کافرون نے حضرت صلعم کے
شانون پر رکھدی تھی اوتار کر پھینکی اور یا ین الفاظ حدیث کے نقل کی ہی
(فجاءت ہی وجویریۃ فطرحتہ) اب دیکھنا چاہیے کہ درحقیقت یہ الفاظ صحیح مسلم
مین ہین یا مجتہد صاحب نے ازراہ بددیانتی کے اپنی طرف سے گڑھکر الفاظ حدیث کو
بدل ڈالا ہی + مین کہتا ہون کہ صحیح مسلم ایسی کتاب نہین کہ کمیاب ہو کوئی ولایت ایسی
نہوگی کہ جسمین اوسکے متعدد نسخجات موجود نہون اوسمین ہرگز یہ الفاظ نہین یہ مجتہد
صاحب کی تحریف ہی مسلمانو ہر نسخہ مطبوعہ و قلمی جمع کر کر دیکھ لو اونمین عبارت
منقولہ مجتہد صلا نہین صلا نہین صلا نہین بلکہ یہ عبارت ہی کہ (فاخبر فاطمۃ
فجاءت وھی جویریۃ فطرحتہ عنہ) اور اوسکے معنی یہ ہین کہ خبر دی اوسنے
فاطمہ رض کو پھر آئی فاطمہ اور حال فاطمہ کا یہ تھا کہ وہ چھوٹی لڑکی تھی پھر اوتار پھینکا فاطمہ رض
نے اوسکو پیغمبر خدا صلعم سے بھلا کہان جویریۃ علم غیر منصرف کہان جویریہ اسم منصرف
تصغیر جاریہ کہان ہی وجویریۃ وصل معطوف و معطوف علیہ بواو عاطفہ کہان

وہی جویریۃ جملہ حالیہ ہوا و حالیہ پھر ایک قہر ہے تو دیکھو کہ ترجمہ طرحتہ کا لکھتے ہین کہ فاطمہ
اور جویریہ نے اوسکو پھینکا میزان الصرف کا پڑھنے والا بھی سمجھتا ہی کہ طرحت واحد مونث
کا صیغہ ہی فاطمہ رض اور جویریہ رض دو عورتین اوسکی فاعل نہین ہوسکتی ہین اگر ایسا ہوتا
تو لفظ طرحتاہ ہوتا جس سے یہ بات سمجھی جاتی کہ پھینکنے والی دو عورتین تھین نہ طرحتہ کہ
صاف باعلان تمام دلالت کر رہا ہی اسپر کہ پھینکنے والی صرف اکیلی فاطمہ تھین اب فرمایئے
جناب مجتہد صاحب بااینہمہ بددیانتی اور تحریف کتب مقدسہ کے آپ کو کیا توقع ہی کہ
مسلمان آپ کو اپنا خیرخواہ اور مومن صادق سمجھینگے مین جناب سے ملتمس ہون
کہ آپنے کہین (وہی جویریۃ) کی جگہہ (ہی وجویریۃ) اصل کتاب مین تو نہین بنادیا
اگر ایسا کیا ہو تو بہر خدا اوسکو صحیح کر دیجیے ورنہ آئندہ اسکا بڑا ہی وبال آپکی گردن پر
رہیگا آمدم بر سر مطلب جب یہ بات ثابت ہوئی کہ مجتہد صاحب نے عبارت مسلم مین تحریف
کی ہی اور تحریف کو اپنا استن کیا ہی اور حقیقت مسلم مین ہی وجویریۃ نہین ہی بلکہ وہی جویریۃ ہے۔ اور جویریۃ تصغیر
جاریہ ہی نہ علم تو مجتہد صاحب جو بڑے لاف وگزاف سے مدعی اختلاف روایات ہوکر
اوسکو معاملہ تعجب انگیز بیان فرما رہے ہین درحقیقت بہت رولی اونھین کی ہی آئینہ کا
قصور کچھہ نہین ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا
يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا **قال** بااینہمہ ہم کہتے ہین کہ وہ جو کچھہ ہوا قبل نزول
آیت مین وفد ا ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسی طرح پر ہوئے ہون بنیاد مسئلہ استرقاق
نہین ہوسکتی **اقول** اتنا طول جو آپنے دیا عبث تھا یہی معمولی عذر پیش فرما کر خاموش
ہو رہے ہوتے ع گفتن ہمین بس ست کہ اسپ من ابلق ست ؛ حدیث کے الفاظ مین
آپنے کیون تحریف کی صرف یہی معمولی عذر پیش کر دیا ہوتا **قال** حضرت صفیہ بنت
حیی بن اخطب الیہودی اکثر روایتون مین ہی کہ حضرت صفیہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین
اور بطور لونڈی کے دحیہ کلبی کے حصے مین آئین اونسے مول لیکر رسول خدا صلعم نے

اونسنے نکاح کیا **اقول** مول لینے کی تصریح تو کسی روایت مین نہین ہی مگر یہ بات ہی
کہ صفیہ رض خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین اور دحیۂ کلبی کے حصے مین آئین اور پھر اونکے
پاس سے پیغمبر خدا صلعم کے پاس آ گئین خواہ بذریعۂ بیع آئی ہون خواہ حضرت صلعم نے اونکو
اونکے بدلے خمس مین سے دوسری لونڈی دیدی ہو یا اور کسی طرح غرض پھر حضرت صلعم نے
اونکو آزاد کرکے اونکے ساتھہ نکاح کرلیا اور آزادی اونکی اونکا مہر مقرر ہوا چنانچہ بخاری
مین روایت ہی عن انس رض قال صلی النبی صلعم الصبح قریبًا من خیبر بغلس
ثم قال الله اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین
فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلة وسبی الذریة وکان فی السبی
صفیة فصارت الی دحیة الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل عتقها صداقها
الحدیث نماز پڑھی رسول الله صلعم نے صبح کی قریب خیبر کے تاریکی مین پھر کہا الله اکبر
خراب ہوگیا خیبر بیشک ہم جب نازل ہوتے ہین میدان مین کسی قوم کے تو کیا بری ہی صبح
ڈرائے گیون کی پس نکلے وہ پھرتے تھے کوچون مین پھر قتل کیا پیغمبر خدا صلعم نے لڑنے
والون کو اور لونڈی غلام بنایا ذریت کو اور اوس سبی مین صفیہ بھی تھین پس ہوگئین
وہ دحیۂ کلبی کی بعد اوسکے ہوگئین پیغمبر صلعم کی پھر اونکی آزادی کو پیغمبر صلعم نے اونکا
مہر ٹھہرایا **قال** سب سے زیادہ بخاری کی حدیث ہی جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ حضرت
صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم مین سمجھا ہی نہین **اقول** مجتہد صاحب کی سمجھ
غلط ہی اوپر بخاری کی حدیث جو ہمنے نقل کی ہی اوس سے ثابت ہی کہ وہ منجملہ سبایا کے تھین
اور پھر آزاد کردی گئین اور اونکی آزادی ہی اونکا مہر قرار پایا اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد صاحب کی
حدیث مستندہ سے یہ دعوی اونکا ثابت ہوتا ہی کہ صفیہ رض کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت
ایمانکم مین سمجھا ہی نہین یا برخلاف اوسکے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث یہ ہی کہ اخبرنی
حمید سمع انس بن مالک قام النبی صلعم بین خیبر والمدینة ثلث لیال

يبني عليه بصفية فدعوت المسلمين الى وليمته وما كان فيها من خبز ولا لحم وما كان فيها الا ان امر بلالا بالانطاع فبسطت فالقى عليها التمر والاقط والسمن فقال المسلمون احدى امهات المؤمنين او ما ملكت يمينه فقالوا ان حجبها فهي احدى امهات المؤمنين وان لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه فلما ارتحل وطّألها خلفه ومدّ الحجاب ۱۲ قیام فرمایا پیغمبر صلعم نے درمیان خیبر و مدینہ کے تین رات زفاف کرتے تھے ساتھ صفیہ رضہ کے پس بلایا مینے مسلمانون کو اونکے ولیمے کے کھانیکے طرف اور نتھی اوس ولیمہ مین کوئی چیز روٹی اور گوشت سے اور کچھ بھی نتھا اوسمین مگر یہ کہ حکم دیا پیغمبر صلعم نے ایک چمڑے کی بساط کا بلال کو کہ بچھائی گئی پس رکھدیا گئے اوسپر خرما اور پنیر اور گھی پس کہا مسلمانون نے یا ایک منجملہ امہات المومنین کے ہین یا ایک منجملہ مملوک یمین کے ہین کہا لوگون نے اگر پردہ مین رکھا اونکو پیغمبر صلعم نے تو یہ ایک منجملہ امہات المومنین ہین اور اگر نہ پردے مین رکھا تو یہ مملوک یمین ہین پس جب کوچ کیا پیغمبر صلعم نے تو پیچھے اپنے سوار کیا اونکو اور کھینچا پردہ مجتہد عصر نے بھی یہ حدیث لکھکر ترجمہ کیا ہی مگر مجتہد کے ترجمے مین چند غلطیان ہین کہ ہم اونسے تعرض نہین کرتے مگر ایک بات بچہ او نحو کے خلاف قاعدہ زبان عرب لکھی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکو کچھ بھی واقفیت زبان عرب سے نہین ہی اوسکو ہم واسطے اظہار کمال زبان دانی مجتہد کے لکھتے ہین اس عبارت کا (فدعوت المسلمین الی ولیمتہ) ترجمہ یہ فرماتے ہین کہ اونکے ولیمے کے واسطے خود مینے ہی مسلمانون کو بلایا یہ قصر اونکا سراسر غلط ہی ازبسکہ قصر کیطرف اونکو توجہ زیادہ ہی اسلیے ہر جگہ اوسکو دخل دیتے ہین یہان کیا چیز ہی کہ دلالت کرتی ہی اوپر قصر الصفة علی الموصوف کے یہ تو نہ باب انا سعیت فی حاجتک سے ہی نہ کوئی حرف قصر کا یہان ہی ضمیر واحد متکلم کی دیکھکر بسبب ناواقفی کے بالفاظ قصر غلط ترجمہ کردیا اب ہم اصل مدعا کیطرف رجوع کرتے ہین اس حدیث مین کوئی لفظ ایسا نہین کہ صفیہ رضہ کی

ابتدائاً نہ مملوک ہونے پر دلالت کرے یا وہ حدیث جو ہمنے بخاری سے نقل کی ہی اوسکی
معارض ہو بلکہ یہ حدیث تمامتر مؤید اوسکی ہی کہ جب وہ ابتدا مین مملوک بنائی گئی تھین
اور پھر پیغمبر خدا صلعم نے اونکے ساتھہ زفاف کیا اور طعام ولیمہ کی دعوت کی تو جو لوگ
کہ اونکے آزاد کر دینے سے واقف تھے اونھون نے اسمین شک کیا کہ آیا صفیہ بی بی
منکوحہ بنائی گئین یا کہ بطور مملوکت یمین کے اونکے ساتھہ زفاف ہوا اگر یہ قول مجتہد عصر
کا سچا ہوتا کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا مما ملکت یمانکم سمجھا ہی نہین تو اصحاب پیغمبر
صلعم اوسمین شک کیون کرتے بلکہ بالیقین یہی سمجھتے کہ یہ منکوحہ ہین پس مین حیلان
ہون کہ مجتہد صاحب کی سمجھہ کہان تشریف لے گئی ہی کہ ایسی صاف بات کو بھی نہین
سمجھتے اور غایت اعوجاج سے سیدھی بات کو اولٹی سمجھہ کر کج بحثی پر سیدھے ہو جاتے
ہین **قال** در اصل واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہی کہ اونکا شوہر خیبر کی لڑائی مین مارا گیا وہ رانڈ
رہ گئین اون سے حضرت نے نکاح کر لیا **اقول** یہان تک بیان مجتہد کا صحیح ہی واقع
مین اونکا شوہر جنگ خیبر مین مارا گیا تھا اور وہ نو عروس تھین چنانچہ بخاری مین یہ روایت
موجود ہی اور نکاح کرنا بھی حضرت صلعم کا اونکے ساتھہ ثابت ہی اور ہم خود اوسکا اقرار کرتے
ہین لیکن یہ امور مستلزم اسکے نہین کہ وہ داخل سبایا نہون اگر داخل سبایا تھین تو لشکر
مین چھپ رہنے کسطرح آگئین کیا خیبر سے کہین اور چلی گئی تھین اور وہان سے خود بخود تشریف لے آئین
تھین اگر کچھہ ثبوت اسکا مجتہد کے پاس ہو تو پیش کرین تاکہ ہم اون حجج صحیح مستند مرفوع جو بخاری
سے ہمنے نقل کی ہی کسی طرحکا شک کرین یا دونون حدیثون مین کسی قسم کا تعارض تجویز
یا کسی راوی کے سہو یا غلطی یا بناوٹ پر محمول کرین بلا وجہ موجہ ثقات لوگونپر تہمت لگانا
گمراہ لوگون کا کام ہی جیسا کہ مجتہد عصر نے غایت تعصب و عناد سے تہمت لگائی چنانچہ
فرماتے ہین **قال** راویون نے اونکو سبایا مین سمجھا اور اوسپر قیاس گانٹھے بنا ڈالے
اقول آپکی ہی بہادری ہی کہ یہ کلمہ بلا وجہ موجہ ایسے ثقات لوگون کی نسبت کہا جاوے

کہ جنکی روایت پر اکثر مسائل دینیہ مبنی ہین ایسا بیہودہ کلمہ نسبت اونکی کہنا گویا تمام صحیح بخاری بلکہ تمام صحاح کو بے اعتبار ٹھہرانا ہی اور زیادہ عداوت دین متین کی ہی وہ احادیث جنمین صاف لفظ سبی کا نسبت صفیہ رض کے موجود ہی انس بن مالک ہی سے مروی ہین ایک حدیث کو ثابت دوسری کو عبد العزیز بن صہیب انس رض سے روایت کرتے ہین عبد العزیز بن صہیب لفظ سمعت بیان کرتے ہین اور ثابت یہ کہتے ہین عن انس قال یعنی ایک راوی کہتے ہین کہ سنا مینے انس سے دوسرے کہتے ہین کہا انس رض نے تو اور راویون کا قصور کچھہ نہین علوم ہوتا اگر قصہ قیاسی بنایا ہوگا تو انس بن مالک انصاری صحابی خادم رسول اللہ صلعم نے ہی بنایا ہوگا اور جب حضرت انس جو بڑے جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ صلعم ہین ایسے جھوٹھے قصے حضرت پر بنانے لگے تو اور کسکا اعتبار رہا جناب مجتہد صاحب کچھہ تو خدا سے ڈرو کہان تک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متہم کیے چلے جاؤگے گمراہون کی تقلید سے ہادیان دین کو کہان تک مطعون کروگے مثنوی

بوی کبر و بوی خشم و بوی آز	در سخن گفتن بیاید چون پیاز	گر خوری سوگند من کی خوردہ ام
از پیاز و سیر تقوی کردہ ام	آن دم سوگند غمازی کند	بر دماغ ہمنشینان بر زند
پس دعاہا رد شود از بوی آن	آن دل کژ می نماید در زبان	اخسئوا آمد جواب آن دعا
چوب رد باشد جزای ہر دغا		

قال پس ان مختلف روایتون سے یہ بات کہ درحقیقت کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلعم کسطرح اور کس سبب سے واقع ہوا بخوبی ثابت اور متحقق نہین ہوتا **اقول** جو واقعہ درحقیقت پیش آیا اور جسطرح پر فعل جناب رسول اللہ صلعم واقع ہوا وہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت و متحقق ہی ہم نہین جانتے بخوبی ثابت ہونا مجتہد صاحب کے نزدیک کس چیز کا نام ہی **قال** اور اسلیے یہ واقعات کسی مسئلہ عظیمہ شرعیہ کی بنیاد نہین ہوسکتے **اقول** واہ کیا خوب اجتہاد مجتہد عصر کا ہی کہ افعال پیغمبر صلعم بنیاد کسی مسئلہ شرعیہ کی نہین ہوسکتے اور طریقہ پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا نہین جناب مجتہد صاحب

ہمارا تو دین و ایمان اقتدا اور پیروی فعال پیغمبر صلعم کی ہی اگر آپ اس سے ناراض ہین تو آپ کو اختیار ہی مگر صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ بات جو پیشتر آپ نے فرمائی تھی کہ فعل رسول اللہ صلعم مانند قول کے سر اور آنکھون پر صرف زبانی قول لوگون کے دکھانیکو بلا اعتقاد قلب تھا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ لَا حُجَّۃَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ اللّٰہُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ **قال** مستدلاً اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب واقعات اسی طرح پر واقع ہوئے تھے اور استرقاق اسارا عمل مین آیا تھا تو بھی یہ سب واقعات ماقبل نزول آیت من و فدا کے ہین اور اسلیے بنیاد مسئلہ استرقاق اساری نہین ہو سکتے **اقول** نے سبب اور عبث اسقدر باتین لکھین اور ہمکو بھی تکلیف تحریر جواب کی دی یہی معمولی عذر پیش کرنا تھا جسکو ہم ہر جگہ نامنظور کرتے چلے آئے ہین **قال** روایات متفرقہ بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہی کہ اھدی رجل لرسول اللہ صلعم غلاما یقال لہ مدعم یحط رحلا لرسول اللہ صلعم اذ اصابہ سہم عائر فقتلہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم کے واسطے ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جسکا نام مدعم ہی پس ایک مرتبہ وہ آنحضرت صلعم کا اسباب اُتار رہا تھا کہ ناگاہ اوسکے ایک مقام پر تیر آلگا اور اوس سے وہ مرگیا **اقول** مجتہد صاحب اصابہ سہم عائر کا ترجمہ کرتے ہین اوسکے ایک مقام پر تیر آلگا حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہی جناب مجتہد صاحب عائر کے معنی معلوم نہین ظاہرا (ایک مقام) جو ترجمہ مین لکھا ہی وہی معنی عائر کے سمجھے ہین حالانکہ عائر کے معنی ایک مقام نہین بلکہ سہم عائر اوس تیر کو کہتے ہین کہ جسکا پھینکنے والا معلوم نہو **شعر** لقولین

سہم عائر فقد اصابکا * وقلبی الی الحاظ عینیک ناظر *

یعنی کہتی ہی تو کہ تیر عائر تیرے آلگا ہی حالانکہ دل میرا تیری ترچھی نگاہون کو دیکھ رہا ہی **قال** الجوہری العائر من السہام والحجارۃ التی لا یدری من رماہ یقال سہم عائر یعنی عائر سہام اور حجارہ کو کہتے ہین وہ ہی کہ نہ معلوم ہووے کہ کس نے پھینکا کہا جاتا ہی اصابہ سہم عائر یعنی لگا اوسکے ایک تیر کہ جسکا پھینکنے والا اوسکا معلوم نہین پس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ ایک تیر جسکا پھینکنے والا معلوم نہین آلگا اور یہ بات امر ما نحن فیہ سے کچھ تعلق نہین رکھتی مگر ایسے ایسے امور جو ہمنے ظاہر کیے ہین وہ بھی

ظاہر ہی کہ رکن عظیم قابلیت اجتہاد کا یعنی مہارت اور دخلت عربیت مین مجتہد عصر سے
فائت ہی اور اسی سبب سے وہ غلطی مین پڑے ہین **قال** یہ حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہین ہی
اسلیے کہ ابتدا سے اسلام مین جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے **اقول**
مگر اس حدیث سے یہ بات تو خوب معلوم ہوئی کہ ابتداے مالکیت سے تا روز مرگ مدعم کہ تھوڑے
دنون بعد غزوۂ خیبر سے وہ تیر کے زخم سے مرگیا ہی یعنی سنہ ۷ ہجری تک پیغمبر صلعم نے اوسکو
آزاد نہین کیا پس معلوم ہوا کہ شارع عم کو معدوم کردینا غلامی کا جیسا کہ مجتہد صاحب اکثر
جگہہ دعوی کرتے ہین منظور نہ تھا گو کہ جمیع دعاوی مجتہد صاحب کے یہ حدیث خلاف نہو پھر بھی
بعض دعاوی کے تو بیشک مخالف ہی یہان تک مجتہد عصر نے بحث آیات قرآن اور احادیث اور
افعال پیغمبر صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین کی اور بعون اللہ و قوتہ ہمنے ہر مقام پر اونکو خوب
ہی مغلوب کیا یقین تو یہ ہی کہ بعد ملاحظۂ اس رسالے کے اس بحث مین کوئی حرف زبان پر
نہ لاوینگے مگر اب ہمکو یہ بھی منظور ہی کہ منجملہ ثقلین کے عترت پیغمبر صلعم کے حال سے بھی استدلال
کرین کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا
بعدی کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی مین چھوڑے جاتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر اوسکے
ساتھ تمسک کرتے رہوگے میرے بعد گمراہ نہوگے ایک کتاب اللہ کی ہی دوسرے عترت میرے
اہل بیت میرے پس دیکھنا چاہیے کہ اہل بیت رسول اللہ صلعم کا بعد وفات پیغمبر صلعم کے اس باب مین
کیا عمل رہا اور کیا حکم رہا باب العلم جناب علی مرتضی کہ امام المتقین تھے خولہ بنت جعفر بن قیس
حنفیہ اونکی سریہ تھی کہ جس سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوے ایک روایت تسری علی بن ابیطالب رض
کی ہم اوپر بھی لکھ چکے ہین جناب سید الشہدا امام المسلمین ریحانۃ الجنۃ امام ہمام حسین بن علی رضی اللہ
عنہ اونکی سہر بانو دختر یزدجرد بن شہریار بادشاہ عجم تھین اونکا حال بلا اختلاف سب کو معلوم ہی
جناب امام ہمام امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اونکے تصرف مین حمیدہ ام ولد تھین کہ جنسے جناب
امام موسی کاظم رض متولد ہوے جناب امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد تھین کہ جنسے

جناب امام علی الرضا رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جناب امام محمد تقی رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد مادر امام علی نقی تھیں جناب امام علی نقی کے انکے پاس بھی ام ولد تھیں جنسے امام حسن عسکری متولد ہوئے امام حسن عسکری انکے پاس بھی نرجس نامی ام ولد تھیں کہ جنکے بطن سے امام محمد مہدی متولد ہوئے دیکھو یہ وہ ذوات مقدسہ وارث علم انبیا ہین کہ انکی اقتدا بموجب خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہماری ہدایت ونجات کی موجب ہے یہ وہ پاک متقی ہین کہ اگر ہم کہین کہ وے سب کے سب کسی باب مین خلاف احکام قرآن کے مرتکب ہوے تو ہماری عین شقاوت ہے یہ وہ ابواب مدینۃ العلم ہین کہ اگر ہم یہ کہین کہ وے آخر عمر تک قرآن کی سچی آیت کو نسمجھے تو ہمارا جہل مرکب اور باعث بدبختی ہے بموجب ان اکابر ذخیرہ علوم اولین و آخرین نے استرقاق جائز رکھا تو بیشک و شبہ جاننا چاہیے کہ فی الحقیقت استرقاق جائز ہے اور جو انکے خلاف کہتا ہے وہ گمراہ ہے الغرض کہ ہم قرآن وحدیث اور افعال پیغمبر علیہ السلام اور اصحاب کرام اور عترت ذوی الاحترام سے جواز استرقاق ثابت کر چکے اب اصل ثالث یعنی اجماع امت مین بحث رہی ہم یہ کہتے ہین کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے آجتک بلا خلاف جواز استرقاق پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ اسمین قرون ثلثہ و عترت رسول اللہ صلعم اور جمیع ائمہ مجتہدین شامل ہین اور کسی فقیہ مجتہد محدث عالم نے اختلاف نہین کیا پس یہ اجماع ہر آئینہ حجت ہے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی بتحقیق خدا جمع نکریگا امت میری کو گمراہی پر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جدا ہوا پھینکا گیا دوزخ مین۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار پیروی کرو گروہ اعظم کی تحقیق جو جدا ہوا ڈالا گیا دوزخ مین رواہ ابن ماجۃ من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ جسنے مفارقت کی جماعت کی بالشت بھر پس تحقیق نکالا ربقہ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ ابو داؤد و احمد ہر چند کہ بوجوہ ودلائل قطعیہ حجت ہونا اجماع امت محمدیہ کا ثابت ہے اور اہل سنت و اثنا عشریہ اور اور سب فرقہ اسکی حجت ہونیکو تسلیم کرتے ہین مگر چونکہ مجتہد بصرا وس سے منکر ہین لہٰذا ہم بھی بربنای حجت ہونے اجماع کے

کچھ بحث ضرور نہین اسلیے کہ ہم اپنا مدعا قرآن اور حدیث سے ثابت کر چکے اگر ہم بربنا حجت ہونے
اجماع ہی کے کچھ بحث کرین تو ہمپر اول یہ بات واجب ہوگی کہ ہم قرآن و حدیث سے حجت قطعی ہونا
اجماع کا ثابت کرین اور ایک طویل کلام ہے جسمین لکھنا پڑیگا پس ہم اسقدر تطویل کی کچھ
ضرورت نہین سمجھتے مگر ہم اس بنا پر بحث کرتے ہین کہ آیا معنی قرآن کے قرون ثلثہ مین ایسے
ہی سمجھے گئے جیسے کہ ہمنے سمجھے ہین یا جیسے مجتہد عصر نے سمجھے ہین اور علی ہذا القیاس مجتہدین کبار
نے معانی آیات کے ہماری تفسیر کے مطابق سمجھے یا مطابق بیان مجتہد عصر کے اس بات کو گونہ مانو
کہ اجماع حجت ہے مگر یہ تو بیشک ماننا چاہیے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم کا اکثر اوسی قوم میں سے تھے کہ جنکے
زبان مین قرآن نازل ہوا ہے لغت عرب اور طرق استعمال کلام کا اونسے زیادہ کوئی نہین
جان سکتا اور بعض بعض تو اونمین ایسے تھے کہ افصح الفصحا اور ائمہ عربیت کے نزدیک مستند
چلے آتے ہین اور بانی علوم عربیہ ہین اسیطرح ائمہ مجتہدین کبار مین بھی اکثر خاص عرب بلکہ اوسی قوم
کے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اور ائمہ اہلبیت اور
ائمہ مجتہدین فاسق فاجر بھی نتھے کہ کسی غرض سے کتاب اللہ کو برخلاف اوسکی مراد کے محمول کرتے
اور یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن مجید ہمیشہ اونکی قراءت و تلاوت مین رہتا تھا اور وہی جامع قرآن بھی
تھے پس اب دیکھنا چاہیے کہ اونھون نے معنی قرآن ایسے ہی سمجھے ہین جیسے کہ ہمنے سمجھے یا جیسے
کہ آپنے کچھ شک ہمین نہین کہ اساری کے استرقاق کا کسینے انکار نہین کیا اور اوسی پر عمل ہوتا
رہا چنانچہ آپ بھی صفحہ ۱۰۶ پر اسکے معترف ہین پس جو مدعا ہمارا تھا کہ اما جواً تا منّاً بعد و اما فداءً
مین ہے باتفاق اہل زبان اور باتفاق اون لوگون کے جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہے
مبطل استرقاق و مفید حصر جیسا کہ آپکا دعوی ہے نہین ہے جب باتفاق اہل زبان اور باتفاق
ائمہ قریش کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہے لفظ اما کے معنی ہمارے موافق ثابت ہوے تو
برخلاف لغت کے معنی اما کے بیان کرنے اور اوسکے مطابق قرآن کے تحریف پر باتباع
و تقلید گمراہ لوگون کے آمادہ ہونا صاف صریح ضلالت ہے اب ہم بعض اقوال مجتہد صاحب

اس باب مین متوجہ ہوتے ہین قال اگرچہ ہماری اس تحریر سے بخوبی تشفی ہوتی ہی کہ جناب رسول خدا صلعم
نے غلامی کو مذہب اسلام سے معدوم کر دیا تب بھی بلا شبہ مسلمانون کے دل مین دو شبہے پیدا
ہو نگے **اقول** جھوٹھی بات تو ہم سنا بھی نہین کرتے ہم اس قول مجتہد کا جھوٹھا ہونا ثابت کر چکے
ہین **قال** ہمکو احکام مذہبی بجا لانے مین اول قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیے پھر حدیث پر پھر قیاس منصوص
العلۃ پر اور اجتہاد پر **اقول** یہ سچ ہی کہ اول تو ہمی مومنین قرآن کو مقدم رکھنا چاہیے پھر حدیث کو
مگر اسمین کلام ہی کہ قیاس اجماع پر مقدم ہی یا اجماع قیاس پر مقدم ہی مسلمانون کا عقیدہ ہی کہ قیاس کو
اجماع سے ترک کیا جاویگا مجتہد عصر برخلاف اوسکے فرماتے ہین بہر حال یہ بحث دوسری ہی اسمین یہان
گفتگو ضرور نہین اس جگہہ جیسا مجتہد عصر فرماتے ہین اوسی کو فرض کر لیا جائے بعد فرض کرنے اس امر کے
ہم کہتے ہین یہ اوس شخص کے حق مین ہی جو قرآن و حدیث اور قیاس اور علۃ منصوصہ و غیر منصوصہ کو
سمجھتا ہو اور جو شخص کہ آپ کے مانند ہین کہ صرف و نحو تک بھی نہین سمجھہ سکتے زبان عرب سے آگاہ نہین
جویریہ تصغیر جاریہ کو نام جویریہ ام المومنین کا سمجھتے ہین طرحت فعل مونث واحد کو صیغہ تثنیہ
مونث کا سمجھتے ہین اصابتہ سہم عایر کے یہ معنی کہتے ہین کہ ایک جگہہ تیر آ لگا الی غیر ذلک اونکو
اجتہاد کرنا کسی طرح نہین پہونچتا اونکو تو ہر آئینہ تقلید علما ہی واجب ہی کیونکہ وہ دلایل شرعیہ
پر نظر کرنے سے بسبب ناواقفی او بے علمی کے معذور ہین اور مراد ہماری تقلید سے یہ ہی کہ جو مسئلہ
پیش آوے اوسمین کسی عالم شرائع سے دریافت کرے کہ اسمین حکم شریعت غرا کا کیا ہی اور چونکہ وہ خود
کلام خدا اور خدا کے رسول کو نہین سمجھہ سکتا پس او سکو اوس عالم کے فتوی پر عمل ضرور ہی فاسئلوا
اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون دیکھیے کہ آپنے حدیث اعتاق کنیز قبیلہ بنی تمیم مین روایت
بخاری سے نقل کی کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل اس حدیث مین علت اعتاق منصوص ہی چنانچہ
آپنے بھی اوسکی علت کے معترف ہین جیسا کہ آپکے ترجمہ سے ظاہر ہی باوجود اسکے اور بھی باوجود
محمول کرنے صیغہ امر کے وجوب پر پھر آپ ایسی فاش غلطی مین پڑے کہ اولاد اسمعیل ہونیکو باوجود علت
منصوصہ ہونے کے علت عتق قرار نہین دیتے اور اسی بنا پر قول قدیم شافعی اور [illegible]

پس ایسے نا واقف غلط کار کو ہرگز اجتہاد روا نہیں ہے **قال** پھر جب کہ ہم اساری کی نسبت نص صحیح قرآن مجید میں پاتے ہیں یا امر زہری بران ثابت ہوتا ہے کہ روز وفات تک وہی پر رسول خدا صلعم کا عمل رہا ہے تو اب ہمکو اس بات کی تفتیش کی کہ خلفاء راشدین کے زمانے مین کیا ہوا کچھ حاجت نہین رہی **اقول** بہان تو آپ یہ فرماتے ہین کہ نص صریح پاتے ہین دوسرے صفحے یعنی صفحہ ۱۶۰ کے نصف آخر سطر ۱۳ مین لکھتے ہو کہ اونکا لونڈی و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین باطل کیا گیا ظاہرا آپ کے نزدیک کلمات غیر ظاہر الدلالۃ کا نام نص ٹھہرا ہے لیکن اہل تحقیق و اہل عقل کے نزدیک اسکا نام نص نہین ہے بلکہ ایسے کلمات کو خفی یا مجمل کہتے ہین آپ خود اس باب مین مذبذب ہوئے ہین کبھی کچھ کہدیتے ہین کبھی کچھ کہدیتے ہین ایسے ہی ایسے امور کی بنا پر تو ہم کہتے ہین کہ آپ قرآن و حدیث کو نہین سمجھ سکتے پس آپکو ضرور ہے کہ جو مسئلہ پیش آوے اوسمین کسی عالم کی تقلید کریں اور جو عمل روز وفات تک رسول اللہ صلعم کا بیان کیا آپ کو تسری ماریہ قبطیہ اور واقعات بنی ہوازن اور اوطاس وغیرہا کے حالات سے دریافت کرنے سے معلوم ہو چکا ہے پس فی الحقیقت یا وہ تفتیش کی ضرورت تھی مگر بنظر مزید احتیاط مناسب ہے کہ دیکھا جاوے کہ آیا کسی نے خلفاء راشدین میں سے اوسکے خلاف نہین کیا اور معنی آیت کے ویسے ہی سمجھتے رہے ہین جیسا کہ حیات جناب نبی مآب مین سب لوگون نے سمجھے تھے یا اوسکے خلاف اگر اوسی طرح پر سمجھتے رہے ہین اور اوسی طرح پر عمل فرماتے رہے ہین تو ہمارے قول کے مزید تاکید ہوئی اور اگر بالفرض آپ کے قول کے موافق کیا ہے تو آپکو فی الجملہ ایک حجت ہاتھ لگی سو اس نظر سے قطع نظر اوس نفرت کے جو اونکے عمل کو بھی کچھ نہ سمجھئے **قال** کیونکہ اونہون نے نہین کچھ ہی ہوا اور کچھ ہی اسکا سبب قرار دیا جاوے ہمکو تو اپنے محبوب رسول کی پیروی ضرور ہوگی **اقول** دعوی محبت کا زبانی ہمکو پسند نہین ہے

اے انکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ست بے طول لاف زبان تو با دل موافق ست کو محبان صادق کی جو علامات ہین ہم وہ نہین لوگون مین دیکھتے ہین کہ جنکے افعال سے آپ بیان فرما رہے ہین آپ بیان اونکی نسبت ایک ذرہ بھی نہین پاتے دیکھو تو لوگ اونکو کیسی پیروی

کی ہے ایا ہر ایک کام آپ کی سی پیروی کی ہے یا واقعی پیروی کی ہے **قال** اور مسئلہ اسلام کا تو وہی قرار پاویگا جو قرآن مجید مین ہے نہ اور کوئی **اقول** واقعی یہی بات ہے مگر اسکو بھی تو دیکھ لو کہ اونھون نے اس مسئلہ کو قرآن کے موافق جاری رکھا ہے یا خلاف قرآن کے **قال** مگر مشکل ہے کہ جو محاربات کہ خلفائے خمسۂ راشدین کے وقت مین ہوئے اونپر لائق اعتماد اور طمانینت کے اطلاع حاصل ہونیکو کوئی ذریعہ موجود نہین ہے **اقول** یہ دوسری بات ہے پہلے ہی سے یہ بات کیون نہین فرمائی اس داؤ پیچ اور مغالطات سے جو پیشتر سے کرتے چلے آئے کیا حاصل ہوا مثل خلفائے راشدین کو جیسا کچھ کہ تھا جسکو ثابت کرنا منظور ہوگا ثابت کردیگا اسی صفحے کے نصف اخیر کی سطر ایک بار داب کر اوسکا اقرار کرتے ہو چنانچہ لکھتے ہو صحابہ کے زمانے مین اوسپر عمل ہونا ہو جو بات مذکور ہو بالکل کچھ تعجب کی بات نہین ہے معتمد کتب احادیث مین موجود ہونا کسی چیز کا مستلزم عدم ثبوت چیز مذکور کا نہین اگر اخبار متواترہ زبانی لوگون کے بتواتر کوئی بات ثابت ہوجاوے تو ہر آئینہ مفید یقین ہے مثلاً پکڑا جانا بانو دختر کسری کا غزوۂ فارس مین اور دیا جانا اونکا جناب سید الشہدا ریحانۃ الجنہ سبط رسول اللہ صلعم امام المسلمین حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور متولد ہونا جناب امام المومنین قدوۃ العارفین سید السادات امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اونسے باخبار متواترہ ثابت ہے پس اوسکے یقینی ہونے مین کیا شک و شبہ ہے یقین تو یہ ہے کہ آپ بھی اسکا انکار نہ کرینگے اور اپنے تئین اونھین کی اولاد مین سے ظاہر کرینگے **قال** دای بر حال کتب سیر و تواریخ کے کہ اونسے تو بجز چند واقعات ناقابل الاشتباہ کے وقوع کے اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا **اقول** ہم بھی یہی کہتے ہین کہ اونسے استدلال صحیح نہین چنانچہ ہمنے اب تک اونسے کسی واقعہ پر استدلال نہین کیا اور نہ آیندہ کرینگے مگر وای بر حال جناب سامی کہ ابتدا سے فرماتے تو یہی رہے لیکن استدلال بھی اونسے کرتے رہے فعل آپکا آپکے قول کی ابتدا سے خلاف ہی رہا آپ یہ فرمائیے کہ وہ چند واقعے ناقابل الاشتباہ جنکا آپنے تذکرہ فرمایا کون کون سے ہین کچھ تفصیل ہمکو معلوم ہو تو فرمائیے یا یہ آپکی رای پر مفوض ہین جنکو آپ قابل الاشتباہ فرمادین وہ قابل الاشتباہ ہوجاوین

اور جنکو مشتبہ قرار دین وہ مشتبہ ہوجاوین یا کوئی ضابطہ مشتبہ و غیر مشتبہ کے دریافت کا بیجا
مقرر ہی اور اگر کوئی ضابطہ ہی تو آیا وہی ضابطہ ہی جو ہمنے لکھا ہی یعنی تواتر اعتبار یا اور کچھہ ہی اگر اور
کچھہ ہی تو اوسکو بیان کیجیے **قال** اگر اون کتابون کو ہم استنباط مسائل مذہبی مین داخل دین
تو ہم صاف صاف ہندؤنکے مقلد ہونگے جنھون نے مہابھارت کو اپنے ہان کتب مقدسہ
مین داخل کر لیا ہی **اقول** ہم اس قول کو آپکے بہت جان و دل سے پسند کرتے ہین اور اہل اسلام
کا یہی معقولہ ہمیشہ سے چلا آتا ہی اور ہمارے قرآن و احادیث نبویہ سے بھی یہی بات ثابت ہی اوسی واسطے
ہمارے علماے متقدمین رحمتہ اللہ علیہم نے اخبار کے معاملہ مین بہت چھان بچھوڑ کی ہی اور روات کے
حال کی بہت ہی تحقیق کی ہی اور اسکا ہم بہت شکر ادا کرتے ہین کہ اونکی تحقیقات سے ہم خبر صحیح اور ضعیف
اور موضوع مین ہر وقت تمیز کر سکتے ہین مگر آپکا یہ قول صرف زبانی ہی ہی کہ عمل اوسکے برخلاف ہی
چنانچہ مباحثہ سابقہ سے خوب ظاہر ہی رہا حال مہابھارت کا سو کیفیت اوسکی یہ ہی کہ اوسکے
مولف یعنی بیاس جی کو وے لوگ صاحب وحی و الہام بتاتے ہین اور اونکے اعتقاد مین یہ ہی
کہ مہابھارت و بھاگوت وغیرہ اٹھارہ پوران وحی و الہام سے لکھے گئے ہین چنانچہ اوسی مہابھارت
مین لکھا ہی کہ بیاس جی کو نارائین سمجھو اگر وہ نارائین نہوتے تو مہابھارت وغیرہ کسطرح تالیف کرتے
اس باب مین اعتقاد ہنود کا بجمیع الوجوہ ایسا ہی ہی جیسا کہ آپکا اعتقاد ہی در باب تالیف کتب بیبل
کے کہ آپ بھی اونکے تالیف کو محول اوپر ایسے لوگون کے فرماتے ہین کہ جو نبی تو نہین مگر صاحب
الہام ہین اور جو حال کہ معدوم ہونے سلسلہ روایت کا بیاس جی تک اور غیر ثابت ہونا اوسکا بروایت
صحیح مرفوع متصل بیاس جی تک ہنود مین ہی اوس سے زیادہ حال کتب بیبل کا ہی غرض ہماری اس تحریر سے اسوقت
صرف آپکا اطلاع دینا ہی کہ ہم آپکے اس مقولے کو تعلیقات تبیین الکلام مین محبت بکڑینگے
اور اسی قول کی بنا پر آپ سے مواخذہ عظیم کرینگے یاد رکھیو **قال** دوسرا شبہ تو نہایت ہی لغو ہی
اور بلا لزوم التفات ہی **اقول** وہ شبہ بمطابق آپکی تحریر کے یہ ہی کہ تیرھوین صدی مین تمام
اہل قبلہ اور اجماع امت کے برخلاف ہیکہ کیونکر تسلیم ہو سکتا ہی اور مراد اوسکی یہ ہی کہ معنی قرآن جو تمام

اہل قبیلہ تیرہ سو برس سے برابر ایک نمط پر سمجھتے رہے ہین اور اونمین بڑے بڑے زبان دان محاورہ دان عالم لغت قرآن واقف مواقع نزول اہل روایات ہین اور اون معانی مین کسیطرح اختلاف نہین کیا آج ایک شخص ناواقف بیعلم کے کہنے سے اون معانی کو ہم کیونکر بدل سکتے ہین یہ بات تو بہت ہی بودی و سستی محکم اور ہر آئینہ قابل التفات کے ہی آپ اوسکو کسطرح لغو اور غیر قابل التفات فرماتے ہین قال یہ مسئلہ کہ اجماع امت سے کوئی حکم شرعی قایم مثل حکم منزل من اللہ قایم ہوجاتا ہی غلط محض ہی اقول یہ کون کہتا ہی کہ ہم حکم اجماعی کو حکم منزل من اللہ کہتے ہین مگر ہان یہ کہتے ہین کہ اجماع تمام امت مہدیہ کا بموجب خبر مخبر صادق کے گمراہی اور غلط بات پر نہین ہوسکتا اگر ایسا ہو تو خبر مخبر صادق کی غلط ہوجاوے اور یہ محال ہی پس اجماع امت کا گمراہی اور غلط بات پر بھی محال ہی قال لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اور من شذ شذ فی النار کی صحت کی تسلیم کرنیکے بعد بھی کبھی انھی یہ مطلب ہی خدا یا رسول خدا صلعم نے جماعت کو دوسرا شارع یا موجد احکام مذہب بنایا تھا یا اوسکو معصوم یا ناقابل سہو و خطا ٹھہرایا تھا یا نہ تھا اقول آپ اونکو بطور فرض تسلیم نہ کیجیے اور انھین مین گفتگو کرتے لیجیے خواہ مطابق اون ضابطے کے جو آپنے بہ تقلید شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما کے قایم کیا ہی خواہ مطابق اور کسی ضابطے کے ان احادیث مین گفتگو کر لیجیے کوئی بات باقی نہ رہے دل کی حسرتین سب نکال لیجیے مسلمانون کے ضوابط عقلیہ بہ نسبت اخبار کے ایسے نہین کہ کوئی صاحب عقل اونمین کچھ سقم نکال سکے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ خدا یا رسول خدا نے اگر آپ اسکو سمجھ لیجیے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار کہ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہی جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ مین ڈالا جاویگا غور کر لیجیے کہ جسپر خدا کا ہاتھ ہو آیا اوسکا غلطی مین پڑنا محتمل ہی یا نہین اور اگر وہ غلطی مین پڑسکتا ہی تو اوسکا مخالف جو حق پر ہی دوزخ مین کسطرح پڑسکتا ہی اسکو سمجھ کر جا ہے خدا کے ہاتھ کے نیچے آیئے خواہ شق ثانی اختیار فرمائیے اور قیل و قال ضرور نہین وما علینا الا البلاغ المبین قال اسکی بحث کے لیے ایک دوسرا رسالہ چاہیے اقول دوسرا رسالہ بھی تحریر فرمائیے ہاتھ میں قلم موجود ہی مانع مزاحم کوئی نہین اوسکو

بھی دیکھا جاویگا **قال** مگر اس مقام پر اسقدر لکھنا چاہیے کہ صحیح مسئلہ اسلام کا یہ ہے کہ جسطرح ایک
آدمی کا خطا میں پڑنا ممکن ہے اسی طرح ایک گروہ کا بلکہ ایک زمانے کے لوگون کا خطا مین پڑنا ممکن ہے
اقول اسلام کا تو یہ مسئلہ نہیں آپکی طبیعت کا گھڑا ہوا مسئلہ ہے پیشوائے اسلام تو یہ فرماتے ہین ان اللہ لا یجمع
امتی علی الضلالۃ آپ اوسکے خلاف کہکر اپنی غلطی اسلام پر لگاتے ہین جب ہمکو مخبر صادق کے
خبر پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی تو ہم مسلمانونکا اعتقاد صحیح مسئلہ یہ ہے کہ امت محمدیہ کا خطا پر مجتمع ہونا ممتنع ہے گو ممتنع لذاتی
نہو مگر ممتنع بالغیر ہے **قال** پس اجماع امت ہر ایک شخص پر جو اوس اجماع کو غلط یا غلط بنیاد پر سمجھتا ہو واجب العمل نہیں ہے
اقول جو شخص کہ اجماع امت کو غلط یا غلط بنیاد پر سمجھے تو اوسکی سمجھ کی غلطی ہے اور اسی سبب سے بموجب خبر مخبر صادق کے وہ خدا کے
ہاتھ سے خارج ہو کر دوزخ میں جاویگا یہ قول مخبر صادق کا کہ یہ سچا ہے اوسکا غلط ہونا ممتنع ہے وہ یونہی کرتا رہیگا **قال** غلطی
یہ جو اجماع امت ہے اب اوسکی غلطی علانیہ ظاہر ہوتی ہے **اقول** بیشتر غلطی علما پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے مگر خدا کی قدرت دیکھو
کہ تمھاری ایسی ایسی غلطیاں فاش پکڑی گئیں کہ اگر کچھ بھی مادہ منفعل رکھتے ہوگے تو کسی کی غلطی پکڑنیکا آیندہ نام نہ لوگے واذا
لم تستحی فافعل ما شئت اب اجماع کی غلطی کے بیان پر مستعد ہوئے ہو خیر فرماؤ اوسکو بھی دیکھیں **قال** اول تو نص صریح قرآنی
کے برخلاف ہے **اقول** پہلی ہی چیز مین غلطی اپنی پکڑوالی دیکھو سطر ۱۴ صفحہ ہذا نصف اخیر کے اوسمین خود تم لکھتے ہو کہ انکا لونڈی
غلام بنانا الفاظ صریح سے باطل نہین کیا گیا جب الفاظ صریح سے لونڈی غلام بنانا باطل نہین کیا گیا تو پھر نص صریح کہاں رہی
مین حیران ہون کہ آپ نص صریح کسکو کہتے ہین اور کیا خیال باطل اوپکا ہے یہی تو اجماع مطابق ہے اون نصوص صریحہ قرآنی کے جو دال
ہین اوپر جواز استرقاق کے کہ ہم اوپر تفصیل بیان کر چکے ہین ایک نص نہین بلکہ بہت ہین اور جو کوئی اون نصونکو ملاحظہ کریگا
آپکی غلطی اور غلط فہمی اوسپر بخوبی کھل جائیگی **قال** دوسرے اوس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی سے نہ
تھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اوس آیت سے غفلت ہو گئی **اقول**
کیسے غلطی مین پڑے ہو غلطی مین نہین پڑے ہو بلکہ دیدہ و دانستہ گمراہون کی تقلید سے حق
بات چھپاتے ہو اور جھوٹی بات زبان پر لاتے ہو خلافت خلفائے راشدین کا عین عرصہ جہاد کا
تھا اور اوسمین روزانہ معاملہ اساری کا واقع ہوتا تھا پھر اجماع اصحاب رسول اللہ صلعم کا مسئلہ
اساری پر بلا سبب کسطرح حمل کیا جا سکتا ہے اور اوسکو امر اتفاقی طبعی بجز کسی نادان کے کون

کہہ سکتا ہی کیسے مجتہد اسلام ہو کہ عترت رسول اللہ صلعم اور اصحاب رسول اللہ صلعم کو باوجود داعی شدید لحاظ آیت مذکورہ سے آیت مذکورہ سے غافل بنا کر اون سب کو مصداق آیت وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ کا ٹھہراتے ہو ذرا تم لوگ تمھاری طرح بیعلم اور نافہم تھے کہ عین وقت ضرورت شدید مین حکم خدا سے غافل ہوتے فرض کرو کہ ابوبکر صدیق رضی غافل ہوگئے تھے تو عمر بن خطاب رضی اور عثمان بن عفان رضی اور علی بن ابی طالب رضی اور جمیع صحابہ کبار پر کیا پردہ غفلت کا پڑ گیا تھا اسقدر جم غفیر کا غافل ہوجانا ایک ایسے حکم سے کہ بقول آپکے نص صریح ہی ہر آئینہ عادۃً محال اور ممتنع ہی ذری ذری سی بات پر تو باہم گفتگو اور موشگافیان کرتے تھے اور برابر قرآن وحدیث سے تمسک کرتے تھے ایسی نص صریح سے اسقدر جم غفیر کو ہزار بار نوبت پہونچی تھی کیونکر غافل ہوگئے کسی طرح یہ بات کسی صاحب عقل کے سمجھ مین نہین آسکتی اور پھر دلیل اسکی کیا ہی کہ وہ سب کے سب غافل ہوگئے بلاوجہ موجہ الزام غفلت کا ایسے ایسے ابرار و اخیار است پر دھرنا سخت ناروا ہی سے آنشے کہ نامدست این دو جنیت جان سبے گشت وزیان مرد و جنیت یہ طرفہ یہ ہی کہ بنی جذیمہ کی لڑائی کے بیان مین پیشتر اس سے خود یہ لکھ چکے ہو کہ بہت سے اصحاب کا قتل سارے سے انکار کرنا دلیل اسکی ہی کہ وہ نزول آیت مین وقدلسے واقف تھے یہان برخلاف اسکے یہ کہتے ہو کہ اس اجماع کا سبب اتفاقیہ طبعی ایسا تھا کہ ناوانستہ اس آیت سے غفلت ہوگئی کہین اونکو واقف ٹھہراتے ہو کہین ناواقف بناتے ہو عجب حال ہی آپکا اپنی غلطی کا اقرار کیون نہین کرتے تجاوز الزام غفلت کا دھرتے ہو قال چندروز اتفاقیہ غفلت رہی اقول خدا سے ڈرو خود اقرار کرتے ہو کہ تیس برس خلافت عدل رہی ان تیس برس کو بلفظ چند روز جو تعبیر کرتے ہو کچھ بھی خدا کا خوف ہی بڑا تعجب ہی کہ ایسے ایسے عاقل ایسے ایسے خدا کا کلام سمجھنے والے قرآن کے جمع کرنے والے احکام قرآن کے بشدت تمام جاری کرنے والے متقی متورع تیس برس تک غفلت اتفاقی مین پڑے رہین قال اوس زمانہ کے بعد کے لوگون نے اوس فی الحال کو امر قصدی اور ارادی سمجھا

اقول ڈہول کا ثبوت بھی کچھہ ہی یا بدلیل جو دل مین آتا ہی لکھہ رہے ہو واقع مین وہ ڈہول نتھا بلکہ عین مدعا قرآن تھا جسپر اونھون نے اجماع کرکے عمل فرمایا اور واقع مین اوس زمانہ کے لوگون نے اونکے فعل کو امر قصدی اور ارادی ہی سمجھا تھا اور جیسا اونھون نے سمجھا تھا حقیقت مین ویسا ہی تھا اگر تمھارے پاس کوئی دلیل غفلت کی ہی تو پیش کیون نہین کرتے **قال** اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا مین اندھیرا کردیا **اقول** قبل از ظلمت تقلید تو اندھیرا نتھا اوس زمانہ مین اگر کیسینے اصحاب کبار کے برخلاف معنا آیت کا سمجھا تھا تو اوسنے کیون نہین مشعل روشن کی مگر نیچری آگ آپنے بارادہ اطفاء نور قدیم کے جلائی ہی يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○ آپکی وہی مثل ہی جو قرآن مین وارد ہی مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ○ پھر یہہ بھی غور فرمائیے کہ باب تقلید تو بہت مدت بعد کھلا ہی ائمہ مجتہدین تو مقلد صحابہ تھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو صحابی کی تقلید سے قیاس کو بھی ترک نہین کرتے چنانچہ وہ فرماتے ہین کہ نحن رجال وہم رجال ہم بھی آدمی ہین اور وہ بھی آدمی تھے بھلا ایسا شخص جو قیاس کو بھی صحابی کے قول پر مقدم رکھتا ہو نص صریح کے مقابل مین اصحاب کی تقلید کسطرح جبر کرسکتا ہی ہان امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ البتہ زیادہ تر متوجہ بطرف تقلید اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہین سو وہ بھی اسیقدر جائز رکھتے ہین کہ قیاس کو اونکی تقلید سے چھوڑ دیا ہی نہ یہہ کہ نص صریح کے مقابلہ مین بھی تقلید صحابی کی کیجاوے چونکہ ائمہ اربعہ تک تقلید کا تذکرہ بھی بہت ہی کم تھا اور بعد اونکے بھی ایک مدت مدید تک علما ایسے ایسے مجتہد ہوئے کہ پابند تقلید نتھے بلکہ اکثر ائمہ اربعہ سے مسائل مین خلاف کرتے تھے پس مقولہ مجتہد کا کہ اوسکے بعد دنیا مین ظلمت تقلید نے اندھیرا کردیا صاف غلط اور محض دھوکا بازی اور ضلالت اور اضلال ہی **قال** اور از خود بلا قصد اجماع اسپر اجماع ہوگیا **اقول** بھلا کوئی شخص بجز مجنون یا سفیہ کے یہہ بات کہہ سکتا ہی کہ بلا قصد اجماع

ہوگیا کیا یہ اقوال مجتہدین علمائے امت درباب جواز استرقاق بلا قصد حالت خواب مین اونکی زبان سے نکلے تھے یا بطور ہزل کے اونھون نے کہے تھے جو یہ کہا جاوے کہ بلا قصد اجماع ہوگیا ان اغلوطات سے کچھ حاصل نہین **قال** تفصیل اوسکی یہ ہے **اقول** اجمال تو دیکھا گیا کہ اوس سے سراسر الحاد مجتہد کا پیدا تھا اب تفصیل کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اوس سے دیکھیے کیا گل کھلتے ہین **قال** عرب مین رواج لونڈی غلام کا اور لڑائی کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانیکا ایسا قدیم چلا آتا تھا اور ایسا عجیب نہ سمجھا جاتا تھا کہ کسی کے دل مین اسکا خیال بھی تھا کہ اوسکی موقوفی ہوگی **اقول** ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ شارع علیہ السلام نے ہر طرح کے مروج غلامی کو جائز نہین رکھا صرف اوسی غلامی کو جو مبنی بر قواعد عقلیہ تھے جائز رکھا اور باقی کو بذریعہ حکم صاف کے بند کر دیا اور وہ غلامی جو جائز رکھی گئی تھی صرف وہی تھی جو کفار عرب بایکدیگر لڑکر از روی ظلم و استیلا کے ایک دوسرون کو یا اونکی ذریت کو قید کر لاوین چنانچہ ابتک اوس طرح کی غلامی شرعاً باتفاق علما جائز ہے اور یہ قول کہ ایسا قدیم چلا آتا تھا آخر تماماً غلط ہے مجتہد صاحب نے ابتک کوئی دلیل اسپر پیش نہین کی اور بلا دلیل تو ہم انکی بات پر اعتقاد نہین کرتے علاوہ برآن قدامت مستلزم اسکی نہین کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نگذرے اگر اسکا ملازمہ پر مجتہد صاحب کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش کرین سوا اسکے بہت رسمین جاہلیت قدیمہ کی عرب مین تھین اور نیز عیب شمار کی جاتی تھین یک لخت موقوف ہوگئین علاوہ بر رسوم جاہلیت کے بعض امور جو شرائع سابقہ مین بھی جائز تھے اور قدیم سے چلے آتے تھے مجرد ایک حکم کے ایک آن مین موقوف ہوگئین قدامت کسی چیز کی مستلزم اسکی نہین کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نہ آوے اور پھر نگذرے تا خیال موقوفی کا کسی کے دل مین مستلزم اسکا نہین کہ بروقت عہد ورود حکم تحریم کے موقوف نہو جاوے **قال** اس خیال کو بعض واقعات ابتدائے زمانہ اسلام نے جنمین لڑائی کے قیدیان کو بطور رسم زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اور نیز مذہب اسلام کے اون احکام نے جنسے وہ لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے اور

متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تھے اور بھی زیادہ محکم اور پختہ کر دیا تھا
اقول ابن عابدوٹ کی تقریر سے جو سب بالفاظ مجہول ہی کچھ مدعا ثابت نہوا یہ جو کہتے ہو کہ لڑائی کے
قیدیون کو بطور رسم زمانۂ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اس سمجھا کا فاعل کون ہی یعنی یہ سمجھنے والا کون
ہی آیا پیغمبر صلعم ہین یا کوئی اور ہی اگر پیغمبر صلعم ہین تو ہم یہ پوچھتے ہین کہ اونھون نے مطابق حکم خدا
ایسا سمجھا یا برخلاف حکم خدا کے اگر مطابق حکم خدا کے سمجھا تو عین شریعت اور واجب الاتباع
ہی اور اگر کوئی شخص پیغمبر خدا کی ایسی سمجھ کو برخلاف حکم خدا کے سمجھتا ہی تو ہر آئینہ کافر و زندیق ہی
اور اگر وہ سمجھنے والا کوئی اور ہی تو اوسکی ایسی جاہلیت کی سمجھ کی اقتدا پیغمبر صلعم نے کیون کی غور تو
کیجیے کہ جو شخص کہ باعلان تمام یہ فرماوے أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ مُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ
الْجَاهِلِيَّةِ مبغوض ترین آدمیون کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہی جو اسلام مین رسم جاہلیت کا
خواہان ہو بھلا وہ شخص کسطرح کسی کی تجویز کی ہوئی اور سمجھی ہوئی رسم جاہلیت کے اجرا کا روادار
ہو سکتا ہی جسکو یہ حکم صریح ہی إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا
أَرَاكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ہمنے اوتاری تجھپر یہ کتاب حق کے ساتھ تاکہ تو حکم کرے
آدمیون مین مطابق اوسکے جو خدا نے تجھکو دکھایا ہی اور نہو تو خیانت کرنے والون کیطرف سے
جھگڑنے والا یعنی خیانت کرنے والون کا مددگار نہو جسکو یہ حکم صریح ہو وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ
بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ
اللّٰهُ إِلَيْكَ اور یہ کہ حکم کر تو درمیان لوگون کے مطابق اوسکے جو خدا نے نازل کیا ہی اور نہ پیروی
کیجیو اونکی خواہشون کی اور بچتا رہیو اونسے کہ تجھکو فتنے مین نڈالین یعنی نہ ہٹا دین بعض
اوس چیز سے کہ خدا نے اوتاری ہی تجھپر قیامت آگئی کہ با اینہمہ تاکیدات شدید وہ شخص خائنین
اور جہلا کی پیروی کرے اور خدا کا حکم نمانے تَكَادُ السَّمٰوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ
الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا قریب ہی کہ پھٹ پڑین آسمان اس بات سے اور پھٹ جاوے
زمین اور گر پڑین پہاڑ ٹکڑے ہو کر اور یہ جو کہتے ہو کہ مذہب اسلام کے اون احکام سے جن سے وہ

لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے آپ ہی فرمائیے کہ یہ احکام قرآن و حدیث کے جنکی رو سے رقیت اون رقیقوں کی تسلیم کی گئی تھی کسکی تھی آیا خدا ہی کی تھی یا کسی اور کی تھی اگر خدا کی تھی تو جب بموجب احکام خدا کے رقیت تسلیم کی گئی اور جب اون احکام سے تسلیم رقیت کو استحکام ہوا تو یہ جو آپ دعوی کرتے تھے کہ بموجب رسم زمانے کے تسلیم کی گئی تھی صاف جھوٹھا ہو گیا اور جب بموجب احکام خدا کے رقیت تسلیم کی گئی تو یہ تسلیم عین شریعت ہی اور جب تک یہ تسلیم بکلمات نص منسوخ نہو گی تب تک ابد الآباد قائم و دائم رہیگی لَا مُبَدِّلَ لِحُکْمِہٖ اوسکے حکم کا کوئی بدلنے والا نہین اور یہ جو آپ فرماتے ہین اور متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تھے الخ اس سے مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا یعنی بعد ان سب امور کے معاملہ رقیت کا محض رسم و خیال ہی نہ رہا بلکہ جب احکام قرآن و حدیث اوسکی نسبت متعدد صادر ہوئے اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر نے اسارے کو لونڈی غلام بنایا تو اب معاملہ شرعی ہو گیا اور خیال و رسم کا جو شبہہ ہوتا تھا وہ بھی جاتا رہا اور معاملہ پکا شرعی مثل اور معاملات شرعیہ کے پختہ ہو گیا یہان ایک بات اور بھی قابل بیان ہی مجتہد دہر نے اوپر لکھا ہی کہ اس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی سے نتھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اس آیت سے غفلت ہو گئی یہان یہ فرماتے ہین مذہب اسلام کے اون احکام نے جن سے کہ لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی غلام ہو گئے تھے بطور لونڈی غلام کے تسلیم کیے گئے اور متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تھے اس تقریر سے مجتہد دہر کی تقریر سابقہ صاف باطل ہو گئی اور ظاہر ہو گیا کہ سبب اجماع یہی احکام مذہبی منصوصہ قرآن و حدیث ہین اور اجماع امت بسبب انہین احکام کے اسپر منعقد ہوا کہ رقیت بلا قید زمان کے عموماً شرعاً جائز ہی اور احکام منصوصہ مخصوص کسی زمانہ کے ساتھ نہین ہین پس جو شخص کہ مدعی خصوصیت احکام مذکورہ کا ساتھ زمانہ بدو اسلام کے ہی ہر آئینہ مخالف جماعت و اجماع کے ہی اور قول اوسکا بسبب مخالفت اجماع ہر آئینہ مردود ہی

قال آخر غزوات مین آیت من وفدا نازل ہوئی **اقول** یہ بات غیر مسلم ہی کہ آخر غزوات مین نازل

هوئی اسقدر تحریر طویل مجتهد عصر نے کی مگر اب تک اوسکے اثبات پر کوئی دلیل شرعی بجز توہمات و
تخیلات فاسدہ کے پیش نہین کی مگر تسلیم اسکی بھی ہم یہ کہتے ہین کہ پیغمبر بھی تو اساری کا لونڈی و غلام
بنانا پیغمبر صلعم نے جائز رکھا اور قتل بھی جائز رکھا چنانچہ ہوازن سے ایک آدمی کو پکڑوا کر قتل کرا دیا
اور ذریات مین سے خمس آپ لیا اور باقی کو اصحاب پر تقسیم کر دیا اور خمس مین سے ایک یا دو لڑکیان
عمر بن خطاب رض کو عطا فرمائین اور غزوہ اوطاس مین جسقدر اسیر یا غنیمت مین آئین اونکو اصحاب
کو بانٹ دیا چنانچہ یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ہمنے ثابت کر دیے ہین پس بعد اس آیت کے بھی حکم
جواز رقیت مین بعہد جناب رسالتمآب صلعم کچھہ فرق نہ آیا اور بدستور بموجب فرمان پیغمبر صلعم
کے جاری و نافذ رہا **قال** دوسری آیت مین بھی قیدیون کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوئے **اقول**
مین احکام محصورہ کو نہین سمجھا آیا یہ کوئی قسم احکام کی ہے جیسا منصوص اور مفسرہ اور محکمہ
اور ظاہرہ یا کچھہ اور اس سے آپکی کیا مراد ہے عنایت فرما کر اسکی شرح فرما دیجیے **قال** و اونکا لونڈی
و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین بلکہ بوجہ حصر باطل کیا گیا **اقول** ہرگاہ کہ بقول مجتہد کے
رسم غلامی رسم قدیم تھی اور اوسکے متروک ہو جانیکا کسیکو خیال بھی نتھا اور احکام قرآن و احادیث
اور اغراض پیغمبر صلعم سے زیادہ تر استحکام اوسکا ہو گیا تھا پس مقتضای بلاغت قرآن اور مقتضای
حال تو یہ تھا کہ اوسکے ترک اور ممانعت کا حکم بہت تصریح سے بالفاظ صریح بہت ہی تاکید کے
ساتھہ نافذ ہوتا جسطرح پر حکم حرمت خمر و ربا نافذ ہوا ہے نہ یہ کہ بالفاظ غیر صریح مجملہ خفیہ سے اور پھر
کہ احکام جواز رقیت ایسی منصوص اور مفسر اور صاف جواز رقیت پر دلالت کرتی ہین کہ اونمین
کسی بات دان کو شک و شبہ نہین ہے پس خالی اس سے نہین کہ وہ احکام دالہ اوپر جواز رقیت کے
منسوخ ہو گئی یا بدستور باقی ہین اگر بدستور باقی ہین تو دعوی ابطال کا باطل ہے اور اگر منسوخ
ہو گئی تو یہ آیت اونکی ناسخ ٹھہری اور چونکہ آپ خود مقر ہین کہ ابطال استرقاق بالفاظ صریح نہین
پس جو آیت کسطرح پر ناسخ احکام منصوصہ مفسرہ کے ہو جو ایسے صریح ہین کہ اونکی صراحت مین آپ
کو بھی شبہہ نہین ہے اور اونھین احکام کی بنا پر آپ بھی مقر ہین کہ ابتدای اسلام مین

رقیت اسلام مین بھی تسلیم کی گئی نہین ہو سکتی کیونکہ جو احکام مفسر اور بہت صاف ہین وہ کسی دلیل مجمل اور خفی سے منسوخ نہین ہو سکتے اب رہا حصر سو اوسکا بھی یہ حال کہ کوئی لفظ اوس آیت مین ایسا نہین کہ حصر پر دلالت کرتا ہو اگر آپ یہ کہین کہ کلمہ امّا واسطے حصر کے ہی تو ہم کہینگے کہ غلط بات ہی ہینے اوپر ثابت کر دیا ہی کہ وہ مادّہ مانعۃ الجمع مین بھی جیسا کہ یہان ہی مستعمل ہوتا ہی اور دیگر معانی مین بھی سوا حصر کے مستعمل ہی پس ادعاے حصر بلا دلیل باطل ہی اگر آپ کہین کہ فخر رازی نے لکھا ہی کہ اما و انما واسطے حصر کے ہی تو ہم کہینگے کہ لغت عرب مین جیسے آپ ویسے فخر رازی فرق اتنا ہی ہی کہ وہ بلدہ رے عراق عجم کے ہین آپ بلدہ دہلی ہندوستان کے ہین کسی عرب عرباء کا قول سند لائیے یا کسی نحوی یا عالم لغت کے قول سے استدلال فرمائیے اور ہر گاہ اہل حجاز قریش اور دیگر عرب عرباء نے کلمہ اما کو مفید حصر نہین سمجھا تو بالیقین جاننا چاہیے کہ وہ کلمہ ہرگز واسطے حصر کے نہین اگر واقع مین یہ کلمہ مخصوص واسطے حصر کے ہوتا تو اہل زبان کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی بلا شک ایسا ہی سمجھتے اور بمقتضاے حصر کے عمل فرماتے اور اوپر جواز استرقاق کے بلا تردد ان اجماع نہ کرتے بھلا اورون کا تو مذکور ہی کیا ہی خود صاحب وحی نے بھی کہ جنسے زیادہ کوئی قرآن کو نہین سمجھتا اما کو اس آیت مین مفید حصر نہین سمجھا اگر ایسا سمجھتے تو اسارے ہوازن اور اوطاس وغیرہا کو کیون رقیق بنا لیتے اور بعض ہوازن کو کیون قتل کرا دیتے **قال** بعد نزول اس آیت کے جناب رسول خدا صلعم اگرچہ تمام اسارے ہین وفدا کیا الا جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا **اقول** سراسر جھوٹھ بات ہی اسارے مذکور کو فدیہ لیکر چھوڑا تھا او سیحکم صریح ممانعت کا نافذ ہوا اور پھر کسی محارب مقاتل کو نہ فدیہ لیکر چھوڑا نہ احسان رکھکر بلا فدیہ چھوڑا چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر گئی اور مجتہد عصر جو یہ فرماتے ہین خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا تکذیب اس قول کی خود اونھین کے قول سے جو بیان جنگ بنی جذیمہ مین فرمایا ہی ظاہر اور اوس قول سے ظاہر ہی کہ اکثر اصحاب کو اس پر اچھی طرح علم تھا اور اچھی طرح سے معنی آیت کے سمجھے تھے علاوہ ازین ہم کہتے ہین کہ خیال حصر کے کیا معنی بر خلاف حصر ہمیشہ عمل مین آتا رہا یہ قضیہ شرطیہ جناب مجتہد دہر کا

کہ (جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا) عجیب قضیہ قابل تماشا ہی کہ مقدم کو تالی کسیطرح پر لازم نہین یعنی ہونا عمل کا اوپر قتل و استرقاق و من و فداد کے قبل از نزول آیت عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز کے درمیان من و فدا کے مستلزم اسکا ہرگز ہرگز نہین کہ عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز من و فدا پر خیال نہووے دیکھو قبل از نزول آیات تجدید نکاح و منع جمع بین الاختین کے عمل اوپر ازدواج ما فوق الاربع اور ما دون الاربع اور جمع بین الاختین اور عدم جمع پر ہوتا تھا اگر عمل سابقہ موجب عدم لحاظ ہوتا تو لازم آتا کہ حسب طرح بقول مجتہد آیت من و فدا مین خیال حصر پر نہوا ایسی ہی اون آیات مین تحریم ما فوق الاربع اور تحریم جمع بین الاختین پر بھی خیال نہوتا واللازم باطل فالملزوم مثلہ غرضکہ سب قضیہ دلائل مجتہد دہر کے تمامتر وہمیات بر خلاف ضوابط علوم اصول میزان و مناظرہ سکے ورسب ہیچ و پوچ ہین پھر ہم یہ دریافت کرتے ہین کہ حصر پر کسکو خیال نہوا آیا پیغمبر صلعم کو نہوا یا اصحاب کو نہوا اگر پیغمبر صلعم کو خیال نہوا تو صاف ثابت ہوا کہ واقع مین ادعائے حصر غلط اور خلاف مراد صاحب وحی کے ہے اور اگر اصحاب کو خیال نہوا تو پیغمبر صلعم نے کیون خیال نکرایا اور کیون خیال نہوا کیا تبلیغ اوس آیت کی باعلان تمام مثل تبلیغ دیگر آیات قرآن کے نہ فرمائی گئی تھی اور تعمیل حکم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کی کچھ بھی نہین کی گئی دیکھو تو علمائے علم معانی و بیان اس آیت کی تفسیر مین کس طرح خوبی کے ساتھ مین کلمات آیت سے اس بات کو ثابت فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے ذری سی بات کی تبلیغ مین بھی کسیطرح کی غفلت نہین کی اور جو احکام نازل ہوئے اونکا ایسا اعلان کیا کہ کسیطرح کا شک و شبہہ تبلیغ مین نرہا چنانچہ بتائید اونکے بخاری روایت کرتے ہین عن عایشۃ قالت من حدثک ان محمدا علیہ السلام کتم شیئا مما انزل علیہ فقد کذب وھو یقول یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ عایشہ رض فرماتی ہین کہ جسنے یہ بات تجھسے کہی کہ محمد علیہ السلام نے اوس مین سے جو خدا نے اوسپر اوتاری ہی کچھ بھی چھپایا تو اوسنے جھوٹ بولا شان یہ ہی کہ خدا فرماتا ہی اے رسول اچھی طرح سے پہونچا دے لوگون کو کل

اوس چیز کو جو تجھپر اوتری ہی تیرے پروردگار کیطرف سے اور اگر ایسا نکیا تو تو نے اوسکی پیغمبری کی کچھ
بھی تبلیغ نکی اور اگر درحقیقت تبلیغ کامل ہو گئی تھی تو باوجود سمجھہ لینے حکم اور تبلیغ کامل کے کیا وجہ
تھی کہ کسیکو بھی خیال نہوا پانچ حال سے خالی نہین کہ یا کلمہ انما کا از روے لغت عرب کے مفید حصر نہین
یا اوسکے باب حصر کے اوسمین کچھہ اجمال ہی یا یہ کہ حکم حصر وجوبی نہین یا یہ کہ دیدہ و دانستہ اوس حکم کی تعمیل نہین
کی یا یہ کہ وہ معنی انما سے واقف نتھے صورت خامسہ تو نہایت مستبعد ہی بلکہ ممتنع ہی کیونکہ اصحاب
پیغمبر صلعم خاص عرب تھے اور اونمین اکثر لوگ قریش تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی فانما
یسرناہ بلسانک الآیہ صورت رابعہ کے قائل کو ہم سخت بددین اور ملحد سمجھتے ہین اور واقع
مین ایسا قایل ایسا ہی ہی کہ پیغمبر صلعم اور جملہ اصحاب کبار اور خیار امت کو جنکا خیر القرون ہونا بخبر
مخبر صادق ثابت ہو چکا ہی اونکو فاسق و شر القرون کہتا ہی صورت ثالثہ ہمارے مفید ہی اور صورت
ثانیہ بھی ہمارے مدعا کی مفید ہی کیونکہ در صورت اجمال کے اصحاب رضوان اللہ علیہم پر یہی امر واجب تھا
کہ اوس اجمال کی تفسیر بیان قولی یا فعلی صاحب وحی علیہ السلام سے دریافت کرتے اور چونکہ بیان فعلی
واقعہ ہوازن اور اوطاس وغیرہ میں آگے یہ بات ثابت ہو گئی کہ انما واسطے حصر کے نہین تو جواز استرقاق
پر جو اونھون نے عمل فرمایا آیہ مبینہ عمل اونکا مطابق آیہ مفسرہ کے ہوا صورت اولی عین مدعا ہمارا ہی
قال اور اوسکے بعد قلیل زمانے مین رسول خدا صلعم نے رحلت فرمائی اقول اگر قلت اضافی مراد ہی تو ابتدا سے
انتہا تک خود زمانہ دنیا ہی قلیل اور چند روز ہی اور اگر فی نفسہ اوس زمانہ کو دیکھیے کہ جس روز سے آپ دعوی
تحریر ثابت نزول آیت کا کرتے ہین تا روز وفات پیغمبر صلعم کتنا ہی تو دو برس اور چار مہینے ہوتے ہین
یہ کچھہ زمانہ قلیل نتھا اس مدت مدید مین تو بارہا سورہ محمد صلعم نماز مین اور تلاوت مین اصحاب پیغمبر صلعم نے سنی
اور پڑھی ہو گی اور چونکہ یہ آیہ بنسبت ایک امر اہم متعلق جہاد کے نازل ہوئی تھی اور اس عرصہ مین
بہت سے سرایا اور بعوث حضرت نے جہاد کے واسطے بھیجے ممکن نتھا کہ اس حکم سے جو منجملہ امور اہمہ متعلقہ
جہاد کے تھا سرایا اور بعوث اور امیران لشکر کو اطلاع نہ دی ہو اسکے بعد جو احکام نازل ہوئے ہین اونکی تو
بہت اعلان کے ساتھہ منادی فرمائی گئی احکام سورہ براءت کے واسطے ابو بکر صدیق رض اور علی مرتضی رض کو بھی

مامور ہوئے کہ عین بروز نحر اوسکی منادی کرادین طواف عریان کی ممانعت کی بھی ایسی ہی منادی
کرائی گئی بڑا تعجب ہی کہ صرف یہی ایک حکم باوجودیکہ احکام سورہ براۃ سے اور چند احکام آگے پیشتر نازل
ہو چکا تھا اعلان وتبلیغ سے باقی رہگیا اور احکام مابعد کے اعلان مین زمانہ قرب وفات کچھہ موثر نہوا
صرف اسی حکم مین موثر ہو گیا علاوہ بران حضرت نے اگر حلت فرمائی آیت تو قرآن مین موجود تھی وہ
تو نہین اوٹھہ گئی تھی بڑا تعجب ہی کہ کسی صحابی سے نہ حضرت کی حیات مین اوسکو پڑھا نہ بعد وفات کے
پڑھا اور اگر کسی صحابی کو بھی اوسکی اطلاع تھی اور کسیکی تلاوت مین وہ نہین تھی تو وہ متواتر نہ ہوئی
اور جب متواتر نہوئی تو قرآن ہونا بھی اوسکا باطل ہو گیا خلاصہ مدعا یہ ہی کہ یہ آیت متواتر ہی یا نہین
اگر متواتر ہی تو صدہا صحابیونکا علم اوسپر ضرور ہی اور اگر متواتر نہین تو جزو قرآن نہین بر شق اول
جو باوجود شہرت تامہ اور تواتر عامہ کے زبان زبان ودہان ودہان تھی عمل اوسپر صحابکا نہوا تو ایا بحث
اوسکا وہی وجوہ خمسہ ہین جو ہمنے لکھین ہین یا اور کچھہ اگر اور کچھہ ہی تو بیان کیجیے اور جو کوئی وجہ
اونھین وجوہ خمسہ سے ہی تو بیان اونکا اوپر گذر گیا **قال** صحابہ کے زمانے مین اوسپر خیال نہوا جو وجوہ
مذکورہ بالا کچھہ تعجب کی بات نہین ہی **اقول** کوئی وجہ ایسی کہ باعث زوال تعجب ہو آپ نے
بیان نہین فرمائی بعد تحریر چند کلمات لایعنی کے ایک دھوکے کی بات یہ لکھدی کہ کچھہ تعجب
کی بات نہین دیکھہ لو وجوہ خمسہ مرقومہ بالا کو اوسکے بعد رفع تعجب اور استبعاد کے کوئی وجہ
معقول پیش کرو ورنہ ایسے لغویات آپکے تو کوئی صاحب عقل پسند نکریگا **قال** شراب کی حرمت
نازل ہونیکے بعد کوئی نہین سمجھا تھا کہ شراب حرام ہو گئی ہی یہانتک کہ تین دفعہ اوسکی حرمت
نازل ہوئی **اقول** سراسر افترا اور کذب بہتان صریح ہی حرمت کی یہی ایک آیت ہی اِنَّمَا الْخَمْرُ
وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ
اسکے بعد یہ ہوا کہ تمام مدینہ مین منادی حرمت کی کرا دی گئی اور بیع خمر اور تداوی بالخمر حرام
کر دی گئی اور ظروف جو خمر کے تھے توڑوا دی گئی یہانتک کہ اونکے سرکہ بنانے کی بھی اجازت نہ دی گئی
اور حرمت خمر کے پہلے جو ظروف تھے اونکے استعمال کی بھی ممانعت فرمائی گئی تا اوسکے پینے والے پھر

حکم اجر احد کا نافذ ہوا اصحاب مین ایسا کوئی نہ رہا کہ جسنے حکم حرمت نہ سمجھا ہو آیت تحریم سے پہلے کی
آیت وہ ہی جو سورہ نسا مین ہی چنانچہ یہ بات حدیث ابوداؤد سے ثابت ہی اور وہ آیت یہ ہی یا ایہا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ﴿﴾ ای
مومنو پاس نجاؤ نماز کے اوس حال مین کہ تم نشہ مین ہو جب تک کہ سمجھنے لگو اوس بات کو جو تم کہتے ہو سو
اس سے کچھ حرمت خمر کی ثابت نہین ہوتی صرف حکم ہی کہ جب تک نشہ مین ہو تب تک نماز کو نہ آؤ اور نہ اوس وقت
پیغمبر صلعم نے کچھ ممانعت فرمائی تھی چنانچہ بعض اصحاب پیتے تھے اور حضرت صلعم کو بھی اوسکی اطلاع تھی اگر ممنوع
و حرام ہوئی ہوتی تو بیشک پیغمبر صلعم اونکا تدارک کرتے اور جسطرح بعد نزول آیت تحریم کے منادی تشدد
فرمایا پہلے ہی ایسا تشدد اور منادی کرلیتے البتہ اسقدر بیشک ہی کہ پیغمبر ایسی ایسی چیزون سے کہ جنسے عقل
مین فتور و فساد آجاتا ہی اور باعث غفلت ہین ہمیشہ محترز رہے ہین اور گو کہ اورون کے حق مین قبل تحریم
مباح سمجھتے تھے پھر بھی مکروہ جانتے تھے مگر قبل از نزول آیت تحریم حکم تحریم کا نہین دیا اگر بطور فرض محال ہم
بھی فرض کرین کہ پہلے کسی آیت مین خمر حرام ہوئی تھی اور بسبب کسی قسم کے اجمال کے اسنے حرمت اوسکی نہین سمجھی تھی اور نیز محتاج بیان کی
رہی اور جب بیان اوسکا آیت ثانیہ سے ہوگیا تو وہ آیت بھی مفسر ہوگئی یہ بات ہمارے مدعا کو موافق ہی نہ مجیب کے کیونکہ اس نظیر سے یہ بات
ثابت ہوئی کہ آیت من و فدا در باب وجوب من و فدا کے مجمل ہی جسطرح آیت تحریم خمر مجمل تھی اور محتاج بیان کی ہی
اب دیکھا جاوے کہ بیان اوسکا قولاً یا فعلاً شارع علیہ السلام کیطرف سے ہوا جیسا کہ بیان آیت تحریم خمر کا ہوگیا یا نہوا اگر
نہوا تو متشابہات مین داخل رہی اور عمل اوس پر متعذر ہوگیا اور اگر بیان ہوگیا ہی تو مفسر ہوگئی سو ہم دعوی
کرتے ہین کہ اوسکے بیان فعلی کے واقعہ ہوازن اور اوطاس اور بنی قریظہ و خیبر وغیرہا کے بیان اوسکا
ہوگیا اور من و فدا واجب ٹھہرا اسلیے کوئی بیان ایسا کہ جس سے وجوب من و فدا ثابت ہو ثابت نہین کیا
پس یہ نظیر آپکی ہمارے موافق مدعا ہی نہ آپکے ہم اسکا انکار نہین کرتے کہ کوئی کلام ایسا ہو جسکو اہل زبان نے
خوب سمجھا ہو مگر اہل زبان کے نسمجھنے کے واسطے کوئی امر مانع فہم لغت ہو ہر آئینہ ضرور ہی کچھ وجوہ تخصیص
منحصر
قال بیع امہات اولاد ممنوع ہونے پر ابتدائے عہد خلافت حضرت عمر تک بیع ہوتی رہی
اقول اس سے آپکا مدعا ثابت نہین ہو سکتا آپکا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ جب صحابہ کا اجماع حضرت عمر کے

کی خلافت تک اسپر ہوتا کہ بیع امہات اولاد جائز ہی اور چونکہ اجماع صحابہ کا اسپر کبھی نہین ہوا بلکہ دو مین آدمی
کا یہ گمان تھا کہ بیع امہات اولاد جائز ہی اور اون تک وہ حکم تحریم نہین پہونچا تھا اور اور صحابہ سب اوس
حکم سے مطلع ہو گئے تھے پس ناواقفیت دو تین آدمی کی منجملہ ہزارون آدمیون کے کچھ مستبعد نہین برخلاف
ما نحن فیہ کے کہ خود باعتراف آپکے کوئی بھی قائل وجوب من وفدا کا نہین ہوا علاوہ برآن وہ خبر جسمین
ممانعت امہات الاولاد کی ہی متواتر نہین بلکہ خبر مشہور بھی نہین ہی پس بحالت عدم تواتر کے ناواقفیت
دو تین یا دس بیس کی منجملہ ہزارون کے کچھ مستبعد نہین مگر چونکہ آیت من وفدا متواتر ہی اوس سے ناواقفی جملہ اصحاب
پیغمبر صلعم کی بالبدیہہ باطل ہی **قال** متعہ کے غیر ممنوع ہونے پر متعدد صحابہ بلکہ حضرت علی مرتضی رض کو بھی
خیال تھا **اقول** کلام این بعینہ وہی کلام ہی جو بیع امہات الاولاد مین گذرا مگر یہ بات غلط ہی کہ حضرت
علی رض کو بھی خیال تھا کیونکہ بخاری اور مسلم اور موطا مین راوی حدیث متعہ کے خود جناب علی مرتضی رضی اللہ
عنہ ہی ہین اور کتب احادیث اثنا عشریہ مین بھی روایت حرمت متعہ کی خود اونھین عالی جناب سے ہی گو کہ
وہ کسی طرح پر محمول ہوا اور یہ مسئلہ تو کسی طرح بھی نظیر ناواقفی مسئلہ ما نحن فیہ کے نہین ہو سکتا کیونکہ ابتک اس مسئلہ
مین علماء اسلام کا اختلاف باقی ہی ایک فریق اوسکو جائز دوسرا فریق ناجائز کہتا ہی اور اوس مسئلے پر انعقاد
اجماع صحابہ مین بھی باہم کلام ہی **قال** خلفاء راشدین کے زمانے مین اسپر خیال نہونیکا یہ بھی سبب ہوا کہ اونکے
وقت مین اس مسئلے پر بحث ہونیکا بہت کم موقع ملا **اقول** اول تو دعوی نہ خیال ہونیکا ہی باطل ہی
اوسپر مجتہد صاحب کے پاس کیا دلیل ہی جب برابر حکم استرقاق جاری رہا تو نہ خیال ہونا مجتہد صاحب کا
خیال باطل ہی ثانیاً نہ ملنے موقع کا دعوا بھی سراسر باطل ہی موقع بحث کا احکام متعلق جہاد مین جیسی وقت
غلبہ جہاد کے جو خلفاء راشدین کے ہی وقت مین تھا کونسا زیادہ ہو سکتا ہی اگر آیت من وفدا کا مطلب مطابق
خیال باطل مجتہد کے ہوتا تو بیشک و شبہہ یہی وقت تھا کہ اوس وقت مین اوسپر بحث واقع ہوتی بلکہ یہی زیادہ
ضرورت بحث کا وقت ابتک تو کوئی بھی پیش نہین آیا تا ملک کا اسیران بنی حنیفہ کے بحث مین خود قرار
کرتے تھے کہ حضرت صحابہ آیت من وفدا سے واقف تھے اور اسی سبب سے اونھون نے قتل اسیران کا انکار کیا تھا
مین حیران ہون کہ میان برخلاف اسکے دعوی خیال نہونے کا کس زبان و دہان سے فرماتے ہین لیکن ظاہر ہوا

کہ یہ مغالطہ مجتہد کا تقلید گمراہوں کے ہے وبس **قال** حضرت ابوبکر صدیق رضی کی خلافت مرتدین کے مطیع کرنے مین ختم ہو گئی **اقول** چھوٹی بات اور سراسر افترا ہے مرتدین سے گذر معاملہ رہا فتوح شام اور عجم اور فتح بلاد دمشق و بعض بلاد روم بہ سپہ سالاری خالد بن ولید کس کی خلافت مین ظہور مین آئی ماشاء اللہ جناب مجتہد عصر کو جیسا اور علوم مین زیادہ تر دخل ہے علم تاریخ و سیر مین بھی اوس سے کچھ کم نہین علاوہ بران مصروف رہنا بطرف مرتدین کے مانع اسکا نہین کہ احکام قرآن کے اجرا سے غفلت کی جاوے اور اونکو صفحہ خیال سے بھی محو کر دیا جاوے آخر ہزارون احکام شریعت کے جاری کیے جاتے تھے تعجب ہے کہ صرف اسی ایک حکم کی اجرا مین ابوبکر صدیق رض اور جمیع صحابہ کو غفلت ہو گئی **قال** اور حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض کے زمانہ مین دار الخلافت سے بہت دور دور کے فاصلے پر لڑائیان ہوئین **اقول** اس سے عدم توجہی یا نہ ملنا موقع بحث کا آیت من عند خدا پر کسطرحپر لازم آیا سنن و مستحبات پر تو صدہا مسائل مین بحث کا موقع ملتا رہا کیا وجہ تھی کہ صرف اسی ایک امر اہم کی نسبت کسی بات کا موقع نملا اور برخلاف اوسکے عمل فرماتے رہے ایسے خلیفہ نامی کہ جاری کرنا اونکا احکام قرآن کو بشدت و کد و جہد عالم مین معروف و مشہور ہے کسطرحپر روادار جاری رہنے ایک امر نامشروع کے جو قرآن سے ممنوع ہے ہوئے **قال** حضرت علی مرتضی رض کی خلافت آپس کے جھگڑے مین انجام ہوئی **اقول** شاید مجتہد عصر کے ذہن مین یہ ہو کہ تمام مدت خلافت مین کبھی اونھون نے ختم قرآن نہ فرمایا اور پہلے اوس سے جو قرآن پڑھا تھا یا سنا تھا وہ بھی اوس جھگڑے مین بھول گئے کہ آیت قرآنی خیال مین بھی نرہی **قال** اور امام حسن علیہ السلام کی خلافت تو آفتاب یوم باران کے مانند تھی **اقول** جناب مجتہد صاحب آپکی ان وجوہ فاسدہ سے تو یہ بات لازم آئی کہ موقع توجہ کا صرف اس آیت کی طرف متعذر یا محال ہے لڑائی جھگڑے بھی مانع توجہ کے ہین خالی بیٹھنا بھی مانع توجہ ہے جہاد اوپر مرتدین اور کفار بلاد قریبہ کے بھی مانع ہے بلاد بعیدہ پر جہاد کے لیے لشکر بھیجنا بھی مانع توجہ ہے تھوڑے دنون کی خلافت بھی مانع ہے بہت دنون تک کی خلافت بھی مانع ہے **حکایت** ایک نیل گودھوانے والے کی کہ صورت شیر کی اپنے جسم پر گدھوانا چاہتا تھا آپکے ارشاد سے مجھے یاد آئی ہے کہ ہمین اور وہ بھی نہین ہے یا دلی کہ لکھتا ہون **مثنوی** این حکایت بشنو از صاحب بیان در طریق و عادت قزوینیان

بر تن و دست و کتفها بیدرنگ
میزنند از صورت شیر و پلنگ
بر چنان صورت بپای پی نے گوند
از سر سوزن کبودیها زنند
سوی دلاکی بشد قزوینیی
که کبودم زن بکن شیرینیی
گفت چه صورت زنم ای پهلوان
گفت بر زن صورت شیر ژیان
طالعم شیرست نقش شیر زن
جهد کن رنگ کبودی شیر زن
گفت بر چه موضعت صورت زنم
گفت بر شانه گهم زن آن رقم
چونکه او سوزن فرو بردن گرفت
درد آن در شانه گه مسکن گرفت
پهلوان در ناله آمد کای سنی
مر مرا کشتی چه صورت میزنی
گفت آخر شیر فرمودی مرا
گفت از چه عضو کردی ابتدا
گفت از دمگاه آغازیده ام
گفت دم بگذار ای دو دیده ام
از دم دمگاه شیرم دم گرفت
دمگه او دمگهم محکم گرفت
شیر بیدم باش گو ای شیرساز
که دلم سستی گرفت از زخم گاز
جانب دیگر گرفت آن شخص زخم
بیمحابا و مواسای و رحم
بانگ کرد او کین چه اندامست ازو
گفت این گوشست ای مرد نکو
گفت تا گوشش نباشد ای حکیم
گوش را بگذار و کوته کن کلام
جانب دیگر خلش آغاز کرد
باز قزوینی فغان را ساز کرد
کین سوم جانب چه اندامست نیز
گفت اینست اشکم شیر ای عزیز
گفت تا اشکم نباشد شیر را
گشت افزون درد کم زن زخمها
خیره شد دلاک و بس حیران بماند
تا بدیر انگشت در دندان بماند
بر زمین زد سوزن از خشم اوستاد
گفت در عالم کسی را این فتاد
شیر بی گوش و دم و اشکم که دید
اینچنین شیری خدا خود نافرید
چون نداری طاقت سوزن زدن
از چنین شیر ژیان بس دم مزن

جناب مجتہد صاحب قبلہ پانچ صحابیوں کی نسبت تو آپنے عذرات بدتر از گناہ پیش کیے مگر ہزاروں مرد اور ہزاروں عورت کہ جنمین بڑے بڑے فقیہ اور فقیہہ تھیں اُنکے خیال کا زینہا کیا عذر ہے ذری ذری سی باتوں پر ایک ایک عورت خلفائے عہد سے مسئلہ شرعیہ مین خوب جھگڑتی تھی باہم مسائل شرعیہ اور استنباط قرآن پر بہت گفتگو ہوتی تھی اگر اس آیت مین انما مفید معنی حصر تھا تو کیا وجہ ہے کہ اوروں نے بھی جواز مسئلہ استرقاق پر کہ بڑی دھوم دھام سے جاری تھا اعتراض پیش کیا اوروں کی طرف سے بھی تو کچھ عذر پیش کیجیے عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ کہ جنکی نسبت دربیان جنگ بنی جذیمہ آپ یہی فرماتے ہین کہ وہ نزول آیت من وفدا سے واقف تھے اُنھین کا

خلاف ثابت کر دیجیے حالانکہ وہی خود راوی ہین اوس حدیث کے جسمین بحث دیے جانے چھوکریون کی
خمس مین سے منجملہ غنیمت ہوازن کے اوپر گذر گئی ہی علاوہ بران اوس زمانہ مین موالی بہت قرآن کے پڑھنے والے
تھے اور اونمین اکثر تو ایسے ایسے فقیہ تھے کہ فقاہت اونکی مسلم الثبوت ہی بھلا احرار کو کچھ توجہ بسبب
خود غرضی کے نہوئی تو نہوئی موالی کا اس آیت کیطرف متوجہ نہونا اور بربنا اس آیت کے دعوی اونکا
نہ کرنا نہایت مستبعد اور خلاف قیاس ہی صاف ظاہر ہی کہ تقلید گمراہون کی بیکو گمراہی مین ڈال رہی ہی
جیسا وہی لوگ اپنی نادانی سے تجویز کرتے ہین اونکی تجویز پر آپ از راہ تقلید محض کے ایمان لاکر مستعد اسکے ہوتے
ہین کہ شرع کو تابع اونکے گمراہیون کا کیا جاوے مگر علی رغم انف مبطلان یہ کبھی نہو سکیگا وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ
أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ
مُعْرِضُونَ ○ اگر تابع ہوتا حق اونکی خواہشونکا تو ہر آئینہ فاسد ہو جاتے آسمان و زمین اور جو کچھ اونمین ہی
بلکہ دیا ہمنے اونکو ذکر اونکا پس وہی اپنے ذکر سے روگردانی کرنے والے ہین **قال** یہ بڑی قوی اسباب تھے
جنکے سبب سے آیت مین وفد کا حصر خیال سے خارج رہا **اقول** جھوٹھی باتین بنا کر یہ کہہ دینا کہ یہ بڑے قوی اسباب
تھے الخ بجز دھوکے کے کچھ مفید نہین جسقدر آپنے باتین گھڑین اونمین ایک بات قابل بھی نتھی کہ صلاحیت نسبت
عدم توجہی کے بطرف حصر کے رکھے چہ جائیکہ اوسکو سبب قوی ٹھہرایا جاوے اور جناب اسباب صرف پانچ ہی
آدمیون کی نسبت آپنے بیان کیے اور اونکی نسبت تو کچھ بھی بسبب عذرات آپنے پیش نہین کیے پس اس سے
تو احتجاج مین ہمارے خلل نہین پڑسکتا اور نسبت اون پانچون کے بھی قطع نظر اون امور کے ہم یہ کہتے ہین
کہ اسمین خیال اور توجہ کی ضرورت بھی کیا تھی جب ایک لفظ صاف ہر ایک معنی کے دلالت کرتا ہی تو زبان
دان جسوقت اوسکو سنیگا یا پڑھیگا بمجرد پڑھنے یا سننے کے اوسکا ذہن اون معانی کیطرف انتقال
کریگا اسمین کچھ فکر اور مزید توجہ اور خیال کی ضرورت بھی کیا ہی آیا کچھ انما کے افادہ حصر مین خفا ہی کہ اہل زبان
اوسکو معنی حصر بغیر توجہ تام اور انضمام دیگر قرائن اور لحوق بیان شارع کے نہین سمجھ سکتے تھے یا آپکے
ذہن مین یہ ہی کہ یہ پانچون آدمی تیس برس کے عرصے مین تمام قرآن کے معنی سمجھنے سے بسبب اسباب قویہ مذکورہ
قاصر ہو گئے تھے کیونکہ اسباب قویہ مذکورہ تو کچھ مخصوص لفظ انما ہی کے واسطے نتھے اگر تھے تو جمیع الفاظ کے واسطے تھے

اور تھے تو کیسکے واسطے بھی تھے پس لازم آتا ہی کہ اونکو معنی لا اور الا پر بھی جو کلمہ لا الہ الا اللہ مین ہی اون

تیس برس مین بسبب اسباب قویہ کے خیال نرہا ہوگا علی ہذا القیاس جبکوئی اونسے کچھ بات کہتا ہوگا تو اوسیر

بھی بسبب اسباب قویہ مذکورہ کے کچھ خیال نکرتے ہونگے فیصل قضایا بھی بدون تامل کرنے کے الفاظ دعوے

اور جواب اور شہادت پر فرمایا کرتے ہونگے کیونکہ اسباب یہ مذکورہ کو کچھ خصوصیت کلمات قرآن سے نہین

ہی اگر موثر ہین تو سب کلمات مین موثر ہین اور نہین تو نہین الغرض اوس خیر القرون مین بڑا ہی اندھیر حکومت اسلام

مین بقبول اہل ہند ہر یوم کا راج ہو رہا ہوگا اور وہان زیادہ تر تو کیفیت قابل تماشا کے یہ ہوگی کہ مدعی و مدعا علیہ

اور گواہ بھی تو اوسی زمرہ خیال نکرنے والو مین ہی ہونگے پس ایک عجیب کیفیت عرب و عجم مین صحابہ کبار کی

ہوگی اور اسباب قویہ کشتہ مجتہد عقلمند کی کیا بہار غفلت کی ہوگی کہ نہ دکھا رہے ہونگے واہ جناب مجتہد

صاحب خوب تعظیم کی اصحاب کبار اور خیر القرون اور خلافت خلفا عدل کی آپسے دوست کے ہوتے دشمن کی

تو کچھ حاجت نہین یہان تک تو جناب مجتہد صاحب کے بیان سے خیر القرون کی مناقب اور خوبیان اور عدم

توجہی بطرف کتاب اللہ کے ظاہر ہوئی اب وہ متوجہ ہوئے بطرف قرن ثم الذین یلونہم چنانچہ فرماتے ہین **قال**

اوس زمانے کے بعد لوگونکی توجہ اس بات پر زیادہ تر تھی کہ اوس زمانے کے واقعات کو جہان تک

ہو سکے دلائل سے قوی کرین اسلیئے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہونے لگین اور مجبوری آیت من و فدا کو منسوخ

بتانے لگے **اقول** خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ زمانہ پیغمبر صلعم مین تو تبلیغ اس حکم کی ہوئی جیسے کہ اور احکام

کی ہوتی تھی اور زمانہ صحابہ مین جواز غلامی کا باعث غفلت اصحاب پیغمبر صلعم کی ہوئی زمانہ تابعین مین دیدہ

و دانستہ کمر محکم اوپر ابطال حق کے باندھی گئی اور جب کوئی اور بات نہ بن آئی تو کتاب اللہ کی آیت

محکم کو اپنی ہوائے نفسانی کے سبب منسوخ ٹھہرایا گیا غرضکہ پیغمبر صلعم کے عہد سے ہی اس آیت کا یہ حال رہا

کہ درجہ بدرجہ اوسپر ظلم برابر ہوتا رہا اور اوسکی سبب مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوتے رہے پیغمبر صلعم نے تو تبلیغ اوسکی

جیسی اوپر فرض تھی ویسی نکی اور مرتکب مخالفت يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ

رَبِّكَ کے ہوئے صحابہ نے کمال غفلت اوسمین کی اور مصداق وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ○

اور بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ○ کے ہوئے تابعین تو یہ ٹھہر کیا

کہ حکم محکم اور نص صریح کو اپنی ہوا و آرا باطلہ کی تائید کے لیے منسوخ ٹھہرا دیا چہ انبا شدہ سہ بہ نیم سفیہ کہ سلطان تہم رواداوم
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ پس کوئی قرن قرون ثلاثہ سے ایسا نہ تھا کہ مجتہد صاحب کی طعن سے بچ رہا ہو
اور درجہ بدرجہ پیغمبر صلعم سے تیسری قرن تک مجتہد نے سب ہی پر کنایۃً واشارۃً وصراحۃً طعنہ وتشنیع دیا وہ
الی اللہ ہمکو کچھ اسکا شکوہ نہیں جب وہ خدائے تعالی کو ہی بتقلید خوشامد گمراہوں کے مطعون کیا
کہ اوسنے توریت میں اجازت غلامی کی جو اقبح القبائح اور جڑ تمام بدیون کی اور خلاف قانون قدرت کے ہی
دی اسپر پیغمبر صلعم اور اصحاب پیغمبر صلعم اور اتباع اونکے اور علما و صلحا کس شمار میں رہگئے پس اپنے اجتہاد ور
کوشش میں تو حتی الوسع اونھوں نے کچھ کوتاہی نہیں کی اب یہی منتظر اور متوقع حلول وعید فلیبلغ نادیہ
سندع الزبانیۃ کے رہیں بس قال بہرحال جو کچھ ہوا اوسکی نسبت یہ بات تسلیم ہو سکتی ہی کہ اوس
زمانے کے لوگون کی غلامی کی نسبت یہ رائے تھی مگر وہ رائے مذہب اسلام کا مسئلہ اور حکم منزل من اللہ نہیں قرار
پا سکتا اقول جناب تمہاری ہی تھی وہ رائے مبنی اوپر آیات محکمات اور احادیث صحیحہ اور افعال پیغمبر صلعم
کے تھی اور یہ مسئلہ ہرحال میں مطابق وحی من اللہ کے ہی اور مخالفت اوسکی مخالفت خدا اور رسول و جمیع انبیا
علیہم السلام اور جمیع کتب سماویہ کی ہی اور آپکے اس اقرار سے ثابت ہی کہ کلمہ انما مفید حصر نہیں اگر ایسا ہوتا
تو سب قرون ثلثہ کی بالاتفاق اوسکے خلاف پر کیونکر ہو سکتی تھی کیا اون ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں میں
کوئی ایک بھی فسق سے خالی نہ تھا قال اور نہ اسلام پر اون لوگون کی رائے سے کچھ داغ لگ سکتا ہی اقول
اسمین کیا شک ہی اونکے دل تو نور قدیم سے منور تھے کیسی فلکی رائے ایسی تھی کہ اوس سے اسلام اور پیشوایان
اسلام اور جمیع انبیا علیہم السلام اور خود ملک علام پر داغ لگ سکے ماشاء اللہ یہ تو آپ ہی کی نئی آگ کی
چنگاریاں ہیں کہ جنسے خدا سے لیکر اخیار و ابرار تک کوئی بھی انکے دھبون سے نہیں بچ سکتا قال مگر یہ بات
ظاہر ہی کہ یہ بحث جو ہمنے شروع کی ایک بحث ہی کہ مسلمانوں میں بارہ سو برس کے درمیان میں شاید کسی نے نہیں کی
اوسکا شبہہ اسوقت ہمپر خرق اجماع اور تخلف اجماع امت کا الزام لگایا جاتا ہی اقول جناب آپ تو نہایت
کسرنفسی اور تنزل اس مقولہ میں کام میں لائے کچھ اور تعلی کیجیے سہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز یہ ساڑھے
بارہ سو نہیں بلکہ عہد ابراہیم علیہ السلام سے فرمائیے کہ جسکو کئی ہزار برس گذرے اور شاید کا کیا موقع ہی

یقیناً فرمائیے کہ بیشک کسی نے نہیں کی اور الزام مخالفت اجماع پر ہی اکتفا نہ کیجیے بلکہ مخالفت نصوص
بھی اوسکے ساتھ شامل کر لیجیے اور ہمکو جہان تک کتب سماویہ اور تواریخ سے معلوم ہوا ہے اوس بنا پر ہم بھی
کہہ سکتے ہین کہ واقع مین ایسی بحث خلاف نص و اجماع ابتداے پیدایش آدم علیہ السلام سے یا آپ ہی کی ہے یا ایک اور شخص نے
خلاف اجماع ملائکہ اور نص کے ابتداے پیدایش آدم علیہ السلام کے وقت کی تھی سواے اوسکے اور کوئی بحث کرنیوالا
سواے آپکے سیاحت کا ہم نے نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا قال مگر چونکہ مسلمانون کا مقرر کیا ہوا یہ ایک مسئلہ
ہے کہ اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کر دیتا ہے اقول یہ مسئلہ مسلمہ جمہور فقہا نہین ہے بلکہ صرف فخر الاسلام
اسکے قائل ہین مگر ہمنے اسکو تسلیم کیا قال اور اجماع ثانی شروع ہونیکے لیے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص
اجماع اول سے اختلاف کرے اقول یہ آپکا جہل ہے کیفیت و ماہیت اجماع مصطلحہ سے اجماع اسکا نام ہے
کہ ایک عصر مین جملہ مجتہدین امت محمدیہ ایک مسئلہ پر متفق ہون پس اگر ایک عصر کے مجتہدین کا اتفاق ہوا
تو اجماع منعقد ہوا اور اگر عوام الناس جیسے کہ آپ ہین کسی مسئلہ پر متفق ہو گئے اون سے بھی اجماع منعقد
نہین ہو سکتا اور اگر ماسواے علماے امت محمدیہ کے کچھ لوگ جو خارج از امت ہون متفق کسی مسئلہ پر ہو لیے
تب بھی اجماع منعقد نہین ہو سکتا پس ایک شخص نے اگر اجماع سابقہ سے اختلاف کیا اور اجماع جملہ مجتہدان عصر کا
اوسپر ہوا تو اوسکا قول اوسیوقت مردود ہو گیا اور وہ قول نہ اوسوقت نہ آیندہ کبھی مقبول ہو سکتا ہے
اور صلاحیت و قابلیت احتجاج اور استناد کیواسطے انعقاد اجماع آیندہ کے نہین رکھتا ہان اگر اوسی زمانہ مین
تمام مجتہدین امت اسپر اتفاق کر لین تو اجماع ثانی منعقد ہو سکتا ہے اور یہ صورت اجماع کی نہین کہ آج
ایک مجتہد نے خلاف اجماع اول کے کچھ کہا چند بعد دوسرے نے پس اجماع نہین ہے بلکہ اقوال فرادی فرادی خلاف اجماع
اول جب کبھی پاے جاوینگے اوسیوقت بسبب مخالفت اجماع اول کے مردود ہو جاوینگے اور اجماع ثانی ایک
صورت فرضیہ ممکن بالذات ہے اب اس عصر مین کہ علماے اسلام مشرق سے مغرب تک ملکون متباعدہ مین منتشر ہین اجماع
ثانی بر خلاف اجماع اول کے علاوہ متعسر الحصول بلکہ محال معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اسوقت آپکا قول مخالف اجماع
پایا گیا بلکہ بفرض اگر آپ مجتہدان امت محمدیہ سے بھی ہون تب بھی یہ قول آپکا بسبب انفراد کے ایسا مردود ہے کہ نہ
اسوقت اور نہ کبھی آیندہ در باب انعقاد اجماع آیندہ کے موثر ہے قال پس مین شخص مین ہون اقول اجی حضرت

آپ سے تو الٹھون ہونگے اونکا کیا اعتبار ہی اجماع کے انعقاد کی اہلیت کسی عامی کو حاصل نہین ہی وجہی یکل مجتہد
لیس فیہ فسق ولا بدعۃ فان الفسق یورث التہمۃ ویسقط العدالۃ وصاحب البدعۃ یدعی
الناس الیہا ولیس ہو من الامۃ علی الاطلاق اہلیت اجماع حاصل ہوتی ہی مجتہد کو کہ ہووے اوسمین فسق
اور بدعت کہ فسق پیدا کرتا ہی تہمت کو اور ساقط کردیتا ہی عدالت کو اور صاحب بدعت بلاتا ہی آدمیونکو بدعت کیطرف
اور نہین ہی وہ امت محمدیہ سے علی الاطلاق پس آپ کیطرح جہلا اہلیت اجتہاد و انعقاد اجماع کی نہین رکھتے علاوہ برآن آپ پر
اطلاق مجتہد کا ہرگز ہی نہین ہو سکتا کیونکہ اجتہاد کے لیے ضبط آیات و احادیث ضروریہ اور علم بلغات قرآن و احادیث
اور دخل علوم عربیہ شرط ہی اور یہ سب امور جیسا کچھ کہ آپ مین موجود ہین کچھ حاجت بیان کی نہین ہماری تحریر سابقہ سے
خوب ظاہر ہی **قال** ای میرے بھائی مسلمانون الخ **اقول** یہان مجتہد صاحب مدعی ترقی علم کے اس
زمانہ مین ہین مگر مین نہین سمجھتا کہ اونکے نزدیک وہ علم و حکمت جو باعث نجات دائمی اور موجب رفعت درجات
اخروی ہی اور جسکی صفت و ثنا قرآن و حدیث مین ہی اور جملہ علما و حکما ابتدا سے اوسکو شرف و اعلی کہتے
آئے ہین اور اوسکی نسبت خدا فرماتا ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور پیغمبر صلعم فرماتے ہین انا
مدینۃ العلم و علی بابہا اور خدا فرماتا ہی کہ بعث فی الامیین رسولا منہم یتلو علیہم آیاتہ
ویعلمہم الکتاب والحکمۃ اور جسکے سبب نوع انسان کو شرافت سائر انواع حیوانی پر دی ہی کسکا نام ہی
آیا وہ علم حکمت علم نجوم ہی یا طب ہی یا جغرافیہ ہی یا جبر و مقابلہ ہی یا ہیئت ہی یا ہندسہ ہی یا علم جر ثقیل ہی یا ان سب کے سوا اور کچھ
اور ہی چیز ہی اور وہ خیر القرون و قرن ثانی و ثالث مین برسر ترقی تھا یا اب ہی اسکی شرح مہربانی فرما کر لکھین
تاکہ معلوم ہووے کہ مجتہد صاحب اوس علم و حکمت کے نام سے بھی آگاہ ہین یا نہین اور کچھ بھی بو اوس کی
اونکے مشام جان تک پہونچی ہی یا نہین جنہنے اونکے تہذیب الاخلاق مین اب تک ایک حرف بھی
اوس علم کا نہین دیکھا اور جو بات دیکھی وہ برخلاف ہی اخلاق اوس صاحب خلق عظیم صلعم دیکھی جسکے
حق مین خدا فرماتا ہی انک لعلی خلق عظیم اور جس قرن کی نسبت خیر القرون کی وارد ہی وہ عا
[illegible]
ترقی تھا یا اسی زمانہ مین اور اوس قرن کو خیر القرون کس علم کے اعتبار سے فرمایا ہی ذرا اسکی شرح تو فرمائیے فقط

تمت

خاتمۃ الطبع

بعنایتِ بے غایتِ ایزدِ متعال و اعانتِ لانہایتِ قادرِ ذو الجلال کتاب ہدایت نصاب

ردّ الشقاق فی جواز الاسترقاق تصنیفِ نحریرِ علّام حبرِ فہّام امام المتکلمین عصر

مقتدام مناظرین دہر ذو الرای الصائب جناب کمالات انتساب مولانا مولوی محمد علی صاحب

تحصیلدار پرگنہ بلاری ضلع مرادآباد بجواب ہفوات و دفع شبہات رسالہ

تبرئۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام کہ مصنف ممدوح الصدر نے نصوص

قطعیہ قرآنیہ اور احادیث صحیحہ نبویہ سے قلع و قمع بنیاد الحاد کا کیا ہے

ایک ایک شبہہ و وہم کا بچند طرق جواب دیا ہے اغلاط فاحش

مصنف تبرئۃ الاسلام ثابت کیے ہیں آری ہی تمثیلیں دی ہیں نظیر

جواب طلب ہیں واسطے دفع شبہات منکرین جواز استرقاق

کے کتاب بے مثال قاطع اور رافع خدشات

متوہمین کے بحسن ساطع ہی مطبع نظامی

واقع کانپور میں باہتمام

امیدوار رحمت ربّ غفور عاجز محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مبرور در عشرۂ اولیٰ شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۱ھ
میں بعد تصحیح و نظر ثانی مصنف علام طبع ہوئی مومنین مخلصین کو پسند و مرغوب ہوئی الحمد للہ رب العالمین فقط

محمد روشن خان حنفی سنہ ۱۲۸۳
حاجی
محمد عبد الرحمن بن

وجہ مہر بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب لاجواب مطبوع طبائع خاص و عام
چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہے مہر دستخط مہتمم کے لکھے گئے فقط

العبد
محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مرحوم حنفی تعلیم خود

صحت نامہ ردّ الشقاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱	نہووے	نہوی
۵۳	۶	غیبر	عیبر
″	۹	تلوّن	تلوَن
۶۳	۲۲	لاً	لاَ
۷۲	۹و۰	تمتتع	تمتع
۹۵	۲۱	قطعہ	ابیات
۱۰۲	۹	بالّغو	باللغو
۱۰۵	۲۱	مسُل	سَبق
۱۱۰	۱۶	اُماء	اِماء
۱۱۷	۱۱	فبو	فسبو
۱۲۱	۱۲	فی	ا فی
″	۱۹	نہین	تعیین
۱۲۳	۱۲	اکثر	اگر
۱۲۹	۷	تجدید	تحدید
۱۳۲	۱۴	قائل	قابل
۱۳۶	۱۴	اوسکا	اِسکا
۱۴۳	۴	ایسی	ایسا
۱۴۹	۹	مُلت	بُلت
۱۵۰	۶	شہو	نہو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۵	۲	لائق	لاحق
۱۶۱	۲۰	رکُلّ	بکُلّ
۱۸۱	۱۳	نمین	من
۱۹۳	۱۹	الرسول	رسول
۱۹۷	۱	تمام	کہ تمام
۲۰۰	۱۲	قائل	قاتل
۲۲۴	۱۳	قتلاً	مقتلاً
″	۱۴	ترجیح	ترجیع
۲۴۰	۱۰	آیت	مورتبہ
۲۶۲	۱۹	می	رھی
۲۸۰	۱۱	اھہات	امہات
۲۸۷	۱۲	اصابتہ	اصابہ
۲۹۲	۳	لاتستمع	ان الیہ لاتستمع
۲۹۹	۱۶	مذکور	بدر
۳۰۰	۵	تجدید	تحدید
″	۹	اصول میزان	اصول و میزان

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
کی واسطے	کیواسطے	۱۴	۳۱۰	حرمت	حدیث	۹	۳۰۴

تمّت

انتباہ

صفحہ ۲۱۲ سطر ۶ لغایت ۱۵ پر جو حدیث مع شرح نقل ہوئی ہی اوسکی
شرح و متن سکے تمیز کے نشان اسی صفحے کی سطر ۴ مین
ہوئے تھے مگر چونکہ چھاپے کے وقت وہ علامت
نہ بن سکی لہذا زیر خط جو عبارت ہی
اور نیز سطر ۱۳ کی اس قدر
عبارت فانّ لکم فی
الخمس الکثی من ذلک
عبارت متن سمجھنی
چاہئے اور باقی عبارت
شرح فقط

قطعہ تاریخ طبع

رد اشتقاق بھر زیارات سنکرین	از طبع گشت قابل تحسین و آفرین
ہاتف زغیب داد ندا بھر سال طبع	رد اشتقاق دافع برہان ملحدین

۱۲۹۱